سنن نسائی

مترجم

كتابُ الطّهارة ـ المَواقيت أحَاديث: 1ـ626

تاليف

إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

ترجمہ وفوائد فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

مترجم

سُنَنْ نَسَائی

جلد ہفتم

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

- 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

© مکتبة دارالسلام، ١٤٣٢ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

النسائي، احمد بن شعيب
سنن النسائي /مجلد ٧. /احمد بن شعيب النسائي - الرياض، ١٤٣٢ هـ
ص: ٦٥٩ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٨-١١٦-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
(اللغة الاردية)
١. الحديث - سنن ٢-الحديث - الصحيح أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٥ ١٤٣٢/٤٦٣٣

رقم الإيداع: ١٤٣٢/٤٦٣٣
ردمك: ٨-١١٦-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

سنن نسائی
مترجم

جلد ہفتم

کتاب قطع السارق ... کتاب الأشربة أحادیث: 4874 ... 5761

تالیف

إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی رحمه الله

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار حفظہ اللہ
حافظ محمد آصف اقبال حفظہ اللہ
ابو الحسن حافظ عبد الخالق حفظہ اللہ
مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ
مولانا غلام مرتضیٰ حفظہ اللہ
مولانا مختار احمد ضیاء حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین (جلد ہفتم)

10

٥٠- كتَابُ الِاسْتِعَاذَة | اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا بیان 369

چور کی سزا اور اس کی حکمت

چوری انتہائی قبیح عمل ہے جس کی کوئی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ دنیا کے ہر مذہب میں یہ قابل سزا عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کل کے یورپی قوانین (جو یورپ کے علاوہ ان ممالک میں رائج ہیں جہاں ان کی حکومت رہی ہے) میں اس کی سزا قید اور جرمانہ ہے۔ اور شریعت اسلامیہ میں اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ آج کل کے ''روشن خیال'' حضرات ہاتھ کاٹنے کی سزا کو وحشیانہ اور ظالمانہ کہتے ہیں کہ اس طرح معاشرے میں معذور افراد زیادہ ہوں گے اور وہ معاشرے اور حکومت کے لیے بوجھ بن جائیں گے' حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ ایسی سزا ہے جو چوری کو معاشرے سے تقریباً کالعدم کر دے گی۔ صرف چند ہاتھ کاٹنے سے اگر معاشرہ چوری سے پاک ہو جائے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔ ان چند افراد کا بوجھ حکومت یا معاشرے کے لیے اٹھانا ان کروڑوں اربوں کے اخراجات سے بہت ہلکا ہے جو پولیس اور جیلوں پر خرچ کرنے پڑتے ہیں جب کہ جیلوں میں چھوٹے چور بڑے چور بنتے ہیں۔ وہاں جرائم پیشہ افراد اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے جرائم کے منصوبے بنتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ اسلامی سزا کے نفاذ سے ''ہتھ کٹے'' افراد کی کثرت ہوتی ہے' جہالت ہے۔ چند ہاتھ کٹنے سے چوری ختم ہو جائے گی۔ پولیس اور عدالتوں کی توسیع کی ضرورت نہیں رہے گی۔ شہر میں ایک آدھ ''ہتھ کٹا'' فرد سارے شہر کے لیے عبرت بنا رہے گا۔ اس سے کہیں زیادہ افراد کے ہاتھ حادثات میں کٹ جاتے ہیں' لہٰذا یہ صرف پروپیگنڈا ہے

کہ اس سزا سے ''ہتھ کٹوں'' کا سیلاب آ جائے گا۔ سعودی عرب جہاں اسلامی سزائیں سختی سے نافذ ہیں' اس حقیقت کی زندہ مثال ہے۔ وہاں کوئی فرد ہتھ کٹا نظر نہیں آتا مگر چوری کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ کروڑوں کی مالیت کا سامان بغیر کسی محافظ کے پڑا رہتا ہے اور لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ زیورات سے لدی پھندی عورتیں صحراؤں میں ہزاروں میلوں کا سفر کرتی ہیں مگر کسی کو نظر بد کی بھی جرأت نہیں ہوتی' حالانکہ اسلامی سزا کے نفاذ سے قبل دن دہاڑے قافلے لوٹ لیے جاتے تھے۔ اور لوگ حاجیوں کی موجودگی میں ان کا سامان اٹھا کر بھاگ جایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل امریکہ وغیرہ میں حال ہے' باوجود اس کے کہ وہاں جیلیں بھری پڑی ہیں مگر چوری' ڈاکے روز روز بڑھ رہے ہیں۔ اسلام نے چوری کی یہ سزا اس لیے رکھی ہے کہ چوری بڑھتے بڑھتے ڈاکا ڈالنے کی عادت ڈالتی ہے۔ ڈاکے میں بے دریغ قتل کیے جاتے ہیں اور جبرًا عصمتیں لوٹی جاتی ہیں۔ گویا چور آہستہ آہستہ ڈاکو' قاتل اور زنا بالجبر کا مرتکب بن جاتا ہے' لہٰذا ابتدا ہی میں اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے تاکہ وہ خود بھی پہلے قدم پر ہی رک جائے بلکہ واپس پلٹ جائے اور معاشرہ بھی ڈاکوؤں' بے گناہ قتل اور زنا بالجبر جیسے خوف ناک اور قبیح جرائم سے محفوظ رہ سکے۔ بتائیے! اس سزا سے چور اور معاشرے کو فائدہ حاصل ہوا یا نقصان؟ جب کہ قید اور جرمانے کی سزا ان جرائم میں مزید اضافے کا ذریعہ بنتی ہے۔ پہلی چوری کا جرمانہ اس سے بڑی چوری کے ذریعے سے ادا کیا جاتا ہے اور جیل جرائم کی تربیت گاہ ثابت ہوتی ہے۔ جرائم تبھی ختم ہوں گے جب ان پر کڑی اور بے لاگ اسلامی سزائیں نافذ کی جائیں گی کیونکہ وہ فطرت کے عین مطابق ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٤٦) - كِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (التحفة ٢٩)

چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان

(المعجم ١) - تَعْظِيمُ السَّرِقَةِ (التحفة ١)

٤٨٧٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

باب:۱- چوری بہت بڑا گناہ ہے

۴۸۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب کوئی شخص چوری کرتا ہے تو وہ صاحب ایمان نہیں ہوتا۔ جب کوئی شخص شراب پیتا ہے تو وہ ایمان سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص طاقت وقوت کے زور پر زبردست ڈاکا ڈالتا ہے کہ لوگ بے چارے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ بھی ایمان سے خالی ہوتا ہے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ سابقہ حدیث: ۴۸۷۳.

٤٨٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

۴۸۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٨٧٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٤، وله شواهد عند البخاري، المظالم، باب النُّهْبٰى بغير إذن صاحبه، ح: ٢٤٧٥، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ... الخ: ٧٥٧ وغيرهما، انظر الحديث الآتي. * القعقاع بن حكيم تابعه الأعمش.

٤٨٧٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ... الخ، ح: ٥٧/ ١٠٤ عن محمد بن المثنٰى، والبخاري، الحدود، باب إثم الزناة وقول الله تعالى: "ولا يزنون ... الخ"، ح: ٦٨١٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٥، ٧٣٥٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، ثُمَّ التَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”زانی جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ البتہ توبہ پھر بھی ہو سکتی ہے۔“

فائدہ: ”توبہ“ یہ اشارہ ہے کہ یہاں مطلقاً ایمان کی نفی مقصود نہیں بلکہ وقتی طور پر یا ایمانِ کامل کی نفی مقصود ہے کیونکہ یہ گناہ ہیں، کفر نہیں بشرطیکہ فاعل توبہ کرے اور واپس آ جائے۔

٤٨٧٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ أَبُو عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي زِيَادٍ - عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَذَكَرَ رَابِعَةً فَنَسِيتُهَا فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ.

۴۸۷۶ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور (جب کوئی شخص) چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور (جب) شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ انھوں نے ایک چوتھی چیز کا بھی ذکر فرمایا لیکن میں بھول گیا۔ جو آدمی یہ کام کرتا ہے، وہ اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیتا ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

٤٨٧٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۸۷۷ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٨٧٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٧٣٥٧. * يزيد (هو ابن أبي زياد) ضعيف مدلس مختلط، ولبعض الحديث شواهد دون قوله: "فإذا فعل ذلك خلع . . . الخ".

٤٨٧٧ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٥٨.

الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے وہ انڈا چرالیتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ رسی چرالیتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''لعنت کرے'' کہ وہ معمولی چیزوں کے بدلے اپنا قیمتی ہاتھ جس کا کوئی بدل نہیں' کٹوا بیٹھتا ہے۔ دنیا میں اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا؟ ہاتھ سے محرومی' زندگی بھر کی معذوری' بدنامی اور رسوائی جو مرتے دم تک جدا نہ ہوگی اور ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور ایمان سے محرومی۔ اور لعنت کیا ہوتی ہے؟ کسی شخص کا نام لے کر اس پر لعنت ڈالنا جائز نہیں' خواہ وہ کافر ہی ہو' الا یہ کہ وہ کفر پر مرے یا اس کا کفر قطعی ہو۔ البتہ کسی کبیرہ گناہ کا ذکر کر کے اس کے فاعل پر (بغیر کسی کا نام لیے یا کسی کو معین کیے) لعنت ڈالی جاسکتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ لعنت سب سے بڑی بددعا ہے۔ مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی ہے' اسی لیے یہ کسی مومن کے بارے میں تو ہو ہی نہیں سکتی۔ کافر بھی ممکن ہے' کسی وقت مسلمان ہو جائے' لہٰذا اس کے لیے بھی مناسب نہیں۔ ② ''انڈا' رسی'' کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے فرمایا۔ مراد معمولی چیز ہے۔ ظاہر ہے دنیا کا مال کتنا بھی قیمتی ہو' انسانی ہاتھ اور انسانی شرف کے مقابلے میں معمولی ہی ہے ورنہ انڈا' رسی پر ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا بلکہ ہاتھ کاٹنے کے لیے چوری کی ایک حد مقرر کی گئی ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ إن شاء الله. بعض حضرات نے بیضہ کے معنی خود کیے ہیں جو لڑائی کے وقت سر پر پہنا جاتا ہے۔ وہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس پر ہاتھ کاٹا جاسکتا ہے۔ اور رسی سے مراد کشتی کے رسے لیے ہیں جو بہت موٹے ہوتے ہیں۔ قیمت بھی بہت ہوتی ہے۔ معنی تو یہ بھی بن سکتے ہیں مگر اس سے کلام کی بلاغت ختم ہو جاتی ہے۔ کلام کا مقصد تو چوری کی مذمت ہے نہ کہ ہاتھ کاٹنے کی تفصیل بیان کرنا۔ والله أعلم.

(المعجم ٢) - بَابُ امْتِحَانِ السَّارِقِ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ (التحفة ٢)

باب:١٢- مار پیٹ کر اور قید کر کے چور کی تفتیش کرنا

٤٨٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۸۷۸- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے

٤٨٧٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الحدود، باب في الامتحان بالضرب، ح: ٤٣٨٢ من حديث بقية به، ◄◄

قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَرَازِيُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّهُ رَفَعَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ أَنَّ حَاكَةً سَرَقُوا مَتَاعًا، فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَ هٰؤُلَاءِ بِلَا امْتِحَانٍ وَلَا ضَرْبٍ؟ فَقَالَ النُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ؟ إِنْ شِئْتُمْ أَضْرِبْهُمْ، فَإِنْ أَخْرَجَ اللهُ مَتَاعَكُمْ فَذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُمْ مِثْلَهُ قَالُوا: هٰذَا حُكْمُكَ؟ قَالَ: هٰذَا حُكْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ ﷺ.

کہ بنوکلاع کے کچھ لوگوں نے ان کے پاس مقدمہ پیش کیا کہ کپڑا بنانے والے کچھ لوگوں نے ہمارا سامان چرا لیا ہے۔ انھوں نے ان کو چند دن قید میں رکھا' پھر چھوڑ دیا۔ مقدمہ پیش کرنے والے آئے اور کہا: آپ نے ان کو بغیر کسی مار پیٹ اور تحقیق وتفتیش (چھان بین) کے چھوڑ دیا ہے؟ حضرت نعمان نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں ان کو مار پیٹ کرتا ہوں۔ اگر تمھارا سامان ان سے برآمد ہو گیا تو بہتر ورنہ میں تمھاری پیٹھوں پر بھی اتنی ہی مار پیٹ کروں گا۔ انھوں نے کہا: یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے' اس کے رسول مکرم ﷺ کا فیصلہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب کا اس روایت کی سند کو ضعیف کہنا درست نہیں۔ ان کے نزدیک وجہ ضعف یہ ہے کہ ازہر بن عبداللہ کے حضرت نعمان بن بشیر سے سماع میں نظر ہے لیکن انھوں نے اس نظر کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی اور اصولی بات یہ ہے کہ جب ثقہ یا صدوق راوی "عن" سے بیان کرے اور وہ متہم بالتدلیس بھی نہ ہو تو اس کی روایت سماع پر محمول ہوگی۔ اور ازہر کو کسی نے مدلس نہیں کہا۔ شاید اسی لیے شیخ البانی اور دیگر محققین نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ ② اس باب میں چور سے مراد وہ شخص ہے جس پر چوری کا الزام ہو مگر کوئی گواہ نہ ہو اور نہ مال مسروقہ اس سے برآمد ہوا ہو۔ ایسے شخص کو جس پر چور ہونے کے قرائن ہوں' تحقیق کی غرض سے قید کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ تسلیم کرلے یا اس سے مال مسروقہ برآمد ہو جائے تو اس کو چوری کی سزا لازم ہے۔ اگر کچھ بھی ثابت نہ ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر ؓ کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے' نیز اسے مارنے کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ مار پیٹ سے تو کسی بھی بے گناہ سے اعتراف کروایا جاسکتا ہے۔ کسی بے گناہ یا مشکوک شخص کو مارنا ظلم ہے۔ ہاں' البتہ یہ درست ہے کہ دانائی اور حکمت سے سچ اگلوایا جائے یا دھمکیوں وغیرہ سے مرعوب کر کے حقیقت معلوم کی جائے۔

٤٨٧٩ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ

۴۸۷۹- حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے' وہ

◀◀ وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٣٦١. * أزهر بن عبدالله في سماعه من نعمان بن بشير، نظر وإن ثبت سماعه فحديثه حسن.

٤٨٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح: ٣٦٣٠ من حديث معمر به.▶▶

ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَبَسَ نَاسًا فِي تُهْمَةٍ.

(بہز) ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو ایک الزام میں قید کر دیا تھا۔

فائدہ: تفتیش کے لیے نہ کہ بطور سزا کیونکہ جب تک ملزم کے خلاف الزام ثابت نہ ہو وہ مجرم نہیں بنتا۔ اور تفتیش کے لیے قید کے دوران میں اس پر تشدد نہیں کیا جا سکتا ورنہ تشدد کرنے والے کے خلاف قصاص کی کارروائی کی جائے گی۔

٤٨٨٠ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُ.

۴۸۸۰- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی الزام میں قید کر دیا تھا' پھر (الزام ثابت نہ ہونے پر) اسے چھوڑ دیا۔

(المعجم ٣) - **تَلْقِينُ السَّارِقِ** (التحفة ٣)

باب:۳- چور کو رجوع کا مشورہ یا موقع دینا

٤٨٨١ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ

۴۸۸۱- حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے خود بخود چوری کا اعتراف کیا تھا لیکن اس کے پاس (چوری کا) سامان نہیں ملا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ تو نے چوری کی ہوگی۔''

◄◄وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٢، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٣، والحاكم: ١٠٢/٤، والذهبي، وحسنه الترمذي، انظر الحديث الآتي.

٤٨٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الحبس في التهمة، ح: ١٤١٧ عن علي بن سعيد به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٢.

٤٨٨١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في التلقين في الحد، ح: ٤٣٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٣. * أبو المنذر لا يعرف كما قال الذهبي.

اِعْتَرَفَ اِعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ؟» قَالَ : بَلٰى ، قَالَ : «اِذْهَبُوا بِهِ فَاقْطَعُوهُ ثُمَّ جِيئُوا بِهِ» فَقَطَعُوهُ ثُمَّ جَاؤُا بِهِ فَقَالَ لَهُ : «قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» فَقَالَ : أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ، قَالَ : «اَللّٰهُمَّ! تُبْ عَلَيْهِ» .

اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) آپ نے فرمایا: ”اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ کر پھر میرے پاس لے آؤ۔“ وہ اس کا ہاتھ کاٹ کر اسے واپس لائے تو آپ نے اسے فرمایا: ”کہہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔“ اس نے یہی الفاظ دہرا دیے۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔“

(المعجم ٤) - اَلرَّجُلُ يَتَجَاوَزُ لِلسَّارِقِ عَنْ سَرِقَتِهِ بَعْدَ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ الْإِمَامَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ (التحفة ٤)

باب: ۴- حاکم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے کے بعد متعلقہ شخص کا چور کو چوری معاف کرنا اور صفوان بن امیہ کی حدیث میں عطاء پر اختلاف کا بیان

٤٨٨٢- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ : أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً لَهُ فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ : «أَبَا وَهْبٍ! أَفَلَا كَانَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنَا بِهِ؟» فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ .

۴۸۸۲- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کی چادر چرالی۔ وہ اسے (چور کو) نبیٔ کریم ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ”ابو وہب! (معاف ہی کرنا تھا تو) ہمارے پاس لانے سے پہلے کیوں معاف نہ کر دیا؟“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فوائد و مسائل: ① قابل حد مسئلہ جب حاکم کے سامنے پیش کر دیا جائے تو پھر اس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ ہاں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ حاکم کے پاس لانے سے پہلے معاف کر دیا جائے، تاہم شریعت نے جس چیز کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اس میں حاکم کے پاس لانے کے بعد بھی معافی ہو سکتی ہے جیسے مقتول کے ورثاء قاتل کو بعد میں بھی معاف کر سکتے ہیں۔ ② اسلامی اور شرعی سزائیں وحشیانہ قطعاً نہیں بلکہ یہ تو قابل رشک معاشرے کی تشکیل

٤٨٨٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في من سرق من حرز، ح: ٤٣٩٤ من حديث صفوان بن أمية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٤.

کے لیے ناگزیر اور حیات بخش ہیں۔ شرعی سزاؤں کے نفاذ سے نہ صرف برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے بلکہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ ③ ''کاٹ دیا'' یعنی کاٹنے کا حکم دے دیا۔

٤٨٨٣ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ مُرَقِّعٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: «فَلَوْلَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ يَا أَبَا وَهْبٍ!» فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۴۸۸۳ - حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (میری) چادر چرا لی۔ وہ اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''ابو وہب! تو نے یہ کام میرے پاس پیش کرنے سے پہلے کیوں نہ کیا؟'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

٤٨٨٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ ثَوْبًا، فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ اللهِ! هُوَ لَهُ، قَالَ: «فَهَلَّا قَبْلَ الْآنَ؟».

۴۸۸۴ - حضرت عطاء بن ابو رباح سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کپڑا چرا لیا۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ (کپڑے والے) آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کپڑا اس کو معاف ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس وقت سے پہلے کیوں نہ (معاف) کیا۔''

(المعجم ٥) - مَا يَكُونُ حِرْزًا وَمَا لَا يَكُونُ (التحفة ٥)

باب: ۵- کون سی چیز محفوظ ہوتی ہے اور کون سی غیر محفوظ؟

٤٨٨٥ - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۴۸۸۵ - حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٨٨٣ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨.

٤٨٨٤ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٦.

٤٨٨٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٧.

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ - هُوَ ابْنُ أَبِي بَشِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى، ثُمَّ لَفَّ رِدَاءً لَهُ مِنْ بُرْدٍ فَوَضَعَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَنَامَ، فَأَتَاهُ لِصٌّ فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَأَخَذَهُ، فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا سَرَقَ رِدَائِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَرَقْتَ رِدَاءَ هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبَا بِهِ فَاقْطَعَا يَدَهُ» قَالَ صَفْوَانُ: مَا كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فِي رِدَائِي، فَقَالَ لَهُ: «فَلَوْ مَا قَبْلَ هٰذَا». خَالَفَهُ أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ.

ہے کہ انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا‘ پھر نماز پڑھی‘ پھر اپنی چادر تہہ کر کے اپنے سر کے نیچے رکھ لی اور سو گئے۔ ایک چور آیا اور اس نے وہ چادر ان کے سر کے نیچے سے کھسکا لی۔ انھوں نے اسے پکڑ لیا اور نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس لے آئے اور کہا: اس نے میری چادر چرائی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تو نے اس کی چادر چرائی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے (دو آدمیوں کو) حکم دیا: ”اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔“ صفوان نے کہا: میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ میری چادر کی بنا پر اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے پہلے کیوں (معاف) نہ کیا؟“ اشعث بن سوار نے اس کی مخالفت کی ہے۔

32

فوائد و مسائل: ① عکرمہ سے یہ روایت بیان کرنے والے دو راوی ہیں: ایک عبدالملک بن ابوبشیر اور دوسرے اشعث بن سوار۔ عبدالملک نے جب یہ روایت بیان کی تو کہا: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ. جب یہی روایت اشعث نے بیان کی تو کہا: عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، یعنی اشعث نے اسے صفوان بن امیہ کے بجائے ابن عباس کی مسند بنایا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اشعث کی مخالفت‘ عبدالملک کی روایت کے لیے مضر نہیں کیونکہ وہ ثقہ راوی ہے جبکہ اشعث ضعیف ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بذات خود اس کی صراحت اگلی‘ یعنی اشعث کی بیان کردہ روایت میں کر دی ہے۔ واللہ أعلم. ② باب کا مقصد یہ ہے کہ چور محفوظ چیز اٹھائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، غیر محفوظ چیز اٹھانے سے وہ چور تو بنے گا لیکن اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ بطور تعزیر کوئی اور سزا دی جا سکتی ہے۔ محفوظ سے مراد‘ مثلاً: یا تو مالک پاس ہو اور اس نے وہ چیز اپنے پاس سنبھال کر رکھی ہو‘ خواہ وہ سویا ہو یا جاگتا ہو یا وہ چیز بند جگہ میں ہو‘ مثلاً: کمرے میں ہو اور کمرے کا دروازہ بند ہو۔ لیکن اگر کوئی چیز گھر سے باہر پڑی ہو اور مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے غیر محفوظ تصور کیا جائے گا۔ یا ایسے مقام پر ہو جو سب کے لیے کھلا ہے‘ مثلاً: مسجد‘ دفتر‘ سکول وغیرہ اور دروازہ بھی کھلا ہو‘ مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے بھی غیر محفوظ تصور کیا جائے گا۔ مذکورہ واقعے میں حضرت صفوان نے چادر تہہ کر کے سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہ محفوظ تھی۔ اس نے چرا کر اپنے آپ کو ہاتھ کاٹنے کا سزاوار قرار دے لیا۔

٤٨٨٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي خِيَرَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ - يَعْنِي ابْنَ الْعَلَاءِ الْكُوفِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ صَفْوَانُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ وَرِدَاؤُهُ تَحْتَهُ فَسُرِقَ، فَقَامَ وَقَدْ ذَهَبَ الرَّجُلُ فَأَدْرَكَهُ فَأَخَذَهُ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، قَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا بَلَغَ رِدَائِي أَنْ يُقْطَعَ فِيهِ رَجُلٌ، قَالَ: «هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنَا بِهِ؟».

۴۸۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت صفوان مسجد میں سوئے ہوئے تھے جبکہ ان کی چادر ان کے (سر کے) نیچے تھے۔ وہ چرا لی گئی۔ ان کو جاگ آئی تو چور جا چکا تھا۔ انھوں نے بھاگ کر اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری چادر اتنی قیمتی تو نہیں کہ اس کی بنا پر کسی آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ بات اس کو میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ سوچی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَشْعَثُ ضَعِيفٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: (اس روایت کا راوی) اشعث ضعیف ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کا ذکر اس روایت میں صحیح نہیں۔)

فائدہ: ''اتنی قیمتی'' قیمتی تو تھی' یعنی چوری کے نصاب کو پہنچ جاتی تھی اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا مگر ان کا خیال تھا کہ ہاتھ تو بہت قیمتی ہے۔ اس کی دیت پچاس اونٹ ہے۔ اسے تیس درہم کی چوری کے عوض نہیں کاٹنا چاہیے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ ہاتھ اس وقت قیمتی ہے جب بے گناہ ہو۔ جب اس سے چوری جیسا گناہ کر لیا گیا تو اب یہ قیمتی نہ رہا۔ اب یہ چند درہم کے بدلے کاٹ دیا جائے گا۔ چوری کس قدر ذلیل کام ہے کہ پچاس اونٹ کی قیمت رکھنے والی چیز کو تین یا زیادہ سے زیادہ دس درہم کی بنا دیا۔

٤٨٨٧ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَسْبَاطٍ، عَنْ

۴۸۸۷- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مسجد میں اپنی منقش (دھاری دار)

٤٨٨٦ـ [صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ٢٣٠٤ من حديث أشعث بن سوار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٨، والحديث السابق شاهد له.

٤٨٨٧ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، أخرجه أبوداود، الحدود، باب فيمن سرق من حرز، ح: ٤٣٩٤ من حديث عمرو بن حماد بن طلحة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٩. * أسباط هو ابن نصر، وسماك هو ابن حرب.

سِمَاكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ ابْنِ أُخْتِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنُهَا ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟ أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا، قَالَ: «فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ؟».

چادر پر سویا ہوا تھا جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ ایک آدمی آیا اور اسے کھسکا لے گیا۔ وہ آدمی پکڑا گیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ میں آپ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ صرف تیس درہم کے بدلے اس کا ہاتھ کاٹ رہے ہیں؟ میں یہ چادر اس کو بیچ دیتا ہوں۔ قیمت اس سے بعد میں لے لوں گا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ سب کچھ میرے پاس مقدمہ لانے سے پہلے کیوں نہ کیا؟“

٤٨٨٨- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَذَكَرَ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّهُ سُرِقَتْ خَمِيصَةٌ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخَذَ اللِّصَّ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ صَفْوَانُ: أَتَقْطَعُهُ؟ قَالَ: «فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ تَرَكْتَهُ؟».

۴۸۸۸- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے سر کے نیچے سے ایک دھاری دار چادر چرا لی گئی جبکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ وہ چور کو پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان نے کہا: آپ (اتنی چیز میں) اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ (میں اسے معاف کرتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ چھوڑ دیا؟“

٤٨٨٩- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَافُوا الْحُدُودَ قَبْلَ أَنْ

۴۸۸۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(ملزموں کو) میرے پاس پیش کرنے سے پہلے حدود معاف کر دیا کرو۔ میرے پاس کوئی حد والا

34

٤٨٨٨_ **[حسن]** تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٠.

٤٨٨٩_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الحدود، باب: يعفى عن الحدود ما لم تبلغ السلطان، ح: ٤٣٧٦ من حديث ابن جريج به، وعنعن، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٨٣، والذهبي، والحافظ في الفتح: ١٢/ ٨٧ . * عمرو بن شعيب وعنعنة ابن جريج علة قادحة.

تَأْتُونِي بِهِ، فَمَا أَتَانِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ». 	مقدمہ آیا تو حد لازماً لگے گی۔"

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح دلیل ہے کہ حاکم وقت اور عدالت کے سامنے پیش ہونے اور ملزم کو پیش کرنے سے پہلے باہم حدود میں معاف کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ بالخصوص اگر جرم کرنے والا کوئی ایسا عزت دار اور معاشرے کا معزز فرد ہو جو نہ تو عادی مجرم ہو اور نہ اپنے کیے پر فخر کا اظہار کرے بلکہ اپنی غلطی پر نادم اور شرمندہ ہو تو اسے معاف کر دینا ہی بہتر اور افضل ہے۔ ② عینی شاہدوں، یعنی موقع کے گواہوں کے لیے یہ قطعاً ضروری نہیں کہ وہ ضرور عدالت میں جا کر، جو کچھ انھوں نے دیکھا ہے اس کی بابت گواہی دیں بلکہ ایک مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی مستحب اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔ اس کے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں۔ ہاں، اگر معاملہ عدالت میں یا حاکم کے پاس چلا جائے تو پھر حق سچ کی گواہی دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس صورت میں حق کی گواہی چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ "حدود معاف کرو" مثلاً: چور کو عدالت میں پیش کیے بغیر چھوڑ دو، یا زانی کے خلاف گواہ عدالت میں نہ جائیں یا شرابی کا کیس عدالت میں نہ لے جایا جائے۔ ان صورتوں میں عدالت زبردستی کیس اپنے ہاتھ میں نہیں لے گی۔ لیکن جو کیس عدالت میں آ گیا، ملزم نے اعتراف کر لیا یا گواہوں نے گواہی دے دی، یعنی جرم ثابت ہو گیا تو پھر عدالت کے لیے حد قائم کرنا لازم ہو گا۔ وہ معاف نہیں کر سکتی۔ عدالت میں جرم کے ثبوت کے بعد متعلقہ اشخاص بھی معافی نہیں دے سکتے۔ البتہ قصاص کا مسئلہ اس ضابطے سے مستثنیٰ ہے۔ قتل کا مقدمہ عدالت میں چلا جائے، گواہ بھگت جائیں یا ملزم اعتراف کر لے حتیٰ کہ عدالت سزائے موت بھی سنا دے، تب بھی مقتول کے ورثاء معاف کر سکتے ہیں حتیٰ کہ پھانسی کا پھندہ قاتل کے گلے میں پڑا ہو، تب بھی اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عدالت کسی بھی مرحلے پر یا حاکم وقت کسی بھی اپیل پر قاتل کو معاف نہیں کر سکتا۔

٤٨٩٠- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ».

۴۸۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تک بات تم میں ہے، تم حدود معاف کر سکتے ہو لیکن اگر کوئی حد والا مقدمہ مجھ تک پہنچ گیا تو (میرے لیے) حد لگانا واجب اور لازم ہو جائے گا۔"

٤٨٩٠_[إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٣.

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں روایات کو محقق کتاب نے ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے کہا ہے کہ یہ روایات شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ سلسلہ صحیحہ میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جو اسی مفہوم کی ہے۔ دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث:١٦٣٨) اس لیے راجح بات یہی ہے کہ یہ روایات قابل استدلال ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٨٩١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا.

۴۸۹۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے گھریلو سامان استعمال کے لیے لیا کرتی تھی، پھر بعد میں مکر جاتی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عاریتاً کوئی چیز لے کر انکار کر دے جب کہ گواہ موجود ہوں تو اسے چور سمجھ کر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ کا موقف ہے کیونکہ یہ بھی چوری کی ایک قسم ہے بلکہ اس کا نقصان معاشرے کے لیے زیادہ ہے کیونکہ اگر اس پر سزا نہ دی جائے تو لوگ عاریتاً چیزیں دینے سے انکار کر دیں گے جس سے غریب لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر اس کی چوری کے ساتھ مشابہت ہے کہ یہ بھی حیلے کے ساتھ لوگوں کے مالِ محفوظ کو اڑانا ہے اور چوری میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، لہٰذا اس جرم پر بھی چوری والی سزا دی جائے گی۔ اور رسول اللہ ﷺ شرعاً اس بات کے مجاز ہیں کہ شرعی اطلاقات کی وضاحت فرمائیں، اس لیے بعض محدثین اس جرم پر بھی ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں جب کہ جمہور اہل علم اس کے قائل نہیں بلکہ صرف چوری پر قطع ید نافذ کرتے ہیں۔ اس حدیث کی تاویل وہ اس طرح کرتے ہیں کہ آپ نے اس جرم پر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا تھا بلکہ چوری پر کاٹا تھا جیسا کہ بعض روایات میں وضاحت ہے کہ اس نے چوری کی تھی۔ یہ جرم تو اس کی مزید مذمت کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ دیگر روایات وطرق میں بصراحت چوری پر قطع کا ذکر موجود ہے، پھر واقعہ بھی ایک دفعہ ہی پیش آیا ہے، اس لیے راجح موقف جمہور ہی کا ہے کہ قطع ید صرف چوری پر ہوگا۔ واللہ أعلم.

٤٨٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۸۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں

٤٨٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في القطع في العارية إذا جحدت، ح: ٤٣٩٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٧٤.

٤٨٩٢ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٧٥.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ مَتَاعًا عَلَى أَلْسِنَةِ جَارَاتِهَا وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا.

نے فرمایا: ایک مخزومی عورت اپنی پڑوسنوں کی معرفت چیزیں ادھار لے لیا کرتی تھی، پھر بعد میں مکر جایا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم فرمایا۔

٤٨٩٣- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الْجَنْبِيُّ أَبُو مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْحُلِيَّ لِلنَّاسِ ثُمَّ تُمْسِكُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِتَتُبْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَتَرُدَّ مَا تَأْخُذُ عَلَى الْقَوْمِ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُمْ يَا بِلَالُ! فَخُذْ بِيَدِهَا فَاقْطَعْهَا».

۴۸۹۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت لوگوں کے زیورات مانگ کر لے جایا کرتی تھی اور پھر واپس کرنے سے انکار کر دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عورت اللہ اور اس کے رسول کے سامنے علانیہ توبہ کرے اور جو کچھ اس نے لوگوں سے لیا ہے، ان کو واپس کرے۔“ (لیکن وہ عورت نہ مانی تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! اٹھو اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔“

فائدہ: ”واپس کر دے“ اس جرم میں یہ گنجائش ہے کہ اگر وہ مجرم بعد میں چیز واپس کر دے تو اسے معافی مل جائے گی، البتہ چوری میں یہ گنجائش نہیں بلکہ جرم ثابت ہونے کے بعد کسی بھی صورت میں معافی نہیں ہو سکتی اور ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٤٨٩٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيلِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْحُلِيَّ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَعَارَتْ مِنْ ذٰلِكَ حُلِيًّا

۴۸۹۴- حضرت نافع ؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استعمال کے لیے زیورات مانگ لیا کرتی تھی۔ اس طرح اس نے کافی زیورات اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ اپنے پاس رکھ لیے (اور

٤٨٩٣- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٦٦، ح: ١٣٣٦٠ من حديث الحسن بن حماد سجادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٦، وسنده حسن. * عمرو بن هاشم حسن الحديث.

٤٨٩٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٧.

فَجَمَعَتْهُ ثُمَّ أَمْسَكَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِتَتُبْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ وَتُؤَدِّي مَا عِنْدَهَا». مِرَارًا، فَلَمْ تَفْعَلْ، فَأَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ.

واپس کرنے سے مکر گئی۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس عورت کو چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور جو کچھ اس نے لیا ہے، واپس کرے۔“ آپ نے کئی دفعہ فرمایا مگر وہ نہ مانی۔ آخر اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

٤٨٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَعَاذَتْ بِأُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۴۸۹۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی۔ اسے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پناہ حاصل کر لی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر (چوری کرنے والی) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“ پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① ”فاطمہ بنت محمد“ یہ آپ نے کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے فرمایا ورنہ کہاں خانوادۂ رسول اور کہاں چوری؟ معاذ اللہ۔ اتفاقاً اس چور عورت کا نام بھی فاطمہ تھا۔ فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد۔ ② ظاہراً تو یہ اور سابقہ روایات ایک ہی واقعہ بیان کرتی ہیں۔ اس صورت میں چوری سے مراد عاریہ کی واپسی سے انکار ہی ہے کیونکہ عاریہ کی واپسی سے انکار کو مجازاً چوری کہا جا سکتا ہے مگر چوری کو کسی بھی لحاظ سے عاریہ کی واپسی سے انکار نہیں کہا جا سکتا۔ یا پھر الگ واقعہ ماننا ہو گا مگر یہ مشکل ہے۔ محدثین نے اسے ایک ہی واقعہ قرار دیا ہے۔

٤٨٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ

۴۸۹۶- حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے دوسرے لوگوں کے واسطے سے زیور استعمال کے لیے لیا، بعد میں مکر گئی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

٤٨٩٥- أخرجه مسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٩ من حديث الحسن بن أعين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٨.

٤٨٩٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٩، وهو مرسل، وله شواهد، منها الحديث السابق.

إِسْتَعَارَتْ حُلِيًّا عَلٰى لِسَانِ أُنَاسٍ فَجَحَدَتْهَا، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُطِعَتْ.

٤٨٩٧- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَاصِمٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ حَدَّثَهُ نَحْوَهُ.

۴۸۹۷- حضرت سعید بن مسیّب سے اس جیسی روایت اور سند سے بھی آتی ہے۔

(المعجم ٦) - **ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ** (التحفة ٥) - أ

باب:٦- مخزومی چور عورت والی زہری کی روایت میں لفظی اختلاف

٤٨٩٨- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَتْ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ مَتَاعًا وَتَجْحَدُهُ، فَرُفِعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكُلِّمَ فِيهَا، فَقَالَ: «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». قِيلَ لِسُفْيَانَ مَنْ ذَكَرَهُ؟ قَالَ: أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ إِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ.

۴۸۹۸- حضرت سفیان سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے سامان مانگ کر لے جاتی، پھر (واپس کرنے سے) مکر جایا کرتی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا، نیز اس کے بارے میں (معافی کی) سفارش بھی کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر (میری بیٹی) فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

سفیان سے پوچھا گیا: (یہ روایت) کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: ایوب بن موسیٰ نے زہری سے، انھوں نے عروہ سے، انھوں نے عائشہ سے۔ إن شاء الله عزوجل.

٤٨٩٩- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۸۹۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک

٤٨٩٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٠.

٤٨٩٨- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أسامة بن زيد، ح: ٣٧٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨١.

٤٨٩٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أُسَامَةَ فَكَلَّمُوا أُسَامَةَ فَكَلَّمَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأُسَامَةُ! إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ كَانُوا إِذَا أَصَابَ الشَّرِيفُ فِيهِمُ الْحَدَّ تَرَكُوهُ وَلَمْ يُقِيمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا أَصَابَ الْوَضِيعُ أَقَامُوا عَلَيْهِ، لَوْكَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا».

عورت نے چوری کر لی۔ اسے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں (عورت کے رشتے داروں) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سفارش کی کون جرأت کر سکتا ہے؟ اسامہ شاید کرے۔ انھوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اس عورت کی معافی کی) سفارش کر دی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسامہ! بنو اسرائیل اسی لیے ہلاک ہوئے تھے کہ جب ان میں کوئی بلند مرتبہ شخص کوئی حد پھلانگ لیتا تو اسے چھوڑ دیتے اور حد نہ لگاتے۔ اور جب کوئی کم مرتبہ شخص غلطی کر بیٹھتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اگر اس کی بجائے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

فائدہ: ''اسامہ شاید کرے'' انھوں نے یہ بات اس وجہ سے کہی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے متبنّٰی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے' اس لیے آپ کو ان سے شدید محبت تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ تھی۔ تبھی تو آپ نے ان کی سفارش نہ مانی۔

٤٩٠٠- أَخْبَرَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهُ، قَالُوا: مَا كُنَّا نَرَاكَ تَبْلُغُ مِنْهُ هٰذَا، قَالَ: «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ لوگ کہنے لگے: ہمیں یہ خیال نہ تھا کہ آپ اس کو اس حد تک سزا دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر (اس کے بجائے) فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے اس روایت کی سند کو رزق اللہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کا متن مُنکَر ہے۔ باقی تمام روایات میں مرد کی بجائے عورت کا ذکر ہے اور یہی راجح ہے۔ چور عورت تھی نہ کہ مرد' مرد کا ذکر راویٔ حدیث رزق اللہ کا وہم ہے۔

٤٩٠٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٣.

٤٩٠١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: مَا نُكَلِّمُهُ فِيهَا، مَا مِنْ أَحَدٍ يُكَلِّمُهُ إِلَّا حِبُّهُ أُسَامَةُ، فَكَلَّمَهُ فَقَالَ: «يَا أُسَامَةُ! مَهْ! إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلَكُوا بِمِثْلِ هٰذَا، كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِنْ سَرَقَ فِيهِمُ الدُّونُ قَطَعُوهُ، وَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں چوری کر لی۔ لوگ کہنے لگے: ہم تو اس کے بارے میں آپ سے بات نہیں کر سکتے اور بھی کوئی نہیں کر سکتا مگر اسامہ جو آپ کو بہت پیارے ہیں۔ حضرت اسامہ ؓ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے فرمایا: ”اے اسامہ! بنی اسرائیل اس جیسے کاموں کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کم مرتبہ شخص ان میں چوری کر بیٹھتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اگر (چوری کرنے والی) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

فائدہ: ”ہلاک ہوئے“ ہلاکت سے مراد اخروی ہلاکت بھی ہو سکتی ہے اور دنیوی بھی کیونکہ حدود کا نفاذ نہ کرنے سے جرائم بڑھتے ہیں اور جرائم کی کثرت قوموں کی تباہی کا باعث بنتی ہے‘ نیز نافرمانی سے عذاب بھی آتا ہے۔

٤٩٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ - يُعْرَفُونَ وَهِيَ لَا تُعْرَفُ - حُلِيًّا فَبَاعَتْهُ وَأَخَذَتْ ثَمَنَهُ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَسَعٰى أَهْلُهَا إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيهَا

۴۹۰۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ایک عورت نے دوسرے لوگوں کی معرفت کچھ زیورات عارضی طور پر استعمال کے لیے لیے۔ وہ لوگ تو معروف تھے مگر وہ عورت معروف نہیں تھی۔ اس نے وہ زیورات بیچ دیے اور قیمت ہضم کر لی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس کے گھر والے (سفارش کے لیے) حضرت اسامہ بن زید ؓ کی

٤٩٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٤، انظر الحديث الآتي برقم: ٤٩٠٣. * ابن عيينة من أيوب بن موسٰى كما في صحيح البخاري وغيره، انظر الحديث السابق، ح: ٤٨٩٨.

٤٩٠٢ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٥. * بشر بن شعيب هو ابن أبي حمزة.

فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ إِلَيَّ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللهِ؟» فَقَالَ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَارَسُولَ اللهِ! ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشِيَّتَئِذٍ، فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ فِيهِمْ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». ثُمَّ قَطَعَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ.

طرف بھاگے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ (غصے سے) سرخ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تو میرے پاس اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد نہ لگانے کی سفارش کر رہا ہے؟“ اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ پھر اسی دن ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ (خطاب کے لیے) اٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر فرمایا: ”سن لو! تم سے پہلے لوگ اس بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کر لیتا تو اسے حد لگا دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“ پھر آپ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

٤٩٠٣ - **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَّجْتَرِىءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللهِ؟» ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَ

۴۹۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت جس نے چوری کی تھی، کی وجہ سے قریش بڑے فکرمند ہوئے۔ وہ کہنے لگے: اس کی سفارش رسول اللہ ﷺ سے کون کرے گا؟ پھر (خود ہی) کہنے لگے: اس کی جرأت رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا کون کر سکتا ہے! حضرت اسامہ نے آپ سے اس کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد (کو نافذ نہ

٤٩٠٣_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٧٥، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٦.

الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

کرنے) کی بابت سفارش کر رہا ہے؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''تم لوگوں سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کر لیتا تو اس کو حد لگا دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر (بالفرض) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَرَقَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُهُ فِيهَا؟ قَالُوا: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَأَتَاهُ فَكَلَّمَهُ، فَزَبَرَهُ وَقَالَ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الْوَضِيعُ قَطَعُوهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قریش کے ایک قبیلے بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی۔ اسے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس کے رشتے دار کہنے لگے کہ کون اس کی سفارش کر سکتا ہے؟ کچھ لوگ کہنے لگے: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ یہ کام کر سکتے ہیں۔ اسامہ آپ کے پاس آئے اور اس عورت کی سفارش کی۔ آپ نے انھیں ڈانٹا اور فرمایا: ''بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ جب ان کا کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے۔ (کچھ نہیں کہتے تھے۔) اور جب کوئی کم مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۹۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کے معاملے نے پریشان کر

٤٩٠٥_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٨، وانظر، ح: ٤٩٠٣.

٤٩٠٤_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٧. * محمد بن مسلم هو الزهري.

أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ. عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا؟ قَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ! -لَوْسَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

دیا جس نے چوری کر لی تھی۔ وہ کہنے لگے: اس کے بارے میں کون سفارش کرے گا؟ پھر خود ہی کہنے لگے: اس کی جرأت رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا کون کر سکتا ہے! حضرت اسامہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا (چودھری) چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کم مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اس پر حد لگا دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٦- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا كَلَّمَهُ تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ؟» فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ،

۴۹۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کر لی تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اس کے بارے میں آپ سے بات کی۔ (معافی کی سفارش کی۔) جب انھوں نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر (غصے سے سرخ) ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد (کو ساقط کرنے) کی بابت سفارش کر رہا ہے؟'' حضرت اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے معافی کی دعا فرمائیے۔ پھر جب ظہر (کی نماز) ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ عزوجل کی تعریف

٤٩٠٦ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة القاذف والسارق والزاني ... الخ، ح: ٢٦٤٨، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨/ ٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٩.

إِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ قَطَعْتُ يَدَهَا».

کی جو اللہ عزوجل کی شان جلیلہ کے مطابق تھی۔ پھر فرمایا: ''سن لو! تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی اونچا (بڑا) آدمی چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ (کچھ نہ کہتے تھے۔) اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کر بیٹھتا تھا تو اس پر حد لاگو کر دیتے (اسے سزا دیتے) تھے۔'' پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ - مُرْسَلٌ - فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا، تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللهِ؟» قَالَ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَارَسُولَ اللهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ

۴۹۰۷- حضرت عروہ بن زبیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں فتح مکہ کی جنگ کے وقت ایک عورت نے چوری کر لی۔ اس کی قوم کے لوگ گھبرا کر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئے کہ وہ اس کی سفارش فرما دیں۔ جب حضرت اسامہ نے آپ سے اس کی بابت بات چیت کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے استغفار فرمائیں۔ ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر فرمایا: ''أَمَّا بَعْدُ! (اے لوگو!) تم سے پہلے لوگ اس بنا پر تباہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی طاقت ور شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی کمزور شخص

٤٩٠٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٠.

لَقَطَعْتُ يَدَهَا » ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِ تِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ، فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔‘‘ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے بہت اچھی توبہ کر لی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور میں اس کی گزارشات وضروریات رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود میں سفارش کرنا ممنوع ہے بشرطیکہ معاملہ عدالت یا حکام بالا تک پہنچ چکا ہو۔ ② ان احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح چوری کرنے والے مرد کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے اسی طرح چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ بھی کاٹا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم نے تو مکمل صراحت کے ساتھ چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیے: (المائدۃ ۵:۳۸) ③ حضرت اسامہ بن زید ؓ کی عظیم قدر ومنزلت پر بھی یہ احادیث واضح دلالت کرتی ہیں کہ وہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے بلکہ لوگوں میں بھی محبوب سمجھے جاتے تھے۔ ④ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بہت زیادہ قدر ومنزلت کی حامل تھیں، تاہم یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حدود اللہ کے قائم کرنے میں نہ تو کسی کی محبت کو خاطر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ کسی کی سفارش ہی قبول کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ’’آیا کرتی تھی‘‘ گویا وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئی تھی۔ توبہ اور سزا کے بعد گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ ⑥ کسی حدیث کی تمام اسانید کو تفصیلاً بیان کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ واقعے کی تمام تفصیلات سامنے آ جاتی ہیں، کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔

(المعجم ٧) - اَلتَّرْغِيبُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ (التحفة ٦)

باب: ۷- حد قائم کرنے کی ترغیب

٤٩٠٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۴۹۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٤٩٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب إقامة الحدود، ح: ٢٥٣٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩١. * جرير بن يزيد ضعيف كما في التقريب وغيره، وله شواهد ضعيفة عند ابن حبان، ح: ١٥٠٧ وغيره، وحسنه المنذري، والعراقي.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا ثَلَاثِينَ صَبَاحًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں ایک حد کا لگایا جانا زمین پر رہنے والوں کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ ان پر تیس دن بارش برسے۔“

فوائد ومسائل: ① کچھ سزائیں ”حد“ کہلاتی ہیں اور کچھ ”تعزیر“۔ حد تو وہ سزا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہو جبکہ تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو قاضی اور جج یا کوئی بھی ذمہ دار شخص‘ جرم کی نوعیت دیکھ کر اس کی مناسبت سے‘ اس جرم کی روک تھام کے لیے اپنی صواب دید کے مطابق دے سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تعزیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ البتہ حد اور تعزیر دونوں کے نفاذ کا مقصد لوگوں کو جرائم سے روکنا ہوتا ہے۔ یہ سزائیں اس لیے دی جاتی ہیں کہ مجرم کا حشر دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور جرم سے اجتناب کریں۔ ② عام طور پر بارش ہر جگہ اور ہر علاقے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن صحرائی علاقوں میں اس کی ضرورت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ عرب جو بہت بڑے صحرائی علاقے پر مشتمل ہے وہاں اس کی ضرورت مسلمہ ہے‘ اس لیے اس سے تشبیہ دی۔ ③ ”بہتر ہے“ کیونکہ حدود کا نفاذ معاشرے میں امن وامان اور سکون واطمینان پیدا کرتا ہے، نیز لڑائی جھگڑے اور خون ریزی کو ختم کرتا ہے۔ بارش کا فائدہ وقتی ہے مگر حدود کا فائدہ دائمی اور مستقل ہے‘ نیز بارش صرف دنیا میں مفید ہے جب کہ حدود کا نفاذ آخرت میں بھی مفید ہوگا۔ رزق کا کیا فائدہ اگر جان اور مال وعزت ہی محفوظ نہ ہو؟ بلکہ رزق کی کثرت بسا اوقات جان وعزت کے لیے خطرہ بن جاتی ہے جب معاشرے میں امن وامان نہ ہو۔ حدود انسان کے جان و مال اور عزت کو محفوظ کرنے کے لیے نسخۂ کیمیا ہیں۔ تجربہ شرط ہے۔ ④ ”تیس دن“ کثرت مراد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے‘ نیز یہ ایک فرضی بات ہے ورنہ مسلسل تیس دن بارش برستی رہے تو نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ البتہ پہاڑی علاقوں میں مسلسل بارش بھی مفید رہتی ہے یا وقفے وقفے سے مراد ہوگی‘ یعنی ضرورت کے مطابق پڑتی رہے۔ بارش کا خصوصی ذکر اس لیے فرمایا کہ بارش کے ساتھ ہی زمینی زندگی کی بقا ہے۔

٤٩٠٩ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ

۴۹۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمین میں ایک حد نافذ کر دینا زمین پر بسنے والوں کے لیے چالیس

٤٩٠٩ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٢.

عُبَيْدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «إِقَامَةُ حَدٍّ بِأَرْضٍ خَيْرٌ لِأَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً».

دن کی بارش سے بھی زیادہ مفید ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہی ہے کیونکہ یہ بات کوئی صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا۔ واللہ أعلم. ② محقق کتاب نے مذکورہ دونوں روایتوں کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر ان کو حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحۃ، حدیث:۲۳۱، و ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي ۳۷/۳۰-۳۲)

(المعجم ٨) - اَلْقَدْرُ الَّذِي إِذَا سَرِقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ (التحفة ٧)

باب:۸-وہ مقدار جس کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

٤٩١٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ. كَذَا قَالَ.

۴۹۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ (امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:) راوی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ (اسے غلطی لگی ہے۔)

٤٩١١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت درست ہے۔

٤٩١٠- [ضعيف لشذوذه] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٣، وانظر الحديث الآتي فهو المحفوظ.

٤٩١١- أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٦/ ٦ من حديث ابن وهب عن حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٤.

فوائد و مسائل: ① کتنی مالیت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ مذکورہ باب کے تحت بیان کی گئی پہلی روایت (۴۹۱۰) میں ڈھال کی قیمت پانچ درہم بیان کی گئی ہے' یہ قطعاً درست نہیں' یہ راوی کا وہم اور اس کی غلطی ہے۔ دیگر صحیح روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم بیان کی گئی ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ پانچ درہم والی روایت شاذ (ضعیف) ہے کیونکہ اس کے راوی مخلد نے اپنے سے اوثق و احفظ راویوں کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے حضرت نافع ؒ سے یہ روایت بیان کی تو قیمت تین درہم بیان کی ہے، جبکہ یہ پانچ درہم بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ ڈھال کی قیمت مختلف ہوسکتی ہے مگر چونکہ یہ ایک ہی روایت کی دو سندیں ہیں' لہٰذا ایک کو راوی کی غلطی کہا جائے گا۔ ویسے اگر دونوں روایات صحیح ہوں تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ تین درہم یا اس سے زائد میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز سو درہم کی ہو تو اس میں بھی کاٹا جائے گا' اگر لاکھ درہم کی ہو تب بھی' لہٰذا پانچ درہم میں ہاتھ کاٹنے سے تین درہم میں ہاتھ کاٹنے کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ تین درہم سے کم میں ہاتھ کاٹنے کا کہیں ذکر نہیں' لہٰذا تین درہم اور ربع دینار میں کوئی فرق نہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں دینار دس' بارہ درہم کا ہوتا تھا۔ بارہ کا چوتھائی تو تین ہی ہے۔ دس کا ربع بھی تین دینار ہی کو کہا جائے گا کیونکہ شریعت کسر پر حکم نہیں لگاتی بلکہ اسے پورا کر دیتی ہے' یعنی ڈھائی درہم کی بجائے تین درہم پر قطع ید کا حکم لگے گا۔ تین درہم اور ربع دینار کی روایات قطعاً صحیح اور بخاری و مسلم کی ہیں' اس لیے انھی پر عمل ہوگا۔ احناف نے بعض ضعیف روایات کی بنا پر نصاب مسروقہ دس درہم مقرر کیا ہے۔ یہ بات سراسر اصول کے خلاف ہے کہ صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف روایت کو ترجیح دی جائے۔ اگرچہ احناف نے اسے احتیاط قرار دیا ہے مگر یہ عجیب احتیاط ہے جس سے شریعت کا صحیح اور صریح حکم کالعدم ہو جائے۔

٤٩١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٩١٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۹۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا تھا جس

٤٩١٢ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٦ عن قتيبة، والبخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما . . . الخ"، ح: ٦٧٩٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣١، والكبرٰى، ح: ٧٣٩٥.

٤٩١٣ـ أخرجه مسلم من حديث ابن جريج به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٦.

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ سَارِقٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

نے عورتوں والے چھپر سے ایک ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: ''عورتوں والے چھپر سے'' مسجد نبوی میں عورتوں کے لیے ایک سایہ دار جگہ بنا دی گئی تھی، اسے صفۃ النساء (عورتوں کا چھپر) کہا جاتا تھا۔

٤٩١٤ - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٩١٥ - أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ.

۴۹۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یہ غلط ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ ہشام دستوائی نے قتادہ سے، انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹا تھا، یہ روایت مرفوعاً بیان کرنا درست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ یہ روایت موقوف، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فعل ہے۔ امام حدیث شعبہ رحمہ اللہ نے قتادہ رحمہ اللہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ہی بیان کیا ہے جیسا کہ اگلی روایت (۴۹۱۶) میں صراحت ہے اور اس موقوف روایت کو امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح اور درست قرار دیا ہے۔

٤٩١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٧، وأخرجه مسلم من حديث أبي نعيم الفضل ابن دكين به.

٤٩١٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٨، والحديث السابق شاهد له. * هشام هو الدستوائي.

٤٩١٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَطَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ. هٰذَا الصَّوَابُ.

۴۹۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ یہ درست ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ یہ روایت درست ہے یعنی موقوفاً درست ہے مرفوعاً نہیں۔

٤٩١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: «سَرَقَ رَجُلٌ مِجَنًّا عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقُوِّمَ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ، فَقُطِعَ».

۴۹۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ایک ڈھال چرا لی۔ اس کی قیمت پانچ درہم تھی تو انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فائدہ: پانچ درہم پر ہاتھ کاٹنے سے تین درہم پر ہاتھ کاٹنے کی نفی نہیں ہوتی۔ (دیکھیے، روایت: ۴۹۱۱)

(المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ (التحفة ٧) - ألف

باب: ۹- زہری پر راویوں کے اختلاف کا بیان

٤٩١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَفْصِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رُبْعِ دِينَارٍ.

۴۹۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چوتھائی دینار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا ہے۔

٤٩١٦ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٩.

٤٩١٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٠، وانظر الحديث السابق، وشك شعبة عند البيهقي: ٨/٢٥٩، ٢٦٠.

٤٩١٨ـ [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٥/ ٣٣ من حديث جعفر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠١، وللحديث شواهد.

فائدہ: تفصیل دیکھیے، حدیث: ۴۹۱۱۔

٤٩١٩ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ ابْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، ثُلُثِ دِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۱۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(چور کا) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر ایک ڈھال کی قیمت میں (یعنی) تہائی دینار یا نصف دینار یا اس سے زائد میں۔''

فائدہ: ''اس روایت میں ''تہائی دینار یا نصف دینار'' کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت درست نہیں' اس لیے کہ اولاً تہائی دینار یا نصف دینار میں راوی کو تردد ہے، جبکہ صحیح ترین روایات میں بلاتردد ڈھال کی قیمت چوتھائی دینار ہی بیان کی گئی ہے۔ ثانیاً: مذکورہ روایت منکر (ضعیف) ہے کیونکہ یہ الفاظ یونس بن یزید سے قاسم بن مبرور بیان کرتا ہے' جو کہ ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں یونس بن یزید سے عبداللہ بن مبارک اور ابن وہب' جو کہ پائے کے ثقہ ہیں' جو بیان کرتے ہیں تو چوتھائی دینار ہی ڈھال کی قیمت بتاتے ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحدود، حديث: ٦٧٩٠، و صحيح مسلم، الحدود، باب حدّ السرقة و نصابها، حديث: ١٦٨٤) ''چوتھائی دینار'' والے الفاظ ہی درست ہیں جبکہ ''تہائی دینار یا نصف دینار'' والے الفاظ منکر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٧/٤٨) پھر محقق کتاب کا اس روایت کے بارے میں علی الاطلاق کہنا کہ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے' غلط ہے بلکہ اس روایت میں تو بخاری و مسلم کی روایت کی مخالفت ہے' اس لیے ایک منکر روایت کو بخاری و مسلم کی طرف منسوب کرنا کسی صورت درست نہیں۔

٤٩٢٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَتْ عَمْرَةُ

۴۹۲۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩١٩_ أخرجه البخاري، ح: ٦٧٩٠، ومسلم، ح: ١٦٨٤ من حديث يونس بن يزيد به، بلفظ "تقطع يد السارق في ربع دينار".

٤٩٢٠_ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، ح: ٦٧٨٩، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٠٣.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ».

٤٩٢١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار پر یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ [عَمْرَةَ]، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۲- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۴۹۲۴- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔

٤٩٢١_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٩١٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٤.

٤٩٢٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٥.

٤٩٢٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٦.

٤٩٢٤_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٧.

تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

٤٩٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ قُتَيْبَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْطَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۲۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں (چور کا ہاتھ) کاٹ دیا کرتے تھے۔

٤٩٢٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔'' (کم میں نہیں۔)

٤٩٢٧- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: تُقْطَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٤٩٢٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٨.

٤٩٢٦_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٩. ✽ سعيد هو ابن أبي عروبة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٤٩٢٧_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٠.

٤٩٢٨_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١١. ✽ عبدالله هو ابن المبارك.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيٰى.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یحییٰ کی حدیث سے یہ درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی کا مطلب یہ ہے کہ یحییٰ کی بیان کردہ مرفوع حدیث کے مقابلے میں ان کی بیان کردہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف روایت صحیح ہے۔ اور موقوف حدیث کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر رواۃ جو یحییٰ سے بیان کرتے ہیں انھوں نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن ادریس، سفیان بن عیینہ اور امام مالک رحمہم اللہ اس کے موقوف ہونے پر متفق ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي' للأتيوبي: ۵۸/۳۷) تاہم یہ اصحیت صرف یحییٰ کی روایت کے بارے میں ہے' دیگر طرق کے اعتبار سے نہیں کیونکہ دیگر طرق سے یہ روایت مرفوعاً ثابت ہے۔

٤٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۹۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹ دیا جائے گا۔

٤٩٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ رَبِّهِ وَرُزَيْقٍ صَاحِبِ أَيْلَةَ، أَنَّهُمْ سَمِعُوا عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۹۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں لاگو ہوتا ہے۔

٤٩٣١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا طَالَ عَلَيَّ وَلَا نَسِيتُ، اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۹۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور نہ میں بھولی ہوں کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر لاگو ہوتا تھا۔

٤٩٢٩_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٢.

٤٩٣٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٣.

٤٩٣١_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٤، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٢.

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَلٰى عَمْرَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب: ١٠- ابوبکر بن محمد اور عبداللہ بن ابوبکر کا اس حدیث میں عمرہ پر اختلاف

وضاحت: ابوبکر بن محمد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابوبکر کا اختلاف یہ ہے کہ ابوبکر نے یہ روایت بیان کی ہے تو عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ...... کہا ہے یعنی روایت مرفوعاً بیان کی ہے جبکہ ان کے بیٹے عبداللہ نے یہی روایت بیان کی ہے تو عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ...... کہا ہے یعنی روایت موقوفاً بیان کی ہے۔ اس اختلاف سے نفس روایت کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، تاہم یہ روایت مرفوع ہی راجح ہے کیونکہ اکثر حفاظ حدیث مرفوع ہی بیان کرتے ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٩٣٢- أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۳۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری کے بغیر نہیں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمَانَ [عَنِ ابْنِ الْهَادِ]، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَ الْأَوَّلِ.

۴۹۳۳- حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

٤٩٣٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً

۴۹۳۴- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ہاتھ کاٹنے کا

٤٩٣٢ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤/ ٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٥. * ابن أبي حازم هو عبدالعزيز.

٤٩٣٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٦.

٤٩٣٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٢، ٨٣٣ بطوله، والكبرٰى ◄◄

عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ [قَالَ:] حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں نافذ ہوگا۔

٤٩٣٥- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِينَارٍ».

۴۹۳۵-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت کے برابر چوری پر کاٹ دیا جائے [illegible]) ڈھال کی قیمت چوتھائی دینار تھی۔''

فائدہ: ''وَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِينَارٍ'' بظاہر لگتا ہے کہ یہ وضاحت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے حالانکہ درحقیقت یہ وضاحت حضرت عائشہ ؓ کی ہے جیسا کہ حدیث: (۴۹۳۹) میں اس کی صراحت ہے۔

٤٩٣٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْطَعُ الْيَدَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۹۳۶-حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں (چور کا) ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

◀◀ ح: ٧٤١٧.

٤٩٣٥ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما . . . الخ، ح: ٦٧٩١ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٨. * عمرة هي بنت عبدالرحمٰن.

٤٩٣٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٩، وأخرجه البخاري، ح: ٦٧٩١ من حديث يحيى بن أبي كثير به. * أبوإسماعيل هو القناد.

٤٩٣٧ - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ».

۴۹۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوتھائی دینار سے کم کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٣٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ بَحْرٍ أَبُو عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّ امْرَأَةً أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ الْيَدُ فِي الْمِجَنِّ».

۴۹۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔''

٤٩٣٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْطَعُ

۴۹۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ڈھال سے کم کی چوری میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: ڈھال کی قیمت کتنی تھی؟ انھوں نے فرمایا: چوتھائی دینار۔

٤٩٣٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٠.

٤٩٣٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢١. * المرأة مجهولة، وللحديث شواهد، تقدمت بعضها.

٤٩٣٩ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤/٣ من حديث سليمان بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٢. * عمه يعقوب، وابن إسحاق هو محمد.

يَدُ السَّارِقِ فِيمَا دُونَ الْمِجَنِّ» . قِيلَ لِعَائِشَةَ: مَا ثَمَنُ الْمِجَنِّ؟ قَالَتْ: رُبْعُ دِينَارٍ.

٤٩٤٠- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری کے علاوہ (کم میں) نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٤١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيدِ مَوْلَى الْأَخْنَسِيِّينَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ».

۴۹۴۱- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی تھیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ڈھال یا اس کی قیمت سے کم کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ

۴۹۴۲- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی تھیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''(چور کا) ہاتھ ڈھال یا اس کی قیمت سے کم کی چوری میں نہیں کاٹا جائے گا۔'' (راویٔ حدیث عثمان بن ابوالولید کا خیال ہے کہ) حضرت عروہ

٤٩٤٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٨٤/ ٣ عن أحمد ابن عمرو بن السرح به.

٤٩٤١ـ [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٢/ ٤٨٩ من حديث قدامة بن محمد بن خشرم بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٤، وللحديث شواهد. * عثمان مستور.

٤٩٤٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٥.

ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ». وَزَعَمَ أَنَّ عُرْوَةَ قَالَ: اَلْمِجَنُّ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ.

نے کہا کہ ڈھال چار درہم کی ہوتی ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَزْعُمُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ».

حضرت عائشہ ؓ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد (کی چوری) کے علاوہ نہیں کاٹا جاسکتا۔''

فائدہ: ''چار درہم'' حضرت عروہ تابعی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کے دور میں ڈھال کی قیمت چار درہم ہوگئی ہو لیکن جس ڈھال میں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹا تھا' وہ تین درہم کی تھی۔ قطع ید کے نصاب میں کافی اختلاف ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ ربع دینار $\frac{1}{4}$ اصل نصاب ہے۔ جہاں تک دراہم یا ڈھال کا تعلق ہے تو اس کی قیمت حالات وظروف کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ڈھال' تین درہم اور ربع $\frac{1}{4}$ دینار کی قیمت تقریباً برابر ہوتی تھی۔ دور حاضر میں ان کی قیمتوں میں کافی تفاوت ہے' اس لیے اصل نصاب ربع دینار ہی ہے' لہٰذا عصر حاضر میں اس کے مطابق قیمت لگائی جائے گی۔ ڈھال' تین درہم کی ویلیو (Value) سے کم ہو یا زیادہ۔ واللہ أعلم.

٤٩٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ. قَالَ هَمَّامٌ: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ الدَّانَاجَ فَحَدَّثَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ.

۴۹۴۳- حضرت سلیمان بن یسار ؒ نے فرمایا: پانچ (انگلیاں) نہیں کاٹی جائیں گی مگر پانچ (درہم کی چوری) میں۔ ہمام نے کہا کہ میں عبداللہ داناج کو ملا تو انھوں نے مجھے سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا: پانچ نہیں کاٹی جائیں گی مگر پانچ میں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت سلیمان بن یسار جلیل القدر تابعی اور سات فقہائے مدینہ میں سے ایک ہیں۔

٤٩٤٣- [إسناده صحيح مقطوع] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٦.

حضرت سلیمان یسار رحمہ اللہ کے کلام کا مطلب یہ ہے، واللہ اعلم کہ پانچ انگلیاں، یعنی چور کا ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب اس نے پانچ درہم مالیت کی چوری کی ہوگی۔ اگر چوری کی مالیت پانچ درہم سے کم ہوگی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، لیکن یہ بات درست نہیں جس طرح کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ ان صحیح ترین احادیث کے خلاف ہے جن میں دوٹوک اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین درہم مالیت کی ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کٹوا دیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحدود، حديث: ٦٧٩٥، و صحيح مسلم، الحدود، باب حد السرقة و نصابها، حديث: ١٦٨٦) دوسرا اس لیے بھی یہ بات درست نہیں کہ یہ روایت اگرچہ سندًا صحیح ہے، لیکن یہ مقطوع، یعنی تابعی کا اپنا قول ہے جو صحیح مرفوع حدیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ ② قَالَ هَمَّامٌ، ہمام بن یحییٰ یہ بات بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح یہ روایت میں نے قتادہ کے واسطے سے عبداللہ داناج سے بیان کی ہے اسی طرح براہِ راست عبداللہ داناج سے ملاقات کر کے یہ روایت ان سے بھی بیان کی ہے، یعنی اس طرح ان کی سند عالی (اونچے درجے کی) بن جاتی ہے۔ والله أعلم.

٤٩٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي أَدْنٰى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ.

۴۹۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور (ہر قسم کی) ڈھال کافی قیمت کی ہوتی تھی۔

فائدہ: ظاہر ہے اس دور کے لحاظ سے تین درہم کافی قیمت تھی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ معمولی چیز کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔

٤٩٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عِيسٰى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۴۹۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے پانچ درہم قیمت رکھنے والی چیز (کی چوری) میں ہاتھ کاٹا ہے۔

٤٩٤٤ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ... الخ"، ح: ٦٧٩٣ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٧.

٤٩٤٥ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٨، فيه علتان: الانقطاع وعنعنة سفيان الثوري، وعلله ابن التركماني الحنفي بثلاث علل، منها عنعنة الثوري، قال: "الثوري مدلس وقد عنعن" (الجوهر النقي: ٢٦١/٨، ٢٦٢). * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري، وعيسٰى هو ابن أبي عزة.

قَطَعَ فِي قِيمَةِ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ.

٤٩٤٦- وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ يَقْطَعِ النَّبِيُّ ﷺ السَّارِقَ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۴۶-حضرت ایمن سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار (دس درہم) ہوتی تھی۔

فائدہ: یہ روایت مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے منکر بھی ہے۔

٤٩٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ الْيَدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَقِيمَتُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۴۷-حضرت ایمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٤٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ تُقْطَعِ الْيَدُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَقِيمَةُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۴۸-حضرت ایمن سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٤٦ـ [إسناده ضعيف لإرساله] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٩ . * أيمن الحبشي من أهل مكة (البيهقي: ٢٥٧/٨، وانظر الطحاوي: ٣/ ٦٣)، وقال ابن حبان في الثقات: ٤/ ٤٧ "أيمن بن عبيد الحبشي . . . ومن زعم أن له صحبة فقد وهم، حديثه في القطع مرسل".

٤٩٤٧ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٠، وأخرجه الحاكم: ٤/ ٣٧٩ من حديث سفيان الثوري.

٤٩٤٨ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣١.

٤٩٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ يُقْطَعِ الْيَدُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۴۹-حضرت ایمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔اور اس کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٥٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ ابْنُ حَيٍّ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَكَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ دِينَارًا أَوْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۰-حضرت ایمن نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت کے برابر چوری میں کاٹا جائے گا۔اور ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک دینار یا دس درہم تھی۔

٤٩٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ يَرْفَعُهُ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۵۱-حضرت عطاء اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ایمن بن ام ایمن نے مرفوعاً (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) بیان فرمایا کہ چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی حضرت ایمن صحابی ہیں۔اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

٤٩٤٩- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٢.

٤٩٥٠- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٣، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٧ من حديث منصور به.

٤٩٥١- [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٤، وله لون آخر عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ١٦٣.

کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔ لیکن یہ راوی کی غلطی ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ ایمن حبشی مکی ہیں جو تابعی تھے۔ کہا گیا ہے کہ انھیں حضرت زبیر یا ابن زبیر نے آزاد کیا تھا، اس لیے یہ روایت تابعی کی مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہوگی، نیز یہ صحیح روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے بھی ناقابل حجت ہے' اس لیے محقق کتاب کا اسے صحیح کہنا درست نہیں۔ بالفرض اگر یہ ایمن واقعتاً صحابی ایمن ہی مراد ہوں تو پھر بھی یہ روایت منقطع ہے کیونکہ حضرت عطاء اور مجاہد کی حضرت ایمن جو کہ صحابی ہیں' سے ملاقات ہی نہیں۔ یہ دونوں بعد کے دور کے ہیں اور اس روایت (دینار یا دس درہم) کو بیان کرنے والے یہی دو بزرگ ہیں' لہٰذا اگر ایمن تابعی ہیں تب بھی اور اگر صحابی ہیں تب بھی، دونوں صورتوں میں سند منقطع ہے اور غیر معتبر' خصوصاً جب کہ اس سے کم قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار پر ہاتھ کاٹنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بلاشبہ ثابت ہے۔

٤٩٥٢- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ.

۴۹۵۲- حضرت ایمن نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔

٤٩٥٣- **أَخْبَرَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: ثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ڈھال کی قیمت ان دنوں دس درہم تھی۔

٤٩٥٤- **أَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۹۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں دس

٤٩٥٢ـ **[ضعيف موقوف]** تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٥، وأخرجه الحاكم: ٤/ ٣٧٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وفيه "وكان أيمن رجلاً يذكر منه خير".

٤٩٥٣ـ **[إسناده حسن]** وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٦. * عمه يعقوب.

٤٩٥٤ـ **[حسن]** أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٧ من حديث ابن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٨، ٣٧٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، والحديث السابق شاهد له.

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ. كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُقَوَّمُ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ.

درہم لگائی جاتی تھی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مذکورہ دونوں روایات احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کیونکہ صحیح ترین روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم یا ربع دینار ہے۔

٤٩٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءٍ، مُرْسَلٌ.

۴۹۵۵- یہ روایت حضرت عطاء سے مرسل بھی آتی ہے۔(صحابی کے ذکر کے بغیر۔)

فائدہ: حضرت عطاء کا یہ اثر مرسل اور مرفوع حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے نا قابل استدلال ہے۔

٤٩٥٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْعَرْزَمِيِّ - وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ - عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَدْنٰى مَا يُقْطَعُ فِيهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ. قَالَ: وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۶- حضرت عطاء نے فرمایا: کم از کم مقدار جس کی چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے ڈھال کی قیمت ہے۔اور ڈھال کی قیمت ان دنوں دس درہم تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَأَيْمَنُ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِحَدِيثِهِ مَا أَحْسَبُ أَنَّ لَهُ صُحْبَةً، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثٌ آخَرُ يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَاهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: وہ حضرت ایمن جن کی حدیث ہم اس سے پہلے (اس باب میں) ذکر کر چکے ہیں میرے خیال کے مطابق وہ صحابی نہیں۔ ان سے ایک اور حدیث مروی ہے جو ہماری بات کی دلیل ہے۔(اور وہ حدیث یہ ہے یعنی ۴۹۵۷)

فائدہ: حضرت عطاء کا اثر مقطوعاً (عطاء کے قول کے طور پر) صحیح ہے لیکن صحیح حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہیں۔

٤٩٥٥- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٨.

٤٩٥٦- [حسن] تقدم، ح: ٤٩٥٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٩.

٤٩٥٧ - حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ، - هُوَ الْأَزْرَقُ - قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ مَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَالَ خَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ: مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ تُبَيْعٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى - وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَتَمَّ - وَقَالَ سَوَّارٌ: يُتِمُّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَيَعْلَمُ مَا يَقْتَرِىءُ - وَقَالَ سَوَّارٌ: يَقْرَأُ فِيهِنَّ، كُنَّ لَهُ بِمَنْزِلَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

۴۹۵۷- حضرت عطاء نے حضرت ایمن مولیٰ ابن زبیر یا مولیٰ زبیر سے بیان کیا' وہ روایت کرتے ہیں' حضرت تبیع سے اور وہ بیان کرتے ہیں حضرت کعب سے' انھوں نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' پھر عشاء کی نماز (باجماعت) پڑھے' پھر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے ان میں رکوع سجدہ پورا پورا کرے اور جو کچھ پڑھے' سوچ سمجھ کر پڑھے تو یہ چار رکعات اس کے لیے (ثواب کے لحاظ سے) لیلۃ القدر کی طرح بن جائیں گی۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ حضرت عطاء کے استاد حضرت ایمن تابعی ہیں جو کبار تابعین سے بیان فرماتے ہیں' جیسے وہ اس روایت میں حضرت تبیع تابعی سے بیان کر رہے ہیں۔ اگر وہ صحابی ہوتے تو کسی صحابی سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے۔ باقی رہے صحابیٔ رسول حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ تو ان سے حضرت عطاء کی ملاقات ہی نہیں۔ آئندہ حدیث بھی اسی بات کی تائید کے لیے ذکر فرما رہے ہیں۔

٤٩٥٨ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ تُبَيْعٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ شَهِدَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فِي

۴۹۵۸- حضرت ایمن مولیٰ ابن عمر حضرت تبیع سے اور وہ حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' پھر عشاء کی نماز باجماعت پڑھے' پھر بعد میں اس جیسی چار رکعتیں اور پڑھے' ان میں (توجہ کے ساتھ) قراءت

٤٩٥٧ـ [إسناده حسن مقطوع] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤١، ٧٤٤٢.

٤٩٥٨ـ [حسن مقطوع] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٣، وانظر الحديث السابق.

جَمَاعَةٍ، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا أَرْبَعًا مِثْلَهَا، يَقْرَأُ فِيهَا وَيُتِمُّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

کرے اور رکوع سجدے مکمل کرے' اسے لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: حضرت ایمن کے بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت زبیر کے مولیٰ تھے یا ابن زبیر کے یا ابن عمر کے' بہر حال یہ تابعی تھے' حبشی تھے' مکی تھے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ۴۹۵۱، ۴۹۵۷) نیز مذکورہ بالا دونوں روایات کی سند اگرچہ حسن ہے لیکن یہ مقطوع ہیں' یعنی تابعی کا قول ہے جو قطعاً حدیث رسول کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتا۔

٤٩٥٩- أَخْبَرَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں دس درہم تھی۔

فائدہ: محقق کتاب کا اس روایت کو علی الاطلاق حسن کہنا درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث کی مخالفت کی وجہ سے یہ روایت شاذ ہے۔ صحیح روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم مذکور ہے۔

(المعجم ١١) - اَلثَّمَرُ الْمُعَلَّقُ يُسْرَقُ (التحفة ٨)

باب: ۱۱- درخت پر لگا ہوا پھل چرا لیا جائے تو؟

٤٩٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ [عُبَيْدِاللهِ] ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي كَمْ تُقْطَعُ الْيَدُ؟ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِي ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ،

۴۹۶۰- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہاتھ کتنے (مال) میں کاٹا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''درخت پر لگے ہوئے پھل توڑنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' البتہ جب پھل توڑ کر ڈھیر لگا دیا گیا

٤٩٥٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٩ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٤، وللحديث شاهد تقدم، ح: ٤٩٥٣، ٤٩٥٤.

٤٩٦٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٢ من حديث أبي عوانة الوضاح ابن عبدالله به مختصرًا جدًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٥.

فَإِذَا ضَمَّهُ الْجَرِينُ قُطِعَتْ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَلَاتُقْطَعُ فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ، فَإِذَا آوَى الْمُرَاحُ قُطِعَتْ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ.

ہوتو ڈھال کی قیمت کے برابر چوری کرنے سے ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (اسی طرح) پہاڑ پر چرتی بکری چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' البتہ بکری باڑے میں آ جائے تو پھر اسے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال سے کم نہ ہو۔

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ غیر محفوظ چیز چرانے پر قطع ید کی سزا نافذ نہیں ہوگی' البتہ کوئی اور سزا دی جاسکتی ہے جو حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔ درخت پر لگا ہوا پھل محفوظ تصور نہیں کیا جاتا' اسی طرح چرتا ہوا جانور' خواہ مملوکہ زمین میں ہی چر رہا ہو۔ ہاں' پھل توڑنے کے بعد کھلیان میں لگا دیا جائے تو وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جائے یا وہ باڑے میں بند ہو تو پھر وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اب اس کو چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ ضابطہ ہے قطع ید کا کہ کسی غیر محفوظ چیز کو چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا' البتہ مالک پاس ہو تو چیز کو محفوظ تصور کیا جائے گا' خواہ وہ کھلے میدان یا کھیتوں میں پڑی ہو۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۴۸۸۵)

68

(المعجم ١٢) - اَلثَّمَرُ يُسْرَقُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ (التحفة ٩)

باب:۱۲- کھلیان میں رکھنے کے بعد اگر پھل چرالیا جائے تو؟

٤٩٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ [الثَّمَرِ] الْمُعَلَّقِ فَقَالَ: «مَا أَصَابَ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرِ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ شَيْئًا مِنْهُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ

۴۹۶۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے درخت پر لگے ہوئے پھل کو توڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو کوئی حاجت مند پھل توڑ کر کھالے' ساتھ نہ لے جائے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر وہ پھل ساتھ بھی لے جائے تو اس سے دگنی قیمت وصول کی جائے گی اور سزا بھی دی جائے گی۔ اور اگر کھلیان میں رکھنے کے بعد کسی شخص نے کوئی پھل اٹھالیا اور اس کی قیمت ڈھال

٤٩٦١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٠، ٤٣٩٠، والترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ١٢٨٩ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن الجارود، وانظر الحديث الآتي، وتقدم طرفه، ح: ٢٤٩٦.

فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ».

کی قیمت کے برابر یا زائد ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر ڈھال کی قیمت سے کم چرایا تو اس سے دگنی قیمت لے لی جائے گی اور اسے سزا بھی ملے گی۔''

فوائد و مسائل: ① ''حاجت مند'' اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہو۔ اتنی رقم بھی نہ ہو کہ کچھ خرید سکے۔ بھوک بھی شدید ہو۔ اس کے لیے پھل توڑ کر کھانا جائز ہے کیونکہ جان بچانا ضروری ہے۔ البتہ اگر مالک پاس ہو تو اس سے اجازت حاصل کرے۔ وہ اجازت نہ دے تو ایسا لاچار شخص بلا اجازت بھی پھل توڑ کر کھا سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف بھوک دور کرنے پر اکتفا کرے۔ ساتھ نہ لے کر جائے، نہ کپڑے میں ڈال کر نہ ہاتھ میں پکڑ کر۔ خبنہ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں۔ ② ''دگنی قیمت'' اصل قیمت تو خریدنے والے کو بھی دینا پڑتی ہے۔ اگر اس کو بھی اصل قیمت ہی ڈالیں تو پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟ ③ ''سزا بھی'' یعنی جسمانی سزا اور جرمانہ دونوں عائد کیے جائیں گے' اس لیے کہ بعض لوگ جسمانی سزا سے بہت بچتے ہیں' جرمانے کی پروا نہیں کرتے اور بعض لوگ کنجوس۔ ''دمڑی نہ جائے' چاہے چمڑی جائے'' کا مصداق ہوتے ہیں، اس لیے دونوں قسم کی سزا جاری فرمائی گئی تاکہ ہر قسم کے لوگ عبرت حاصل کریں۔ کھلیان سے پھل اٹھانا ضرورت کے لیے بھی جائز نہیں کیونکہ وہ حقیقتاً چوری ہے۔ اگر وہ مقررہ حد تک پہنچ گیا تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ کم ہوگا تو دگنی قیمت اور سزا دونوں بھگتنی پڑیں گی۔

٤٩٦٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ مُزَيْنَةَ أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ؟ فَقَالَ: «هِيَ وَمِثْلُهَا وَالنَّكَالُ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْمُرَاحُ فَبَلَغَ

۴۹۶۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مزینہ قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! پہاڑ پر چرنے والی بکری (یا کسی اور جانور) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دگنی قیمت اور جسمانی سزا۔ جانور کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' الا یہ کہ وہ جانور باڑے میں ہو اور اس کی قیمت ڈھال کے برابر یا اس سے زائد ہو تو پھر اس کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی قیمت اس سے کم ہو تو دگنی قیمت لی

٤٩٦٢_ [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود في المنتقٰى، ح: ٨٢٧ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٧، وانظر الحديث السابق.

ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ قَطْعُ الْيَدِ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ». قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ؟ قَالَ: «هُوَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ قَطْعٌ إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْجَرِينُ، فَمَا أُخِذَ مِنَ الْجَرِينِ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ الْقَطْعُ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ».

جائے گی اور بطور سزا کوڑے لگائے جائیں گے۔'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! درخت پر لگے ہوئے پھل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس میں بھی دگنی قیمت اور جسمانی سزا۔ درخت پر لگے ہوئے پھل کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ البتہ اگر پھل کھلیان میں لگا دیا جائے' اس کے بعد چوری ہو اور اس کی قیمت ڈھال کے برابر یا زائد ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر پھل ڈھال کی قیمت سے کم کا ہو تو چور سے دگنی قیمت لی جائے گی اور جسمانی سزا کے طور پر کوڑے بھی لگائے جائیں گے۔''

فائدہ: معلوم ہوا' چوری بہر صورت جرم ہے۔ اتنی بات ہے کہ اگر معمولی ہو تو ہاتھ نہ کٹے گا مگر مالی اور جسمانی سزا نافذ ہو گی۔ اور اگر نصاب کو پہنچ جائے تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا بشرطیکہ چیز محفوظ ہو۔ غیر محفوظ چیز کی صورت میں بھی مالی اور جسمانی سزا ہو گی' البتہ محتاج آدمی مستثنیٰ ہے جیسا کہ سابقہ حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۳- کن چیزوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟

٤٩٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيَّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۳- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گری (کھجور کے مغز) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٤٨.

فوائد ومسائل: ① پھل سے مراد وہ پھل ہے جو درخت پر لگا ہو جیسا کہ پہلے وضاحت گزر چکی ہے۔ ② اس قسم کے پھلوں میں ہاتھ نہ کٹنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی اور سزا بھی نہیں دی جائے گی، بلکہ دگنی قیمت اور جسمانی سزا عائد کی جائے گی۔ ③ "کَثَر" سے مراد کھجور کی وہ نرم گری اور مغز ہے جو اس کے تنے کے اوپر کنارے میں ہوتا ہے۔

٤٩٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۴- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "پھل اور گابھے (گودے) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

٤٩٦٥- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۵- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

٤٩٦٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

٤٩٦٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ما لا قطع فيه، ح: ٤٣٨٨ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٥، وابن الجارود، ح: ٨٢٦، وزاد ابن الجارود وغيره في السند: واسع بن حبان، وهو من المزيد في متصل الأسانيد.

٤٩٦٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٠.

٤٩٦٦ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٣.

٤٩٦٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۸- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ - هُوَ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ:

۴۹۷۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔'' اور

٤٩٦٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٤.

٤٩٦٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٥.

٤٩٦٩ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب: لا يقطع في ثمر ولا كثر، ح: ٢٥٩٣ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٦.

٤٩٧٠ـ [صحيح] تقدم قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٧، وأخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء: لا قطع في ثمر ولا كثر، ح: ١٤٤٩ عن قتيبة به.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ». وَالْكَثَرُ: الْجُمَّارُ.

گابھا کھجور کے مغز کو کہتے ہیں۔

٤٩٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھل اور گابھے (گودے) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، أَبُو مَيْمُونٍ لَا أَعْرِفُهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ ابومیمون کو میں نہیں پہچانتا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ ”ابومیمون“ مجہول ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے' لہٰذا یہ خطا ہے کیونکہ معروف روایت کی سند' جو کہ حفاظ محدثین' مثلاً: لیث اور سفیان ثوری کی ہے' اس طرح ہے: عن محمد بن يحي بن حبان، عن عمه واسع، عن رافع بن خديج اور: عن يحي بن سعيد، عن محمد بن يحي بن حبان، عن عمه أن رافع بن خديج......' جیسا کہ مذکورہ روایت سے پہلے والی دو روایتیں ہیں۔ ابومیمون والی سند میں خطا اور غلطی ہے۔ واللہ أعلم. تاہم متن حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح اسناد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٤٩٧٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٧١ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٨.

٤٩٧٢ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٩.

٤٩٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِهِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمَّةٍ لَهُ أَنَّ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَخْلَدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے' لوٹنے والے اور جھپٹ کر چھین لینے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

لَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.

سفیان (ثوری) نے ابوالزبیر سے نہیں سنا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ سفیان ثوری نے ابوالزبیر سے براہِ راست نہیں سنا بلکہ سفیان ثوری اور ابوالزبیر کے درمیان ابن جریج کا واسطہ ہے جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت اور اس کے بعد والی روایت کی سند کو اگرچہ منقطع کہا ہے لیکن یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث کے سماع کی بابت بہت عمدہ اور نفیس محققانہ بحث کی ہے۔ اس تحقیق سے ضعف والی وجہ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۷/۹۹-۱۰۱) ③ کسی کے پاس امانت رکھی ہو اور وہ اسے دبا جائے تو اسے خائن کہتے ہیں۔ زبردستی جاگتی آنکھوں کے سامنے مال اٹھانے والے کو مُنْتَهِب (ڈاکو) کہتے ہیں اور چالاکی کے ساتھ ہاتھوں سے جھپٹ کر بھاگ جانے والے کو مُخْتَلِس کہتے ہیں۔ ایسا کام کرنے والے پر چور کی تعریف صادق نہیں آتی' اس لیے ان پر چوری والی حد نہیں لگے گی۔ والله أعلم. ④ ان صورتوں میں کسی کا مال حاصل کیا جاتا ہے مگر اس میں چوری کا وصف نہیں پایا جاتا۔ چوری یہ ہے کہ کسی کا محفوظ مال چپکے سے اٹھا لیا جائے اور اسے پتا نہ چلے۔ چونکہ اس صورت میں چور کا پتا نہیں چلتا' لہٰذا اس کا نقصان

٤٩٧٣ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٠.

٤٩٧٤ـ[صحيح] أخرجه الخطيب: ٩/ ١٣٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦١، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٣، وللحديث شواهد كثيرة.

معاشرے میں زیادہ ہے' لہٰذا اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا مشروع کی گئی بخلاف پہلی صورتوں کے کہ ان میں فریق ثانی کا علم ہوتا ہے اور کسی حکومتی ادارے کی مدد سے مال واپس لیا جا سکتا ہے' لہٰذا ان کا حکم مختلف ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کوئی اور سزا جو حاکم مناسب سمجھے' نافذ کرے گا' چاہے وہ ہاتھ کاٹنے سے سخت ہی ہو' مثلاً: ڈاکو چونکہ مسلح ہو کر ڈاکا ڈالتا ہے' اس میں بے گناہ لوگوں کی جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے' اس لیے اسے سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے جیسا کہ آیت محاربہ میں بیان ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۰۲۸ اور ۴۰۲۹ کے فوائد)

٤٩٧٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ». وَلَمْ يَسْمَعْهُ أَيْضًا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.

۴۹۷۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے' لوٹ ڈالنے والے اور جھپٹنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''
ابن جریج نے بھی ابوالزبیر سے نہیں سنا۔

٤٩٧٦- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

۴۹۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھپٹ مار کر چھین لے جانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ

۴۹۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

٤٩٧٥_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب القطع في الخلسة والخيانة، ح: ٤٣٩١_٤٣٩٣، والترمذي، الحدود، باب ماجاء في الخائن والمختلس والمنتهب، ح: ١٤٤٨ وغيرهما من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥ وغيره وتابعه المغيرة بن مسلم وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٢_١٥٠٤ وغيره، وله علة غير قادحة. * أبوالزبير تابعه عمرو بن دينار عند ابن حبان، ح: ١٥٠٢ وغيره.

٤٩٧٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٥.

٤٩٧٧_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٥، ٧٤٦٦.

أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرٌ: لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى وَابْنُ وَهْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ وَمَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ وَسَلَمَةُ بْنُ سَعِيدٍ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ، - قَالَ ابْنُ أَبِي صَفْوَانَ: وَكَانَ خَيْرَ أَهْلِ زَمَانِهِ - فَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، وَلَا أَحْسَبُهُ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: عیسیٰ بن یونس، فضل بن موسیٰ، ابن وہب، محمد بن ربیعہ، مخلد بن یزید اور سلمہ بن سعید جو کہ بصری اور ثقہ ہیں (اور جن کے بارے میں محمد بن عثمان) ابن ابوصفوان نے کہا ہے کہ وہ (سلمہ بن سعید) اپنے زمانے کے بہترین شخص تھے ان سب نے ابن جریج سے یہ (مذکورہ) روایت بیان کی ہے لیکن ان (چھ جلیل القدر اور ثقہ اہل علم) میں سے کسی ایک نے بھی "حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ" نہیں کہا۔ اور میرا نہیں خیال کہ اس (ابن جریج) نے ابوالزبیر سے سنا ہو۔ واللہ أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے کلام کا ماحاصل یہ ہے کہ یہ روایت سنداً منقطع ہے۔ انھوں نے ابوالزبیر سے ابن جریج کے یہ روایت سننے کی نفی کی ہے۔ امام نسائی کا کہنا ہے کہ مذکورہ چھ جید اہل علم نے ابن جریج سے یہ روایت تو بیان کی ہے لیکن ان میں سے کسی نے بھی ابوالزبیر سے ان کے سماع (سننے) کی تصریح نہیں کی اس لیے یہ روایت منقطع، یعنی ضعیف ہے۔ یہ ہے امام نسائی رحمہ اللہ کا رجحان لیکن مذکورہ چھ اہل علم کا ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث کے سماع کی تصریح نہ کرنا اس دعوے کے اثبات کے لیے کافی نہیں کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ان کے عدم سماع کی تصریح سے اُن محدثین کے اثباتِ تصریح کی نفی نہیں ہو سکتی جنھوں نے ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث سننے کی تصریح کی ہے۔ ویسے بھی اثبات کرنے والا نفی کرنے والے سے مقدم ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کو بات یاد ہوتی ہے وہ اس شخص کے مقابلے میں حجت ہوتا ہے جسے بات یاد نہیں ہوتی۔ یہ مسلمہ اصول ہے۔ محقق العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے ابن جریج کے ابوالزبیر سے سماع کی تصریح کی ہے جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٧/٩٩-١٠١، والمصنف لعبد الرزاق: ١٠/٢٠٦) مصنف عبدالرزاق کے الفاظ تو سماع میں بالکل واضح اور دوٹوک ہیں جو یہ ہیں: عن ابن جريج، قال: قال لي أبو الزبير، یعنی ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھے ابوالزبیر نے کہا، پھر مذکورہ روایت بیان کی، لہٰذا جب صحیح طور پر تحدیث وسماع کی صراحت موجود ہے تو یقیناً اسے ہی ترجیح حاصل ہوگی۔

٤٩٧٨- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ رَوْحٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى مُخْتَلِسٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا خَائِنٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھپٹ مار کر چھیننے والے لوٹ ڈالنے والے (ڈاکو) اور خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیانت کرنے والے کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جا سکتی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ ضَعِيفٌ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: اشعث بن سوار ضعیف ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اشعث بن سوار کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ موقوف روایت ضعیف ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اشعث بن سوار خود ضعیف راوی ہے۔ محدثین عظام اس کی روایت کو قابل حجت نہیں سمجھتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اشعث نے اس روایت کو ثقات کی مخالفت کرتے ہوئے موقوف بیان کیا ہے جبکہ دیگر ثقہ راوی اسے مرفوع بیان کرتے ہیں، لہٰذا مخالفتِ ثقات کی وجہ سے یہ روایت منکر (ضعیف) ٹھہری۔ واللہ أعلم. یہ مسئلہ سند کی حد تک ہے، تاہم اس سند کے ضعیف ہونے کے باوجود مسئلہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح دیگر صحیح احادیث میں بیان ہوا کہ خائن، لٹیرے اور جھپٹا مار کر چیز چھیننے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(المعجم ١٤) - بَابُ قَطْعِ الرِّجْلِ مِنَ السَّارِقِ بَعْدَ الْيَدِ (التحفة ١١)

باب: ۱۴- ہاتھ کاٹنے کے بعد (مزید چوری کی صورت میں) چور کا پاؤں کاٹنا

٤٩٨٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ

۴۹۸۰- حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٩٧٨- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٩ من حديث شبابة بن سوار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٨.

٤٩٧٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٩. * أبو خالد هو الأحمر.

٤٩٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٢، ٢٧٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: تابعه إسحاق ◀◀

الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوسُفُ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَاطِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اُقْتُلُوهُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اِقْطَعُوا يَدَهُ» قَالَ: ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ، ثُمَّ سَرَقَ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ كُلُّهَا، ثُمَّ سَرَقَ أَيْضًا الْخَامِسَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْلَمَ بِهٰذَا حِينَ قَالَ: «اُقْتُلُوهُ» ثُمَّ دَفَعَهُ إِلٰى فِتْيَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ لِيَقْتُلُوهُ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِمَارَةَ فَقَالَ: أَمِّرُونِي عَلَيْكُمْ، فَأَمَّرُوهُ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِذَا ضَرَبَ ضَرَبُوهُ حَتّٰى قَتَلُوهُ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اس نے تو چوری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ لوگوں نے پھر کہا: اللہ کے رسول! اس نے تو صرف چوری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کا ہاتھ کاٹ دو۔“ اس نے پھر چوری کر لی۔ پھر اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں چوری کر لی حتیٰ کہ ایک ایک کر کے اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے۔ پھر اس نے پانچویں دفعہ چوری کر لی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو اس (کی حیثیت) کا خوب علم تھا۔ تبھی تو آپ نے (پہلی دفعہ ہی) فرمایا تھا: ”اسے قتل کر دو۔“ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے چند قریشی نوجوانوں کے سپرد کر دیا کہ اسے قتل کر دیں۔ ان نوجوانوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ وہ حکومت کے بڑے شائق تھے۔ وہ کہنے لگے: تم مجھے اپنا (وقتی) امیر بنا لو۔ انھوں نے ان کو امیر بنا لیا۔ جب وہ اسے مارتے تھے تب دوسرے مارتے تھے حتیٰ کہ اس طرح انھوں نے اس چور کو قتل کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① ”اسے قتل کر دو“ آپ کا مقصود قتل کا حکم نہ تھا بلکہ یہ آپ کی پیش گوئی تھی کہ اس کا انجام کار قتل ہوگا‘ جو اس کے حق میں پوری ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو بذریعۂ وحی بتا دیا گیا ہو کہ یہ شخص باز نہیں آئے گا اور بالآخر اسے قتل کرنا پڑے گا‘ اس لیے آپ نے پہلی بار ہی قتل کا حکم دیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے حکم کی تعمیل میں تردد اس لیے کیا کہ آپ ﷺ نے خود چور کی سزا ہاتھ کاٹنا بتائی تھی۔ وہ سمجھے کہ آپ کو اس کے

◄◄ الحنظلي عن النضر بن شميل، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٧٠. * يوسف هو ابن سعد، أبويعقوب البصري الجمحي، والحارث صحابي صغير.

جرم کا صحیح اندازہ نہیں ہوا' اس لیے صحابہ نے جب اس کے جرم کی دوبارہ وضاحت کی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ② ''پاؤں کاٹ دیا گیا'' قرآن مجید میں چوری کی سزا میں صرف ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے' اس لیے بعض لوگ چوری کی سزا میں پاؤں کاٹنے کے قائل نہیں لیکن جمہور اہل علم پاؤں کاٹنے کے قائل ہیں کہ دوسری چوری پر بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ پھر چوری کرلے تو بایاں ہاتھ اور پھر چوری کرے تو دایاں پاؤں۔ اگر پانچویں دفعہ چوری کرے تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔ بعض پانچویں دفعہ چوری پر قتل کے قائل ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ بعض اہل علم ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے بعد قطع کے قائل نہیں کیونکہ اس طرح وہ بالکل اپاہج ہو جائے گا اور اپنے کام کاج کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ نہ کھا پی سکے گا' نہ استنجا کر سکے گا اور نہ دوسرے کام ہی کر سکے گا۔ آخر یہ کام کون کرے گا؟ جمہور اہل علم کی دلیل آیت محاربہ بھی ہے۔ اس میں فسادی لوگوں کے لیے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا صریح ذکر ہے۔ ﴿اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾ (المائدة٥:٣٣) عقلاً بھی ہاتھ پاؤں کا حکم ایک ہے' لہٰذا جمہور کا مسلک ہی صحیح ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ قَطْعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنَ السَّارِقِ (التحفة ١٢)

باب:١٥- چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹنا

٤٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جِيءَ بِسَارِقٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اِقْطَعُوهُ» فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ. فَقَالَ: «اِقْطَعُوهُ» فَقُطِعَ، فَأُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۹۸۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(اس کا دایاں ہاتھ) کاٹ دو۔'' اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے دوبارہ (چوری کرنے پر) لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا بایاں پاؤں کاٹ دو۔'' اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسے لایا گیا۔

٤٩٨١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب السارق يسرق مرارًا، ح: ٤٤١٠ عن محمد بن عبدالله بن عبيد الهلالي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٧١. * مصعب لين الحديث، وكان عابدًا (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

إِنَّما سَرَقَ فَقَالَ: «اِقْطَعُوهُ» ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ فَقَالَ: «اِقْطَعُوهُ» فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ قَالَ: «اُقْتُلُوهُ» قَالَ جَابِرٌ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى مِرْبَدِ النَّعَمِ، وَحَمَلْنَاهُ، فَاسْتَلْقٰى عَلٰى ظَهْرِهِ ثُمَّ كَشَّرَ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَانْصَدَعَتِ الْإِبِلُ، ثُمَّ حَمَلُوا عَلَيْهِ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ حَمَلُوا عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ فَقَتَلْنَاهُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ ثُمَّ رَمَيْنَا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ.

آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ رسول! اس نے تو صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا (بایاں ہاتھ) کاٹ دو۔'' پھر اسے چوتھی مرتبہ (پکڑ کر) لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا (دایاں پاؤں) کاٹ دو۔ پانچویں بار پھر اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' حضرت جابر ؓ نے فرمایا: ہم اسے اٹھا کر اونٹوں کے ایک باڑے میں لے گئے تو وہ چت لیٹ گیا۔ پھر اچانک اپنے (کٹے ہوئے) ہاتھوں اور پاؤں پر بھاگ اٹھا۔ اونٹ (ڈر کر) بدکنے لگے۔ لوگوں نے بھاگ کر دوبارہ اس کو پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسی طرح کیا۔ پھر تیسری دفعہ اس کو پکڑا تو ہم نے اس کو پتھر مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر ہم نے اسے ایک کنویں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر پھینک دیے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَمُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اور مصعب بن ثابت حدیث میں قوی (اور مضبوط) نہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''یہ حدیث منکر ہے'' یعنی اس کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ② ''ہاتھوں اور پاؤں پر'' یعنی جانوروں کی طرح۔ ③ محقق کتاب اور شیخ البانی ؒ نے مذکورہ روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٦) - اَلْقَطْعُ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٣)

باب:١٦- سفر کے دوران (چور کا) ہاتھ کاٹنا

٤٩٨٢ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ أَبِي أَرْطَاةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ».

۴۹۸۲-حضرت بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سفر میں چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔“

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سفر سے مراد جنگ کا سفر ہے۔ جب دشمن کا علاقہ قریب ہو اور خطرہ ہو کہ ہاتھ کاٹنے سے مشتعل ہو کر وہ کفار کے علاقے میں بھاگ جائے گا اور ان کے ساتھ مل کر مرتد ہو جائے گا۔ مطلق سفر مراد نہیں کیونکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”سفر و حضر میں حدود قائم کرو۔“ (مسند أحمد: ۵/۳۱۶، الصحیحة للألباني، حدیث: ۱۹۷۲) نیز سفر میں حد نہ لگانے کی کوئی وجہ نہیں۔ شریعت جس طرح حضر کے لیے ہے، اسی طرح سفر کے لیے بھی ہے، لہٰذا خاص سفر مراد ہے۔ ② اس حکم کا یہ مطلب نہیں کہ حد بالکل ساقط کر دی جائے بلکہ جب سفر سے واپسی ہوگی تو حد لگائی جائے گی کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود ساقط نہیں ہو سکتیں۔ ③ حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود کے نفاذ میں انتہائی دور اندیشی اور احتیاط لازم ہے۔ اگر حد کے نفاذ سے نقصان عظیم کا خطرہ ہو تو وقتی طور پر اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

٤٩٨٣ - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ - هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۴۹۸۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی غلام چوری کر لے تو اسے بیچ دو اگرچہ نصف قیمت پر بکے۔“

٤٩٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الرجل يسرق في الغزو أيقطع؟، ح: ٤٤٠٨ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٢، وقال الترمذي، ح: ١٤٥٠ "(حسن) غريب"، وقال ابن معين "هذا إسناد شامي".

٤٩٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب بيع المملوك إذا سرق، ح: ٤٤١٢ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٣. * عمر بن أبي سلمة وثقه أكثر أهل العلم، فحديثه حسن.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ (حدیث کا راوی) عمر بن ابوسلمہ حدیث میں قوی نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ''چوری کرلے'' یعنی مالک کی چوری کرے کیونکہ کسی دوسرے کی چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مالک کی چوری میں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں کیونکہ وہ بھی گھر میں رہتا ہے۔ گویا کہ وہ گھر کا ایک فرد ہے اور گھر کے افراد پر گھر سے چوری کی بنا پر حد نہیں لگائی جاتی۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت بھی یہی ہے کہ جس طرح گھر کے فرد یا غلام پر چوری کی حد نافذ نہیں ہوتی' اسی طرح سرحدی علاقے کے سفر کے دوران میں بھی چوری کی حد نہیں لگائی جائے گی' یعنی یہ بھی اس کی ایک نظیر ہے اگرچہ فرق بھی ہے کہ سفر سے واپسی پر تو حد لگائی جائے گی مگر غلام پر گھر کی چوری میں بالکل حد نہیں لگائی جائے گی۔ البتہ اسے کوئی اور سزا دی جائے گی' مثلاً: کوڑے لگائے جائیں یا قید وغیرہ کیا جائے۔ ② ''بیچ دو'' کیونکہ اس کو چوری کی عادت پڑ گئی ہے' لہٰذا اس کا گھر میں رہنا اب ٹھیک نہیں۔ یہ مسئلہ بار بار پیدا ہوگا۔ بیچ دینا ہی بہتر ہے۔ ممکن ہے دوسرے گھر کے حالات اس کی یہ عادت چھڑا دیں لیکن بیچتے وقت اس کا یہ عیب خریدنے والے کو صاف بتایا جائے تاکہ وہ دھوکے میں نہ رہے ورنہ گناہ ہوگا' نیز سودا واپس بھی ہوسکتا ہے۔ ③ ''نصف قیمت'' عربی میں لفظ ''نش'' استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی نصف اوقیہ ہوتے ہیں اور مطلق نصف بھی۔ نصف اوقیہ تو بیس درہم کا ہوتا ہے۔ مطلق نصف سے مراد نصف درہم بھی ہوسکتا ہے اور نصف قیمت بھی۔ تینوں معانی ممکن ہیں۔ واللہ أعلم. ④ بیچنے کا حکم ضروری نہیں بلکہ بہتر ہے کیونکہ کسی کو اس کا غلام بیچنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اس کی اپنی مرضی پر موقوف ہے۔

(المعجم ١٧) - حَدُّ الْبُلُوغِ وَذِكْرُ السِّنِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهَا الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ أُقِيمَ عَلَيْهِمَا الْحَدُّ (التحفة ١٤)

باب:١٧- بلوغت کی حد' نیز اس کا بیان کہ کس عمر تک پہنچنے کی صورت میں مرد اور عورت پر حد لگائی جائے گی؟

٤٩٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَطِيَّةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: كُنْتُ فِي سَبْيِ قُرَيْظَةَ، وَكَانَ يُنْظَرُ فَمَنْ خَرَجَ شِعْرَتُهُ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ تَخْرُجِ اسْتُحْيِيَ وَلَمْ يُقْتَلْ.

۴۹۸۴- حضرت عطیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں شامل تھا۔ (فیصلے کے مطابق) دیکھا جاتا تھا کہ جس قیدی کے زیر ناف بال اگے ہوتے تھے' اسے قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کے زیر ناف بال نہیں اگے ہوتے تھے' اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

٤٩٨٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٦٠، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٤.

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتے ہیں؟ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ شرعی حدیں اور سزائیں کسی مجرم پر اس وقت نافذ ہوتی ہیں جب انسان بالغ ہو جائے۔ جب تک کوئی شخص بالغ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس پر حد نہیں لگ سکتی۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی نابالغ بچہ ایسا جرم کر بیٹھے جس پر شرعی حد لاگو ہوتی ہو تو اس وقت کیا جائے؟ مسئلہ بالکل یہی ہے کہ نابالغ بچے پر شرعی حد نہیں لگ سکتی' تاہم قابل حد جرم سرزد ہونے کی صورت میں قاضی اور جج یا حاکم وقت' ادب سکھانے کی خاطر اسے کوئی مناسب سزا دے سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ② شریعت مطہرہ نے کچھ علامات بتائی ہیں جب ان میں سے کوئی ایک علامت کسی لڑکے یا لڑکی میں پائی جائے تو وہ بالغ ہوتا ہے۔ مردوں کے لیے تین علامتیں ہیں' وہ تینوں ہوں یا ان میں سے کوئی ایک ہو تو مرد بالغ سمجھا جائے گا: احتلام ہونا' زیر ناف سخت بال اگنا یا عمر پندرہ سال ہونا۔ البتہ عورت کے لیے مذکورہ تین علامتوں کے علاوہ' جو کہ مرد اور عورت دونوں میں مشترک ہیں' دو اور بھی ہیں جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں اور وہ ہیں: حیض آنا یا کسی عورت کا حاملہ ہونا۔ ③ ''بنو قریظہ کے قیدی'' بنو قریظہ مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جنھوں نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے بغاوت کر کے حملہ کرنے والے دشمن کا ساتھ دیا' لہٰذا جنگ خندق ختم ہونے کے بعد انھوں نے اپنا فیصلہ اپنے حلیف قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مرد قتل کر دیے جائیں اور عورتیں بچے قید کر لیے جائیں' لہٰذا ان کے فیصلے کے مطابق عمل ہوا۔ ④ میاں بیوی کے سوا کسی کے لیے یہ جائز اور حلال نہیں کہ وہ کسی کی شرم گاہ دیکھے' تاہم حقیقی شرعی عذر اس اصول سے مستثنیٰ ہے' مثلاً: کسی کی جان بچانے کا مسئلہ درپیش ہو اور آپریشن ناگزیر ہو تو معالج مریض کو ضرورت کے مطابق' بے لباس کر سکتا ہے۔ اور پھر ضرورت ختم ہوتے ہی شرم گاہ کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ ⑤ ''جس قیدی'' یعنی نوعمر قیدی جس کی بلوغت میں شک ہوتا تھا ورنہ بڑی عمر کے آدمی کے بال دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ⑥ ''زندہ چھوڑ دیا جاتا'' یعنی اسے قیدی (غلام) بنا لیا جاتا تھا۔ یہ عطیہ بھی ان میں شامل تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ١٨) - تَعْلِيقُ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ (التحفة ١٥)

باب: ١٨- چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانا

٤٩٨٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ

۴۹۸۵- حضرت ابن محیریز سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کا

٤٩٨٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في السارق تعلق يده في عنقه، ح: ٤٤١١ من حديث حجاج بن أرطاة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٧٥، وقال الترمذي، ح: ١٤٤٧: "حسن غريب"، وانظر الحديث الآتي.

الْحَجَّاجِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ؟ قَالَ: سُنَّةٌ، قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَ سَارِقٍ وَعَلَّقَ يَدَهُ فِي عُنُقِهِ.

ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: (یہ) سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دیا تھا۔

٤٩٨٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: أَرَأَيْتَ تَعْلِيقَ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ مِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقَطَعَ يَدَهُ وَعَلَّقَهُ فِي عُنُقِهِ.

۴۹۸۶- حضرت عبدالرحمٰن بن محیریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فرمائیں کیا چور کا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا سنت ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکا دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ ضَعِيفٌ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: (اس حدیث (اور سابقہ حدیث کا راوی) حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔

٤٩٨٧ - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُغَرَّمُ صَاحِبُ سَرِقَةٍ

۴۹۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب چور پر حد نافذ کر دی جائے تو اس پر چوری کا تاوان نہ ڈالا جائے گا۔“

٤٩٨٦ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٦.

٤٩٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٧ من حديث المفضل القتباني قاضي مصر به، وقال: "منقطع"، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٧. * المسور هو أخو سعد بن إبراهيم، ولم أجد من وثقه، وقال الذهبي: "لا يعرف حاله، وحديثه منكر" (ميزان: ٤/ ١١٣)، يونس هو الأيلي، وله لون آخر عند الطبري كما في الجوهر النقي: ٢٧٧/٨.

إِذَا أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ» .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : وَهٰذَا مُرْسَلٌ وَلَيْسَ بِثَابِتٍ .

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ (حدیث) مرسل ہے اور ثابت نہیں ہے۔

ایمان کا لغوی واصطلاحی مفہوم

لغۃً ایمان امن سے ہے۔ امن کے معنی ہیں بے خوف ہونا۔ اور ایمان کے معنی ہیں بے خوف کرنا لیکن عموماً اس لفظ کا استعمال مان لینے، تسلیم کر لینے اور تصدیق کرنے کے معانی میں ہوتا ہے اور وہ بھی غیبی امور میں۔ قرآن وحدیث میں عموماً ایمان واسلام ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ کبھی کبھی لغوی معنی کی رعایت سے ان میں فرق بھی کیا گیا ہے۔ ﴿قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات ۴۹:۱۴) یہاں اسلام، ظاہری اطاعت اور ایمان قلبی تصدیق کے معنی میں ہے۔ جمہور اہل سنت (صحابہ وتابعین) کے نزدیک ایمان إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ وَ عَمَلٌ بِالْجَوارِحِ کو کہتے ہیں۔ مختصراً قول وعمل کو ایمان کہتے ہیں کیونکہ تصدیق عمل میں آ جاتی ہے۔ اور وہ دل کا عمل ہے۔ اسی طرح اہل سنت کے نزدیک ایمان میں مختلف وجوہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے: قلبی کیفیت کے لحاظ سے، مُؤْمَنٌ بِهٖ کی قلت وکثرت کے لحاظ سے اور اعمال کی کمی بیشی کے لحاظ سے۔ سلف کے بعد ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ، اہل مدینہ اور تمام محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ بدعتی فرقے، مثلاً: جہمیہ، مرجئہ، معتزلہ اور خوارج وغیرہ اہل سنت سے اس مسئلے میں اختلاف رکھتے ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں۔ اہل سنت میں سے اشعری اور احناف بھی محدثین سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں، مثلاً: احناف عمل کو ایمان کا جز نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایمان کا لازم قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ ایمان میں کمی بیشی

کے بھی قائل نہیں، ہاں اہل ایمان میں تفاضل کے قائل ہیں۔اہل سنت کسی کلمہ گو مسلمان کو کسی واجب و فرض کے ترک یا کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی بنا پر ایمان سے خارج نہیں کرتے جب کہ معتزلہ اور خوارج اس کو ایمان سے خارج کر دیتے ہیں بلکہ خوارج تو صراحتًا کافر کہہ دیتے ہیں۔معاذ اللہ۔جہمیہ اور مرجئہ ویسے ہی عمل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ان کے نزدیک صرف تصدیق قلب کافی ہے۔مزید تفصیل ان شاءاللہ آگے آئے گی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٤٧) - كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ (التحفة ٣٠)

ایمان اور اس کے فرائض واحکام کا بیان

(المعجم ١) - ذِكْرُ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ (التحفة ١)

٤٩٨٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ».

باب:۱- افضل عمل کا بیان

۴۹۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایمان لانا'' یہ عمل ایمان کی جڑ ہے جس کے بغیر ایمان واسلام کے درخت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کے بغیر کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دیتا۔ جب یہ ایمان موجود ہو تو دخول جنت قطعی ہے' خواہ اولاً یا سزا بھگتنے کے بعد۔ اس حدیث میں ایمان کو ایک عمل قرار دیا گیا ہے۔ اس سے محدثین کی تائید ہوتی ہے جو اعمال کو ایمان کا جز قرار دیتے ہیں۔ ② قرآنی آیات میں ایمان اور عمل صالح کو الگ الگ ذکر کرنا عمل کی اہمیت کی وجہ سے ہے' جیسے نماز عصر کی اہمیت کے پیش نظر الگ سے بھی اس کی محافظت کا حکم ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرۃ ۲:۲۳۸)

٤٩٨٨ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من قال: إن الإيمان هو العمل . . . الخ، ح: ٢٦، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤٩٨٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: «إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ».

۴۹۸۹- حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایسا ایمان جس میں ذرہ بھر شک نہ ہو، وہ جہاد جس میں کسی قسم کی خیانت نہ ہو اور نیک و پاک حج۔“

فوائد ومسائل: ① گویا اصل فضیلت خلوص کو حاصل ہے جس چیز میں بھی ہو۔ ایمان میں ہو یا جہاد میں یا حج میں۔ ② افضل عمل کے سوال کے جواب میں مختلف احادیث آئی ہیں۔ تطبیق یہ ہے کہ آپ نے حالات اور سائل کے لحاظ سے جوابات دیے ہیں۔ کسی حالت میں کوئی عمل افضل ہے کسی میں کوئی۔ زمان و مکان کا اختلاف ایک قطعی چیز ہے۔ اسی طرح کسی شخص کے لیے کوئی عمل افضل ہے کسی کے لیے کوئی۔ کسی کے لیے جہاد افضل ہے، کسی کے لیے ذکر اور کسی کے لیے حج۔ اور کسی کے لیے کوئی اور عمل افضل ہے۔ یہ بڑی واضح بات ہے۔ ③ ”نیک و پاک حج“ اور وہ یہ ہے جس میں کوئی شہوانی قول و فعل نہ کیا گیا ہو۔ کسی فرض کا ترک اور کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ اور ساتھیوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کیا گیا ہو۔ ﴿لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ بعض نے اس کے معنی ”حج مقبول“ بھی کیے ہیں۔ ظاہر ہے حج مقبول بھی تو ایسا ہی ہوگا، لہٰذا کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٢) - طَعْمُ الْإِيمَانِ (التحفة ٢)

باب: ٢- ایمان کا مزہ (کب محسوس ہوتا ہے؟)

٤٩٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْقِ ابْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ

۴۹۹۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی پائی جائیں، ایمان اس کو لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ (اسے ایمان میں مزہ آنے لگتا ہے۔)

٤٩٨٩- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٥٢٧.

٤٩٩٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٧، ٢٧٨ من حديث منصور به، وسنده حسن، وللحديث طرق كثيرة جدًا، انظر الحديث الآتي.

بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَطَعْمَهُ أَنْ يَّكُونَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ فِي اللهِ وَأَنْ يُّبْغِضَ فِي اللهِ، وَأَنْ تُوقَدَ نَارٌ عَظِيمَةٌ فَيَقَعَ فِيهَا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا».

اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ اسے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں۔ اس کی محبت اور ناراضی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ عظیم بھڑکتی آگ میں گر پڑنا اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے زیادہ پسند ہو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’ایمان کا مزہ‘‘ یہ تجرباتی چیز ہے کہ جب انسان ایمان میں کھب جائے تو اسے ایمان کے کاموں میں اسی طرح لذت محسوس ہوتی ہے‘ جیسے عوام الناس کو کھانے‘ پینے اور ناز ونعمت کی دیگر چیزوں میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ ایمان کی وجہ سے اپنے آپ کو اس طرح خوش نصیب تصور کرتا ہے جس طرح مال دار شخص اپنے مال کی وجہ سے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہے۔ لیکن یہ اس سے کہیں زیادہ اونچا مرتبہ ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک! ② ’’پیارے ہوں‘‘ یعنی ان کو ہر چیز پر ترجیح دے‘ مال اور حتی کہ اپنی جان اور خواہش پر بھی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے مقابلے میں ہر چیز کو رد کر دے گا حتی کہ اپنی خواہش سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ ③ ’’اللہ تعالیٰ کے لیے ہو‘‘ یعنی اس کے پیش نظر اپنا مفاد ونقصان نہ ہو بلکہ محبت اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے پسند کرتے ہیں اور ناراضی اس لیے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ ④ ’’بھڑکتی آگ‘‘ یعنی شرک سے اسے شدید نفرت ہو جائے حتی کہ جان جانے کا خطرہ ہو تب بھی شرک نہ کرے۔ ⑤ یہ تینوں کام بڑے مشکل ہیں۔ کوئی صاحب ایمان ہی ان پر کاربند رہ سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ.

(المعجم ٣) - حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ٣)

باب:۳- ایمان کی مٹھاس

٤٩٩١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، مَنْ أَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ

۴۹۹۱- حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص میں یہ تین چیزیں پائی جائیں‘ وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرتا ہے: جو شخص کسی آدمی سے محبت کرتا ہے کسی مفاد کے لیے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا

٤٩٩١- أخرجه البخاري، الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره ... الخ، ح: ٢١، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح: ٤٣/ ٦٨ من حديث شعبة به.

عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ كَانَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ كَانَ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ».

رسول ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں۔ جس شخص کو آگ میں کود جانا کفر کی طرف لوٹ جانے سے زیادہ پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نکال لیا ہے۔“

فائدہ: ”ایمان کی مٹھاس“ مطلب یہ ہے کہ ایمان میٹھی چیز کی طرح لذیذ ہے۔ میٹھے میں لذت محسوس کرنا انسان کی فطرت ہے۔ اسی طرح جو شخص صحیح فطرت انسانی پر قائم ہو وہ ایمان میں بھی لذت محسوس کرے گا۔ تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٤) - **حَلَاوَةُ الْإِسْلَامِ** (التحفة ٤)

باب:۴- اسلام کی مٹھاس

٤٩٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِسْلَامِ، مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يُكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ».

۴۹۹۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تین اوصاف جس شخص میں پائے جائیں وہ (ان کی برکت سے) اسلام کی مٹھاس محسوس کرے گا۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں: جو کسی شخص سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرے۔ جس شخص کو کفر کی طرف لوٹنا اتنا ناپسند ہو جتنا آگ میں پھینک دیا جانا۔“

فائدہ: ایمان کی تشریح میں بیان ہو چکا ہے کہ شرعاً اسلام و ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ سابقہ حدیث میں جن اوصاف کو ایمان کی مٹھاس کا دارومدار قرار دیا گیا ہے اس روایت میں انھی اوصاف کو اسلام کی مٹھاس کا سبب بتلایا گیا ہے گویا ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہیں۔

(المعجم ٥) - **بَابُ نَعْتِ الْإِسْلَامِ** (التحفة ٥)

باب:۵- اسلام کا بیان

٤٩٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۹۹۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک

٤٩٩٢ـ [صحيح] * إسماعيل هو ابن جعفر، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

٤٩٩٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ووجوب الإيمان . . . الخ، ح: ٨/ ١ من ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ

دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی ہمیں اچانک نظر پڑا۔ اس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اور سر کے بال انتہائی سیاہ۔ نہ تو اس پر سفر کے نشانات نظر آتے تھے اور نہ اسے کوئی پہچانتا تھا حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیے۔ اور اپنی ہتھیلیاں آپ کی رانوں پر رکھ لیں پھر کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز کی پابندی کرے' زکاۃ ادا کرے' رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر تو طاقت رکھے تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ ہمیں اس پر حیرانی ہوئی کہ یہ آپ سے پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' یوم آخرت اور ہر اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ مجھے احسان کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا اسے تو دیکھ رہا ہے' پھر اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجیے؟ آپ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا گیا ہے' وہ

◀◀ حديث كهمس به.

[أَمَارَاتِهَا]؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» قَالَ عُمَرُ: فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَاكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ».

پوچھنے والے سے قیامت کا زیادہ علم نہیں رکھتا۔'' اس نے کہا: پھر مجھے اس کی نشانیاں بتلا دیجیے؟ آپ نے فرمایا: ''(ایک نشانی یہ ہے) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور (دوسری) یہ کہ تو ننگے پاؤں پھرنے والے' ننگے جسم رہنے والے' بکریوں کے کنگال چرواہوں کو دیکھے گا کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں فخریہ انداز میں اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگے ہیں۔'' (پھر وہ چلا گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین دن میں اسی طرح (ششدر) ٹھہرا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ تمھیں تمھارے دینی معاملات سکھانے آئے تھے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی انسانی شکل وصورت میں آ سکتا ہے' لوگ اسے دیکھ سکتے ہیں' وہ ان کی موجودگی میں باتیں کر سکتا ہے اور وہ اس کی باتیں سن بھی سکتے ہیں۔ ② یہ شرعاً پسندیدہ عمل ہے کہ بن سنور کر' نہا دھو کر اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ہو کر علماء وفضلاء اور ملوک وسلاطین کی مجالس میں جایا جائے۔ جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لوگوں کو ان کا دین سکھلانے اور تعلیم دینے کے لیے ہی آئے تھے اور وہ تعلیم انھوں نے اپنے حال و مقال کے ساتھ دی ہے۔ وہ بہترین اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھے۔ ان پر تھکاوٹ اور میل کچیل کے کوئی نشان نہیں تھے۔ ③ اہل علم کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص کے لیے یہ بھی مناسب ہے کہ لوگوں کو کسی مسئلے کی ضرورت ہے اور وہ پوچھ نہیں رہے تو وہ خود پوچھے تاکہ سب لوگوں کو مسئلے کا علم ہو جائے اور اس طرح ان کی دینی ضرورت پوری ہو۔ ④ ''اچانک نظر پڑا'' یعنی دور سے آتا نظر نہیں آیا۔ قریب ہی دیکھا۔ پھر بالوں اور کپڑوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی گھر سے نہا دھو کر نکلا ہے مگر اسے پہچانتا کوئی بھی نہیں تھا۔ گویا وہ مسافر تھا۔ ⑤ ''اپنے گھٹنے'' بے تکلفی کے انداز میں یا شاگردوں کی طرح دوزانو ہو کر بیٹھا۔ ⑥ ''آپ کی رانوں پر'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی رانوں پر جیسا کہ اگلی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں گویا اس نے اپنے آپ کو اجڈ بدوی ظاہر کیا کیونکہ یہ انداز ادب کے خلاف ہے۔ ⑦ اس حدیث میں اسلام اور ایمان کی تعریف مختلف کی گئی ہے۔ گویا لغوی مناسبت کا لحاظ فرمایا۔ اسلام ظاہری اطاعت کو کہا گیا

ہے اور ایمان قلبی تصدیق کو۔ ظاہر ہے لغۃً تو ان میں کچھ فرق ہے' البتہ شرعاً کوئی فرق نہیں۔ ⑧ ''حیرانی ہوئی'' کیونکہ پوچھنا دلیل ہے کہ وہ ناواقف ہے مگر تصدیق کرنا اسے عالم ظاہر کرتا ہے۔ دراصل اس نے اپنے ہر کام میں ابہام رکھا جس سے حیرانی رہی۔ ⑨ ''وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے'' یعنی تیرے اس کو دیکھنے کا بھی یہی مقصود ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے کیونکہ جب انسان کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ انتہائی خشوع خضوع سے عبادت کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو نہ دیکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے تصور سے اتنا خشوع پیدا نہیں ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ احسان کے دو مطلب ہیں: پہلا اور اعلیٰ تو یہ ہے کہ تو عبادت میں یوں سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو دوسرا اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ واللہ أعلم. ⑩ ان الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا ورنہ ''گویا کہ'' کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ⑪ ''زیادہ علم نہیں رکھتا'' یعنی میں تجھ سے قیامت کا زیادہ علم نہیں رکھتا یا کوئی مسئول کسی سائل سے قیامت کا علم زیادہ نہیں رکھتا۔ مطلب یہ ہے کہ نزول قیامت کے وقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ⑫ ''لونڈی مالک کو جنے'' بہت سے مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ زیادہ مناسب مطلب یہ ہے کہ اولاد نافرمان ہو جائے گی اور ماؤں سے لونڈیوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔ گویا وہ اولاد نہیں' مالک ہیں۔ واللہ أعلم. ⑬ ''اونچی اونچی عمارتیں'' یعنی غریب لوگ بہت امیر ہو جائیں گے۔ مال عام ہو جائے گا۔ تنگ ظرفی کی وجہ سے مال سنبھال نہ سکیں گے۔ عمارتیں بنانے میں ضائع کر دیں گے۔ ⑭ ''ششدر رہا'' کیونکہ جس طرح وہ اچانک آیا تھا' اسی طرح اچانک غائب ہو گیا۔ لوگوں نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ ⑮ اس حدیث کو ''حدیث جبریل'' کہتے ہیں۔

(المعجم ٦) - صِفَةُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ (التحفة ٦)

باب:٦- ایمان واسلام کا بیان

٤٩٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ، فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَدْرِي أَيُّهُمْ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ،

۴۹۹۴- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں اس طرح تشریف فرما ہوتے تھے کہ کوئی اجنبی آدمی آتا تو وہ نہیں پہچان سکتا تھا کہ آپ کون سے ہیں حتی کہ وہ (آپ کی بابت) پوچھتا، اس لیے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے

٤٩٩٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في القدر، ح: ٤٦٩٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وأصله في صحيح مسلم، الإيمان، باب الإيمان ماهو؟ وبيان خصاله، وغيره. * أبوفروة هو الهمداني، عروة بن الحارث.

فَطَلَبْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إِذَا أَتَاهُ، فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِّنْ طِينٍ كَانَ يَجْلِسُ عَلَيْهِ، وَإِنَّا لَجُلُوسٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسِهِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا ، وَأَطْيَبُ النَّاسِ رِيحًا ، كَأَنَّ ثِيَابَهُ لَمْ يَمَسَّهَا دَنَسٌ ، حَتّٰى سَلَّمَ فِي طَرَفِ الْبِسَاطِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ: أَدْنُو يَامُحَمَّدُ! قَالَ: اُدْنُهْ. فَمَا زَالَ يَقُولُ: أَدْنُو مِرَارًا، وَيَقُولُ لَهُ: اُدْنُ حَتّٰى وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رُكْبَتَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا اَلْإِسْلَامُ؟ قَالَ: «اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ» . قَالَ: إِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» . قَالَ: صَدَقْتَ . فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الرَّجُلِ صَدَقْتَ أَنْكَرْنَاهُ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَالْكِتَابِ، وَالنَّبِيِّينَ، وَتُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ» قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ آمَنْتُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَتٰى

اجازت طلب کی کہ ہم آپ کے بیٹھنے کے لیے مخصوص جگہ بنا دیں تاکہ اجنبی آدمی آئے تو وہ بھی آپ کو پہچان سکے۔ اجازت ملنے پر ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک تھڑا بنا دیا۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مخصوص مقام پر تشریف فرما تھے کہ ایک انتہائی خوب صورت اور خوشبو میں بسا ہوا ایک آدمی آیا۔ اس کے کپڑوں کو ہلکا سا میل کچیل بھی نہیں لگا تھا حتی کہ اس نے نیچے بچھی ہوئی چٹائی کے کنارے کے پاس آ کر سلام کہا اور کہا: اے محمد! السلام علیکم! آپ علیہ السلام نے اسے جواب دیا۔ اس نے کہا: اے محمد! میں قریب آ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''قریب آ جاؤ۔'' وہ بار بار اسی طرح کہتا رہا: اور قریب آ جاؤں؟ اور آپ فرماتے رہے: ''قریب آ جاؤ۔'' حتی کہ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے مبارک گھٹنوں پر رکھ دیا اور کہا: اے محمد! مجھے بتائیے: اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ سمجھے، نماز قائم کرے، زکاۃ ادا کرے، بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔'' اس نے کہا: جب میں یہ کام کرلوں تو کیا میں مسلمان ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ جب ہم نے اس شخص کی یہ بات سنی تو ہم نے اس پر تعجب کیا (کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔) پھر اس نے کہا: اے محمد! فرمائیے ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے

السَّاعَةُ؟ قَالَ: فَنكَسَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، ثُمَّ أَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، ثُمَّ أَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، وَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ لَهَا عَلَامَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا، إِذَا رَأَيْتَ الرِّعَاءَ الْبُهُمَ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، وَرَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ مُلُوكَ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا، خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان٣١: ٣٤]»ثُمَّ قَالَ: «لَا وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! هُدًى وَّبَشِيرًا، مَا كُنْتُ بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِّنْكُمْ، وَإِنَّهُ لَجِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فِي صُورَةِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ».

کہ تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، نبیوں اور تقدیر کو دل وجان سے تسلیم کرلے۔'' اس نے کہا: جب میں یہ کام کرلوں گا تو کیا میں مومن ہوگیا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگا: اے محمد! بتلائیے: احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' وہ کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ کہنے لگا: اے محمد! مجھے بتائیے: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے سر جھکا لیا اور اسے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''جس شخص سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن قیامت کی کچھ علامات ہیں جن کے ساتھ اس کا پتا چل جائے گا، مثلاً: جب تو دیکھے کہ بکریوں بھیڑوں کے چرواہے عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا فخریہ انداز میں مقابلہ کر رہے ہیں اور تو ننگے پاؤں چلنے والے اور ننگے جسم رہنے والے کو زمین کا بادشاہ بنے دیکھے اور دیکھے کہ عورتیں اپنے مالک جننے لگی ہیں (تو پھر قیامت کا انتظار کر)۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ......﴾ ''اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے......'' پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی

جس نے محمد (ﷺ) کو سچا نبی بنایا جو رہنمائی کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہے! تمھاری طرح میں بھی اس آدمی کو پہچان نہیں سکا تھا۔ (پھر معلوم ہوا کہ) وہ جبریل علیہ السلام تھے جو دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تھے۔“

فوائد ومسائل: ① ”گھٹنوں پر رکھ دیا“ بطور احترام آپ کے گھٹنے چھوئے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② ”بھیڑ بکریوں کے چرواہے“ عرب ماحول میں بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کو فقیر اور ذلیل خیال کیا جاتا ہے البتہ اونٹوں والوں کو معزز سمجھتے تھے۔ یا اس لیے کہ چرواہے عام طور پر غلام اور نوکر ہوتے تھے۔ عربی میں لفظ الرِّعَاءَ الْبُهْمَ استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے کئی اور معنی بھی کیے گئے ہیں مثلاً: کالے رنگ کے چرواہے یا غیر معروف چرواہے یا قلاش چرواہے وغیرہ۔ ③ ”پہچان نہیں سکا تھا“ آنے والے کا انداز ہی ایسا حیران کن تھا کہ آخر وقت تک رسول اللہ ﷺ کو بھی اندازہ نہ ہوسکا۔ وہ تو اس کے غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ یہ تو فرشتہ تھا۔ ④ ”دحیہ کلبی کی صورت میں“ یہ الفاظ شاذ ہیں اور سیاق حدیث کے خلاف ہیں۔ اصل الفاظ وہی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیں لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ کہ اسے ہم میں سے کوئی بھی پہچانتا نہیں تھا۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ یہ الفاظ ”جو دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تھے“ درست نہیں کیونکہ اگر وہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئے ہوتے، پھر تو پہچانے جاتے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٧/ ٢٢٩)

(المعجم ٧) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ وَلَٰكِن قُولُوٓا۟ أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات٤٩: ١٤] (التحفة ٧)

باب: ۷- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”بدوی کہتے ہیں ہم ایمان لائے، کہہ دیجیے: (ابھی) تم میں ایمان نہیں آیا بلکہ تم کہو: ہم مسلمان ہو گئے۔“ کی تفسیر

٤٩٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ رِجَالًا وَلَمْ يُعْطِ رَجُلًا

۴۹۹۵- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا لیکن ان میں سے ایک آدمی کو کچھ نہ دیا۔ سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں اور فلاں کو تو مال دیا ہے لیکن فلاں کو کچھ نہیں دیا، حالانکہ وہ بھی صاحب ایمان ہے۔ نبیٔ اکرم

٤٩٩٥- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة . . . الخ، ح: ٢٧ من حديث معمر، ومسلم، الإيمان، باب تألف قلب من يخاف على إيمانه لضعفه . . . الخ، ح: ١٥٠ من حديث الزهري به.

مِّنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ مُسْلِمٌ» حَتّٰى أَعَادَهَا سَعْدٌ ثَلَاثًا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَوْ مُسْلِمٌ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأُعْطِي رِجَالًا وَّأَدَعُ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُمْ لَا أُعْطِيهِ شَيْئًا، مَخَافَةَ أَنْ يُكَبُّوا فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے۔'' سعد نے اپنی بات تین دفعہ دہرائی۔ نبیٔ اکرم ﷺ ہر دفعہ یہی فرماتے تھے: ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے۔'' پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بسا اوقات میں کچھ لوگوں کو مال دیتا ہوں جب کہ ان لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں جو مجھے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ میں انھیں کچھ نہیں دیتا۔ (دیتا ہوں) اس خوف سے کہ کہیں وہ جہنم میں اوندھے منہ نہ گرائے جائیں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کی حقیقت الگ الگ ہے، یعنی اسلام ظاہری انقیاد و اعمال کا نام ہے جبکہ ایمان یقینِ قلب اور تصدیق لسان کے ساتھ ساتھ کما حقہ ان کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان، اسلام سے اعلیٰ وارفع [illegible] ہوتا ہے اور اس کا تعلق ظاہری انقیاد کے مقابلے میں ایقانِ قلب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے کہ حتمی طور پر کسی شخص کے کامل مومن ہونے کی تصدیق اس وقت تک نہیں کرنی چاہیے جب تک اس پر شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نص نہ ہو۔ ③ اس حدیث سے مرجئہ گمراہ فرقے کا بھی صریح طور پر رد ہوتا ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرنے سے انسان جنت میں چلا جائے گا، عمل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ④ شرعی حاکم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ سرکاری مال میں اپنی صوابدید کے مطابق تصرف کرے، کسی کو دے کسی کو نہ دے اور کسی کو کم دے کسی کو زیادہ دے، نیز ظاہراً اہم آدمی کو چھوڑ دے، اس کی نسبت غیر اہم کو دے دے۔ شرعی مصلحت کی بنیاد پر یہ سب کچھ کیا جا سکتا ہے، خواہ رعایا اور عوام الناس پر یہ معاملہ مخفی ہی ہو۔ ⑤ حاکم کے ہاں سفارش کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ سفارش جائز ہو۔ اسی طرح مقام و مرتبے کے لحاظ سے کم تر شخص، اپنے سے برتر شخص کو مشورہ دے سکتا ہے، تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا جذبہ ہو، نیز کسی کے روبرو کہنے کے بجائے تنہائی میں ہو، یہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے الا یہ کہ حالات کا تقاضا علانیہ بات کرنے کا ہو۔ ⑥ ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے''، یعنی تم کسی شخص کی ظاہری حالت ہی کو دیکھتے ہو، لہٰذا تم ظاہر کی گواہی دو۔ باطن کی اللہ جانے۔ بعض نے معنی کیے ہیں ''بلکہ مسلمان کہو'' یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تم صرف مومن نہ کہو بلکہ یوں کہو ''وہ مومن یا مسلمان ہے۔'' اس صورت میں أَوْ عاطفہ ہوگا اور اسے عطف تلقینی کہتے ہیں کہ تم یہ بھی کہو۔ تینوں معانی ٹھیک ہیں۔ ⑦ ''خوف سے'' اس کا تعلق شروع جملہ کے ساتھ ہے، یعنی میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کا ایمان ابھی کمزور ہے۔ خطرہ ہے کہ وہ مرتد نہ ہو جائیں اور مرتد ہونا اوندھے منہ آگ میں

گرنے کے مترادف ہے جبکہ پختہ ایمان والے شخص کے بارے میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا' لہٰذا کبھی اس کو نہیں بھی دیتا تو وہ محسوس نہیں کرتا ہے۔ مومن کو مال کی طمع نہیں ہوتی۔ مل گیا خیر، نہ ملا تب بھی خیر۔

٤٩٩٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَمَ قَسْمًا فَأَعْطَى نَاسًا وَمَنَعَ آخَرِينَ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنَعْتَ فُلَانًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ: «لَا تَقُلْ مُؤْمِنٌ، وَقُلْ مُسْلِمٌ».

۴۹۹۶- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال تقسیم فرمایا' کچھ لوگوں کو دیا' کچھ کو نہ دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں کو دیا' اور فلاں کو نہیں دیا' حالانکہ وہ بھی مومن ہے۔ آپ نے فرمایا: مومن نہ کہو' مسلمان کہو۔"

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا﴾.

ابن شہاب (زہری) نے پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا﴾ "دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔"

٤٩٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

۴۹۹۷- حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا' نیز یہ دن کھانے پینے کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① "ایام تشریق" ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ کو کہتے ہیں۔ گویا یہ اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر کیا گیا۔ ② "صرف مومن ہی" جس کا ایمان زبان سے آگے گزر کر دل تک پہنچ گیا۔ وہی جنت کا مستحق

٤٩٩٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٩٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٥ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٦٠، والبوصيري. * عمرو هو ابن دينار.

ہے اور گناہ گار مومن کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور جائے گا' البتہ کافر جنت میں نہیں جا سکے گا۔ ③ ''کھانے پینے کے دن ہیں'' لہٰذا ان دنوں میں روزہ نہ رکھا جائے۔

(المعجم ٨) - صِفَةُ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٨)

باب:٨-مومن کی صفت کا بیان

٤٩٩٨ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ».

۴۹۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ اور اصل مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کے بارے میں کوئی خطرہ نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مختلف درجے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اور کچھ اس کمال تک نہیں پہنچ پائے بلکہ اس سے کسی قدر نیچے ہیں۔ ② جانی اور مالی حقوق میں اصل حرمت ہے' یعنی انھیں بغیر کسی شرعی وجہ کے پامال نہیں کیا جا سکتا' تاہم جب جان و مال کے ذریعے سے شرعی تقاضے مجروح کیے جائیں یا انسان اس کا سبب بن رہا ہو تو پھر اس کی حرمت بھی جاتی رہتی ہے' مثلاً: اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو قصاص میں ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا یا پھر اس سے پچاس اونٹ دیت لی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص ایک ڈھال چرا لے یا تین درہم چرائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور وہ بھی دایاں ہاتھ۔ اب ایک ہاتھ کی قیمت تو پچاس اونٹ لگی ہے جبکہ دوسرا صرف تین درہم میں کٹ گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پہلا ہاتھ جس کی قیمت پچاس اونٹ لگی ہے وہ معصوم تھا جبکہ دوسرا گناہ گار تھا۔ اس نے شرعی تقاضے مجروح کیے' اس لیے اس کی حرمت خود بخود پامال ہوگئی۔ وَعَلٰی هٰذَا الْقِيَاسُ. ③ یہاں مسلمان اور مومن سے کامل مسلمان اور کامل مومن مراد ہے ورنہ جس شخص میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں' اسے بھی مسلمان اور مومن کہا جائے گا۔ دراصل آپ نے لفظی معانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسلام سلامتی سے اور ایمان امن سے ہے' لہٰذا ہر مسلمان اور مومن کو سلامتی اور امن کا پیکر ہونا چاہیے۔

(المعجم ٩) - صِفَةُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٩)

باب:٩-مسلمان کی صفت کا بیان

٤٩٩٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في أن "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"، ح: ٢٦٢٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٩٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ».

۴۹۹۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور اصل مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ایک مسلمان شخص کو ہر حال میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے بلکہ اسے دوسرے مسلمان کے لیے مفید ثابت ہونا چاہیے' مضر اور موذی نہیں۔ ② امام حسن بصری رحمہ اللہ سے ''اَبرار'' نیک و پارسا شخص کی تعریف پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا: هُمُ الَّذِينَ لَا يُؤْذُونَ الذَّرَّ وَلَا يَرْضَوْنَ الشَّرَّ، یعنی ابرار وہ لوگ ہوتے ہیں جو چیونٹی تک کو ایذا نہیں پہنچاتے اور معمولی شر اور برائی کو پسند نہیں کرتے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے مرجئہ گمراہ فرقے کا بھی رد ہوتا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد سب کا اسلام کامل ہی ہوتا ہے، کسی کا ناقص نہیں ہوتا۔ ④ ''مہاجر'' ہجرت سے مقصود دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ اگر کوئی اپنا گھر بار چھوڑ دے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ چھوڑے' اس کی ہجرت بے مقصد ہے۔ البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دیتا ہے' خواہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے، اس نے ہجرت کا مقصد پورا کر لیا۔ اور اصل مہاجر وہ ہوا نہ کہ صرف گھر چھوڑنے والا۔

٥٠٠٠- أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذٰلِكُمُ الْمُسْلِمُ».

۵۰۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائے' وہ مسلمان ہے۔''

٤٩٩٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ١٠ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به. * عامر هو لشعبي، وعبدالله هو ابن عمرو بن العاص.

٥٠٠٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ٣٩١ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به.

فائدہ: یہ مسلمان کے ظاہری اوصاف ہیں۔ شہادتین کی ادائیگی کے بعد عبادات میں سے نماز ہی ایسی عبادت ہے جو اسلام کی علامت بن سکتی ہے کیونکہ روزہ مخفی چیز ہے جبکہ زکاۃ ہر کسی پر فرض نہیں۔ ویسے بھی وہ سال میں ایک دفعہ لاگو ہوتی ہے۔ حج تو ہے ہی زندگی بھر میں ایک بار اور وہ بھی ہر ایک پر فرض نہیں۔ پھر نماز چونکہ تمام ادیان میں موجود ہے اس لیے مسلمانوں کی نماز کا امتیاز قبلے سے ہوگا کیونکہ ہر دین کا الگ قبلہ ہوتا ہے۔ عبادات کے بعد معاملات اور معاشرت کا درجہ ہے۔ کفار کے نزدیک حلال وحرام کا کوئی تصور نہیں تھا' نیز ان کے نزدیک ذبیحہ اور میتہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا مسلمانوں کی خصوصیت ہے' لہٰذا وہ مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح شدہ جانور کھائے' خود ذبح کرے یا کوئی اور کرے۔ یہ مسلمانوں کی معاشرتی علامت ہے اور ظاہر ہے۔ باقی علامات مخفی ہیں' اس لیے ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- آدمی کے اسلام کی خوبی اور حسن

٥٠٠١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، كَتَبَ اللهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا وَمُحِيَتْ عَنْهُ كُلُّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ، اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرَةِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا».

٥٠٠١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے اور اچھا مسلمان بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ نیکی (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتا ہے جو اس نے اپنے دور جاہلیت میں کی ہوتی ہے۔ اور اس کا ہر وہ گناہ معاف کر دیا جاتا ہے جو اس نے اس سے پہلے کیا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد (اس کو اس کے اعمال کا) بدلہ ملے گا۔ نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہوگا اور برائی کا بدلہ برائی کے برابر ہی ہوگا۔ ہاں! اللہ عزوجل چاہے تو اسے بھی معاف فرما دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اچھا مسلمان بن جائے'' یعنی اس کا دل بھی اس کی زبان کے موافق ہو جائے اور اس کا اسلام زبان سے گزر کر دل اور تمام جسمانی اعضاء تک پہنچ جائے۔ وہ کھرا' سچا اور سُچا مسلمان بن جائے' ظاہراً بھی اور باطناً بھی' یعنی نہ وہ منافق رہے اور نہ فاسق۔ ② ''لکھ دیتا ہے'' گویا کافر کی نیکیاں تب ضائع ہوتی ہیں

٥٠٠١- أخرجه البخاري، الإيمان، باب حسن إسلام المرء، ح: ٤١ من حديث مالك به تعليقًا.

جب وہ کفر پر مرتا ہے۔ اگر اسے ہدایت مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی گزشتہ نیکیاں باقی رکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل وکرم ہے ورنہ نیکی کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ وہ ایمان کی حالت میں ہو، مگر تفضّل اور احسان کے لیے کوئی شرط نہیں ہوتی۔ جس طرح نیکی کا بدلہ سات سو گنا تک ملنا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہی ہے ورنہ عقل تو اس بات کا تقاضا نہیں کرتی۔ ③ ''جزاوسزا'' یعنی اسلام لانے سے پہلے کے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن اسلام لانے کے بعد والے گناہوں کا بدلہ ملے گا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے تو یہ اس کا فضل ہوگا۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُونَ﴾ (الانبیآء ۲۱:۲۳) اور اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کی امید رکھنی چاہیے۔

(المعجم ١١) - أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ (التحفة ١١)

باب:۱۱- کون سا اسلام افضل ہے؟

٥٠٠٢- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ - وَهُوَ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ - عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ».

۵۰۰۲- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

فائدہ: اس باب سے مصنف رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ سب مسلمان اسلام وایمان میں برابر نہیں ہوتے بلکہ کسی کا اسلام وایمان زیادہ ہوتا ہے کسی کا کم۔ اور یہ کمی بیشی اعمال کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور قلبی کیفیت کے لحاظ سے بھی۔ ''کون سا اسلام افضل ہے'' مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام میں سے کون افضل ہے۔

(المعجم ١٢) - أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- کون سا اسلام بہتر ہے؟

٥٠٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ،

۵۰۰۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا

٥٠٠٢- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: أي الإسلام أفضل؟، ح:١١، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل؟، ح:٤٢ عن سعيد بن يحيى به.

٥٠٠٣- أخرجه البخاري، الإيمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، ح:٢٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل؟، ح:٣٩ عن قتيبة به.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو کھانا کھلائے اور ہر ایک کو سلام کہے' خواہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''کون سا اسلام بہتر ہے'' یعنی امور اسلام میں سے کون سا کام زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ ② اس میں جہاں بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے وہاں محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی دلجوئی کی طرف بھی رہنمائی کی گئی ہے۔ کھانا کھلانا اور دل جوئی کرنا لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کا ایک تیر بہدف نسخہ ہے۔ دین دار لوگوں' بالخصوص علماء کو اس اہم نکتے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے سلام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ لوگوں کے دل موہنے اور انھیں اپنے قریب کرنے کے لیے یہ بہت ہی مفید اور مجرب چیز ہے۔ سلام کرنے کے لیے چند لوگوں کو خاص نہ کیا جائے جیسا کہ متکبر اور جابر قسم کے لوگوں کا طریقہ ہے بلکہ ہر خاص و عام کو سلام کیا جائے کیونکہ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں' تاہم کسی کافر ومشرک اور یہودی وعیسائی کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے اور نہ کسی فاسق وفاجر کو پہلے سلام کیا جائے' البتہ جس شخص کی اصل حقیقت حال معلوم نہ ہو تو اسے مسلمان سمجھتے ہوئے سلام کہنے میں پہل کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. ④ افضل عمل کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ یہ اختلاف اشخاص واحوال کے لحاظ سے ہے' لہٰذا اسے تضاد نہیں کہا جائے گا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۴۹۸۹)

(المعجم ١٣) - عَلٰى كَمْ بُنِيَ الْإِسْلَامُ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

٥٠٠٤- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى - يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: أَلَا تَغْزُو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

۵۰۰۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ جہاد کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔)

٥٠٠٤_ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: دعاءكم إيمانكم لقوله تعالى: "قل ما يعبؤا بكم ربي لولا دعاؤكم"، ح:٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام، ح:١٦/ ٢٢ من حديث حنظلة به.

شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ».

نماز پابندی کے ساتھ پڑھنا' زکاۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد اسلام کے وہ ستون اور ارکان بیان کرنا ہے جن پر اسلام کی ساری عمارت قائم ہے۔ اور وہ صرف پانچ ہیں: ان میں سے پہلا اور سب سے افضل ستون کلمۂ توحید کی شہادت دینا ہے۔ یہ سب سے افضل اس لیے ہے کہ جب تک کافر اس کی شہادت نہ دے تو وہ کافر ہی رہتا ہے' مسلمان نہیں بن سکتا۔ مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے کلمۂ شہادت کا اقرار کرے۔ پھر دوسرے نمبر پر نماز ہے۔ یہ ہر امیر وغریب مرد وعورت پر فرض ہے۔ ② جواب کا مفاد یہ ہے کہ جہاد فرائض عینیہ میں شامل نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے جس کی ادائیگی حکومت وقت کا کام ہے۔ وہ جتنے افراد کو مناسب سمجھے' اس کام پر لگائے۔ جب ضرورت کے مطابق افراد اس کام پر مامور ہوں اور وہ ملکی دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں تو عوام الناس کے لیے جہاد میں جانا ضروری نہیں۔ وہ اپنے دوسرے کام کریں۔ ہاں! یہ ایک فضیلت ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے فرائض کی ادائیگی کے بعد حکومت وقت اور متعلقہ افراد خانہ کی اجازت ورضامندی سے جہاد میں شرکت کرے تو اسے فضیلت ہوگی۔ ③ یہ پانچ ارکان اسلام ہیں' یعنی فرض عین ہیں۔ شہادتین کی ادائیگی کے بغیر تو کوئی شخص اسلام میں داخل ہی نہیں ہوسکتا۔ نماز بھی ہر بالغ وعاقل پر تاحیات فرض ہے، اس سے کسی کو مفر نہیں۔ زکاۃ ہر مال دار شخص پر فرض ہے جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد مال ہو۔ (تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)

حج ہر اس شخص پر فرض ہے جو آسانی کے ساتھ بیت اللہ پہنچ سکتا ہو اور اس کے پاس حج سے واپسی تک کے اخراجات موجود ہوں۔ رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل وبالغ پر فرض ہیں۔ کوئی عذر ہو تو قضا واجب ہوگی اور اگر رکھنے کی طاقت نہ ہو تو فدیہ واجب ہوگا۔ ④ رمضان کے روزے کا ذکر آخر میں اس لیے ہے کہ یہ ترکی عبادت ہے (اس میں کچھ کرنا نہیں پڑتا) ورنہ اہمیت کے لحاظ سے اس کا درجہ نماز کے بعد ہے۔ ویسے بھی یہ نماز کی طرح بدنی عبادت ہے۔ ⑤ ترجمہ میں قوسین والی عبارت اسی حدیث کی دیگر اسانید سے صراحتاً مذکور ہے۔ اس کے بغیر کلمۂ شہادت معتبر نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- اسلام (کے کاموں) پر بیعت کرنا

٥٠٠٥- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ،

٥٠٠٥- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک

٥٠٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ: «تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا»، قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ «فَمَنْ وَفّٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے۔'' آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی۔ (پھر فرمایا): ''جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور جس شخص نے ان (مذکورہ کاموں) میں سے کسی کام کا ارتکاب کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ چاہے اسے عذاب دے' چاہے معاف کرے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے اور ضروری تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ بیعت سے مراد عہد ہے۔ نیکی کے کاموں پر بیعت رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ وتابعین نے کسی ہاتھ پر بھی نہیں کی حتی کہ خلفائے راشدین کے ہاتھ پر بھی نہیں کی' لہٰذا اس بیعت کی اب ضرورت نہیں۔ اگرچہ عقلی وشرعی طور پر اس میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی مگر صحابہ وتابعین کا اسے مطلقاً چھوڑ دینا بھی تو مضبوط دلیل ہے۔ ② ''پوری آیت پڑھی'' اس آیت سے سورۂ ممتحنہ کی آیت مراد ہے جو عورتوں کی بیعت کے بارے میں اتری تھی۔ شاید آپ نے مؤنث کے صیغے مذکر سے بدل لیے ہوں گے کیونکہ آپ قرآن تو نہیں پڑھ رہے تھے' عہد لے رہے تھے' لہٰذا الفاظ میں تبدیلی پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ عَلَى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ** (التحفة ١٥)

باب: ۱۵-لوگوں کے ساتھ کب تک جنگ ہوسکتی ہے؟

٥٠٠٦- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ

۵۰۰۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کفار سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

٥٠٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٧٢.

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ».

اور ہمارے قبلے کی طرف منہ (کر کے نماز قائم) کریں' ہمارا ذبح شدہ جانور کھائیں' ہماری طرح نماز پڑھیں تو ان کے جان و مال ہم پر حرام ہیں' الا یہ کہ ان پر کوئی حق بنتا ہو۔ ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہ فرائض عائد ہوں گے جو مسلمانوں پر عائد ہوتے ہیں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۵۰۰۰.

(المعجم ١٦) - **بَابُ ذِكْرِ شُعَبِ الْإِيمَانِ** (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- ایمان کی شاخوں کا ذکر

٥٠٠٧- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

۵۰۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اعمال بھی مسمیٰ ''ایمان'' میں داخل ہیں۔ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ اور یہی حق ہے جبکہ بعض لوگ اس کے قائل نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے کیونکہ حیا سے انسان کے اندر نیکی کا جذبہ اور اعمال صالحہ کا داعیہ پیدا ہوتا ہے' ایمان کے منافی امور سے انسان بچتا ہے اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل بنتا ہے۔ ③ ایمان کو درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ جڑ، تنے، ٹہنیوں، شاخوں، پتوں، پھلوں اور پھولوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اسی طرح ایمان بھی بہت سے عقائد و اعمال اور اخلاق کے مجموعے کا نام ہے۔ عقیدے کی حیثیت جڑ کی ہے۔ ارکان کی حیثیت تنے اور ٹہنیوں کی ہے۔ دیگر اعمال شاخوں اور پتوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور اخلاق کی حیثیت پھولوں اور پھلوں کی ہے۔ عقیدے کی خرابی کا اثر اعمال و اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے جس طرح بیج اور جڑ کی خرابی

٥٠٠٧ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب أمور الإيمان ... الخ، ح: ٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها وأدناها ... الخ، ح: ٣٥ من حديث أبي عامر العقدي به.

پودے کی ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہے' اور اعمال کی کمی بیشی درخت کو ناقص بنا دیتی ہے اور اخلاق کی خرابی درخت کی زینت پر اثر ڈالتی ہے۔ ④ ''ستر سے زائد'' گویا ایمان بہت سے اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ ستر کا لفظ کثرت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ زائد کہہ کر مزید کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے معین عدد مراد ہو۔ زائد ترجمہ ہے بِضعٌ کا جو تین سے نو تک کے عدد پر بولا جاتا ہے۔

٥٠٠٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَوْضَعُهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

۵۰۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ ان میں سے افضل کلمۂ توحید (و رسالت) کی ادائیگی ہے۔ اور ان میں سے کم مرتبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''شاخوں'' سے مراد عقائد و اعمال اور اخلاق ہیں۔ ② ''افضل'' کیونکہ اس کے بغیر ایمان معتبر ہی نہیں ہوتا۔ ③ ''کم مرتبہ'' یعنی درجے اور ثواب کے لحاظ سے یا محنت اور مشقت کے لحاظ سے یا حصول و وجود کے لحاظ سے۔ ④ ''تکلیف دہ'' جسمانی طور پر' جیسے روڑے اور کانٹے وغیرہ یا روحانی طور پر' جیسے نجاست اور بدبو وغیرہ۔ واللہ أعلم.

٥٠٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

۵۰۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا اہم حصہ ہے۔''

فائدہ: حیا وہ خصلت ہے جو انسان کو قبیح باتوں اور کاموں سے روکتی ہے تاکہ رسوائی نہ ہو۔ لیکن حیا شریعت

٥٠٠٨- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٠٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

کے مطابق ہونی چاہیے' مثلاً: طلب علم' حق گوئی اور نیک کام میں حیا نہیں ہونی چاہیے۔ اس حدیث میں حیا کا خصوصی ذکر اس لیے ہے کہ حیا ہر نیکی کرنے اور برائی سے اجتناب کا سبب بنتی ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حیا جس چیز میں بھی ہوا سے مزین اور خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکل جائے' وہ قبیح بن جاتی ہے۔ (مسند أحمد: ۳/۱۶۵' و سنن ابن ماجه' الزهد' حديث:۴۱۸۵)

(المعجم ۱۷) - تَفَاضُلُ أَهْلِ الْإِيمَانِ (التحفة ۱۷)

باب:۱۷- اہل ایمان (درجات کے لحاظ سے) ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں

۵۰۱۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُلِيءَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلٰى مُشَاشِهِ».

۵۰۱۰- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار (رضی اللہ عنہ) کناروں تک ایمان سے لبالب بھرا ہوا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ اٹل حقیقت ہے کہ ایمان میں سب مومن ایک جیسے نہیں ہوتے' اس لیے ان کا درجہ اور مرتبہ بھی ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایمان کم وبیش ہو سکتا ہے' نیز جو لوگ إِيمَانِي كَإِيمَانِ جِبْرِيلَ ''میرا ایمان حضرت جبریل علیہ السلام کے ایمان جیسا ہے'' کے قائل ہیں' وہ درست نہیں کہتے۔ ایمان میں کمی بیشی قطعی امر ہے۔ (ایمان کی تفسیر کے لیے دیکھیے' کتاب الایمان) ② ''کناروں تک'' عربی میں لفظ مُشَاش استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہڈیوں کے آخری کنارے ہیں' مثلاً: کہنیاں' گھٹنے' ٹخنے' کندھے وغیرہ۔ اس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان کی تعریف فرما رہے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

۵۰۱۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۵۰۱۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۵۰۱۰_ [حسن] أخرجه الحاكم: ۳/ ۳۹۲، ۳۹۳ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به. * أبوعمار هو عريب بن حميد الهمداني، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۱۴۷، والبزار (كشف الأستار: ۳/ ۲۵۱، ۲۵۲) وغيرهما.

۵۰۱۱_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان . . . الخ، ح: ۴۹ من حديث سفيان الثوري به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُوسَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص برا کام ہوتا دیکھے' وہ اسے اپنے ہاتھ سے ختم کردے اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان کے ساتھ روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے برا جانے۔ اور یہ (آخری درجہ) کمزور ترین ایمان ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان فَلْيُغَيِّرْهُ ''اسے مٹا ڈال'' اس کا بین ثبوت ہے۔ لیکن یہ فرضیت فرض کفایہ کے طور پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران ۳:۱۰۴) ''تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر و بھلائی کی طرف بلائے اور وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔'' ② امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے کے لیے دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ اسے علم ہو کہ جس بات کا وہ حکم دے رہا ہے وہ شرعاً ''معروف'' یعنی نیکی ہی ہے اور جس بات سے وہ روک رہا ہے' شریعت میں وہ واقعی ''منکر'' یعنی ناروا اور ناجائز کام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جاہل یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ ③ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کچھ مراتب و درجات ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ زبان سے روکنا دوسرا درجہ ہے۔ کم زور ترین اور آخری درجہ یہ ہے کہ صرف دل میں برا سمجھے۔ اگر یہ بھی نہیں ہے تو پھر اس کے پلے میں کچھ بھی نہیں۔ ایسا شخص ایمان سے خالی ہے' تاہم اس کے لیے حکمت عملی سے کام لینا ضروری ہے۔ لڑائی جھگڑے سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس کے نقصانات، فوائد سے زیادہ ہیں۔ ④ ''اپنے ہاتھ سے ختم کرے'' کا طلب ہے کہ اگر وہ صاحب اقتدار ہو کیونکہ عام آدمی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ورنہ اس سے انارکی اور بدامنی پیدا ہوگی۔ حدود کا نفاذ بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ افراد انھیں نافذ نہیں کر سکتے اور نہ وہ اس کے مکلّف ہیں۔ تبھی نبیٔ اکرم ﷺ نے استطاعت اور طاقت کی شرط لگائی ہے۔ ⑤ ''زبان کے ساتھ'' یہ ہر شخص کی ذمے داری ہے کیونکہ زبان کا استعمال تو ہر شخص کے اختیار میں ہے' الا یہ کہ مرتبہ کم ہو' مثلاً: اولاد ماں باپ کے سامنے' شاگرد استاد کے سامنے' محکوم حاکم کے سامنے اور غلام آقا کے سامنے بولنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یا جب جان جانے کا خطرہ ہو جیسا کہ آگے حدیث میں آ رہا ہے۔ ⑥ ''کم زور ترین ایمان'' معلوم ہوا ایمان قوی اور کمزور ہو سکتا ہے۔ یہی باب کا مقصد ہے۔ آخری درجے کو کمزور ترین کہنا برائی کے خاتمے کے لحاظ سے ہے' یعنی اس سے برائی ختم ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ باقی رہا ثواب کے لحاظ سے تو

وہ دوسروں کے برابر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مرتبے اور فرائض کے حساب ہی سے جواب دہ ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦)

٥٠١٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَغَيَّرَهُ بِيَدِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَغَيَّرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِلِسَانِهِ فَغَيَّرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

۵۰۱۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص برائی ہوتی دیکھے اور اپنے ہاتھ سے روک دے، وہ (گناہ سے) بری ہو گیا۔ جو ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھے اور زبان سے روک دے، وہ بھی (گناہ سے) بری ہو گیا۔ اور جو شخص زبان سے روکنے کی طاقت نہ رکھے لیکن دل سے برا سمجھے، وہ بھی (گناہ سے) بری ہے۔ اور یہ کم زور ترین ایمان ہے۔“

فائدہ: ”گناہ سے بری ہے“ معلوم ہوا گناہ ہوتا دیکھنا بھی گناہ ہے، الا یہ کہ اپنا شرعی فریضہ ادا کر دے۔

(المعجم ١٨) - زِيَادَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- ایمان بڑھنے کا بیان

٥٠١٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدَّ مُجَادَلَةً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ أُدْخِلُوا النَّارَ، قَالَ: يَقُولُونَ رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَحُجُّونَ مَعَنَا

۵۰۱۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم دنیا میں اپنے حق کی خاطر اتنا نہیں جھگڑتے جتنا جھگڑا مومن اپنے رب تعالیٰ سے اپنے ان مسلمان بھائیوں کے بارے میں کریں گے جو آگ میں داخل کیے جائیں گے۔ وہ (مومن) کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہمارے وہ مسلمان بھائی ہیں جو ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے۔ تو نے ان کو آگ میں ڈال دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنھیں تم

٥٠١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب في الإيمان، ح: ٦٠ من حديث عبدالرزاق به.

فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ؟ قَالَ: فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، قَالَ: فَيَأْتُونَهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُونَهُمْ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا، قَالَ: وَيَقُولُ أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ دِينَارٍ مِّنَ الْإِيمَانِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِينَارٍ حَتّٰى يَقُولَ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ». قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ إِلَى ﴿عَظِيمًا﴾ [النسآء ٤ : ٤٨].

پہچانتے ہو ان کو نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور ان کو ان کی صورتوں سے پہچانیں گے۔ ان میں سے کسی کو نصف پنڈلیوں تک آگ لگی ہوگی اور کسی کو ٹخنوں تک۔ وہ ان کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے فرمایا تھا' وہ تو ہم نے نکال لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان کو بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہے۔ پھر فرمائے گا: (ان کو بھی نکالو) جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے حتی کہ فرمائے گا: (ان کو بھی نکالو) جن کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے۔'' حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا: جو شخص اس حدیث کی تصدیق میں متذبذب ہو' وہ یہ آیت پڑھ لے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ......﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے' البتہ اس سے کم دوسرے گناہ جس کو چاہے گا' معاف فرمائے گا......'' آخر آیت تک۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اہل ایمان، یعنی مومن سفارش کریں گے۔ ان کی شفاعت برحق ہے' نیز ان کی سفارش قبول ہوگی۔ ② اس حدیث سے باہم محبت کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ مومن' اس دن جس دن مال و اولاد کوئی فائدہ نہیں دیں گے' اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بارگاہ الٰہی میں جھگڑیں گے۔ اس پر انھیں آمادہ کرنے والی چیز باہمی محبت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے کیا کرتے تھے۔ ③ گناہوں اور بداعمالیوں کے تفاوت اور فرق کی بنا پر جہنمیوں کے مابین بھی فرق ہوگا۔ کوئی جہنم کے سخت ترین طبقے میں اور کوئی اس سے کم تر درجے میں' کچھ لوگوں کو نصف پنڈلیوں تک آگ لگی ہوگی اور کچھ کو ٹخنوں تک۔ ④ اس میں اللہ تعالیٰ کی بے انتہا وسیع رحمت کا بھی ذکر ہے کہ وہ کسی کا معمولی سے معمولی عمل بھی ضائع نہیں کرتا۔ ⑤ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کسی صورت معاف نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ جتنے کبیرہ گناہ ہیں ان کی معافی ممکن ہے۔ مرنے کے بعد شرک کی معافی ہی نہیں' اس لیے مشرک و کافر ہمیشہ جہنم

میں رہیں گے۔ جمہور اہل علم نے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ قاتل کی معافی بھی ممکن ہے۔ دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، اگر وہ چاہے تو ناحق قتل کرنے والے قاتل کو بھی معاف فرما دے۔ یہی حق ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایسے قاتل کی معافی کے قائل نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا لیکن تحقیق کی روشنی میں ان کے رجوع کا اثبات مشکل ہے۔ واللہ أعلم. ⑥ ''پہچانیں گے'' گویا آگ ان کے چہروں کو نہیں لگے گی جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے کیونکہ چہرہ تو سجدے کا مقام ہے۔ وہ نمازی ہوں گے۔ آگ نماز کے مقامات کو نہیں چھوئے گی یا ان میں بگاڑ پیدا نہیں کر سکے گی۔ ⑦ ''ہم نے نکال لیے'' مقصد یہ ہے کہ ابھی بہت سے اور مومن بھی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان کو بھی نکالنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ⑧ امام صاحب کا مقصد ایمان میں کمی بیشی ثابت کرنا ہے جو حدیث سے واضح ہے۔ (دینار کے برابر' نصف دینار کے برابر' ذرہ برابر۔) جو لوگ ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں' وہ یہ کمی بیشی اعمال کی طرف منسوب کرتے ہیں' حالانکہ وہ خود ایمان کو دل ہی سے خاص سمجھتے ہیں۔ اعمال کا اثر تو اعضاء پر ہوگا۔ ⑨ ''دینار'' سونے کا ایک سکہ تھا جس کا وزن موجودہ دور کے مطابق چار ماشے چار رتی اور گرام کے حساب سے 4.374 گرام بنتا ہے۔ ⑩ ذرہ سے مراد غبار کا ذرہ ہے۔ بعض نے چیونٹی کا معنی بھی کیا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ» قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «اَلدِّينَ».

۵۰۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) دیکھا لوگ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ انھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ بعض (تو اتنی چھوٹی ہیں کہ) پستانوں تک ہی پہنچتی ہیں اور کچھ ان سے نیچی ہیں۔ عمر بن خطاب مجھ پر پیش کیے گئے تو ان پر اتنی لمبی قمیص تھی کہ زمین پر گھسٹ رہی تھی۔'' صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دین۔''

٥٠١٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال، ح: ٢٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ٢٣٩٠ من حديث إبراهيم بن سعد به.

فوائد و مسائل: ① ایک کام عالم بیداری میں مذموم ہو تو خواب میں وہی کام محمود اور پسندیدہ ہو سکتا ہے' مثلاً: قمیص نیچے تک گھسیٹنا۔ جاگتے ہوئے یہ کام شرعاً مذموم اور ناجائز ہے جبکہ نیند میں اسے محمود و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر کمالِ دین فرمائی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے خواب کی تعبیر کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' نیز صحیح معبر سے خواب کی تعبیر پوچھی جاسکتی ہے۔ ③ کسی فاضل اور دین دار شخص کی تعریف سامعین کے سامنے کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس فاضل شخصیت کے عُجب و تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سامعین کو بتلا دیا' نیز اس سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ④ قمیص انسانی بدن کے عیوب و نقائص اور قبائح کی پردہ پوشی کرتی ہے اور انسان کو زینت بخشتی ہے۔ دین بھی انسان کے اخلاقی عیوب کو ختم کرتا ہے اور انسان کو مہذب بناتا ہے' اس لیے آپ نے قمیص سے دین مراد لیا۔ ⑤ محدثین کے نزدیک دین' ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کا نام ہے' لہٰذا ایمان کی کمی بیشی کے باب میں دین کا ذکر درست ہے۔ اور اس حدیث میں دین کی کمی بیشی صاف ثابت ہو رہی ہے۔

٥٠١٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة ٥ : ٣] فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، وَالْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، نَزَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ.

٥٠١٥- حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! تمھاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس (کے نزول) کے دن کو تہوار بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے کہا: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ......﴾ ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنا احسان تم پر پورا کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمایا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جس میں یہ آیت اتری ہے اور اس دن کو بھی۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر بہ مقام عرفات جمعۃ المبارک کے دن اتری۔

٥٠١٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٠٥.

فوائد ومسائل: ① ''تہوار بنا لیتے'' کیونکہ کسی امت کے لیے تکمیل دین ایک بہت بڑا اعزاز وانعام ہے جو امت محمدیہ کو نصیب ہوا۔ ② ''جانتا ہوں'' یعنی ہمارے ہاں وہ دن ہی تہوار نہیں بلکہ مقام نزول بھی قیامت تک کے لیے عید گاہ بن چکا ہے۔ یقیناً ہر سال اس مقام پر اس دن اتنا بڑا اجتماع کسی اور قوم کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ والحمد لله علی ذلك. ③ ''مکمل فرمایا'' گویا پہلے ناقص تھا۔ اور دین کی کمی بیشی ایمان کی کمی بیشی کو مستلزم ہے کیونکہ دین کے ہر حصے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(المعجم ١٩) - عَلَامَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ١٩)

باب:١٩-ایمان کی نشانی

٥٠١٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

٥٠١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا حتی کہ میں اسے اس کی اولاد، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کرنا آدمی کے کمالِ ایمان کی علامت اور دلیل ہے۔ ② ''زیادہ پیارا'' یہاں محبت سے عقلی محبت مراد ہے جس کا دوسرا نام اطاعت ہے۔ ویسے بھی محبت کا علم اطاعت کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ محبت تو مخفی چیز ہے جس کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا جا سکتا ہے۔ محبت کی تصدیق اطاعت ہی سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ (آل عمران ٣:٣١) مطلب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور اپنی اولاد یا والدین یا اپنی دلی خواہش کے مابین تصادم پیدا ہو تو بہر صورت رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی کو ترجیح دی جائے۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٠١٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

٥٠١٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٠١٦ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: حب الرسول ﷺ من الإيمان، ح: ١٥، ومسلم، الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد . . . الخ، ح: ٤٤/ ٧٠ من حديث شعبة به.

٥٠١٧ـ أخرجه مسلم، (السابق) من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الإيمان، باب: حب الرسول ﷺ من الإيمان، ح: ١٥ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به. * عبدالوارث هو ابن سعيد.

قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا حتی کہ میں اسے اس کے اہل وعیال اور مال ومنال اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔“

٥٠١٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ هُرْمُزَ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ».

۵۰۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اور والدین سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔“

٥٠١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَقَالَ حُمَيْدُ ابْنُ مَسْعَدَةَ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۵۰۱۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ”تم میں سے کوئی شخص سچا مومن نہیں بن سکتا حتی کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔“

٥٠١٨ـ أخرجه البخاري، انظر الحديث السابق، ح: ١٤ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

٥٠١٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ١٣، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير، ح: ٤٥ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والا شخص متواضع ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی نیکی اور اچھائی کے وہی جذبات واحساسات رکھتا ہو جو وہ اپنے لیے رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرتا ہو جو وہ اپنے لیے کرتا ہے تو یہ عمل اور جذبہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا کرنے والا شخص نہ متکبر ہے اور نہ کینہ پرور ہی۔ ایسے شخص کے دل میں کسی کے لیے نہ حسد اور بغض کی بیماریاں پل رہی ہوتی ہیں اور نہ اس کے دل میں کسی قسم کا کوئی کھوٹ اور منفی جذبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ شخص تمام مذموم اور گھٹیا خصائل سے کوسوں دور اور خصائل حمیدہ کا پیکر ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے اخلاق انتہائی کریمانہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی صفات جلیلہ کا حامل دل عطا فرمائے۔ آمین. ② ''وہی چیز'' یعنی اس جیسی کیونکہ وہی چیز تو ہر وقت نہیں دی جا سکتی اور نہ یہ ممکن ہے۔ ③ سابقہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کو ایمان کی نشانی بتلایا گیا تھا اور یہاں خلوص اور خیر خواہی کو۔ گویا یہ دونوں نشانیاں ہیں۔ آگے مزید بھی آرہی ہیں۔ ان میں کوئی تناقض نہیں۔ یہ سب ایمان کے ثمرات ہیں' نیز یاد رہے کہ یہ نشانیاں کمال ایمان کے لیے ہیں۔

٥٠٢٠- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ الْمُعَلِّمُ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ».

٥٠٢٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے (ہر مسلمان) بھائی کے لیے اسی طرح خیر وبھلائی پسند نہ کرے جس طرح اپنے لیے کرتا ہے۔''

فائدہ: خیر وبھلائی سے دنیا وعقبیٰ کی ہر خیر وبھلائی مراد ہے، طاعات سے لے کر جنت تک۔

٥٠٢١- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ

٥٠٢١- حضرت زر (بن حبیش) سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اُمی ﷺ مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور

٥٠٢٠- ب أخرجه البخاري ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث حسين المعلم به.

٥٠٢١- أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار وعلي رضي الله عنهم من الإيمان وعلاماته . . . الخ، ح: ٧٨ من حديث الأعمش به.

عَلِيٌّ : إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ.

تجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

فوائد ومسائل: ① ''نبی امی'' امی آپ کا وہ عظیم وصف ہے جو پہلی کتابوں میں بھی مرقوم تھا۔ امی نسبت ہے ام القریٰ (مکہ) کی طرف جو آپ کا مولد و مسکن تھا اور جہاں آپ کو نبوت و رسالت کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کیا گیا تھا۔ یا یہ نسبت ہے ام (ماں) کی طرف کہ آپ کسی سکول و مکتب سے نہیں پڑھے اور نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا بلکہ آپ کا تربیت کنندہ، فیض رساں اور علم بخشنے والا صرف آپ کا رب جلیل و عظیم ہی ہے اور یہ بہت عظمت والی بات ہے اور عظیم معجزہ بھی کہ آپ نے کسی سے پڑھے بغیر ساری دنیا کو علم سے منور فرمایا۔ اور آپ کے شاگرد جہان کے معلم بنے۔ ﷺ۔ ② ''مومن ہوگا'' بشرطیکہ اس کی محبت کی بنا یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن عم رسول تھے۔ آپ پر ابتدائی اسلام لانے والے تھے۔ ساری زندگی آپ کے جاں نثار رہے۔ سب جنگوں میں شرکت کی۔ پھر آپ کے داماد بننے کا شرف حاصل کیا۔ چوتھے خلیفہ بنے۔ اگر کوئی شخص کسی ذاتی تعلق کی بنا پر ان سے محبت کرتا ہے تو وہ اس خوش خبری کے تحت نہیں آئے گا۔ ③ ''منافق ہوگا'' بشرطیکہ اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض آپ کی ان خصوصیات کی بنا پر ہی ہو جن کا ذکر اوپر ہوا۔ اگر کسی ذاتی جھگڑے کی بنا پر ناراضی ہو تو وہ اس وعید کے تحت نہیں آئے گا۔

٥٠٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُ الْأَنْصَارِ آيَةُ النِّفَاقِ».

۵۰۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔''

فائدہ: ''نشانی ہے'' لیکن یہ تب ہے جب انصار سے محبت یا بغض ان کے انصار (مددگار نبی) ہونے کی وجہ سے ہو۔ اگر کسی نسبی تعلق کی وجہ سے محبت ہو یا کسی جھگڑے کی بنا پر ان سے ناراضی ہو تو وہ اس حدیث کے تحت داخل نہیں کیونکہ ان کا نام انصار، رسول اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کی بنا پر رکھا گیا ورنہ تو وہ اوس اور خزرج تھے۔

(المعجم ٢٠) - عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- منافق کی علامت

٥٠٢٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٤، انظر الحديث السابق من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الإيمان، باب: علامة الإيمان حب الأنصار، ح: ١٧ من حديث شعبة به.

٥٠٢٣- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعَةٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا، أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْأَرْبَعِ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ».

۵۰۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں (سب کی سب) پائی جائیں' وہ (خالص) منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی ایک پائی جائے' اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے: ① جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ② جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ ③ جب عہد کرے تو بے وفائی کرے۔ ④ جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالی بکے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان شخص کو اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنا چاہیے بالخصوص وہ برے اعمال جن کا حدیث میں ذکر ہوا ہے، یہ چیزیں عملی نفاق کو مستلزم ہیں جو تقاضائے ایمان کے بالکل منافی ہیں۔ قرآن وحدیث میں کچھ اور علامات نفاق بھی مذکور ہیں' مثلاً: نماز میں سستی کرنا' دکھلاوے کی عبادت کرنا' دینی معاملات میں تذبذب کا شکار ہونا' نیز ذاتی مفادات ہی کو پیش نظر رکھنا وغیرہ' تاہم اس حدیث مبارکہ میں بطور خاص جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق لوگوں کے عام باہمی معاملات سے ہے اور عموماً انھی معاملات میں اتار چڑھاؤ' باہمی اختلاف وفساد کا سبب بنتا ہے' اس لیے شریعت مطہرہ نے ان علامات کو نمایاں طور پر ذکر کیا ہے۔ واللہ أعلم. ② یہاں منافق سے اعتقادی منافق مراد نہیں کہ اسے دائرہ اسلام ہی سے خارج قرار دے دیا جائے کیونکہ اس (اعتقادی منافق) کا علم وحی کے بغیر نہیں ہوسکتا' بلکہ اس سے عملی منافق مراد ہے' یعنی جس کے کام منافقوں جیسے ہوں۔ اور یہ کام واقعی منافقوں کے ہیں۔ مطلب یہ کہ ایسا شخص عملی منافق ہوتا ہے' نیز یہ اس وقت ہے جب یہ خصلتیں اس میں پختہ ہوں اور وہ ان کا عادی بن جائے' یعنی جب بھی بات کرے' جھوٹ ہی بولے۔ جب بھی وعدہ کرے' خلاف ورزی ہی کرے۔ جب بھی عہد کرے' توڑ دے وغیرہ کیونکہ کبھی کبھار جھوٹ یا وعدہ خلافی یا گالی گلوچ تو ہر ایک سے ہوسکتے ہیں۔ اتنے سے کسی کو منافق نہیں کہا جائے گا۔

٥٠٢٣ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا خاصم فجر، ح: ٢٤٥٩ عن بشر بن خالد، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال المنافق، ح: ٥٨ من حديث سليمان الأعمش به.

٥٠٢٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «آيَةُ النِّفَاقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ».

۵۰۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے' جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔''

٥٠٢٥- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

۵۰۲۵- حضرت [illegible] روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

٥٠٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، فَمَنْ كَانَتْ فِيهِ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لَمْ تَزَلْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَتْرُكَهَا».

۵۰۲۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین عادتیں جس میں پائی جائیں' وہ منافق ہوگا: جب بات کرے' جھوٹ بولے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے' خلاف ورزی کرے۔ جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک عادت پائی جائے' اس میں نفاق کی خصلت رہے گی حتی کہ اسے چھوڑ دے۔

٥٠٢٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب علامات المنافق، ح: ٣٣، ومسلم، الإيمان، باب خصال المنافق، ح: ٥٩ من حديث إسماعيل بن جعفر به.

٥٠٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٢١.

٥٠٢٦ـ [إسناده صحيح موقوف] انفرد به النسائي.

(المعجم ٢١) - قِيَامُ رَمَضَانَ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-رمضان المبارک کا قیام (ایمان کا جز ہے)

٥٠٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۵۰۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ماہ رمضان المبارک کا قیام ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے کرے اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

٥٠٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۵۰۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کرے اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۲۱۹۴۔

٥٠٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۵۰۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے عبادت کرے اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

٥٠٢٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٤.

٥٠٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣.

٥٠٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

فائدہ: ''اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں'' اس سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ گناہوں کی اس معافی میں حقوق العباد قطعاً شامل نہیں۔ اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ حقوق العباد صرف بندوں کے معاف کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ اگر دنیا میں صاحب حق سے معاف نہ کرایا گیا تو روز قیامت حق داروں کے گناہ اور ان کی برائیاں لے کر اور اپنی نیکیاں دے کر ان کی تلافی ہو سکے گی' اس کے علاوہ نہیں' الا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اپنی طرف سے اجر و ثواب دے کر راضی کر دے اور اس وجہ سے صاحب حق اپنا حق معاف کر دے۔

(المعجم ٢٢) - قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-لیلۃ القدر میں عبادت

٥٠٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٥٠٣٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کا قیام کرے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور جو شخص جذبۂ ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ لیلۃ القدر میں عبادت کرے' اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایات اور ان کا مفہوم کتاب الصیام میں بیان ہو چکا ہے۔ یہاں یہ روایات ذکر کرنے سے امام صاحب ؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ اعمال (روزہ اور قیام وغیرہ) ایمان کا حصہ ہیں جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلزَّكَاةُ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-زکاۃ (بھی ایمان کے کاموں میں داخل ہے)

٥٠٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

٥٠٣١- حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا: ایک

٥٠٣٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٨.

٥٠٣١_[صحيح] تقدم، ح: ٤٥٩.

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْهَمُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا. إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ»، فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

آدمی نجد کے علاقے سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تو سنائی دیتی تھی مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی حتی کہ وہ قریب آ گیا تو پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”ہر دن رات میں پانچ نمازیں۔“ اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، مگر یہ کہ تو خوشی سے پڑھے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”اور ماہ رمضان المبارک کے روزے۔“ اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں مگر یہ کہ تو خوشی سے کرے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے زکاۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس نے کہا: اس کے علاوہ بھی کوئی مالی چیز (صدقہ) مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الا یہ کہ تو نفل صدقہ کرے۔“ وہ آدمی واپس جانے لگا تو کہہ رہا تھا: میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ آدمی اپنی بات پر پکا رہا تو کامیاب ہو گیا۔“

فوائد ومسائل: ① ”سنائی دیتی تھی“ گویا وہ اپنے سوالات دور سے ہی بڑبڑاتا ہوا آ رہا تھا۔ ② ”کوئی اور نماز“ مثلاً: تہجد، اشراق، ضحیٰ وغیرہ کی نمازیں۔ یہاں فرضوں سے آگے پیچھے پڑھی جانے والی سنتیں مراد نہیں (جنھیں رواتب کہتے ہیں) کیونکہ یہ تب ہوتا اگر آپ نمازوں کی رکعات کی تعداد بتا رہے ہوتے۔ ③ ”کوئی مالی صدقہ“ بعض لوگوں نے یہاں سے صدقۃ الفطر اور قربانی کے وجوب کی نفی پر استدلال کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ صدقۃ الفطر مالی صدقہ نہیں بلکہ صدقۃ النفس ہے۔ اسی طرح قربانی بھی مالی صدقہ نہیں ورنہ اس سے خود کھانا اور امراء کو کھلانا جائز نہ ہوتا بلکہ یہ الگ عبادت ہے، جیسے حج اگرچہ اس میں مال صرف ہوتا ہے۔ ④ ”زیادہ کروں گا نہ کم“ یعنی نفل نمازیں، روزے اور صدقات کی ادائیگی کا عہد نہیں کرتا اور فرائض میں کمی نہیں کروں گا۔ ان الفاظ سے نوافل کی ادائیگی کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ ظاہر بین شخص سمجھتا ہے۔ تفصیلی بحث پیچھے

گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۵۹) ⑤ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود شعب ایمان بیان کرنا ہے جن میں زکاۃ ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - **اَلْجِهَادُ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- جہاد (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اِنْتَدَبَ اللهُ لِمَنْ يَخْرُجُ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِأَيِّهِمَا كَانَ إِمَّا بِقَتْلٍ وَإِمَّا وَفَاةٍ، أَوْ أَنْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ يَنَالُ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

۵۰۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلتا ہے' اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے رکھی ہے کہ اگر وہ صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور خالص میرے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے تو میں اسے ضرور جنت میں داخل کروں گا' چاہے وہ (میدان جنگ میں) قتل ہو جائے یا اسی راستے میں فوت ہو جائے۔ یا پھر وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو اس کے گھر میں واپس لائے گا جس سے وہ نکلا تھا جب کہ اس کو ثواب بھی حاصل ہوگا اور غنیمت بھی جو اس کے مقدر میں ہے۔''

٥٠٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَضَمَّنَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ

۵۰۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلتا ہے جب کہ اس کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہی کی ہو اور مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق ہی اس کو جہاد پر مجبور کر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے رکھی ہے کہ میں اسے ضرور جنت میں داخل کروں گا یا اسے اس کے گھر

٥٠٣٢ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٢٥.

٥٠٣٣ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٨٧٦ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، الإيمان، باب: الجهاد من الإيمان، ح: ٣٦ من حديث عمارة به.

أُرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَالَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

میں واپس لاؤں گا جہاں سے وہ جہاد کے لیے نکلا تھا' علاوہ ثواب اور غنیمت کے جو اس کو ملے۔''

فائدہ: ''مجھ پر ایمان'' یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ کی حکایت ونقل ہے کیونکہ ''میرے رسولوں کی تصدیق'' والے الفاظ اللہ تعالیٰ ہی کے ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٢٥) - **أَدَاءُ الْخُمُسِ** (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵-خمس کی ادائیگی (بھی ایمان میں داخل ہے)

٥٠٣٤- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ - عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَقَالَ: «آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَ لَهُمْ، شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالْمُزَفَّتِ».

۵۰۳۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: ہم قبیلۂ عبدالقیس والے ربیعہ کی نسل سے ہیں۔ ہم حرمت والے مہینے کے علاوہ آپ کے پاس نہیں آ سکتے۔ ہمیں کسی اہم چیز کا حکم دیجیے جو ہم آپ سے سیکھیں اور واپس جا کر اپنے علاقے کے لوگوں کو اس کی دعوت دیں۔ تب آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں: (پہلی چار چیزیں یہ ہیں) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا' پھر آپ نے ان کے لیے ایمان کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نماز پابندی سے ادا کرنا' زکاۃ ادا کرنا اور اپنی غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ مجھے (بیت المال میں) بھیجنا اور میں تمھیں خشک کدو کے برتنوں' سبز مٹکے اور تارکول والے مٹکے سے روکتا ہوں۔

٥٠٣٤ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب قول الله تعالى: "منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلاة ولا تكونوا من المشركين"، ح: ٥٢٣ عن قتيبة، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ وشرائع الدين . . . الخ، ح: ١٧ من حديث عباد بن عباد به.

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ شہادتین کے اقرار کے ساتھ ساتھ اقامت نماز' ادائیگی زکاۃ' رمضان المبارک کے روزے رکھنے اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنے کی اہمیت واضح کرتی ہے' نیز یہ بھی رہنمائی کرتی ہے کہ مال غنیمت سے خمس نکالنا ضروری ہے' خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ② ''ربیعہ کی نسل سے ہیں'' مضر اور ربیعہ دو بھائی تھے۔ قریش مکہ مضر کی اولاد سے تھے اور یمنی لوگ ربیعہ کی۔ بنو عبدالقیس بھی یمنی تھے۔ ان کو یمن سے مدینہ منورہ آنے کے لیے مکہ مکرمہ کے قرب وجوار سے گزر کر آنا پڑتا تھا اور کفار قریش ہر اس قافلے کو روکتے تھے جس کے بارے میں شبہ ہوتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا ہے۔ ویسے بھی مضری قبائل ربیعہ کے قبیلوں کو اپنا دشمن خیال کرتے تھے اور ان کے قتل اور لوٹ مار کو جائز سمجھتے تھے' اس لیے وہ حرمت والے مہینے کے علاوہ امن وامان سے نہیں گزر سکتے تھے۔ (باقی بحث پیچھے گزر چکی ہیں۔)

(المعجم ٢٦) - **شُهُودُ الْجَنَائِزِ** (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- جنازے میں حاضر ہونا (بھی ایمان میں داخل ہے)

٥٠٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ الْأَزْرَقَ - عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى يُوضَعَ فِي قَبْرِهِ، كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ أَحَدُهُمَا مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ».

٥٠٣٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جذبۂ ایمان اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے' پھر انتظار کرے حتی کہ اسے قبر میں دفن کر دیا جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا جن میں سے ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ اور جو صرف جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے' اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔''

(المعجم ٢٧) - **اَلْحَيَاءُ** (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- حیا (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح:

٥٠٣٦- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی

٥٠٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٩٨.

٥٠٣٦- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الحياء من الإيمان، ح: ٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٥.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ: «دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ».

کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو زیادہ حیا کرنے کی وجہ سے ڈانٹ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''رہنے دے! حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حیا عظیم الشان اور اعلیٰ صفاتِ حمیدہ میں سے ایک عظیم صفت ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ہر وقت زیورِ حیا سے آراستہ رکھے۔ حیا کی بابت بہت سی احادیث میں ترغیب منقول ہے۔ ② ''ڈانٹ رہا تھا'' کہ تو اس قدر حیا کرتا ہے کہ اپنا حق بھی نہیں مانگ سکتا۔ ③ ''رہنے دے'' کیونکہ حیا نہ رہا تو دین و دنیا دونوں جاتے رہیں گے۔ دین تو نام ہی حیا کا ہے۔ دنیا میں بھی بے حیا ذلیل ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٨) - اَلدِّينُ يُسْرٌ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- دین (پر عمل کرنا) آسان ہے

٥٠٣٧- **أَخْبَرَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَيَسِّرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدَّلْجَةِ».

۵۰۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین آسان ہے۔ جو شخص دین کو سخت بنائے گا' دین اس پر غالب آ جائے گا' لہٰذا تم اپنے اعمال درست رکھو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو۔ لوگوں پر آسانی کرو، کچھ سفر پہلے پہر کر لیا کر، کچھ پچھلے پہر اور کچھ آخر رات کو۔''

فوائد و مسائل: ① ''دین آسان ہے'' یعنی جو احکام اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمائے ہیں' وہ انسانی طاقت سے باہر نہیں۔ ان پر بہ آسانی عمل ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو کام مشکل نظر آئے' وہ دین نہیں ہو سکتا کیونکہ بدنیت آدمی کے لیے تو دین کا ہر کام ہی مشکل ہے۔ ② ''سخت بنائے گا'' یعنی دین میں اپنی طرف سے سخت احکام داخل کرے گا یا غلو کرے گا تو ایک وقت آئے گا کہ وہ خود اپنی پیدا کردہ سختی پر پورا نہیں اتر سکے گا۔ اور اس کا غلو اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ ③ ''میانہ روی'' نوافل کے بارے میں ورنہ فرائض کی ادائیگی تو ہمیشہ ضروری ہے۔ نوافل اتنے ہی اختیار کرنے چاہییں جن پر

٥٠٣٧ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الدين يسر . . . الخ، ح: ٣٩ من حديث عمر بن علي المقدمي به .

آسانی سے اور ہمیشہ عمل ہو سکے۔ ④ ''خوش رہو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے ثواب ورحمت پر یقین رکھو اور پرامید رہو۔ ⑤ ''کچھ سفر'' عمل کو سفر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سفر مناسب طریق سے کیا جائے تو مسافر اور سواری دونوں سہولت میں رہتے ہیں اور سفر بھی اچھا کٹتا ہے لیکن اگر سفر کو مسلسل جاری رکھا جائے اور سواری کو تھکا دیا جائے تو سفر منقطع ہو جاتا ہے۔ مسافر بھی بیمار پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح عمل بھی اتنا اختیار کیا جائے جس پر سہولت سے عمل ہو سکے، دیگر فرائض بھی ادا ہو سکیں اور جسم بھی کمزور نہ پڑے۔ عرب معاشرے میں یہ تین اوقات سفر کے لیے بہترین تھے۔ باقی اوقات آرام اور کھانے پینے کے لیے ہوتے تھے۔

(المعجم ٢٩) - أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پیارا دین (طریقۂ عبادت)

٥٠٣٨- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ»؟ قَالَتْ: فُلَانَةُ، لَاتَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ: «مَهْ! عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَوَاللّٰهِ! لَا يَمَلُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوا، وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ».

۵۰۳۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان (حضرت عائشہ) کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: فلاں عورت ہے۔ یہ (رات کو) بالکل نہیں سوتی اور اس کی (نفل) نماز کا ذکر کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''بس کرو۔ اتنا کام کیا کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا حتی کہ تم اکتا جاؤ گے۔ دین کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کر سکے۔''

فوائد ومسائل: ① ''بس کرو'' یا تو یہ خطاب حضرت عائشہ کو ہے کہ زیادہ تعریف نہ کرو، اس لیے کہ اس عورت کا یہ انداز قابل تعریف نہیں۔ یا خطاب اس عورت سے ہے کہ یہ طریقۂ عبادت چھوڑ دو، یہ درست نہیں بلکہ اس طریقے سے نفل عبادت کیا کرو جس پر تم کاربند رہ سکو۔ ② ''نہیں اکتائے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کی کوئی کمی نہیں کہ ثواب دیتے دیتے ختم ہو جائے بلکہ تم ہی کام کرتے کرتے تھک جاؤ گے اور چھوڑ بیٹھو گے۔ پھر ثواب بھی رک جائے گا۔ ③ ''ہمیشگی کرے'' ظاہر ہے یہ وہی ہوگا جس میں عبادت کے ساتھ ساتھ جسمانی

٥٠٣٨- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٤٣.

آرام اور سہولت کا بھی لحاظ رکھا جائے گا۔

(المعجم ٣٠) - اَلْفِرَارُ بِالدِّينِ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- دین کو بچانے کے لیے فتنوں سے بھاگنا (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ مُسْلِمٍ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

٥٠٣٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑی چوٹیوں یا بارشی علاقوں میں چلا جائے گا تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچائے۔''

فوائد ومسائل: ① اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے فتنوں سے بھاگ جانا بھی شعبہ ہائے ایمان میں سے ایک عظیم شعبہ ہے' اس لیے بوقت ضرورت ایک ایمان دار شخص کو فتنوں کی آماجگاہ اور فتنہ پرور لوگوں سے اپنا دین وایمان بچانے کے لیے راہ فرار اختیار کر لینی چاہیے' شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② یہ حدیث مبارکہ بکریاں پالنے اور چرانے وغیرہ کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے' نیز اپنا دین محفوظ کرنے کے لیے الگ تھلگ حتی کہ پہاڑ کی چوٹی کو اپنا مسکن بنا لینے کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ دلائل نبوت میں سے آپ کی نبوت پر ایک عظیم دلیل ہے کہ جس طرح نبئ اکرم ﷺ نے آخری زمانے میں فتنوں کی خبر دی تھی بعینہ اسی طرح فتنے گاہے گاہے سر اٹھاتے رہتے ہیں حتی کہ بسا اوقات ایک ذہین وفہیم مومن بھی حیران وششدر ہوتا ہے کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے اور اپنا دین ان فتنوں سے کس طرح بچانا چاہیے۔ ④ اسلام میں رہبانیت اور گوشہ نشینی نہیں' خواہ وہ عبادت کے لیے ہی ہو' بلکہ لوگوں میں رہ کر عبادات بجالانا اسلامی طریقہ ہے تاکہ اپنے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی دین پر قائم کرنے کی کوشش کر سکے۔ البتہ جب حالات

٥٠٣٩- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٠.

اتنے سنگین ہو جائیں کہ لوگوں میں رہ کر دین پر قائم رہنا ممکن نہ ہو اور اس کے رہنے سے لوگوں کو بھی کوئی شرعی فائدہ نہ ہو تو پھر گوشہ نشینی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہے۔ ⑤ بارشی علاقوں سے مراد وادیاں ہیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ یا وہ جگہیں ہیں جہاں بارشیں زیادہ برستی ہیں' پھر اس سے مراد بھی پہاڑی علاقے ہی ہوں گے۔

(المعجم ٣١) - **مَثَلُ الْمُنَافِقِ** (التحفة ٣١)

باب:٣١-منافق کی مثال

٥٠٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ، تَعِيرُ فِي هٰذِهِ مَرَّةً وَفِي هٰذِهِ مَرَّةً لَا تَدْرِي أَيَّهَا تَتْبَعُ».

٥٠٤٠- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکرے کی طلب میں دو ریوڑوں کے درمیان رہتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں جاتی ہے' کبھی اس ریوڑ میں۔ اس کو تسلی نہیں ہوتی کہ کس ریوڑ کے ساتھ رہے۔''

فائدہ: منافقین کے لیے اس سے زیادہ مناسب مثال ممکن نہیں اور اس میں ان کی انتہائی توہین ہے کہ ان کو مؤنث سے مشابہت دی گئی ہے۔ گویا وہ مردانہ صفات سے عاری ہیں اور کمینوں کی طرح مال کی طلب میں کبھی مسلمانوں کی خوشامد کرتے ہیں کبھی کافروں کی، لیکن تسلی پھر بھی نہیں ہوتی' حیران و پریشان ہی رہتے ہیں۔

(المعجم ٣٢) - **مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِنْ مُؤْمِنٍ وَّمُنَافِقٍ** (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-مومن اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتے ہیں

٥٠٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ

٥٠٤١- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے' نارنگی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی عمدہ۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال کھجور جیسی ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے' اس کی مثال

٥٠٤٠ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، ح: ١٧/٢٧٨٤ عن قتيبة به.

٥٠٤١ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل القرآن على سائر الكلام، ح: ٥٠٢٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ٧٩٧ من حديث قتادة به. * سعيد هو ابن أبي عروبة.

الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا ».

ناز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال ایلوے کی طرح ہے۔ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے' خوشبو بھی نہیں۔

فائدہ: ان مثالوں میں ایمان کو اچھے ذائقے سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایمان کی طرح نظر آنے والی چیز نہیں اور قراءت قرآن ونماز کو خوشبو کے ساتھ کیونکہ یہ دونوں ظاہر چیزیں ہیں۔ محسوس ہو سکتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس روایت کو ذکر کرنے سے مقصود ایمان کی کمی بیشی بیان کرنا ہے کیونکہ سب کھجوروں یا نارنگیوں کی مٹھاس ایک سی نہیں ہوتی بلکہ فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح سب مومن ایمان میں برابر نہیں ہوتے۔ ان میں بھی فرق ہوتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- مومن کی نشانی

٥٠٤٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

آخِرُ كِتَابِ الْإِيمَانِ.

قَالَ الْقَاضِي - يَعْنِي ابْنَ الْكَسَّارِ - سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ: حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ الَّذِي يَرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ لَا أَعْرِفُهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ سَقَطَ الْوَاوُ مِنْ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو الرَّبَالِيِّ، الْمَشْهُورُ بِالرِّوَايَةِ عَنِ الْبَصْرِيِّينَ وَهُوَ ثِقَةٌ، ذَكَرَهُ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي حَدِيثِ مَنْصُورِ بْنِ سَعْدٍ فِي

۵۰۴۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں بن سکتا حتی کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔''

کتاب الایمان اختتام پذیر ہوئی۔

قاضی ابن کسار کہتے ہیں کہ میں نے عبدالصمد بخاری سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ حفص بن عمر جو (حدیث: ۵۰۰۰ میں) عبدالرحمٰن بن مہدی سے بیان کرتے ہیں' میں انھیں نہیں جانتا۔ ہاں اگر وہ حفص بن عمرو ربالی ہوں جو عموماً بصریوں سے روایت کرتے ہیں تو وہ ثقہ راوی ہیں۔ قاضی کہتے ہیں کہ میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے بھی سنا: میں نہیں جانتا کہ انس بن مالک سے

٥٠٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٥٠١٩.

بَابِ صِفَةِ الْمُسْلِمِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا أَعْلَمُ رَوٰى حَدِيثَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَرْفُوعَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ» بِزِيَادَةِ قَوْلِهِ، «وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا، وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا». عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ إِلَّا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْمِصْرِيُّ، وَهُوَ فِي هٰذَا الْجُزْءِ فِي بَابِ عَلٰى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ.

مرفوع روایت: [أمرت أن أقاتل......] [واستقبلوا قبلتنا......] کے اضافے کے ساتھ سوائے عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن ایوب مصری کے کسی نے حمید الطّویل سے بیان کی ہو۔ اور وہ اسی جز میں بَابُ عَلٰی مَا یُقَاتَلُ النَّاسُ کے تحت گزر چکی ہے۔

وضاحت: یہ عبارت یہاں بے محل ہے۔ حفص بن عمر کی بحث کا تعلق حدیث: ۵۰۰۰ سے ہے اور اس میں بھی راجح یہی ہے کہ یہ حفص بن عمر ہی ہے اور عبدالصمد کا دعوائے تصحیف درست نہیں۔ دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۲۴۹/۳۷) دوسری بات حدیث: ۵۰۰۶ سے متعلق ہے۔ اس میں جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ [واستقبلوا قبلتنا......] کا اضافہ حمید الطّویل سے صرف عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن ایوب مصری بیان کرتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ محمد بن عیسیٰ بھی حمید الطّویل سے یہ اضافہ نقل کرتے ہیں جیسا کہ باب تحریم الدم حدیث: ۳۹۷۱ میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۳۹۲/۳۷)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٤٨) - كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ السُّنَنِ (التحفة ٣١)

سنن کبریٰ سے زینت کے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - اَلْفِطْرَةُ (التحفة ١)

باب:۱- فطری چیزیں (جن سے زینت حاصل ہوتی ہے)

٥٠٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ ابْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَشَرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» قَالَ مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

۵۰۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت انسانیہ کا تقاضا ہیں: مونچھیں کاٹنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو اچھی طرح دھونا' ڈاڑھی پوری رکھنا' مسواک کرنا' ناک میں پانی چڑھانا (اور ناک کی صفائی کرنا') بغلوں کے بال اکھیڑنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا' پانی کے ساتھ استنجا کرنا۔'' مصعب بن شیبہ (راویٔ حدیث) نے کہا: دسویں چیز میں بھول گیا۔ امید ہے کہ وہ کلی کرنا ہوگا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ امور فطرت صرف دس چیزیں نہیں بلکہ یہ دس تو ''کچھ'' امور فطرت ہیں۔ یہ اس لیے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: عَشَرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ، اور لفظ مِن تبعیض کے لیے ہے' یعنی کچھ امور فطرت یہ ہیں نہ کہ سارے امور فطرت کا یہاں احاطہ ہے۔ بعض احادیث میں دس

٥٠٤٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٦١/٥٦ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٢٢٦، ٩٢٨٦.

کے بجائے پانچ اشیاء کو امور فطرت کہا گیا ہے، وہاں بھی احاطہ اور حصر مقصود نہیں۔ واللہ أعلم. ② ان دس چیزوں کے فطرت ہونے سے مراد یہ ہے کہ فطرت انسانیہ ان امور کا تقاضا کرتی ہے۔ فطرت کے معنی سنت بھی کیے گئے ہیں کیونکہ دین اسلام بھی تو فطرت انسانیہ کے عین مطابق ہے۔ تمام انبیاء ﷺ ان چیزوں پر عمل پیرا رہے۔ ان میں سے اکثر امور کی تفصیل کتاب الطہارۃ میں بیان ہو چکی ہے۔ (دیکھیے، احادیث: ۳ تا ۱۵) ③ بَرَاجِم، بُرْجُمَةٌ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ تمام جگہیں ہیں جہاں میل کچیل جمع ہوتا ہے اور توجہ نہ کی جائے تو پانی وہاں نہیں پہنچتا، مثلاً: انگلیوں کی گرہیں اور پور، جسم کے دیگر جوڑ اور ہتھیلی کی لکیریں وغیرہ۔

٥٠٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْقًا يَذْكُرُ عَشْرَةً مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلسِّوَاكَ، وَقَصَّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلَ الْبَرَاجِمِ، وَحَلْقَ الْعَانَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقَ، وَأَنَا شَكَكْتُ فِي الْمَضْمَضَةِ.

۵۰۴۴- حضرت سلیمان تیمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلق بن حبیب کو فرماتے سنا، دس چیزیں فطری ہیں: مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو اچھی طرح دھونا، زیر ناف بال مونڈنا، ناک کی صفائی کرنا، کلی کے بارے میں مجھے شک ہے۔

136

٥٠٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: عَشْرَةٌ مِنَ السُّنَّةِ: اَلسِّوَاكُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَالْمَضْمَضَةُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَتَوْفِيرُ اللِّحْيَةِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَالْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَغَسْلُ الدُّبُرِ.

۵۰۴۵- حضرت طلق بن حبیب نے فرمایا: دس چیزیں (انبیاء ﷺ کی) سنت ہیں: مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، کلی کرنا، ناک کی صفائی کرنا، ڈاڑھی پوری رکھنا، ناخن تراشنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ختنہ کروانا، زیر ناف (شرم گاہ) کے بال مونڈنا اور (قضائے حاجت کے بعد) پشت دھونا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَجَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، وَمُصْعَبٌ مُنْكَرُ

ابو عبدالرحمن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: سلیمان تیمی کی حدیث (جو اس حدیث سے پہلے بیان ہوئی ہے) اور جعفر بن ایاس کی مذکورہ (یہی) حدیث

٥٠٤٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٢٢٧.

٥٠٤٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٩٢٢٨.

الْحَدِيثِ.

مصعب بن شیبہ کی حدیث (باب کی پہلی حدیث) سے زیادہ درست ہے۔ مصعب (ابن شیبہ) منکر الحدیث (ضعیف راوی) ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''پشت دھونا'' ڈھیلے استعمال کرنے سے بھی گزارا تو ہو جاتا ہے مگر پوری صفائی نہیں ہوتی۔ مکمل صفائی پانی ہی سے ممکن ہے' لہٰذا کم از کم تین ڈھیلوں سے استنجا فرض ہے۔ اور پانی کے ساتھ افضل ہے۔ حدیث نمبر ۵۰۴۳ میں انتقاص الماء سے بھی یہی مراد ہے۔ ② ان کاموں سے انسان کو زینت حاصل ہوتی ہے۔ صفائی مکمل ہوتی ہے۔ وہ مہذب دکھائی دیتا ہے' لہٰذا ان کو کتاب الزینہ میں ذکر فرمایا۔

٥٠٤٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَنَتْفُ الضَّبْعِ، وَتَقْلِيمُ الظُّفْرِ، وَتَقْصِيرُ الشَّارِبِ». وَقَفَهُ مَالِكٌ.

۵۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔''

امام مالک ؒ نے اس (روایت) کو موقوف بیان کیا ہے (جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔)

٥٠٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَالْخِتَانُ.

۵۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت اور سنت ہیں: ناخن تراشنا' مونچھیں کاٹنا' بغل کے بال اکھیڑنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا اور ختنہ کروانا۔

فائدہ: ''فطرت ہیں'' جو شخص یہ کام نہیں کرتا' وہ انسانی فطرت کا باغی اور انبیاء ؑ کے طریقے کا مخالف ہے۔

(المعجم ٢) - إِحْفَاءُ الشَّارِبِ (التحفة ٢)

باب: ۲- مونچھوں کو ختم کرنا

٥٠٤٦- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٩٣ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٨٩. * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري، وللحديث طرق أخرى.

٥٠٤٧- [صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٨٩، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٢١ عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة، موقوف مثله، ورفعه بشر بن عمرو (التمهيد: ٢١/ ٥٦)، وهو ثقة، فالحديث صحيح موقوفًا ومرفوعًا.

٥٠٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى».

۵۰۴۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو ختم کرو اور ڈاڑھی کو بڑھنے دو۔''

فائدہ: اس حدیث کی تشریح کے لیے ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ۱۵.

٥٠٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْفُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ».

۵۰۴۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ڈاڑھیاں رکھو اور مونچھیں صاف کرو۔''

٥٠٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ ابْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَّمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا».

۵۰۵۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اپنی مونچھیں نہ کاٹے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''مونچھیں نہ کاٹے'' یعنی جب کاٹنے کی ضرورت ہو' مثلاً: وہ منہ میں پڑنے لگیں۔ مشروب سے آلودہ ہوں وغیرہ' ورنہ ہر روز کاٹنا ضروری نہیں اور نہ ساری زندگی میں ایک آدھ دفعہ کاٹ لینا ہی کافی ہے۔ ② ''ہم میں سے نہیں'' یعنی ہمارے طریقۂ کار پر عمل پیرا نہیں' یا دیکھنے میں مسلمان نہیں لگتا' یا تشبیہ مراد ہے کہ وہ غیر مسلموں جیسا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٤٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩١. * سفيان هو الثوري.

٥٠٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٢.

٥٠٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٣.

(المعجم ٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ (التحفة ٣)

باب:٣-سر منڈانے کی رخصت

٥٠٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيًّا حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضٌ، فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «اِحْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ».

۵۰۵۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچہ دیکھا جس کا کچھ سر مونڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا: ”سارا سر منڈاؤ یا سارا رہنے دو۔“

فائدہ: کافر لوگ سر مونڈتے وقت کچھ بال کسی بت وغیرہ کے نام پر رکھ چھوڑتے تھے جس طرح آج کل بھی بعض جاہل لوگ کسی پیر کے نام کی بودی رکھتے ہیں' حالانکہ غیر اللہ کی ایسی تعظیم حرام ہے' لہٰذا آپ نے منع فرمایا۔ ویسے بھی یہ چیز نامناسب لگتی ہے۔ آدمی بھدا لگتا ہے اور یہ فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ البتہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سر کے ہر حصے سے ایک جیسے یا ایک جتنے بال کٹوائے جائیں، بلکہ اگر کانوں کے قریب سے زیادہ ترشوا لیے جائیں تاکہ کانوں میں نہ پڑیں اور سر کے اوپر سے کم کٹوا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دیکھنے میں متناسب ہوں۔

(المعجم ٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ حَلْقِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا (التحفة ٤)

باب:٤-عورت کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت

٥٠٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى الْحَرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا.

۵۰۵۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنا سر منڈوائے۔

٥٠٥١ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٦.

٥٠٥٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء، ح: ٩١٤ عن محمد بن موسى البصري به، وقال: "فيه اضطراب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٧، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١٩٨٥ وغيره، وحديث أبي داود حسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ٢/ ٢٦١.

فائدہ: اسلام اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ مرد اور عورت ظاہری امور میں مشابہت نہ رکھیں بلکہ دور سے ہی امتیاز ہونا چاہیے کہ یہ مرد ہے اور یہ عورت۔ مرد کے لیے شریعت نے سر مونڈنا اور بال کٹوانا جائز قرار دیا ہے جبکہ عورت کے لیے نہ سر منڈوانا جائز ہے نہ بال کٹوانا ہی تاکہ مرد کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ اس کے علاوہ لمبے بال مرد کے کام کاج میں بھی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ سر ڈھانپنے کی وجہ سے عورت کے لیے لمبے بال کوئی مسئلہ نہیں، اس لیے بال کٹوانا یا منڈوانا مردوں کے ساتھ خاص کر دیا گیا اور سر کے بال رکھنا عورتوں کے ساتھ۔

(المعجم ٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْقَزَعِ (التحفة ٥)

باب: ۵- قزع (کچھ سر مونڈنے، کچھ چھوڑ دینے) کی ممانعت

٥٠٥٣- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَهَانِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْقَزَعِ».

۵۰۵۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے مجھے قزع سے منع فرمایا ہے۔“

فائدہ: یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے۔ محقق کتاب کا اسے بخاری و مسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم کا سیاق آئندہ روایت کے مطابق ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۱۳/۳۸)

٥٠٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

۵۰۵۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یحییٰ بن سعید (القطان) اور محمد بن بشر کی روایت (اس مذکورہ

٥٠٥٣ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠، ومسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عمر بن نافع به بغير هذا اللفظ، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٨.

٥٠٥٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٣، وانظر، ح: ٥٢٣٠ وغيره.

روایت سے) زیادہ درست اور صحیح ہے۔

فائدہ: قزع سے مراد یہ ہے کہ سر کہیں سے مونڈ دیا جائے' کہیں سے چھوڑ دیا جائے۔ منع کی وجہ حدیث نمبر ۵۰۵۱ میں دیکھیے۔

(المعجم ٦) - اَلْأَخْذُ مِنَ الشَّارِبِ (التحفة ٦)

باب:٦- مونچھیں کاٹنا

٥٠٥٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخُو قَبِيصَةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِيَ شَعْرٌ، فَقَالَ: «ذُبَابٌ» فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِينِي، فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ لِي: «لَمْ أَعْنِكَ، وَهٰذَا أَحْسَنُ».

۵۰۵۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میرے لمبے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ''نحوست ہے (یہ بری چیز ہے۔'') میں نے سمجھا' آپ کا اشارہ میری طرف ہے۔ میں نے اپنے بال کاٹ دیے۔ پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میرا اشارہ تیری طرف نہیں تھا۔ ویسے یہ تیری زیادہ اچھی حالت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث اور عنوان کی باہم مطابقت نہیں ہے۔ ہاں! یہ مطابقت اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ یہ باب اس طرح ہو ''اَلْأَخْذُ مِنَ الشَّعْرِ'' جیسا کہ بعض نسخوں میں انھی الفاظ سے عنوان قائم کیا گیا ہے۔ دیکھیے (ذخيرة العقبٰی شرح سنن النسائي:١٨/٣٨) ② یہ حدیث مبارکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت پر بھی صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کس طرح تعمیل کرتے تھے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ کی زبان مبارک سے لفظ ذُبَابٌ ''نحوست ہے'' سنا تو فوراً جا کر اپنے لمبے بال کٹوا دیے۔ انھوں نے یہ کام اس لیے کیا کہ وہ سمجھے تھے کہ آپ میرے بالوں کی مذمت کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اگرچہ بال کٹوانے کا حکم نہیں دیا تھا' تاہم آپ نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے فعل کی تحسین فرمائی۔ ③ بہت زیادہ لمبے بال رکھنا مناسب نہیں کہ حد اعتدال ہی سے نکل جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے لمبے بال کٹوا دینے کے عمل کو سراہا اور خود رسول اللہ ﷺ کے اپنے بال مبارک آپ کے مبارک شانوں (کندھوں) سے زیادہ نیچے نہیں جایا کرتے تھے۔ ہر شخص کو بالخصوص ہر مسلمان کو نبی ﷺ کی اقتدا کرنی چاہیے۔

٥٠٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في تطويل الجمة، ح: ٤١٩٠ من حديث سفيان بن عقبة السوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٧. * تلميذ عاصم بن كليب هو الثوري.

④ معلوم ہوا بال کٹوانا اچھی بات ہے۔ بہت لمبے بال رکھنا عورتوں سے مشابہت ہے۔

٥٠٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ شَعْرًا رَجِلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

٥٠٥٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کے سر کے بال لہر دار تھے۔ نہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے۔ (اور عموماً) کانوں اور کندھے کے درمیان رہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① "لہر دار" ممکن ہے پیدائشی طور پر لہر دار ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لمبے ہونے کی وجہ سے ان میں بل پڑ گئے ہوں۔ لمبے بالوں میں عموماً ایسے ہوتا ہے۔ ② "کانوں اور کندھوں کے درمیان" معلوم ہوتا ہے کہ آپ کانوں کے نچلے حصے کے برابر بال کاٹ لیتے ہوں گے۔ جب وہ بڑھتے بڑھتے کندھوں کو لگنے لگتے تو پھر کاٹ دیتے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ سر جھکاتے تو آپ کے بال مبارک کانوں کے برابر محسوس ہوتے اور جب سر مبارک اٹھاتے تو کندھوں کو لگتے تھے۔ عام حالات میں کانوں اور کندھوں کے درمیان رہتے۔ واللہ أعلم. ③ دونوں صورتوں میں بال کٹوانے پر دلالت ہوتی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا حکم الگ الگ ہے۔ سر کے بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں جائز ہیں جبکہ ڈاڑھی کے بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں ناجائز اور حرام کام ہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ حسن تخلیق کا شاہکار تھے اس لیے نیم گھنگریالے بال ہی حسن وجمال کی علامت ہوں گے جیسا کہ نبی ﷺ کے بال تھے۔

٥٠٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِينَ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ.

٥٠٥٧- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن حمیری سے روایت ہے کہ میں ایک بزرگ کو ملا جو نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں اسی طرح رہے تھے جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال آپ کی خدمت اقدس میں رہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر روز کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٠٥٦ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٥، ٥٩٠٦ من حديث وهب بن جرير، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث جرير بن حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٨.

٥٠٥٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٩.

فوائد و مسائل: ① ''جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ'' یہ تشبیہ مدت میں بھی ہوسکتی ہے کہ وہ بھی چار سال آپ ﷺ کے پاس رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری کے آغاز میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۱ ہجری کے تیسرے مہینے میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ یا یہ تشبیہ کیفیت میں بھی ہوسکتی ہے کہ جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے اسی طرح وہ بزرگ بھی تقریباً ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ② ''ہر روز کنگھی'' کیونکہ ہر روز کنگھی کرنا دلیل ہے کہ اس شخص کی زیب و زینت کی طرف ضرورت سے زیادہ توجہ ہے اور یہ وصف عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ شخص یا تو عورتوں کی طرح بن سنور کر رہتا ہے۔ اس میں وہ مردوں کے لیے فتنہ بنے گا یا عورتوں کو مائل کرنے کی غرض سے ایسے کرتا ہے تو عورتوں کے لیے فتنہ بنے گا۔ مردوں کی توجہ زیب و زینت کی طرف نہیں ہونی چاہیے ورنہ مفاسد پیدا ہوں گے۔ ③ ہر روز کنگھی نہ کرنے کا لازمی نتیجہ ہے کہ بال کٹوا کے رکھے جائیں تا کہ روزانہ کنگھی کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ یہی باب سے مناسبت ہے۔

(المعجم ۷) - **اَلتَّرَجُّلُ غِبًّا** (التحفة ۷)

باب:۷- کنگھی ناغے سے کرنی چاہیے

٥٠٥٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۵۰۵۸- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا ناغہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٠٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۵۰۵۹- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بلا ناغہ کنگھی کرنے سے روکا ہے۔

٥٠٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في النهي عن الترجل إلا غبًا، ح:١٧٥٦ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٩٣١٥، وصححه ابن حبان، ح:١٤٨٠، وضعفه أحد المغربيين، ولبعضه شاهد، انظر، ح:٥٠٦٠ * هشام بن حسان عنعن، والحديث الآتي: ٥٠٦١ يغني عنه.

٥٠٥٩ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٩٣١٦.

٥٠٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ قَالَا: اَلتَّرَجُّلُ غِبٌّ.

۵۰۶۰- حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا: کنگھی ناغے سے ہونی چاہیے۔

فائدہ: اس فرمان میں ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو ہر وقت جیب میں کنگھی لیے پھرتے ہیں۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۰۵۷۔ صحیح بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا تینوں روایات شواہد ومتابعات کی وجہ سے صحیح ہیں۔

٥٠٦١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَهْمَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَامِلًا بِمِصْرَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَإِذَا هُوَ شَعِثُ الرَّأْسِ مُشْعَانٌّ، قَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُشْعَانًّا وَأَنْتَ أَمِيرٌ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ قُلْنَا وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ قَالَ: اَلتَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ.

۵۰۶۱- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی مصر کے حاکم تھے۔ ان کا ایک ساتھی ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگا: کیا وجہ ہے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں، حالانکہ آپ حاکم ہیں؟ انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ ہمیں زیادہ ٹیپ ٹاپ سے روکا کرتے تھے۔ اس نے کہا: ٹیپ ٹاپ کا کیا مطلب؟ انھوں نے فرمایا: ہر روز کنگھی کرنا۔

فائدہ: ٹیپ ٹاپ تو وسیع مفہوم رکھتا ہے اور ہر روز کنگھی کرنا اس میں داخل ہے نہ کہ یہ اس کے معنی ہیں۔

(المعجم ٨) - اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ (التحفة ٨)

باب: ۸- کنگھی کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا

٥٠٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:

۵۰۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں

٥٠٦٠ـ [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣١٧. * يونس هو ابن عبيد، وبشر هو ابن المفضل.

٥٠٦١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣١٨.

٥٠٦٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٢١، وقال المزي: "هو وهم والمحفوظ حديث أشعث بن أبي الشعثاء عن أبيه عن مسروق عن عائشة"، وانظر، ح: ١١٢، ٥٢٤٢.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَامُنَ، يَأْخُذُ بِيَمِينِهِ وَيُعْطِي بِيَمِينِهِ، وَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اختیار کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ اپنے دائیں ہاتھ سے لیتے' دائیں ہاتھ سے دیتے بلکہ تمام معاملات میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے۔

فائدہ: ''تمام معاملات'' مراد وہ معاملات ہیں جو دائیں سے مناسبت رکھتے ہوں ورنہ استنجا کرنا' ناک جھاڑنا وغیرہ بائیں ہی سے مستحب ہیں' نیز وہ معاملات ایک ہاتھ سے سرانجام دیے جا سکتے ہوں ورنہ جو کام دونوں ہاتھوں سے ہوتے ہیں' وہاں دونوں ہاتھ استعمال ہوں گے' مثلاً: روٹی پکانا بلکہ بعض چیزوں کو کھانا' جیسے ہڈی سے گوشت نوچنا۔ البتہ ایسے کاموں میں بھی دائیں سے ابتدا کی جائے' نیز یہ صرف مستحب ہے۔ اسے فرض نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ ہاں کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کا استعمال ضروری ہے' نیز عبادات میں کہ عبادات عادات سے مختلف ہوتی ہیں۔ (مزید دیکھیے' حدیث:۱۱۲)

(المعجم ٩) - اِتِّخَاذُ الشَّعْرِ (التحفة ٩)

باب:۹- سر کے بال (لمبے) رکھنا

٥٠٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجُمَّتُهُ تَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۰۶۳- حضرت براء ؓ نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا جب کہ آپ کے سر مبارک کے لمبے لمبے بال کندھوں سے ٹکراتے تھے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ سرخ لباس آپ پر بہت جچتا تھا کیونکہ وہ آپ کے جسمانی رنگ وروپ سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا تھا۔ رنگ بھی سرخ و سپید اور حلہ بھی سرخ و سفید۔ ② ''کندھوں سے'' مراد مرد کے لیے بالوں کو کاٹنا ضروری ہے۔ کندھوں کے برابر کاٹے یا کانوں کے یا اس سے اوپر۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث:۵۰۵۶)

٥٠٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۰۶۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں

٥٠٦٣_ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠١ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٢٦.

٥٠٦٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب ماجاء في الشعر، ح: ٤١٨٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٢٣.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

فائدہ: ''نصف کانوں تک'' یہ سابقہ روایات کے خلاف نہیں۔ کاٹتے وقت نصف کانوں کے برابر ہوں گے' پھر بڑھ جاتے ہوں گے۔

٥٠٦٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: وَرَأَيْتُ لَهُ لِمَّةً تَضْرِبُ قَرِيبًا مِّنْ مَنْكِبَيْهِ.

٥٠٦٥- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا' نیز میں نے دیکھا کہ آپ کی زلفیں کندھوں کے قریب لہرایا کرتی تھیں۔

فائدہ: عربی میں سر کے لمبے بالوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں: وَفْرَہ، وہ بال جو کانوں کے برابر تک ہوں، لِمَّہ، جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں اور جُمَّہ، وہ بال جو کندھوں سے ٹکراتے ہوں۔ پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تینوں الفاظ عام استعمال کیے گئے ہیں۔ توجیہ سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٠) - اَلذُّؤَابَةُ (التحفة ١٠)

باب:١٠- زلفیں اور مینڈھیاں

٥٠٦٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: عَلَى قِرَاءَةِ مَنْ تَأْمُرُونِّي أَقْرَأُ؟ لَقَدْ

٥٠٦٦- حضرت ہبیرہ بن یریم سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھے کس کی قراءت کے مطابق پڑھنے پر مجبور کرتے ہو؟ (زید کی؟) جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ستر سے زائد سورتیں سنا چکا تھا جب کہ زید کے سر پر دو مینڈھیاں

٥٠٦٥ـ أخرجه البخاري، ح:٥٩٠١ من حديث أبي إسحاق السبيعي به كما تقدم، ح:٥٠٦٣، وهو في الكبرٰى: ٩٣٢٧.

٥٠٦٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٩٣٢٩.

قَرَأْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُورَةً، وَإِنَّ زَيْدًا لَصَاحِبُ ذُؤَابَتَيْنِ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ.

ہوتی تھیں۔ وہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ میں قدیم الاسلام ہوں۔ قرآن کا بڑا قاری ہوں جب کہ حضرت زید بن ثابت تو کل کا بچہ ہے۔ یہ مجھ سے بڑا قاری کیسے ہوسکتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن جمع کرنے اور ترتیب دینے پر مامور فرمایا۔ انھوں نے بڑی جانفشانی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید جمع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید قریش کے لہجے میں مرتب فرمایا۔ ان کو اس اہم کام پر مامور کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نوجوان اور تیز فہم تھے۔ قرآن مجید کے کاتب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کتابت قرآن پر مقرر فرمایا تھا۔ پھر وہ اس آخری عرصے (قرآن مجید کے دور) میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کے درمیان ہوا تھا۔ گویا کہ وہ ناسخ منسوخ، قرآنی لہجہ اور ترتیب سُوَر کے سب سے بڑے عالم اور واقف تھے۔ پھر ان کا حافظہ بھی قوی تھا، بخلاف اس کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابتدائی دور میں قرآن مجید پڑھا تھا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بوڑھے ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ بوڑھے آدمی کی یادداشت جوان آدمی کے برابر نہیں ہو سکتی مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بات پر اڑے رہے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متفقہ نسخۂ قرآن کی مخالفت کرتے رہے۔ یہ ان کی فروگزاشت تھی مگر ان کی جلالت، قدر اور بزرگی کی وجہ سے انھیں معذور قرار دیا گیا اور ان پر سختی نہ کی گئی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٠٦٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُونِّي أَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَا قَرَأْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُورَةً، وَإِنَّ زَيْدًا مَعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ.

۵۰۶۷- حضرت ابووائل سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: تم مجھے کس طرح مجبور کرتے ہو کہ میں زید بن ثابت کی قراءت کے مطابق پڑھوں جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھ لی تھیں اور زید ابھی بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اس کی دو مینڈھیاں ہوتی تھیں۔

٥٠٦٧ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب رسول الله ﷺ، ح: ٥٠٠٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن مسعود وأمه رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٦٢ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عند البخاري. * أبوشهاب هو الحناط.

فائدہ: بچوں کے بال قابو رکھنے کے لیے ان کی مینڈھیاں بنا دی جاتی تھیں تاکہ کھیل کود میں بال خراب نہ ہوں۔ جب بچہ سمجھ دار ہو جاتا تھا تو مینڈھیوں کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ مقصد یہ ہے کہ وہ بچے تھے۔ حدیث سے مینڈھیوں کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔

٥٠٦٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِ الْعُرُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ الْأَغَرِّ بْنِ حُصَيْنٍ النَّهْشَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زِيَادُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْنُ مِنِّي» فَدَنَا مِنْهُ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى ذُؤَابَتِهِ، ثُمَّ أَجْرٰى يَدَهُ وَسَمَّتَ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ.

٥٠٦٨- زیاد بن حصین اپنے والد محترم (حصین بن اوس رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”آگے آجاؤ۔“ جب وہ آپ کے قریب آگئے تو آپ نے اپنا ہاتھ ان کے لمبے لمبے بالوں پر رکھا اور سارے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کو دعا دی اور خوب دعا دی۔

فائدہ: ”ذؤابہ“ مینڈھی کو بھی کہتے ہیں، یعنی گندھے ہوئے بال۔ اور لٹکتے ہوئے بالوں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے جنھیں زلفیں بھی کہا جاتا ہے۔ ویسے زلفیں ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو چہرے پر لٹکتے ہوں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١) - تَطْوِيلُ الْجُمَّةِ (التحفة ١١)

باب:١١- لمبے لمبے بال رکھنا

٥٠٦٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي جُمَّةٌ، قَالَ: «ذُبَابٌ» وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِينِي فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ».

٥٠٦٩- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میرے لمبے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ”(یہ) منحوس چیز ہے۔“ میں نے سمجھا کہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔ میں اٹھا اور اپنے بال کاٹ کر پھر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے نہیں کہا تھا۔ ویسے یہ زیادہ اچھی حالت ہے۔“

٥٠٦٨_ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٣٠، ح: ٣٥٥٨، ٣٥٥٩ من حديث غسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣١، وللحديث شواهد معنوية.

٥٠٦٩_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٥٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٢.

فائدہ: زیادہ لمبے بالوں کی حفاظت مشکل ہوتی ہے نیز اس میں عورتوں سے مشابہت ہے لہٰذا کٹوا لینے چاہییں۔

(المعجم ١٢) - **عَقْدُ اللِّحْيَةِ** (التحفة ١٢)

باب:۱۲- ڈاڑھی کو گرہیں دینا

٥٠٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، أَنَّ شُيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَارُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيءٌ مِّنْهُ».

۵۰۷۰- حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے رویفع! شاید تو میرے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہے لہٰذا لوگوں کو بتا دینا کہ جس شخص نے اپنی ڈاڑھی کو گرہیں دیں یا گلے میں تندی ڈالی یا جانور کے گوبر اور ہڈی سے استنجا کیا تو محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جانور کی ہڈی اور اس کے گوبر سے استنجا کرنا ممنوع ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② ان کاموں سے خاص طور پر دور رہنا چاہیے جن کے ارتکاب پر رسول اللہ ﷺ نے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر ناکامی اور خسارہ کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما دیں کہ فلاں شخص سے میں بری ہوں۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ ''شاید'' یہ دراصل پیش گوئی تھی کہ تو میرے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہے گا۔ اور واقعتاً ایسے ہی ہوا۔ حضرت رویفع رضی اللہ عنہ ۵۳ھ میں فوت ہوئے اور افریقہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ ''شاید'' کا لفظ اظہارِ عبدیت کے لیے ہے جیسے اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہا جاتا ہے۔ ④ ''ڈاڑھی کو گرہیں دیں'' جیسے عموماً سکھوں میں دیکھا جاتا ہے یا بالوں کو بل دے کر ویسے ہی گرہیں دی جائیں، دونوں صورتیں ہی مذموم ہیں۔ بعض لوگ بالوں کو اس طرح بل دیتے اور لپیٹتے ہیں کہ بڑی سے بڑی ڈاڑھی بھی چھوٹی محسوس ہوتی ہے اور با آسانی کھل کر لٹکتی بھی نہیں۔ اگرچہ بظاہر ڈاڑھی میں گانٹھ محسوس تو نہیں ہوتی لیکن نتیجے میں اس سے کم بھی نہیں ہوتی، اس لیے اس صورتِ تلفیف سے بھی اجتناب بہتر ہے۔ ڈاڑھی میں سنت طریقہ تسریح ہے یعنی اسے کھلا چھوڑا جائے۔ ڈاڑھی کو بل دے کر اوپر چڑھا لینا ایک غیر ضروری تکلف سا لگتا ہے لہٰذا اس سے احتراز بہتر ہے۔ بعض نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ نماز کے دوران میں

٥٠٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجى به، ح: ٣٦ من حديث عياش بن عباس به، وزاد قبل رويفع: "شيبان القتباني"، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٣٦.

ڈاڑھی سے کھیلتے نہیں رہنا چاہیے۔ یا نماز شروع کرنے سے پہلے ڈاڑھی کو مٹی سے بچانے کے لیے گرہ نہیں دینی چاہیے' جیسے آپ نے سر کے بال باندھنے اور کپڑے سمیٹنے سے روکا ہے۔ گویا نماز میں اپنے جسم وغیرہ کو مٹی سے بچانے ہی کی فکر نہیں کرتے رہنا چاہیے بلکہ توجہ نماز کی طرف ہی رہنی چاہیے۔ ⑤ ''تندی ڈالی'' ذبح شدہ جانور کے پٹھے کی رگ کو تندی کہتے ہیں۔ یہ بہت مضبوط ہوتی ہے۔ قوس کے کناروں کو باندھی جاتی ہے تا کہ لچک کی وجہ سے تیر دور پھینکنے میں مدد ملے۔ جاہلیت میں لوگ کاہنوں سے تندی پڑھوا کر اپنے گلے میں ڈالتے تھے تا کہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ چونکہ کاہن شرکیہ الفاظ پڑھتے تھے' لہٰذا اس سے منع فرمایا۔ ⑥ ''گوبر اور ہڈی سے استنجا'' کیونکہ ان سے صفائی نہیں ہوتی' اس لیے ان سے استنجا کرنا منع ہے' نیز یہ جنوں کی خوراک ہیں۔ گوبر ویسے بھی گندگی کی طرح ہے۔

(المعجم ١٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- سفید بال اکھیڑنے کی ممانعت

٥٠٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ.

۵۰۷۱- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفید بال اکھیڑنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ ڈاڑھی اور سر کے سفید بال باقی رکھنے اور ان کو زائل نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے' اس لیے کہ مومن کے سفید بالوں کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [هُوَ نُورُ الْمُؤْمِنِ] ''وہ مومن کا نور ہے۔'' (سنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب نتف الشيب، حديث:۳۷۲۱) سنن ابوداود کی روایت میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور ہوں گے۔'' مزید برآں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور اس کے عوض اس سے ایک گناہ دور کرتا ہے۔'' (سنن أبي داود، الترجل، باب في نتف الشيب، حديث:۴۲۰۲) ② یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے سفید بال رنگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ دونوں قسم کی ان احادیث میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ سفید بالوں کو رنگنے کا حکم صرف یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ اپنے سفید بالوں کو نہیں رنگتے۔ یہ

٥٠٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في نتف الشيب، ح:٤٢٠٢، والترمذي، ح:٢٨٢١، وابن ماجه، ح:٣٧٢١ من حديث عمرو بن شعيب به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح:٩٣٣٧ . * عبدالعزيز هو الدراوردي، وعمارة هو الأنصاري، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره .

بھی ہو سکتا ہے کہ جب بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں تو پھر رنگنے کے باوجود بھی مومن مذکورہ فضیلت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ١٤) - اَلْإِذْنُ بِالْخِضَابِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بالوں کو رنگنا جائز ہے

٥٠٧٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَمِّي [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوهُمْ».

۵۰۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی اور عیسائی سفید بالوں کو نہیں رنگتے‘ لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔“

فوائد و مسائل: ① مخالفت کرنے سے مراد بال رنگنا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں: ○ ان کو سیاہ رنگ سے رنگ لیا جائے۔ لیکن حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ ○ حنا‘ یعنی مہندی سے رنگا جائے اور حنا کا رنگ معروف ہے‘ یعنی سرخ۔ ○ حنا اور کتم سے رنگا جائے اور یہ رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ ② ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو رنگنا واجب ہے یا مستحب؟ اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے‘ تاہم حق یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں بالوں کو رنگنے ہی کا حکم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ] ”یہودی اور عیسائی اپنے بال نہیں رنگتے‘ تم ان کی مخالفت کرو‘ یعنی بالوں کو رنگو۔“ (صحیح البخاري‘ اللباس‘ باب الخضاب‘ حدیث:۵۸۹۹‘ و صحیح مسلم‘ اللباس‘ باب في مخالفة اليهود في الصبغ‘ حدیث: ۲۱۰۳) اس حدیث میں مطلقاً مخالفت کا حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بالوں کو سفید نہ رہنے دو بلکہ ان کو رنگ لو خواہ کسی رنگ سے ہو‘ بالوں کو کالا کرنے کے قائل اسی مطلق حکم سے استدلال کرتے ہیں لیکن

٥٠٧٢ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٦٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٨، ٩٣٣٩. * عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد.

یہ استدلال درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے بالکل سیاہ رنگ کے خضاب سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ والے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: [غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ] ''اسے کسی رنگ سے بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا۔'' (صحيح مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب......، حديث: ۲۱۰۲) اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو رنگنے کا حکم تو ہے لیکن کالے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ سے انھیں رنگا جائے گا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ بالوں کو رنگنا فرض ہے یا مستحب؟ تو اس کے متعلق علماء کی دونوں رائے ہیں۔ بعض اہل علم وجوب کے قائل ہیں اور بعض اسے مستحب ہی سمجھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں استحباب والا موقف اقرب الی الصواب ہے۔ حافظ عبدالمنان حفظہ اللہ ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کا رنگنے سے متعلق امر ندب (استحباب) پر محمول ہے، البتہ کل کے کل بال سفید ہو جائیں کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے جیسا کہ ابوقحافہ، والد ابی بکر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے عیاں ہے۔ دیکھیے: (احکام و مسائل: ۱/ ۵۳۱) مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں ''خضاب کا حکم استحباب کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ وجوب کے لیے، اس لیے کہ حضرت علی، ابی بن کعب، سلمہ بن اکوع اور حضرت انس اور صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب کے حکم پر عمل نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہم۔ مزید برآں یہ کہ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بھی اس پر شاہد ہے۔ گویا انھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان میں ممتاز ہیں۔

٥٠٧٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۵۰۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سابقہ روایت کی مثل حدیث بیان کرتے ہیں۔

٥٠٧٤- أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۵۰۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو اور بال رنگو۔''

٥٠٧٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٠.

٥٠٧٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤١.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَاتَصْبُغُ فَخَالِفُوا عَلَيْهِمْ فَاصْبُغُوا».

٥٠٧٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوهُمْ».

۵۰۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو۔''

٥٠٧٦- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ».

۵۰۷۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو رنگ سے بدل لیا کرو اور یہودیوں سے مشابہت نہ کرو۔''

٥٠٧٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُنَاسَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ» وَكِلَاهُمَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

۵۰۷۷- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو رنگ لیا کرو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔'' یہ دونوں روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

٥٠٧٥ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ٥٨٩٩، ومسلم، اللباس، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ٢١٠٣ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٣.

٥٠٧٦ـ **[صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٤، وسنده حسن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٥٠٧٧ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ١/ ١٦٥ عن محمد بن كناسة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٥.

فائدہ: بالوں سے مراد سر، ڈاڑھی اور مونچھوں کے سب بال ہیں، اس لیے تمام بالوں کی بابت حکم یہی ہے، نیز یہ بھی یاد رہے کہ دیگر احکام کی طرح اس حکم میں بھی عورتیں مردوں کے تابع ہیں، یعنی انھوں نے اپنے سفید بال رنگنے ہوں تو وہ بھی انھیں کالے رنگ سے نہ رنگیں بلکہ کسی اور رنگ ہی سے رنگیں۔

(المعجم ١٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-کالا خضاب کرنے کی ممانعت

٥٠٧٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَلَبِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ: قَوْمٌ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ آخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

۵۰۷۸-حضرت ابن عباس ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔

فوائد و مسائل: ① بالوں کو رنگنے کے حوالے سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فی زمانہ مختلف بے اعتدالیوں کا شکار ہیں، مثلاً: بالوں وغیرہ کو ڈائی کرانا، یعنی جیسا لباس ویسے ہی بالوں کی رنگت اور اسی طرح آنکھوں میں، ڈائی شدہ بالوں اور لباس کی مناسبت سے لینز وغیرہ لگوانا۔ یہ کام نہ صرف ناجائز ہیں بلکہ اس میں کفار کی عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی یقینی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تغییر لخلق اللہ بھی ہے، یعنی اللہ کی تخلیق کو بدلنا اور اس میں تبدیلی کرنا بھی ہے، لہٰذا اہل اسلام کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہو، بیٹیوں، اور دیگر متعلقہ خواتین کو اس قبیح کام سے روکیں، انھیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن و حدیث کی صریح مخالفت کرنے سے باز رکھیں اور آخرت کی -معاذ اللہ- ناکامی و نامرادی کا خوف دلائیں۔ اغیار، یعنی غیر مسلموں، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ کی دیکھا دیکھی، نیز ''روشن خیالی'' کے نام پر ہم روز بروز دین سے دور سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں اور اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں اور یہ سب کچھ ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیوی و اخروی خسارے سے محفوظ فرمائے۔ آمین. ② سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے، جس کی سزا یہ ہے کہ ایسا انسان جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ ③ مرفوعاً، یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان

٥٠٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب ماجاء في خضاب السواد، ح: ٤٢١٢ من حديث عبيدالله ابن عمرو الرقي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٦، وحسنه المنذري، وصححه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، ❊ عبدالكريم هو الجزري كما في سنن أبي داود، كذا قال البغوي وغيره.

ہے۔ ④ ''جیسے کبوتروں کے سینے'' کبوتر کا سینہ عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ اور مثال عموم کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ کہ چند افراد کے لحاظ سے۔ ⑤ ''خوشبو نہیں پائیں گے'' یعنی جنت میں داخل ہونے کے باوجود یا اولین طور پر جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ انھیں سزا بھگتنا ہوگی۔

٥٠٧٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

۵۰۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ پودے (کے پھل اور پھول) کی طرح بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو کسی رنگ سے بدل دو مگر سیاہ رنگ سے پرہیز کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① ثغامہ ایک پودا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اُگتا ہے۔ اس کو سفید پھل اور پھول لگتے ہیں۔ جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کی سفیدی بڑھ جاتی ہے۔ اور پھولوں کی کثرت کی بنا پر دور سے درخت بھی سفید ہی نظر آتا ہے۔ ② ''پرہیز کرنا'' جب بوڑھے شخص کو جس سے دھوکے کا خطرہ نہیں، سیاہ رنگ منع ہے تو جس شخص میں دھوکے کا امکان ہے، اسے کیسے اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ ③ ''ابوقحافہ'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی تھے۔

(المعجم ١٦) - اَلْخِضَابُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- مہندی اور وسمہ ملا کر لگانا جائز ہے

٥٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ أَبِي عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّمَطَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین وہ چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو رنگو، مہندی اور وسمہ ہے۔''

٥٠٧٩ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ح: ٢١٠٢/ ٧٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٧.

٥٠٨٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٩، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي. * محمد بن مسلم هو ابن وارة، وغيلان هو ابن جامع، وابن أبي ليلٰى هو عبدالرحمن أبوإسحاق عنعن.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہندی اور وسمے کا خضاب بہترین اور افضل ہے، نیز خضاب صرف یہی دو چیزیں (مہندی اور وسمہ) ہی نہیں بلکہ دیگر بھی کئی ایک خضاب ہیں۔ احتیاط صرف کالے سیاہ خضاب کرنے سے ہے اور یہ ممانعت مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ مخلوط اشیاء سے بنائے گئے خضاب کے استعمال پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ③ مہندی اور وسمہ دونوں کو ملانے سے رنگ خالص سیاہ نہیں رہتا بلکہ سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

٥٠٨١- **أَخْبَرَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

٥٠٨١- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین وہ چیز جس سے تم سفید بالوں کا رنگ بدلو، مہندی اور وسمے کا آمیزہ ہے۔“

٥٠٨٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْأَجْلَحِ، فَلَقِيتُ الْأَجْلَحَ فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

٥٠٨٢- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ”سب سے اچھی چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو رنگ دار کرو، مہندی اور وسمے کا مرکب ہے۔“

٥٠٨٣- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ

٥٠٨٣- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین وہ چیز جس سے تم

٥٠٨١- **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الخضاب، ح: ١٧٥٣ من حديث الأجلح به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٧٥.

٥٠٨٢- **[إسناده صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥١.

٥٠٨٣- **[إسناده صحيح]** تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٢.

أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ». خَالَفَهُ الْجُرَيْرِيُّ وَكَهْمَسٌ.

سفید بالوں کو رنگین کرو مہندی اور وسمے کا مجموعہ ہے۔"

جریری اور کہمس نے (اس روایت کے بیان کرنے میں اجلح کی) مخالفت کی ہے۔

فائدہ: مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اجلح اپنی سند سے اسے متصل بیان کرتے ہیں جبکہ سعید الجریری اور کہمس بن حسن نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ لیکن اس سے صحت حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ متصل روایت کی دیگر روایات سے تائید ہوتی ہے بالخصوص عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی مذکورہ موصول روایت بھی اس کی مؤید ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٨٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۴- حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے اچھی چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کا رنگ بدلو مہندی اور وسمے کا آمیزہ ہے۔"

٥٠٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: [«إِنَّ] أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۵- حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین وہ چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرو مہندی اور وسمے کا مرکب ہے۔"

٥٠٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۵۰۸۶- حضرت ابو رمثہ ؓ نے فرمایا: میں اپنے

٥٠٨٤ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٣.

٥٠٨٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٥.

٥٠٨٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ٤٢٠٦، ٤٢٠٧ من حديث إياد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٦، وقال الترمذي، ح: ٢٨١٢ "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، ح: ١٥٢٢، والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، والذهبي وغيرهم.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَا وَأَبِي النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ.

والد محترم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی ڈاڑھی کو مہندی لگا رکھی تھی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ عموماً ڈاڑھی کو نہیں رنگتے تھے کیونکہ صرف چند بال سفید تھے جن کو انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا' رنگنے کی ضرورت ہی نہیں تھی مگر کبھی کبھار آپ نے مہندی لگائی ہوگی۔

٥٠٨٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِيَادِ ابْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَيْتُهُ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ.

۵۰۸۷- حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ڈاڑھی زرد کر رکھی تھی۔

فائدہ: ڈاڑھی زرد کرنے سے مراد مہندی لگانا ہی ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ مہندی کا رنگ بھی تقریباً زرد ہی ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - اَلْخِضَابُ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- زرد رنگ سے خضاب کرنا

٥٠٨٨ - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْخَلُوقِ فَقُلْتُ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْخَلُوقِ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَفِّرُ بِهَا لِحْيَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنَ الصِّبْغِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَلَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ.

۵۰۸۸- حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' انھوں نے اپنی ڈاڑھی کو خلوق سے زرد کر رکھا تھا۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ اپنی ڈاڑھی کو خلوق سے رنگتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خلوق سے ڈاڑھی رنگتے دیکھا ہے۔ اور آپ کو اس سے بڑھ کر کوئی رنگ پیارا نہیں تھا۔ آپ اس سے اپنے سب کپڑے حتیٰ کہ پگڑی بھی رنگ لیا کرتے تھے۔

٥٠٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٧.

٥٠٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في المصبوغ بالصفرة، ح: ٤٠٦٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٨.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي قُتَيْبَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ حدیث ابو قتیبہ کی حدیث کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مذکورہ قول سنن نسائی کے مختلف نسخوں میں مختلف انداز میں درج ہے۔ ایک نسخے میں الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي قُتَيْبَةَ - ہندی نسخے میں الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ - ایک نسخے میں یہ الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ شارح سنن النسائی علامہ محمد بن علی اتیوبی حفظہ اللہ نے آخری الفاظ کو درست قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:٣٨/٨٧) والله أعلم. ② ''خلوق'' ایک زنانہ خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ کو ملا کر بنائی جاتی ہے۔ رنگ زرد سرخ ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ عورتوں کے استعمال میں آتی ہے' اس لیے مردوں کو اس سے روکا بھی گیا ہے۔ شاید بیان جواز کے لیے آپ نے کبھی کبھار ایک آدھ بار اسے استعمال فرمایا ہو۔ مردوں کے لیے اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ ہاں کوئی اور خوشبو نہ ملے تو مجبوری کی حالت میں کبھی کبھار استعمال ہو جائے تو گنجائش ہے۔ والله أعلم.

٥٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سَأَلَهُ هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ.

٥٠٨٩- حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بالوں کو رنگا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ صرف آپ کی کنپٹیوں میں کچھ ہی بال سفید تھے۔

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ آپ کے بال مبارک اتنے سفید نہیں ہوئے تھے کہ ان کو رنگنے کی ضرورت پڑتی۔ بعض احادیث میں رنگنے کا جو ذکر آیا ہے' وہ کبھی کبھار پر محمول ہوگا۔

٥٠٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى -يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ- قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ

٥٠٩٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے تھے۔ آپ کے سفید بال تھوڑے سے ڈاڑھی بچہ میں تھے' کچھ کنپٹیوں

٥٠٨٩- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٥٠ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٣٦١.

٥٠٩٠- أخرجه مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح:١٠٤/٢٣٤١ من حديث المثنى بن سعيد به.

أَنَسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَخْضِبُ ، إِنَّمَا كَانَ الشَّمَطُ عِنْدَ الْعَنْفَقَةِ يَسِيرًا وَفِي الصُّدْغَيْنِ يَسِيرًا ، وَفِي الرَّأْسِ يَسِيرًا .

میں تھے اور معمولی سے سر مبارک میں تھے۔

فائدہ: ''ڈاڑھی بچہ'' نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کی درمیانی جگہ کے بالوں کو کہتے ہیں۔ سفیدی عموماً یہیں سے شروع ہوتی ہے یا کنپٹیوں سے۔

٥٠٩١ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ : سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ : أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِصَالٍ ، اَلصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوقَ ، وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ ، وَجَرَّ الْإِزَارِ ، وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ ، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا ، وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ ، وَتَعْلِيقَ التَّمَائِمِ ، وَعَزْلَ الْمَاءِ بِغَيْرِ مَحَلِّهِ ، وَإِفْسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ .

٥٠٩١ - حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ دس کاموں کو ناپسند فرماتے تھے: (مردوں کا) خلوق لگانا' سفید بالوں کو سیاہ کرنا' تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا' (مردوں کے لیے) سونے کی انگوٹھی پہننا' شطرنج کھیلنا' نامناسب مقام پر عورت کا اظہار زینت کرنا' معوذات وغیرہ کے علاوہ دم کرنا' تمیمے لٹکانا' منی غلط مقام پر ضائع کرنا اور چھوٹے بچے میں خرابی ڈالنا لیکن آپ اس (آخری کام) کو حرام نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: محقق کتاب کا روایت کی سند کو حسن قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن حرملہ راجح قول کے مطابق ضعیف راوی ہے' اس لیے یہ روایت منکر اور ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل کی رو سے مذکورہ دس کاموں میں سے بعض قطعاً حرام ہیں اور بعض مکروہ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تمام المنة' ص:٧٥' والموسوعة الحديثية' مسند أحمد:٦/٩٢)

(المعجم ١٨) - اَلْخِضَابُ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- عورتوں کے لیے مہندی لگانا

٥٠٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الذهب، ح: ٤٢٢٢ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٦٣ . * عبدالرحمٰن بن حرملة قال البخاري: "لم يصح حديثه"، ووثقه ابن حبان، وأبوحاتم الرازي.

٥٠٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِكِتَابٍ، فَقَبَضَ يَدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَدَدْتُ يَدِي إِلَيْكَ بِكِتَابٍ فَلَمْ تَأْخُذْهُ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَدْرِ أَيَدُ امْرَأَةٍ هِيَ أَوْ رَجُلٍ؟ قُلْتُ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، قَالَ: «لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ».

٥٠٩٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے ہاتھ میں ایک تحریر پکڑ کر آپ کی طرف بڑھائی۔ آپ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے ہاتھ میں ایک تحریر پکڑ کر آپ کی طرف بڑھائی تھی لیکن آپ نے نہیں پکڑی۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟'' میں نے کہا: یہ عورت کا ہاتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخن مہندی کے ساتھ رنگ لیتی۔''

(المعجم ١٩) - كَرَاهِيَةُ رِيحِ الْحِنَّاءِ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- مہندی کی بو ناپسند ہونے کا بیان

٥٠٩٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: سَمِعْتُ كَرِيمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ عَنِ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ قَالَتْ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَلٰكِنْ أَكْرَهُ هٰذَا لِأَنَّ حِبِّي ﷺ كَانَ يَكْرَهُ رِيحَهُ، تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

٥٠٩٣- حضرت کریمہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت کو مہندی لگانے کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب ﷺ اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّتْفُ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- بال اکھیڑنا

٥٠٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب للنساء، ح: ٤١٦٦ من حديث مطيع به، وهو لين الحديث (تقريب)، والحديث في الكبرى، ح: ٩٣٦٤، وقال أحمد في العلل: "هذا حديث منكر" * صفية لا تعرف (تقريب).

٥٠٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ٤١٦٤ (انظر الحديث السابق) من حديث علي بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٦٥. * كريمة لم أجد من وثقها.

٥٠٩٤ - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ ابْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شَفِيٍّ، وَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: شُفَيٌّ إِنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُسَمّٰى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْمَعَافِرِ لِنُصَلِّيَ، بِإِيلِيَاءَ، وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ: هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ؟ فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَشْرٍ: عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ أَسْفَلَ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبٰى، وَعَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ، وَلُبُوسِ الْخَوَاتِيمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ.

۵۰۹۴- حضرت ابوالحصین، ہیثم بن شفی نے کہا کہ میں اور میرا ایک ساتھی، جو (یمن کے علاقے) معافر سے تھا اور اس کا نام ابو عامر تھا، بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے ارادے سے چلے۔ وہاں ایک صحابی جن کا نام ابو ریحانہ ازدی رضی اللہ عنہ تھا، وعظ فرما رہے تھے۔ میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا (اور وعظ سننے لگا)۔ پھر میں بھی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا: کیا تو نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کا وعظ سنا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ وہ کہنے لگا: میں نے ان کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس کاموں سے منع فرمایا ہے: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنا، جسم کو گدوانا (جسم کھود کر رنگ بھرنا)، بال اکھیڑنا، آدمی کا آدمی کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا، عورت کا عورت کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا، عجمیوں کی طرح مرد کا اپنے کپڑوں کے نیچے ریشم پہننا، عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشمی کپڑا ڈالنا، ڈاکا ڈالنا، چیتے کی کھال پر سوار ہونا اور انگوٹھی پہننا علاوہ حاکم کے (اور وہ انگوٹھی پہن سکتا ہے)۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم سفید بال یا چہرے سے بال اکھیڑنا دیگر صحیح احادیث کی رو سے حرام

٥٠٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٤٩ من حديث المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٦٦. * أبوعامر لم أجد من وثقه.

ہے، البتہ چاندی کی انگوٹھی کا جواز ہے، اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح لغیرہ کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند أحمد: ۴۴۲/۲۸)

(المعجم ۲۱) - وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- جعلی بال ملانا

۵۰۹۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَن مُعَاوِيَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الزُّورِ.

۵۰۹۵- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: عورت کے لیے تزئین و آرائش اور بننا سنورنا جائز ہے مگر جس میں غیر ضروری تکلف نہ ہو، مثلاً: وہ نہائے دھوئے، سرمہ ڈالے، تیل و خوشبو لگائے (خاوند کے لیے) سرخی و مہندی لگائے، زیورات پہنے مگر غیر ضروری تکلف منع ہے جس کی چند صورتیں پچھلی حدیث میں گزری ہیں۔ اس طرح بالوں کی کثرت اور طوالت ظاہر کرنے کے لیے اصل بالوں کے علاوہ اور بال جوڑنا جب کہ اتنے زیادہ اور اتنے لمبے بالوں کی ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس میں دھوکا بھی پایا جاتا ہے کیونکہ بال اس طرح جوڑے جاتے ہیں کہ نظر یہی آئے کہ اصل بال ہی اتنے لمبے ہیں۔ البتہ بالوں کو قابو میں رکھنے کے لیے پراندہ لگانا جائز ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ وہ دھاگے وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی جعل سازی یا دھوکا دہی نہیں۔ غیر ضروری تکلف مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے جس سے زنا پھیلتا ہے جو قوموں کی تباہی و ہلاکت کا سبب ہے۔

۵۰۹۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلٰى

۵۰۹۶- حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما منبر (مدینہ) پر بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں جعلی بالوں کا ایک گچھا تھا۔ انھوں نے فرمایا: کیا بات ہے کہ مسلمان

۵۰۹۵ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨٨، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . الخ، ح: ٢١٢٧/ ١٢٣ من حديث سعيد بن المسيب به.

۵۰۹۶ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٤٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٢ . * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري، ورواه فليح بن سليمان عن سعيد المقبري عن أبيه . . . الخ، والطريقان محفوظان.

الْمِنْبَرِ وَمَعَهُ فِي يَدِهِ كُبَّةٌ مِّنْ كُبَبِ النِّسَاءِ مِنْ شَعْرٍ، فَقَالَ: مَا بَالُ الْمُسْلِمَاتِ يَصْنَعْنَ مِثْلَ هٰذَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَادَتْ فِي رَأْسِهَا شَعْرًا لَيْسَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ زُورٌ تَزِيدُ فِيهِ».

عورتیں یہ کام کرتی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اپنے سر کے بالوں میں اور بالوں کا اضافہ کرے تو یہ جعل سازی ہے جس سے وہ اضافہ کر رہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت اپنے سر کے قدرتی اور اصلی بالوں کے ساتھ نقلی یا کسی دوسری عورت کے بال جڑوائے تا کہ اس کے بال لمبے نظر آئیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زریں دور میں بھی عورتیں یہ کام کرتی تھیں، تو ایسا کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بال جب تک اس کے سر پر موجود ہوں ان کا پردہ ہے اور غیر محرم لوگوں سے ان کو چھپانا ضروری ہے، تاہم جب وہ الگ ہو جائیں تو نہ تو انھیں ضائع کرنا اور دفن کرنا ضروری ہے اور نہ غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں عورت کے بالوں کا گچھا پکڑا ہوا تھا اور انھوں نے وہ گچھا لوگوں کے سامنے بھی کیا۔ ③ بدعملی اور معصیت کے مرتکب لوگوں کو ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں گرنے سے پہلے متنبہ کرنا، نیز انھیں اس کے خطرناک نتائج سے ڈرانا ضروری ہے تا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہونے سے بچ جائیں اور صراط مستقیم کے راہی بن جائیں۔ ④ دوران خطبہ لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی چیز ہاتھ میں پکڑی جا سکتی ہے، نیز بنی اسرائیل یا دیگر اقوام کی ہلاکت اور تباہی و بربادی کے واقعات، عبرت کے لیے بیان کیے جا سکتے ہیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ کس قدر خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے۔ ⑤ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور ان کے آخری حج کی بات ہے۔ وہ مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے تھے۔

(المعجم ٢٢) - **اَلْوَاصِلَةُ** (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲-جعلی بال لگانے والی عورت

٥٠٩٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ

۵۰۹۷- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

164

٥٠٩٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٦، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٢/ ١١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٤.

رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

فوائد و مسائل: ① ''لگانے والی'' خواہ اجرت پر لگائے یا خوشی سے کیونکہ حرام کام میں تعاون بھی حرام ہے۔ ② ''لعنت فرمائی'' کسی کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز نہیں مگر کسی وصف کا ذکر کر کے لعنت کی جاسکتی ہے، جیسے چور پر لعنت۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٣) - **اَلْمُسْتَوْصِلَةُ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-جعلی بال لگوانے والی عورت

٥٠٩٨- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۰۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی، لگوانے والی، رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

أَرْسَلَهُ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ.

ولید بن ابوہشام نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: ولید بن ابوہشام نے عبیداللہ بن عمر کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس (عبیداللہ) نے یہ روایت حضرت نافع رحمہ اللہ سے موصول بیان کی ہے اور وہ اس طرح کہ عبیداللہ نے نافع سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال ملانے والی، ملوانے والی جسم گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے۔ یہی مذکورہ حدیث عبیداللہ کی سند والی ہے جبکہ اگلی روایت: ۵۰۹۹ جو کہ مرسل بیان کی گئی ہے اس میں ولید بن ابوہشام نے نافع سے بیان کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے......الخ. اصل بات یہ ہے کہ عبیداللہ، نافع سے بیان کرنے میں دیگر رواۃ سے مقدم ہے۔ چونکہ عبیداللہ نے نافع سے موصول بیان کی ہے، لہٰذا یہ روایت محفوظ ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٩٩- **أَخْبَرَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ

۵۰۹۹- حضرت نافع سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال ملانے والی،

٥٠٩٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٧، ٥٩٤٠، ٥٩٤٧، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٤/ ١١٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٦.

٥٠٩٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٧، وهذه الرواية لا تعلل الأولى.

قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

ملوانے والی، گودنے والی (جسم کے مختلف حصوں میں چھید کر رنگ بھرنے والی یا جسم پر نقش و نگار بنانے والی) اور گدوانے والی (جسم کے مختلف حصوں کو چھدوا کر ان میں رنگ بھروانے والی یا جسم کے مختلف حصوں پر چھدوا کر نقش و نگار کرانے والی) عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

٥١٠٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

۵۱۰۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جعلی بال لگانے والی اور لگوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔“

فائدہ: گویا ایسا کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی لعنت ہے۔

٥١٠١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ مَسْرُوقٍ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ زَعْرَاءُ، أَيَصْلُحُ أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِي؟ فَقَالَ: لَا، قَالَتْ: أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَوْ تَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللهِ؟

۵۱۰۱- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے سر کے بال نہ ہونے کے برابر ہیں تو کیا میں جعلی بال لگا سکتی ہوں؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ وہ کہنے لگی: کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا کتاب اللہ میں پائی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بھی سنی ہے اور میں اسے کتاب اللہ میں بھی پاتا ہوں۔ پھر راوی نے پوری

٥١٠٠ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٤، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة... الخ، ح: ٢١٢٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٨.

٥١٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٩، وله شواهد عند البخاري، ح: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧...، ومسلم، ح: ٢١٢٥ وغيرهما. * الحسن هو ابن عبدالله العرني.

قَالَ: لَا، بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① ''کتاب اللہ میں بھی پاتا ہوں'' یعنی انھوں نے قرآن کی اس عمومی دلیل ﴿مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ کے پیش نظر جعلی بال نہ لگانے کو قرآن کا حکم قرار دیا کیونکہ آپ کی بات کو ماننا قرآن کا حکم ہے۔ لیکن اپنے اجتہاد سے مستنبط کیے گئے مسائل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یا رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں ہے، مثلاً: قیاسی مسائل کی بابت کہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے، یہ درست نہیں، اس لیے اس سے محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ حدیث مفصلاً صحیح مسلم میں آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے بالوں والی عورت بھی جعلی بال نہیں لگا سکتی کیونکہ اس میں بھی جعل سازی اور دھوکا دہی پائی جاتی ہے، نیز تھوڑے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس طرح تو ہر عورت کہہ سکتی ہے کہ میرے بال تھوڑے ہیں۔ جو چیز شریعت نے ناجائز اور حرام قرار دی ہے وہ ناجائز اور حرام ہی ہے اس میں قطعاً دوسری کوئی رائے نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - اَلْمُتَنَمِّصَاتُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- بال اکھیڑنے والیاں

٥١٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُوتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ.

۵۱۰۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی، بھروانے والی، بال اکھیڑنے والی اور دانتوں کو رگڑ رگڑ کر باریک کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو حسن کی خاطر (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت میں) بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے جسم کو گودنے، گدوانے اور چہرے یا ابرو وغیرہ سے بال اکھیڑنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے، نیز خوبصورتی کے لیے دانت رگڑنا اور رگڑوانا بھی حرام ہے اور ان سب کی وجۂ حرمت اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے۔ ② حسن کی خاطر اس قسم کا بناؤ سنگھار حرام ہے، ہاں اگر یہ کام

٥١٠٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وما أتاكم الرسول فخذوه"، ح: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة ... الخ، ح: ٢١٢٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٠.

بغرض علاج یا کسی نقص وعیب کے ازالے کی خاطر کیے جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں، مثلاً: اگر عورت کے چہرے پر ڈاڑھی اگ آئے تو یہ اس کے لیے عیب ہے، اس لیے اس کا ازالہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي: ۱۴/ ۱۵۰-۱۵۲) ③ ''بال اکھیڑنا'' اس کی وضاحت حدیث نمبر: ۵۰۹۴ میں گزر چکی ہے۔ یاد رہے کہ جن بالوں کو شریعت نے ختم کرنے کا حکم دیا ہے، وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً: بغلوں کے بال، نیز جس طرح عورتوں کے لیے مذکورہ بالوں کے علاوہ بال اکھیڑنے منع ہیں، اسی طرح حسن کی خاطر مرد بھی بال نہیں اکھیڑ سکتے، مثلاً: ڈاڑھی یا ابرو کے بال اکھیڑنا مردوں کے لیے بھی ممنوع ہے۔

٥١٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَلْمُتَفَلِّجَاتِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۱۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے والی عورتیں، پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

٥١٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ، وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ، وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ.

۵۱۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی، بھروانے والی، بال ملانے والی، بال ملوانے والی، بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٢٥) - **اَلْمُوتَشِمَاتُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ وَالشَّعْبِيِّ فِي هٰذَا** (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- رنگ بھروانے والی عورتوں کا بیان اور اس حدیث میں عبداللہ بن مرہ اور شعبی پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: عبداللہ بن مرہ اور شعبی پر اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ یہ دونوں حارث اعور سے بیان کرتے ہیں۔ اب عبداللہ بن مرہ سے اعمش بیان کرتے ہیں تو اسے عبداللہ بن مسعود کی مسند بناتے ہیں۔ جب یہی

٥١٠٣- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٢، وأخرجه مسلم، ح: ٢١٢٥ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود به.

٥١٠٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٧ من حديث أبان بن صمعة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٣، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

روایت امام شعبی کے شاگرد (حصین، مغیرہ اور ابن عون) امام شعبی سے بیان کرتے ہیں تو اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسند قرار دیتے ہیں۔ مزید برآں امام شعبی کے شاگردوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ ابن عون کبھی تو اپنے دونوں ساتھیوں (حصین اور مغیرہ) کی طرح اسے مسند علی قرار دیتے ہیں اور کبھی حارث اعور کی مرسل۔ امام شعبی سے ان کے ایک اور شاگرد عطاء بن سائب بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے تینوں ساتھیوں کی مخالفت کرتے ہوئے اسے شعبی کی مرسل قرار دیتے ہیں۔

٥١٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: آكِلُ الرِّبَا وَمُوكِلُهُ وَكَاتِبُهُ إِذَا عَلِمُوا ذٰلِكَ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُومَةُ لِلْحُسْنِ، وَلَاوِي الصَّدَقَةِ، وَالْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ، مَلْعُونُونَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۵۱۰۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سود لینے والا' دینے والا' سود لکھنے والا بشرطیکہ وہ جانتے بوجھتے ہوں اور حسن کی خاطر رنگ بھرنے والی' بھروانے والی' زکاۃ سے انکار کرنے والا اور مہاجر بن جانے کے بعد دوبارہ بادیہ کو لوٹ جانے والا' یہ سب اشخاص حضرت محمد ﷺ کی زبانی قیامت کے دن ملعون ہوں گے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سود کھانا اور کھلانا حرام ہے' نیز سود لینے اور دینے والے اور سود لکھنے والے ان سب پر لعنت کی گئی ہے' یعنی یہ سارے لعنتی ہیں بشرطیکہ انھیں سود کی حرمت کا علم ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث مبارکہ زکاۃ و صدقات آپنے پاس روک رکھنے اور مستحق لوگوں کو نہ دینے کی حرمت بھی بتاتی ہے جبکہ زکاۃ کی ادائیگی فرض اور دین کی اساس و بنیاد ہے۔ ② ''سود لینے والا'' عربی میں سود کھانے والا کہا گیا ہے مگر مراد لینے والا ہے۔ کھائے یا کسی اور استعمال میں لائے کیونکہ سود کا اپنی ذات کے لیے استعمال حرام ہے چاہے کسی بھی صورت میں ہو۔ البتہ اگر کسی کے پاس اس کی رضامندی کے بغیر سود کا مال آ جائے تو وہ اسے فقراء میں تقسیم اور رفاہِ عام کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے کیونکہ مال ضائع کرنا جائز نہیں' البتہ اسے ثواب نہیں ملے گا کیونکہ یہ مال حقیقتاً اس کا نہیں تھا' البتہ اس سے فقراء کو فائدہ ہو جائے گا۔ ③ ''لکھنے والا'' کیونکہ یہ شخص بھی کبیرہ گناہ میں معاون بن رہا ہے۔ ④ ''جانتے بوجھتے'' یعنی متعلقہ افراد کو علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ جہالت معاف ہے۔ ⑤ ''بادیہ کو لوٹ جانے والا'' یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دور کے ساتھ خاص

٥١٠٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٨٩. * الحارث هو الأعور، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

ہے کہ جس شخص نے ایک بار آپ کے دست مبارک پر ہجرت کی بیعت کر لی ہو وہ دوبارہ اپنے اصلی علاقے میں اقامت اختیار نہیں کر سکتا ورنہ یہ ارتداد کے برابر گناہ ہوگا، الا یہ کہ خود رسول اللہ ﷺ اس کو اجازت فرما دیں جس طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی۔ آپ کے بعد کوئی ہجرت اس طرح لازم نہیں جس طرح نبی ﷺ کے زمانے مبارک میں تھی۔ البتہ اب بھی اگر کوئی شخص دین کی خاطر ہجرت کرے گا تو وہ بھی اپنے وطن (ہجرت گاہ) واپس نہیں جا سکتا۔ واللہ أعلم. ⑥ ''حضرت محمد ﷺ کی زبانی'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے دن لعنت میں ہوگا۔

٥١٠٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ.

٥١٠٦-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور صدقہ (زکاۃ) سے انکار کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے، نیز آپ نوحہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

أَرْسَلَهُ ابْنُ عَوْنٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ.

اس روایت کو ابن عون (نے حارث سے) اور عطاء بن سائب نے (شعبی سے) مرسل بیان کیا ہے۔

٥١٠٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، قَالَ: إِلَّا مِنْ دَاءٍ، فَقَالَ: نَعَمْ، وَالْحَالُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ، وَمَانِعُ الصَّدَقَةِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ.

٥١٠٧-حضرت حارث سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے، اس کو لکھنے والے، رنگ بھرنے والی، بھروانے والی الا یہ کہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو، حلالہ کرنے والے، حلالہ کروانے والے، زکاۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور آپ نوحہ سے منع فرماتے تھے، البتہ اس میں لعنت کا ذکر نہیں۔

٥١٠٦- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٠، وانظر الحديث السابق.

٥١٠٧- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩١.

فوائد ومسائل: ① ''حلالہ'' جس عورت کو تیسری طلاق ہو جائے' وہ ہمیشہ کے لیے طلاق دینے والے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے الا یہ کہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور وہاں بھی نباہ نہ ہو سکے بلکہ طلاق ہو جائے یا یہ خاوند فوت ہو جائے تو پھر عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے۔ مگر دوسرا خاوند پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کے نقطۂ نظر سے اس سے نکاح کرے تو حرام ہے اور یہ شریعت کی حرام کردہ چیز کو حیلے سے حلال کرنا ہے۔ اور حرام کو حلال کرنے کے لیے حیلہ حرام ہے۔ حلالہ کرنے والا دوسرا خاوند ہے اور کروانے والا پہلا خاوند ہے۔ ② ''لعنت کا ذکر نہیں'' یعنی نوحہ حرام تو ہے مگر اس فعل پر لعنت کا لفظ ذکر نہیں کیا گیا۔

٥١٠٨- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، وَنَهَى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ صَاحِبَ.

٥١٠٨- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے' کھلانے والے' سود پر گواہ بننے والے' اس کی کتابت کرنے والے' رنگ بھرنے والی' بھروانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اور نوحہ سے منع فرمایا ہے۔ اور (راوی نے) یہ نہیں کہا کہ نوحہ کرنے والا ملعون ہے۔

فائدہ: ''رنگ بھرنے والی'' یہ فعل حرام ہے عورت کرے یا مرد۔ چونکہ عموماً عورتیں یہ کام کرتی تھیں' اس لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

٥١٠٩- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ! هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنَا سَمِعْتُهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

٥١٠٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو رنگ بھرنے کا کاروبار کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں! کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے (اس کی بابت) کچھ سنا ہے؟ میں نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے۔ انھوں نے فرمایا: کیا سنا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''نہ رنگ بھرو نہ بھرواؤ۔''

٥١٠٨- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٢.

٥١٠٩- أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح: ٥٩٤٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٣.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امیر المومنین خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگرچہ خصائص نبوت کے حامل اور خلیفۂ راشد ہیں لیکن دینی مسائل میں وہ بھی اپنے اجتہاد سے کچھ کہنے کی بجائے پیش آمدہ مسئلے کی بابت نصوص (قرآن وسنت کے دلائل) تلاش کرتے تھے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے۔ ② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قصہ بیان فرمایا ہے اس کا ایک مقصد یہ بات بتلانا بھی ہے کہ انھیں نصوص، یعنی فرامین رسول ضبط تھے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے موقع پر خاموش نہیں ہو جاتے تھے بلکہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی تصدیق کرتے اور پوچھتے۔ لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث رسول سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوسری کوئی بات نہیں کہی اور نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کا انکار ہی کیا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا انکار کرتے تو اس کا یقیناً ذکر ہوتا۔ بلاشبہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث اور فقیہ صحابیٔ رسول ہیں۔ ③ یہ حدیث ''خبر واحد'' کے حجت ہونے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْمُتَفَلِّجَاتُ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- دانتوں کو بہ تکلف کشادہ کرنے والیاں

٥١١٠- أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ جَابِرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٥١١٠- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ بال اکھیڑنے والی، بہ تکلف دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت کرتے تھے جو اللہ عزوجل کی پیدا کردہ صورت میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

فائدہ: حدیث نمبر ٥٠٩٤ میں گزرا کہ جاہلیت میں عورتیں اپنے دانتوں کو ریتی سے رگڑ رگڑ کر باریک کرتی تھیں۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ دانت الگ الگ نظر آئیں۔ اسی بات کو اس حدیث میں بہ تکلف دانتوں کو کشادہ کرنا کہا گیا ہے۔ یہ حرام ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ خوب صورتی کے لیے اتنا زیادہ تکلف کرنا مفت کی دردسری ہے۔

٥١١٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٨. * أبوحمزة هو السكري.

٥١١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۵۱۱۱- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بال اکھیڑنے والی، دانتوں کو بہ تکلف کشادہ کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت کرتے سنا ہے جو اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی صورت میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔

٥١١٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۵۱۱۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی، رنگ بھروانے والی اور دانتوں کو بہ تکلف کھلا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کرتی ہیں۔''

فائدہ: ''تبدیل کرتی ہیں'' گویا ایسے کام جنھیں عورتیں خوب صورتی کے لیے اختیار کرتی ہیں، حقیقتاً وہ انسانی فطری صورت کو بگاڑنے کے مترادف ہیں۔ اگرچہ مزاج خراب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خوب صورتی تصور کرتی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اصل حسن و جمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کو خود عطا فرمایا ہے۔ اصل تخلیق الٰہی سے اعراض اور عدول بدصورتی تو ہو سکتی ہے، خوبصورتی قطعاً نہیں ہو سکتی۔

(المعجم ٢٧) - تَحْرِيمُ الْوَشْرِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- دانتوں کو رگڑ رگڑ کر باریک کرنا حرام ہے

٥١١١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٩٩.

٥١١٢ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٠.

٥١١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ يَلْزَمَانِ أَبَا رَيْحَانَةَ يَتَعَلَّمَانِ مِنْهُ خَيْرًا، قَالَ: فَحَضَرَ صَاحِبِي يَوْمًا فَأَخْبَرَنِي صَاحِبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ الْوَشْرَ وَالْوَشْمَ وَالنَّتْفَ.

۵۱۱۳- حضرت ابو الحصین حمیری سے روایت ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور ان سے اچھی باتیں سیکھتے (علم حاصل کرتے) تھے۔ ایک دن میرا ساتھی ان کے پاس گیا اور پھر اس نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنا، رنگ بھرنا اور بال اکھیڑنا حرام قرار دیا ہے۔

٥١١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ.

۵۱۱۴- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنے اور گودنے (جسم کو چھید کر نقش و نگار بنانے اور رنگ بھرنے) سے منع فرمایا ہے۔

٥١١٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ.

۵۱۱۵- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنے اور رنگ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٢٨) - اَلْكُحْلُ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- سرمہ لگانے کا بیان

٥١١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ

۵۱۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٥١١٣- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠١.

٥١١٤- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٢.

٥١١٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى: ٩٤٠٣.

٥١١٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١، وابن ماجه، ح: ٣٤٩٧ من◄◄

- وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارِ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الإِثْمِدَ، إِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے لیے بہترین سرمہ اثمد ہے۔ یہ نظر کو تیز کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال بڑھاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ لَيِّنُ الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: عبداللہ بن عثمان بن خثیم لین الحدیث ہے۔ (مطلب یہ کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔)

فوائد و مسائل: ① اثمد سرمہ لگانا مستحب ہے۔ اور یہ استحباب مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے کیونکہ احادیث مبارکہ کے الفاظ عام ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [اِكْتَحِلُوا بِالإِثْمِدِ......] ”تم اثمد سرمہ لگایا کرو۔ اس سے نظر روشن اور تیز ہوتی ہے اور (پلکوں کے) بال اگتے ہیں۔“ ② سرمہ جہاں نظر تیز کرنے کے لیے لگانا جائز ہے وہاں زینت کے لیے بھی اس کا استعمال جائز ہے۔ عورتوں کے لیے تو کوئی اختلاف نہیں' البتہ مردوں کے لیے بعض فقہاء نے بطور زینت منع فرمایا ہے کیونکہ یہ رنگ والی زینت ہے اور رنگ والی زینت مردوں کے لیے قطعاً منع ہے۔ لیکن یہ صریح نص کے مقابلے میں رائے ہے' اس لیے قبول نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے تو خود مردوں کو سرمہ لگانے کی ترغیب بھی دی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٩) - اَلدُّهْنُ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- تیل لگانے کا بیان

٥١١٧- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا ادَّهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ، وَإِذَا لَمْ يُدَّهَنْ رُؤِيَ مِنْهُ.

۵۱۱۷- حضرت سماک سے روایت ہے کہ میرے سامنے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا: جب آپ سر کو تیل لگا لیتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو نظر آتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو تیل لگانا مستحب ہے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک

◀◀ حديث ابن خثيم به، وهو حسن الحديث على الراجح، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٤.

٥١١٧- أخرجه مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤٤ عن ابن المثنٰى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٥.

اور ڈاڑھی مبارک کو تیل لگایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی۔ مزید برآں یہ کہ آپ کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک کے اگلے حصے میں چند سفید بال تھے جو تیل لگانے کی صورت میں سفید نظر نہ آتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة و صفته، و محله من جسده ﷺ، حديث: ٢٣٤٤)

(المعجم ٣٠) - اَلزَّعْفَرَانُ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- زعفران کا بیان

٥١١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ بِالزَّعْفَرَانِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْبُغُ.

٥١١٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کپڑے زعفران سے رنگا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی (اپنے کپڑوں کو) اس سے رنگتے تھے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں جواز کا ذکر ہے۔ شاید یہ اجازت کبھی کبھار ایسا کرنے کے لیے ہو۔ البتہ مردوں کے لیے جسم پر زعفران لگانا قطعاً جائز نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٥٠٨٩۔

(المعجم ٣١) - اَلْعَنْبَرُ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- عنبر خوشبو لگانے کا بیان

٥١١٩- أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ الْمُزَلِّقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَطَاءٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَطَيَّبُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بِذِكَارَةِ الطِّيبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ.

٥١١٩- حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ خوشبو لگایا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، مردوں والی خوشبوئیں لگایا کرتے تھے، کستوری اور عنبر۔

فائدہ: "محمد بن علی" ان سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد ہیں جن کو محمد ابن الحنفیہ کہا جاتا ہے۔

٥١١٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٦. * عبدالله بن زيد هو ابن أسلم.

٥١١٩- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٧. * عبدالله بن عطاء حسن الحديث مدلس وعنعن، وبكر بن الحكم حسن الحديث.

(المعجم ٣٢) - اَلْفَصْلُ بَيْنَ طِيبِ الرِّجَالِ وَطِيبِ النِّسَاءِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق

٥١٢٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ».

۵۱۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو لیکن خوشبو مخفی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے یہی بات درست ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۸/۱۵۸-۱۶۱) ② ''رنگ مخفی ہو'' معلوم ہوا مردوں کی خوشبو میں ہلکا سا رنگ ہو سکتا ہے جو دور سے نمایاں نہ ہو مثلاً: کستوری کا رنگ۔ اسی طرح عورتوں کی خوشبو میں معمولی سی مہک ہو جو راستہ چلنے والوں کو محسوس نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: مخفی ہو۔ گویا معمولی میں کوئی حرج نہیں۔ ③ عورتوں کے لیے رنگ والی خوشبو اس لیے مخصوص فرمائی کہ ان کے لیے پردہ فرض ہے لہٰذا وہ لوگوں کو نظر نہیں آئے گی۔ خوشبو محسوس نہیں ہوگی اس لیے لوگوں کی توجہ ان کی طرف مبذول نہیں ہوگی جبکہ مرد کے لیے پردہ نہیں ہے اس لیے اسے رنگ والی چیز سے روک دیا گیا۔ ④ اگر عورت اپنے خاوند کے گھر میں ہو باہر نہ جائے اور گھر میں غیر محرم مردوں کی آمد کا سلسلہ بھی نہ ہو تو پھر اسے کچھ نہ کچھ اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ پرفتن دور ہے سد ذریعہ کے طور پر اس سے محفوظ رہنا ہی بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

۵۱۲۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٥١٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، ح: ٢٧٨٧ من حديث أبي داود عمر بن سعد الحفري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٠٨. * رجل هو الطفاوي، ولا يعرف كما في التقريب وغيره.

٥١٢١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٠٩.

مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی زینت (یا خوشبو) وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو، رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی زینت (یا خوشبو) وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو، خوشبو مخفی ہو۔''

(المعجم ٣٣) - **أَطْيَبُ الطِّيبِ** (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- بہترین خوشبو کا بیان

٥١٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ اتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَحَشَتْهُ مِسْكًا» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ».

۵۱۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بنی اسرائیل کی ایک عورت نے سونے کی انگوٹھی بنائی اور اس میں کستوری بھری۔'' (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بہترین خوشبو ہے۔''

(المعجم ٣٤) - **اَلتَّزَعْفُرُ وَالْخَلُوقُ** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- زعفران اور خلوق لگانا

٥١٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ، عَنْ حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبْ

۵۱۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس پر خلوق کا نشان تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''جاؤ، اسے اچھی طرح دھو کر آؤ۔'' وہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا: ''پھر جاؤ، اچھی طرح دھو کر آؤ۔'' وہ پھر

٥١٢٢ـ **[إسناده حسن]** تقدم، ح: ١٩٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٢.

٥١٢٣ـ **[إسناده ضعيف]** وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٥. ✲ عمران ضعيف، ضعفه الجمهور، وسفيان بن عيينة عنعن وحكيم هو أبويحيى التميمي.

فَانْهَكْهُ» ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَانْهَكْهُ» ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَانْهَكْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ».

آیا تو آپ نے فرمایا: ''پھر جاؤ' اسے اچھی طرح دھو ڈالو اور دوبارہ نہ لگانا۔''

فائدہ: ''خلوق'' یہ رنگ دار خوشبو ہوتی ہے جسے زعفران وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔

٥١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو، وَقَالَ عَلٰى إِثْرِهِ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُرَّةَ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ لَهُ: «هَلْ لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ».

۵۱۲۴- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے جبکہ انھوں نے خلوق لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری بیوی ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو دھودے۔ اچھی طرح دھودے۔ اور پھر دوبارہ نہ لگانا۔''

٥١٢٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ: «اِذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ وَلَا تَعُدْ».

۵۱۲۵- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے خلوق لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اس کو دھو' پھر دھو (اچھی طرح دھو) اور دوبارہ نہ لگانا۔''

٥١٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ يَعْلٰى

۵۱۲۶- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایت منقول ہے۔

٥١٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية التزعفر والخلوق للرجال، ح: ٢٨١٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٦. * أبوحفص مجهول الحال، لم يرو عنه غير عطاء بن السائب.

٥١٢٥ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٧.

٥١٢٦ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٨.

نَحْوَهُ.

خَالَفَهُ سُفْيَانُ رَوَاهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ يَعْلٰى.

"خَالَفَهُ سُفْيَانُ" اس روایت میں سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: سفیان بن عیینہ اور شعبہ دونوں نے یہ روایت عطاء بن سائب سے بیان کی ہے لیکن سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب سفیان نے عطاء بن سائب سے بیان کیا تو کہا: "عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ" یعنی سفیان نے عطاء کا استاد عبداللہ بن حفص کہا ہے جبکہ امام شعبہ کو عطاء بن سائب کے استاد کے نام میں تردد ہے، کبھی ابوحفص بن عمرو، کبھی حفص بن عمرو اور بسا اوقات وہ ابن عمرو کہتے ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي للأتیوبي: ٣٨/ ١٦٧، ١٦٨)

٥١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: أَبْصَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِي رَدْعٌ مِنْ خَلُوقٍ، قَالَ: «يَا يَعْلٰى! لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «اِغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ» قَالَ: فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ.

٥١٢٧- حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا جبکہ میرے جسم پر خلوق کے نشان تھے۔ آپ نے فرمایا: یعلیٰ! تیری بیوی ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "جا اسے دھو دے' پھر استعمال نہ کرنا۔ پھر دھو دے' پھر استعمال نہ کرنا۔ پھر دھو دے' پھر استعمال نہ کرنا۔" انھوں نے کہا: میں نے اسے دھو دیا۔ پھر دوبارہ استعمال نہیں کی۔ پھر دھو دیا' پھر استعمال نہیں کی۔ پھر دھو دیا' پھر دوبارہ استعمال نہیں کی۔

٥١٢٨- أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّبِيحِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مُوسٰى - يَعْنِي مُحَمَّدًا - قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ

٥١٢٨- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ میں نے خلوق لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: "یعلیٰ! تیری بیوی ہے؟" میں نے کہا: نہیں' آپ نے فرمایا: "اسے دھو دے' اچھی طرح دھو

٥١٢٧- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى: ٩٤١٩.

٥١٢٨- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٠.

يَعْلٰى قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ: «أَيْ يَعْلٰى! هَلْ لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ» قَالَ: فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ.

دے۔ بار بار دھودے۔ پھر دوبارہ نہ لگانا۔'' میں گیا اور اس کو دھودیا' اچھی طرح دھودیا۔ بار بار دھویا' پھر دوبارہ کبھی نہیں لگائی۔

(المعجم ٣٥) - **مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الطِّيبِ** (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-کون سی خوشبو عورتوں کے لیے نامناسب (ممنوع) ہے؟

٥١٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ - عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ».

٥١٢٩- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں (اور اس کی طرف متوجہ ہوں) تو وہ بدکارہ (زانیہ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو سے معطر عورت کا گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے' جبکہ آج کی عورت خوشبو میں لت پت ہو کر دفتروں میں جاتی اور مختلف مخلوط پارٹیوں اور تقریبات میں شامل ہوتی ہے اور اسی حالت میں مختلف شاپنگ سنٹروں میں بھی اس کا آنا جانا رہتا ہے۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون. دین وشریعت سے کوسوں دور' ایمان کی لذت سے ناآشنا اور تہذیب مغرب کی دل دادہ' نیز مسنون زندگی کی برکتوں سے محروم' شمع محفل بننے کے جنون میں مبتلا آج کی بزعم خویش ''روشن خیال'' درحقیقت ظلمتوں اور اندھیروں کی باسی عورت مخلوط محفلوں میں نہ صرف شمولیت اختیار کرتی ہے بلکہ ان محفلوں کی زینت بنتی ہے' ان کی روح رواں بننے کی کوشش کرتی اور پھر اس بے راہ روی پر نہ صرف وہ بلکہ اس کے دیوث اور بے حمیت عزیز و اقارب' نیز باپ' خاوند اور بھائی وغیرہ سرعام فخر بھی کرتے ہیں۔ کیا ان حضرات وخواتین نے کبھی یہ سوچا ہے کہ روز قیامت اپنے رب کے سامنے کون سا منہ لے کر جائیں گے؟ اور کیا ایسی پیغمبر مخالفانہ زندگی گزار کر اس دنیا

٥١٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، ح: ٤١٧٣ من حديث ثابت بن عمارة به، وتعديله راجح، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٢٢، وقال الترمذي، ح: ٢٧٨٦: "حسن صحيح".

سے رخصت ہونے پر نبیٔ اکرم ﷺ کی شفاعت کے حق دار بن سکیں گے؟ اللہ کریم ہم سب کو اپنے دین متین کی سمجھ اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کا سبب بنتی ہے اس سبب بننے والی چیز کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جو اصل چیز کا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت کو زانیہ اور بدکارہ قرار دیا ہے جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی اور مردوں کو فتنے میں مبتلا کرتی ہے اور یہ اس لیے کہ عورت کے وجود سے پھوٹنے والی مہک مردوں کو ابھارتی ہے کہ وہ اسے دیکھیں، لہٰذا جب وہ اجنبی عورت کو دیکھیں گے تو یہ نظر اور آنکھ کا زنا ہوگا۔ عورت کو اس لیے زانیہ کہا گیا ہے کہ وہ اس کا سبب بنتی ہے، لہٰذا اس کا سبب بننے والی عورت پر بھی وہی حکم لگایا گیا ہے جو اصل چیز کا حکم ہے۔ ③ ''بدکار عورت ہے'' یعنی یہ بدکارہ اور زانیہ عورت کی علامت ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر کرتی ہے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔ یا اشارہ ہے کہ اس کام کا انجام بدکاری ہے۔ آخر کار وہ زانیہ بن جائے گی۔

(المعجم ٣٦) - اِغْتِسَالُ الْمَرْأَةِ مِنَ الطِّيبِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦- اگر عورت خوشبو لگالے تو اسے اچھی طرح نہانا چاہیے

٥١٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ غَيْرَهُ، يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ ثِقَةٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ». مُخْتَصَرٌ.

٥١٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت مسجد کو جانے لگے (اور اس نے پہلے خوشبو لگا رکھی ہو) تو وہ اچھی طرح غسل کرے، جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے۔'' یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''مسجد کو'' مراد گھر سے باہر جانا ہے۔ مسجد کو جائے یا کسی دوسرے کے گھر میں یا کھیت میں۔ مسجد کا ذکر خصوصاً اس لیے کیا کہ مسجد پاکیزگی کی جگہ ہے۔ وہاں خوشبو افضل ہے مگر عورت مسجد کو جاتے

٥١٣٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٩٤٢٣، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٤١٧٤، وابن خزيمة، ح:١٦٨٢ وغيرهما.

وقت بھی خوشبو استعمال نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کسی اور جگہ خوشبو لگا کر جائے۔ ② ''اچھی طرح غسل کرے'' کیونکہ خوشبو تو ایک عضو سے دوسرے عضو کو لگ جاتی ہے' لہٰذا نہائے بغیر خوشبو کا اثر ختم نہ ہوگا۔ مقصد تو خوشبو کو ختم کرنا ہے۔ ③ ''جیسے غسل جنابت کرتی ہے'' یعنی خوب اچھی طرح' یہ مطلب نہیں کہ خوشبو لگانے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلنَّهْيُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِذَا أَصَابَتْ مِنَ الْبُخُورِ (التحفة ٣٧)

باب:۳۷-عورت نے خوشبو لگائی ہو تو وہ مسجد میں نماز کے لیے نہیں آ سکتی

٥١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَام بْنِ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِبْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ».

۵۱۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو لگائی ہو' وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَلٰى قَوْلِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ رَوَاهُ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یزید بن خصیفہ کی بسر بن سعید سے مروی روایت میں اس (یزید بن خصیفہ) کے قول : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی کسی نے متابعت نہیں کی بلکہ یعقوب بن عبداللہ بن اشج نے اس کے برعکس ابوہریرہ کی بجائے اسے زینب ثقفیہ کی مسند قرار دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ مذکورہ روایت یزید بن خصیفہ نے بسر بن سعید سے بیان کی ہے اور اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بنایا ہے جب کہ ان کے علاوہ کسی نے بھی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند نہیں بنایا بلکہ یعقوب بن عبداللہ بن اشج نے یزید کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو بسر بن سعید سے بیان کرتے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا (حضرت عبداللہ

٥١٣١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٤/ ١٤٣ من حديث أبي علقمة الفروي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٤.

بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ) کی مسند بنایا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک یعقوب بن عبداللہ بن اشج کی روایت راجح ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یزید بن عبداللہ بن خصیفہ ثقہ راوی ہے اور ثقہ راوی کی حدیث میں زیادتی' جبکہ وہ اوثق کی روایت کے منافی یا اس کے مخالف نہ ہو' تو قابل قبول ہوتی ہے' لہٰذا یعقوب بن عبداللہ بن اشج کی مخالفت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں نماز پڑھنے کی خاطر مسجد میں جا سکتی ہیں۔ ③ ''بخور'' ایک قسم کی خوشبو ہے۔ جب اسے آگ سے سلگایا جاتا ہے تو خوشبو محسوس ہوتی ہے' جیسے آج کل اگربتی وغیرہ۔ لیکن یہاں عام خوشبو مراد ہے کیونکہ کسی قسم کی خوشبو لگا کر بھی گھر سے باہر جانا عورت کے لیے جائز نہیں' خواہ مسجد کو جائے یا کہیں اور۔ عشاء کی نماز کا خصوصی ذکر اس لیے کہ اندھیرے میں عورتوں کے لیے خطرہ زیادہ ہوتا ہے یا اس لیے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے لیے عموماً رات کو خوشبو لگاتی ہیں۔

٥١٣٢- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

۵۱۳۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی عورت کا ارادہ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کا ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر گھر سے باہر نہ جانا ہو تو عورت اپنے خاوند کے لیے خوشبو لگا سکتی ہے۔

٥١٣٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ:

۵۱۳۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کا ارادہ رکھتی ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

٥١٣٢- أخرجه مسلم، ح: ٤٤٤/ ١٤٢ من حديث محمد بن عجلان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٥.

٥١٣٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٧.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيٰى وَجَرِيرٍ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ وُهَيْبِ ابْنِ خَالِدٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا کہ یحییٰ اور جریر کی حدیث وہیب بن خالد کی حدیث کی نسبت زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: ہمارے سامنے جونسخہ ہے اس میں یہی ہے کہ یحییٰ اور جریر کی حدیث وہیب بن خالد کی حدیث کی نسبت زیادہ درست ہے۔ اس میں جریر کی حدیث تو موجود ہے (حد [illegible] یحییٰ) کی حدیث اس نسخے میں نہیں۔ شاید کاتب اور ناسخ سے یحییٰ کی روایت رہ گئی ہے اور وہ لکھ نہیں سکا۔ واللہ أعلم.

٥١٣٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيبًا».

۵۱۳۴- حضرت زینب ثقفیہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت مسجد کو جائے وہ خوشبو نہ لگائے۔“

٥١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ لَّا تَمَسَّ الطِّيبَ إِذَا خَرَجَتْ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

۵۱۳۵- حضرت زینب ثقفیہ ؓ، جو حضرت عبداللہ (بن مسعود) کی زوجہ محترمہ تھیں، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (زینب کو) حکم دیا تھا کہ جب وہ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ باقی نمازوں میں وہ خوشبو لگا کر آ سکتی ہے بلکہ عشاء کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ وقت عورتوں کے خوشبو لگانے کا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۱۳۱ میں بیان ہوا، نیز حدیث نمبر ۵۱۳۷ میں

٥١٣٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٩.

٥١٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٠.

عام نماز کا ذکر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے عورتیں اس وقت زیادہ حاضر ہوتی ہوں جیسا کہ فجر میں آتی تھیں۔

٥١٣٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

۵۱۳۶- حضرت زینب ثقفیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت عشاء کی نماز کے لیے (مسجد میں) آئے تو خوشبو نہ لگائے۔''

٥١٣٧- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الصَّلَاةَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

۵۱۳۷- حضرت زینب ثقفیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت نماز پڑھنے (مسجد میں) آئے تو کسی بھی قسم کی خوشبو نہ لگائے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا کہ یہ مذکورہ حدیث، زہری کی حدیث (کے طور پر) غیر محفوظ (اور شاذ) ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ روایت بسند عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ درست نہیں بلکہ صحیح روایت بایں سند ہے: عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ کیونکہ حفاظ محدثین ؒ نے یہ روایت اسی طرح (بکیر کی سند سے) بیان کی ہے۔ زہری کی سند سے بیان کرنے والا سُنَید ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔

٥١٣٦_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٣.

٥١٣٧_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٤.

(المعجم ٣٨) - **اَلْبُخُورُ** (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- بخور کا بیان

٥١٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ أَبُو طَاهِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأُلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ، وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأُلُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٥١٣٨- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو سلگاتے تو ''اگر'' کی لکڑی سلگاتے اور اس میں کوئی دوسری خوشبو نہ ڈالتے۔ البتہ کبھی ''اگر'' کے ساتھ کافور ڈال لیتے' پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح خوشبو سلگایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''بخور'' بخار سے ہے۔ چونکہ خوشبودار لکڑی کو سلگانے سے بخارات اٹھتے ہیں جن سے خوشبو پھیلتی ہے' لہٰذا اس قسم کی خوشبو کو بخور کہہ دیتے ہیں ورنہ بخور کسی ایک چیز کا نام نہیں۔

(المعجم ٣٩) - **اَلْكَرَاهِيَةُ لِلنِّسَاءِ فِي إِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ** (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- عورتوں کے لیے زیورات اور سونے کی نمائش کی کراہت کا بیان

٥١٣٩- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ هُوَ الْمُعَافِرِيُّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يُخْبِرُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْنَعُ أَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيرَ وَيَقُولُ: «إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرَهَا فَلَا تَلْبَسُوهَا فِي الدُّنْيَا».

٥١٣٩- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو زیورات اور ریشم سے روکتے تھے اور فرماتے تھے: ''اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پہننا چاہتے ہو تو ان کو دنیا میں نہ پہنو۔''

٥١٣٨ـ أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك، وأنه أطيب الطيب، وكراهة رد الريحان والطيب، ح: ٢٢٥٤ عن أبي طاهر ابن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٥.

٥١٣٩ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٠٢، ح: ٨٣٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٩١، وتعقبه الذهبي بقوله: "لم يخرجا لأبي عشانة".

فوائد و مسائل: ① اہل بیت کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔ ان کے لیے بعض ایسی چیزیں بھی نامناسب قرار دی گئیں جو عام مسلمانوں کے لیے جائز تھیں۔ ہر بیوی اپنے خاوند سے نفقے وغیرہ کا مطالبہ کرسکتی ہے مگر ازواج مطہرات کو ہر قسم کے مطالبے سے روک دیا گیا۔ ان کو غلطی پر دگنی سزا کی وعید سنائی گئی جب کہ نیکی پر ان کا اجر بھی دوہرا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنۡ يَّاۡتِ مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا○ وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا﴾ (الأحزاب ٣٣: ٣٠، ٣١) ”اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے، اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور اللہ کے لیے یہ نہایت آسان ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے اس کا اجر دوگنا دیں گے اور اس کے لیے ہم نے عزت کا رزق تیار کر رکھا ہے۔“ مذکورہ حدیث بھی اہل بیت کے ساتھ خاص ہے کہ ان کو زیورات اور ریشم سے روک دیا گیا جب کہ دوسری عورتوں کے لیے آپ ﷺ نے صراحتاً فرمایا: [أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُورِهَا] ”ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے، مردوں کے لیے حرام ہے۔“ (جامع الترمذي، اللباس، حديث: ١٧٢٠، و سنن النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، حديث: ٥١٥١) اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ پہننا جائز ہے، نمائش مکروہ ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ کی بابت قوی احتمال یہی ہے کہ یہ امہات المومنین ازواج رسول کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، تاہم مسلمان خواتین کے شایانِ شان اور ان کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ جنت کے زیورات سے آراستہ ہونے اور جنت کے ریشم سے شادکام ہونے کی خاطر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی اقتدا کرتے ہوئے دنیا میں سونے اور ریشم سے مزین ہونے سے حتی الامکان پرہیز کریں۔ ریشم اور سونا اگرچہ مسلمان خواتین کے لیے مباح اور حلال ہے، تاہم عزیمت اور استحباب اس میں ہے کہ ممکن حد تک دنیوی بناؤ سنگھار اور زیب و زینت سے محتاط رہا جائے۔

٥١٤٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ أُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا

٥١٤٠- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ”اے عورتوں کی جماعت! کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ تم چاندی کے زیورات پہن لو؟ خبردار! جو بھی عورت سونے کے زیورات نمائش کے لیے پہنے گی، اسے

٥١٤٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٧ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٧. * وامرأته مجهولة، واسم أخت حذيفة بن اليمان فاطمة رضي الله عنهما.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّتْ ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

اس کی بنا پر عذاب ہوگا۔"

٥١٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ أُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

۵۱۴۱- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت! کیا تمھارے لیے چاندی کے زیورات کافی نہیں؟ خبردار! جو عورت سونا نمائش کے لیے پہنے گی، اسے اسی سونے سے عذاب دیا جائے گا۔"

٥١٤٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَحَلَّتْ يَعْنِي بِقِلَادَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ، جَعَلَ اللهُ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِّنْ ذَهَبٍ، جَعَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أُذُنِهَا مِثْلَهُ خُرْصًا مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۱۴۲- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت (نمائش کے لیے) سونے کا ہار پہنے گی، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی گردن میں آگ کا ہار ڈالے گا۔ اور جو عورت (نمائش کے لیے) اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کان میں آگ کی بالیاں ڈالے گا۔"

٥١٤١ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٨.

٥١٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٩. * محمود وثقه ابن حبان وحده، وجهله الذهبي، وابن القطان، وضعفه ابن حزم.

٥١٤٣ - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهَا فَتَخٌ، فَقَالَ: كَذَا فِي كِتَابِ أَبِي، أَيْ خَوَاتِيمَ ضِخَامٍ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْرِبُ يَدَهَا فَدَخَلَتْ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَشْكُو إِلَيْهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَانْتَزَعَتْ فَاطِمَةُ سِلْسِلَةً فِي عُنُقِهَا مِنْ ذَهَبٍ قَالَتْ: هٰذِهِ أَهْدَاهَا إِلَيَّ أَبُو حَسَنٍ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالسِّلْسِلَةُ فِي يَدِهَا فَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ! أَيَغُرُّكِ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ وَفِي يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِّنْ نَارٍ» ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ، فَأَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ بِالسِّلْسِلَةِ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَتْهَا وَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا غُلَامًا وَقَالَ مَرَّةً: عَبْدًا وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَأَعْتَقَتْهُ، فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْجَى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ».

۵۱۴۳- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت ہبیرہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاتھ پر (کوئی چیز) مارنے لگے۔ وہ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کے پاس گئیں اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے اس سلوک کا شکوہ کیا۔ (یہ سن کر) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے میں ڈالی ہوئی سونے کی زنجیر کھینچ ڈالی اور کہنے لگیں: یہ زنجیر مجھے ابوحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے تحفہ میں دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو زنجیر ان کے ہاتھ ہی میں تھی۔ آپ نے فرمایا: ”فاطمہ! کیا یہ بات تیرے لیے عزت افزا ہے کہ (قیامت کے دن) لوگ کہیں، رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے؟“ پھر آپ واپس چلے گئے، بیٹھے نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ زنجیر بازار بھیج کر بیچ دی اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا اور اسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ساری بات بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اس نے فاطمہ کو آگ سے بچا لیا۔“

فوائد و مسائل: ① ”مارنے لگے“ کیونکہ اتنی بڑی بڑی اور کئی انگوٹھیاں نمائش اور فخر کے لیے ہی ہوسکتی تھیں۔ ② ”کوئی چیز“ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کبھی کسی نامحرم عورت کو نہیں لگا۔ ③ ”آگ کی

٥١٤٣ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٨، ٢٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٠. * زيد هو ابن سلام، وأبو سلام هو ممطور، وأبو أسماء هو عمرو بن مرثد.

زنجیر'' تفصیل دیکھیے حدیث نمبر: ۵۱۳۹۔

٥١٤٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: جَاءَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهَا فَتَخٌ مِّنْ ذَهَبٍ - أَيْ خَوَاتِيمَ ضِخَامٍ - نَحْوَهُ.

۵۱۴۴- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت (فاطمہ) بنت ہبیرہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں سونے کی بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ثوبان رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عربی میں آزاد کردہ غلام کو مولیٰ کہتے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ② ''سونے کی'' تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناراضی کا اظہار فرمایا۔

٥١٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ مُطَرِّفٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: «سِوَارَانِ مِنْ نَارٍ». قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! طَوْقٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ: «طَوْقٌ مِّنْ نَارٍ» قَالَتْ: قُرْطَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: «قُرْطَيْنِ مِنْ نَارٍ». قَالَ: «وَكَانَ عَلَيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ» فَرَمَتْ بِهِمَا قَالَتْ:

۵۱۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے کے دو کنگن استعمال کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو کنگن ہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! سونے کا ہار؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے گلے میں ہار ہوگا آگ کا۔'' وہ کہنے لگی: سونے کی بالیاں؟ آپ نے فرمایا: ''بالیاں بھی آگ کی ہیں۔'' راوی نے کہا: اس عورت نے سونے کے دو کڑے پہن رکھے تھے اس نے اتار کر وہ پھینک دیے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر عورت اپنے خاوند کے لیے زیب و زینت نہ لگائے تو وہ

٥١٤٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤١، وأخرجه الطيالسي، ح: ٩٩٠ عن هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٥٢، ١٥٣، ووافقه الذهبي.

٥١٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن أسباط بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٢، ٩٤٤٣.
※ أبوزيد مستور، لم يوثقه أحد فيما أعلم، وروى عنه شعبة فيما قيل، وجهله الحافظ في التقريب.

يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا لَمْ تَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: «مَا يَمْنَعُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَصْنَعَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرُهُ بِزَعْفَرَانٍ أَوْ بِعَبِيرٍ». اَللَّفْظُ لِابْنِ حَرْبٍ.

اس کے نزدیک کم مرتبہ ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کون سی چیز مانع ہے کہ وہ چاندی کی دو بالیاں بنا لے۔ پھر اسے زعفران یا عبیر سے رنگ لے۔''

یہ الفاظ (استاد احمد) ابن حرب کے ہیں۔

٥١٤٦- أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَيْهَا مَسَكَتَيْ ذَهَبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا لَوْ نَزَعْتِ هٰذَا وَجَعَلْتِ مَسَكَتَيْنِ مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ صَفَّرْتِهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ».

۵۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت عائشہ) کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اس سے اچھی چیز نہ بتاؤں کہ تو انھیں اتار دے اور چاندی کے دو کنگن بنا لے' پھر ان کو زعفران کے ساتھ سنہری بنا لے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا: یہ (حدیث اس سیاق سے) غیر محفوظ ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ کا اس سیاق کو غیر محفوظ کہنا محل نظر ہے۔ یہ حدیث سنداً صحیح ہے' اس لیے اس کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ نہیں بنتی۔ واللہ أعلم. ② سونا بہت قیمتی چیز ہے۔ اتنی مالیت والی چیز کو صرف زیب و زینت کے لیے رکھ چھوڑنا کوئی اچھی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجارت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ باقی رہی زینت! تو وہ اس کے رنگ سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے' نیز سونے کے زیورات میں نمائش اور فخر کا غالب امکان ہے' لہٰذا باوجود جواز کے پرہیز بہتر ہے' خصوصاً اہل علم و فضل کے لیے۔

(المعجم ٤٠) - تَحْرِيمُ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- مردوں پر سونا حرام ہے

٥١٤٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البزار (كشف الأستار: ٣/ ٣٨٢، ٣٨٣، ح: ٣٠٠٧) من حديث الزهري به، باختلاف يسير نحو المعنى، ولم أجد تصريح سماع الزهري، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٤. * الربيع بن سليمان هو الربيع بن سليمان بن داود، وإسحاق بن بكر هو إسحاق بن بكر بن مضر.

٥١٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

۵۱۴۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا اپنے بائیں ہاتھ میں، پھر فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں (پہننا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

فائدہ: گویا عورتوں کے لیے جائز ہیں جیسا کہ آئندہ روایات میں صراحتاً ذکر ہے اور مردوں کے لیے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔ زیب و زینت عورتوں کا خاصہ ہے اور یہ مردانگی کے خلاف ہے۔

٥١٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ أَبُو صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

۵۱۴۸- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا بائیں میں، پھر فرمایا: ''یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

٥١٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ لَيْثِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ

۵۱۴۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اللہ ﷺ نے ریشم لیا اور دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اسے بائیں ہاتھ میں پکڑا، پھر فرمایا: ''یہ دونوں میری امت کے

٥١٤٧ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٥، وله شواهد.

٥١٤٨ـ **[صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٦.

٥١٤٩ـ **[إسناده حسن]** تقدم، ح: ٥١٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٧. * عبدالله هو ابن المبارك.

عَنِ ابْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

مردوں پر حرام ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ إِلَّا قَوْلَهُ أَفْلَحُ، فَإِنَّ أَبَا أَفْلَحَ أَشْبَهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ ابن المبارک کی حدیث درست ہے لیکن اس کا قول افلح (درست نہیں بلکہ) ابوافلح صحیح ہے۔

٥١٥٠- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَهَبًا بِيَمِينِهِ وَحَرِيرًا بِشِمَالِهِ فَقَالَ: «هٰذَا حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

٥١٥٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور ریشم بائیں ہاتھ میں اور فرمایا: ''بے شک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث میں دائیں بائیں کا فرق کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ حدیث بنیادی طور پر ایک ہی ہے۔

٥١٥١- **أَخْبَرَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٥١٥١- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا اور ریشم (پہننا) میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے جبکہ مردوں پر حرام ہے۔''

٥١٥٠- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٨.

٥١٥١- [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال، ح: ١٧٢٠ من حديث نافع به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٠، وللحديث شواهد.

قَالَ: «أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا».

٥١٥٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ - يَعْنِي - وَالذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

۵۱۵۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم اور سونا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر تھوڑا تھوڑا۔

خَالَفَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ، رَوَاهُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.

عبدالوہاب نے اس (سفیان بن حبیب) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت خَالِد، عَنْ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ کی سند سے روایت کی ہے۔ (اس نے ابو قلابہ اور خالد حذاء کے درمیان میمون کا واسطہ بڑھا دیا ہے۔) واللہ أعلم.

فائدہ: ''تھوڑا تھوڑا'' عربی میں لفظ ''مُقَطَّع'' استعمال کیا گیا ہے، یعنی قلیل ہو اور مختلف جگہوں پر ہو، مثلاً: تلوار کے دستے پر نقش و نگار کی صورت میں ہو یا نقاط کی صورت میں۔ پورے دستے پر سونا نہ چڑھایا جائے۔ اسی طرح چاندی کی انگوٹھی پر سونے کے نشانات ہوں۔ اسی طرح ریشم بھی کسی اور کپڑے پر ٹکڑوں کی صورت میں قلیل مقدار میں ہو یا ریشم کی لائنیں ہوں یا چھوٹی پٹیاں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ گویا قلیل مقدار میں ہو اور مختلف جگہوں پر ہو۔ یاد رہے کہ یہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے سونے اور ریشم کا استعمال مطلقاً جائز ہے جیسے سابقہ حدیث میں صراحت ہو چکی ہے۔

٥١٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۵۱۵۳- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ مختلف جگہوں پر قلیل مقدار میں ہو اور ریشمی گدیلوں پر

٥١٥٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٩ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٥١، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

٥١٥٣ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٥٢. * ميمون القناد لم يوثقه غير ابن حبان، ولم يعرفه أحمد، وطعن البخاري فيه، وللحديث شواهد.

نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ.

بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔

فائدہ: ''ریشمی گدیلے'' جو چیزیں مشترکہ استعمال کی ہیں انھیں عورتیں بھی استعمال کرتی ہیں اور مرد بھی اور ان میں امتیاز رکھنا مشکل ہے، وہ ریشم یا سونے سے نہیں ہونی چاہئیں۔ گدیلے پر کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے۔

٥١٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ جَمْعٌ مِّنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ.

۵۱۵۴- حضرت ابوالشیخ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا جب کہ ان کے پاس بہت سے اصحاب محمد ﷺ بیٹھے تھے: کیا تم جانتے ہو کہ نبی اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں پر تھوڑا تھوڑا ہو؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔

٥١٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ إِذْ جَمَعَ رَهْطًا مِّنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ!

۵۱۵۵- حضرت ابوالشیخ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کسی حج کے دوران میں ہم ان کے ساتھ تھے کہ انھوں نے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ میں سے کئی صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں پر تھوڑا تھوڑا ہو؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔

خَالَفَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَلَى اخْتِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ.

یحییٰ بن ابی کثیر نے مطر (الوراق) کی مخالفت کی ہے، نیز اس (یحییٰ بن ابی کثیر) پر اس کے شاگردوں نے بھی اختلاف کیا ہے۔

٥١٥٤ـ **[صحيح]** أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٥٣، ح: ٨٢٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه حماد بن سلمة عند أبي داود، ح: ١٧٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٣، ٩٥٩٩، وللحديث شواهد.

٥١٥٥ـ **[صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٤، وانظر، ح: ٥١٦٢، ٥١٦٣.

فائدہ: مطر نے بایں سند حدیث بیان کی ہے: عَنْ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ عَنْ أَبِي حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ...... تو یحییٰ نے ابوشیخ اور حضرت معاویہ کے درمیان ابو حِمّان کا واسطہ بڑھا دیا ہے' نیز یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں میں بھی اختلاف ہے۔ علی بن مبارک نے یحییٰ سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ، عَنْ أَبِي حِمَّانَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لیکن جب یحییٰ کے شاگرد حرب بن شداد نے اس سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ...... اس کی تفصیل اگلی روایات میں آ رہی ہے۔

٥١٥٦- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ عَنْ أَبِي حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ، أَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

٥١٥٦- حضرت ابوحمان سے مروی ہے کہ جس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کو کعبہ میں جمع کیا اور فرمایا کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ ان سب نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

خَالَفَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ رَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي شَيْخٍ، عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ.

حرب بن شداد نے اس (علی بن مبارک) کی مخالفت کی ہے۔ اس (حرب) نے یہ حدیث (اس طرح) بیان کی ہے: عَنْ يَحْيٰى' عَنْ أَبِي شَيْخٍ' عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ۔

فائدہ: سابقہ حدیث کے تحت اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

٥١٥٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ:

٥١٥٧- حضرت حمان سے روایت ہے کہ جس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے انھوں نے بہت

٥١٥٦_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٥ . * يحيى هو ابن أبي كثير، وانظر الأحاديث الآتية.

٥١٥٧_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٦، وأخرجه أحمد: ٤/ ٩٦ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبُوسِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

سے اصحاب رسول ﷺ کو کعبہ میں اکٹھے کر کے فرمایا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر پوچھتا ہوں: کیا رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَلَى اخْتِلَافِ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ فِيهِ.

اوزاعی نے اس (حرب بن شداد) کی مخالفت کی ہے، نیز اوزاعی کے شاگردوں نے اس پر اختلاف کیا ہے۔

فائدہ: اوزاعی رحمہ اللہ نے حرب بن شداد کی مخالفت اس طرح کی ہے کہ وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ' قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ جبکہ حرب بن شداد نے "حِمَّان" کی بجائے عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ کہا ہے جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اوزاعی کے شاگردوں کا اس پر اختلاف یوں ہے (جس کی تفصیل اگلی روایات میں آ رہی ہے) کہ شعیب نے اوزاعی سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ' قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ' قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... عمارہ بن بشر نے اس سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ' قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ' قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ اوزاعی کے ایک شاگرد عقبہ (ابن علقمہ معافری بیروتی) نے اوزاعی سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ' قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حِمَّانَ' قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... اوزاعی کے چوتھے شاگرد یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا تو اوزاعی کے دیگر بیان کرنے والے تینوں شاگردوں سے اختلاف کرتے ہوئے کہا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شعیب نے اپنے استاد اوزاعی سے یحییٰ بن ابی کثیر والی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد ابو شیخ کو بیان کیا ہے۔ عمارہ بن بشر نے اوزاعی سے یحییٰ کی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد أبو إسحاق السَّبِيعي کو قرار دیا ہے۔ اوزاعی کے ایک اور شاگرد یحییٰ بن حمزہ نے یہی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد حِمَّان بیان کیا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٨/ ٢٢٧-٢٢٩)

٥١٥٨- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ

۵۱۵۸- حضرت حمان نے بیان فرمایا کہ حضرت

٥١٥٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٧، وأخرجه الطبراني: ١٩/ ٣٥٤، ٣٥٥، ح: ٨٣٠ من حديث شعيب بن إسحاق به.

إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو آپ نے انصار کی ایک جماعت کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ ان سب نے کہا: ہاں! (ہم نے ضرور سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات پر گواہ ہوں (میں نے بھی سنا ہے۔)

٥١٥٩- أَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

۵۱۵۹- حضرت حمان نے بیان فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو انھوں نے انصار کی ایک جماعت کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں! (ہم نے سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں (کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے۔)

٥١٦٠- وَأَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ عُقْبَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حِمَّانَ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟

۵۱۶۰- حضرت ابن حمان سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو وہاں انھوں نے کعبہ میں انصار کی ایک جماعت کو بلایا اور فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

٥١٥٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٨.

٥١٦٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٩.

قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

٥١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

۵۱۶۱- حضرت حمان نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے گئے تو انھوں نے انصار کے کچھ لوگوں کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں (سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عُمَارَةُ أَحْفَظُ مِنْ يَحْيٰى وَحَدِيثُهُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ عمارہ، یحیٰی کی نسبت زیادہ حافظ ہے اور اس کی حدیث درست اور صحیح ہونے کی زیادہ حق دار ہے۔

فائدہ: شارح سنن النسائی محمد بن علی الاتیوبی کہتے ہیں کہ ''المجتبیٰ'' والے نسخے میں ''عمارہ'' ہے لیکن درست ''قتادہ'' ہے جیسا کہ سنن نسائی ''الکبریٰ'' (۴۳۹/۵) اور تحفۃ الاشراف (۴۳۶/۸) میں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے عمارہ (درحقیقت قتادہ) کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''قتادہ'' یحیٰی کی نسبت احفظ ہے اس لیے اس کی بیان کردہ روایت راجح ہے کیونکہ اس طرح وہ محفوظ صحیح روایت بنتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قتادة عن أبي شيخ عن معاوية رضی اللہ عنہ والی بلاواسطہ روایت ہی صحیح ہے جبکہ دیگر رواۃ نے ابوشیخ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حمان یا ابوحمان یا ابن حمان کا واسطہ بیان کیا ہے۔ واللّٰہ أعلم۔

٥١٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوشَيْخٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ

۵۱۶۲- حضرت ابوشیخ ہنائی نے کہا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ ان کے اردگرد مہاجرین وانصار کے بہت سے لوگ تھے، انھوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے

٥١٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٠.

٥١٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦١، ٩٦٠٠.

مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُمْ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: وَنَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا؟ قَالُوا: نَعَمْ.

سے منع فرمایا ہے؟ ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور آپ نے سونا استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں میں تھوڑا تھوڑا لگا ہوا ہو؟ ان سب نے فرمایا: جی ہاں۔

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ رَوَاهُ عَنْ بَيْهَسٍ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

علی بن غراب نے اس (نضر بن شمیل) کی مخالفت کی ہے اور (اس حدیث کو) ابن عمر کی مسند قرار دیا ہے۔

٥١٦٣- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيْهَسُ ابْنُ فَهْدَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو شَيْخٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

۵۱۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کے استعمال سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ بکھرا ہوا ہو۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ النَّضْرِ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ نضر (ابن شمیل) کی حدیث زیادہ درست ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ مذکورہ روایت سے پہلی روایت (حدیث: ۵۱۶۲) زیادہ درست ہے جو کہ نضر بن شمیل بیہس بن فہدان سے وہ ابوشیخ ہنائی سے اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ مذکورہ روایت: ۵۱۶۳ جو کہ علی بن غراب نے بیہس بن فہدان سے اس نے ابوشیخ سے اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے یہ روایت ابن عمر کی مسند کے طور پر تو ضعیف ہے تاہم اس کا متن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مسند کی وجہ سے صحیح ہے۔ نضر بن شمیل علی بن غراب سے کہیں زیادہ حافظ اور اثبت ہے جبکہ علی بن غراب تو ضعیف و مدلس اور شیعہ تھا۔ واللہ أعلم۔ ② ترجمے میں چونکہ سند ذکر نہیں ہوتی' لہٰذا قارئین کے لیے ایک روایت کا اس قدر زیادہ تکرار ملال و اکتاہٹ کا باعث بنتا ہے اور انھیں یہ بے فائدہ معلوم ہوتا ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود سند کے بیان میں اختلاف ظاہر کرنا ہے جو حدیث کی حیثیت جانچنے کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور محدثین کے نزدیک یہ انتہائی' قیمتی مفید اور دلچسپ چیز ہوتی ہے۔

٥١٦٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٢، ٩٥٩٨.

(المعجم ٤١) - **مَنْ أُصِيبَ أَنْفُهُ هَلْ يَتَّخِذُ أَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱- کسی شخص کی ناک کٹ جائے تو کیا وہ سونے کی ناک لگوا سکتا ہے؟

٥١٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ جَدِّهِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ: أَنَّهُ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِّنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ.

۵۱۶۴- حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دور جاہلیت میں جنگ کُلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی تھی تو انھوں نے چاندی کی ناک لگوا لی لیکن (وہ خراب ہوگئی اور) اس سے بدبو آنے لگی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ سونے کی ناک لگوا لے۔

فوائد ومسائل: ① چاندی کو زنگ لگ جاتا ہے۔ ناک میں عموماً رطوبت رہتی ہے' اس لیے چاندی کو زنگ لگ گیا اور اس میں رطوبت اٹکنے لگی اور اس سے بدبو آنے لگی' بخلاف اس کے سونا بہت مضبوط اور نفیس دھات ہے۔ اسے اتنی جلدی زنگ نہیں لگتا اور یہ خراب بھی نہیں ہوتا' اس لیے آپ ﷺ نے انھیں سونے کی ناک لگوانے کا مشورہ دیا۔ ② معلوم ہوا کہ مرد کے لیے سونے کا استعمال بطور زینت منع ہے' بطور ضرورت جائز ہے' مثلاً: دانت ہلنے لگیں تو انھیں سونے کے تار سے بندھوایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی اور ضرورت پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ③ ''جنگ کُلاب'' کُلاب ایک کنویں یا چشمے کا نام تھا۔ وہاں دور جاہلیت میں زبردست جنگ ہوئی تھی جو بہت مشہور ہوئی۔

٥١٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ كَرِبٍ قَالَ: وَكَانَ جَدُّهُ قَالَ:

۵۱۶۵- حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ نے اپنے دادا محترم حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انھوں نے اپنے دادا محترم کو دیکھا تھا کہ جنگ کلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ انھوں نے چاندی کی ناک لگوا

٥١٦٤ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، انظر الحديث الآتي، والترمذي، ح: ١٧٧٠ وغيرهما من حديث عبدالرحمٰن بن طرفة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٦.

٥١٦٥ـ **[إسناده حسن]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٤، وأخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في ربط الأسنان بالذهب، ح: ٤٢٣٢ـ٤٢٣٤ من حديث أبي الأشهب جعفر بن حيان العطاردي به.

حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَأَى جَدَّهُ قَالَ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِّنْ فِضَّةٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَّخِذَهُ مِنْ ذَهَبٍ.

لی لیکن اس سے بدبو آنے لگی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا کہ سونے کی ناک لگوالو۔

(المعجم ٤٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲-مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کی رخصت کا بیان

٥١٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ يَعْنِي لِصُهَيْبٍ: مَا لِي أَرٰى عَلَيْكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ؟ قَالَ: قَدْ رَآهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ فَلَمْ يَعِبْهُ، قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۱۶۶-حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم پر سونے کی انگوٹھی دیکھتا ہوں؟ وہ فرمانے لگے: یہ آپ سے بہتر شخصیت نے دیکھی تھی۔ انھوں نے تو اس پر عیب نہیں لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ۔

(المعجم ٤٣) - خَاتَمُ الذَّهَبِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-سونے کی انگوٹھی کا بیان

٥١٦٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَإِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَهُ،

۵۱۶۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (پہلے) سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پہنی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہ (سونے کی) انگوٹھی پہنا کرتا تھا لیکن آئندہ اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' یہ فرمانے کے بعد آپ نے سونے کی انگوٹھی اتار پھینکی تو

٥١٦٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٥، فيه علل، منها عنعنة عطاء الخراساني.

٥١٦٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٦. * إسماعيل هو ابن جعفر بن أبي كثير المدني.

فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ».

لوگوں نے بھی اپنی (سونے کی) انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتداءً مردوں کے لیے بھی سونے کی انگوٹھی پہننی جائز تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تمام اعمال میں، متابعت کے از حد حریص تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے تو انھوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں اور جب نبیٔ اکرم ﷺ نے اتار پھینکی تو ان سب نے بھی اتار دیں۔ رسول کریم ﷺ کے تمام اقوال و افعال میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فرماں برداری کا یہی معمول تھا الا یہ کہ کوئی عمل آپ کی خصوصیت ہو۔ ③ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی یقیناً حرام اور ناجائز ہے جبکہ ان کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا قطعی طور پر جائز ہے۔ مردوں کے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی بابت، اہل شام کے بعض علماء کے علاوہ تمام اہل اسلام کا اس کے جواز پر اتفاق ہے۔ دیگر صحیح روایات میں صراحت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی تاکہ خطوط و فرامین پر مہر لگا سکیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے بعد وہی انگوٹھی خلیفۂ رسول، خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہنی، پھر ان کے بعد خلیفۂ ثانی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہنی، پھر ان کے بعد تیسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پہنی حتی کہ وہ انگوٹھی بئر اریس میں گر گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہ ملی۔ (صحيح البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، حديث:٥٨٦٦، و صحيح مسلم، اللباس و الزينة، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق......، حديث:٢٠٩١- (٥٤)) ④ ''کبھی نہیں پہنوں گا'' گویا اجازت منسوخ ہوگئی۔ آئندہ احادیث میں حرمت کی صراحت ہے۔ ⑤ ''اتار پھینکی'' پھر پکڑ لی یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اٹھا کر پکڑا دی ہوگی۔ بعض کا خیال ہے یہ مطلب نہیں کہ اتار کر زمین پر پھینک دی بلکہ جیب وغیرہ میں ڈال لی کیونکہ مال ضائع کرنا حرام ہے۔ والله أعلم.

٥١٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ ابْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْجِعَةِ.

٥١٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑوں اور سرخ ریشمی گدیلوں اور جعه (کے استعمال) سے منع فرمایا۔

٥١٦٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال [والقسي]، ح:٢٨٠٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٩٤٦٧. * أبوإسحاق صرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① ''ریشمی کپڑوں'' عربی میں لفظ قَسِّي استعمال کیا گیا ہے۔ قس مصر کے علاقے میں ایک بستی کا نام تھا' جہاں ریشمی کپڑے بنائے جاتے تھے۔ ان کو قسی کہا جاتا تھا۔ مراد ریشمی کپڑے ہیں' قس میں بنیں یا کہیں اور کیونکہ حرمت کی وجہ ریشم ہونا ہے نہ کہ قس بستی میں تیار ہونا۔ دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ قس اصل میں قز تھا اور اس کے معنی ہیں کچا ریشم۔ گویا قسی سے مراد کچے ریشم سے بنائے گئے کپڑے ہیں' یعنی ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے چاہے کچا ہو یا پکا۔ ② ''سرخ ریشمی گدیلوں'' ریشمی گدیلے عموماً سرخ ہوتے تھے ورنہ ریشمی گدیلے حرام ہیں' سرخ ہوں یا سبز' سفید ہوں یا سیاہ۔ ③ ''جعه'' جو کا نبیذ جس میں نشہ ہوتا تھا۔

٥١٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۱۶۹- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' قسی کپڑوں اور سرخ گدیلوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''سرخ گدیلوں'' ان میں روئی بھری ہوتی تھی اور انھیں اونٹ کے پالان کے اوپر رکھا جاتا تھا تاکہ پالان کی لکڑی سے جسم کو تکلیف محسوس نہ ہو۔ یہ ریشمی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بعض نے سرخ رنگ بھی منع کیا ہے کیونکہ اس میں شوخی زیادہ ہوتی ہے اور یہ آرام سے زیادہ زیب و زینت کے لیے ہوتا ہے اور مردوں کو زینت زیب نہیں دیتی۔

٥١٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ سَمِعَهُ مِنْ عَلِيٍّ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَعَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ، وَعَنِ الْجِعَةِ: شَرَابٌ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالْحِنْطَةِ،

۵۱۷۰- حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی (اور چھلے)' سرخ ریشمی گدیلے' قسی کپڑوں اور جعه (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔ جعه ایک مشروب تھا جو جو اور گندم سے بنایا جاتا تھا اور نشہ آور ہوتا تھا۔

٥١٦٩ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٨.

٥١٧٠ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٩.

وَذَكَرَ مِنْ شِدَّتِهِ،

خَالَفَهُ عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ، عَنْ عَلِيٍّ.

عمار بن رزیق نے اس (زُہیر) کی مخالفت کی ہے اور اس نے یہ روایت "عَنُ أَبِي إِسُحَاق، عَنُ صَعُصَعَةَ عَنُ عَلِيٍّ" کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث: ۵۱۷۰، زہیر (بن معاویہ) نے عَنُ أَبِي إِسُحَاق عَنُ هُبَيُرَةَ سَمِعَهُ مِنُ عَلِيٍّ کی سند سے بیان کی ہے جبکہ عمار بن رزیق نے عَنُ أَبِي إِسُحَاق عَنُ هُبَيُرَة کی بجائے عَنُ أَبِي إِسُحَاق، عَنُ صَعُصَعَةَ بیان کیا ہے۔ دیکھیے' اگلی حدیث: ۵۱۷۱۔

٥١٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ، وَالْجِعَةِ.

۵۱۷۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' قسی کپڑوں' ریشمی گدیلے اور جعہ کے استعمال سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلَّذِي قَبْلَهُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: اس (حدیث: ۵۱۷۱) سے پہلی روایت (۵۱۷۰) زیادہ درست ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی نے عَنُ أَبِي إِسُحَاق عَنُ هُبَيُرَةَ بُنِ يَرِيمَ، عَنُ عَلِيٍّ والی سابقہ روایت کو ترجیح دیتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابواسحاق کے دیگر شاگرد' مثلاً: ابوالاحوص' زکریا بن ابوزائدہ اور زہیر بن معاویہ تینوں نے بایں سند بیان کیا ہے: عَنُ أَبِي إِسُحَاق عَنُ هُبَيُرَةَ بُنِ يَرِيم دیکھیے: (سنن النسائي' الزينة' باب خاتم الذهب' حدیث: ۵۱۶۸، ۵۱۶۹، ۵۱۷۰) مزید برآں یہ کہ ابوداود کی روایت میں امام شعبہ رحمہ اللہ نے بھی ان تینوں کی متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے: عَنُ أَبِي إِسُحَاق عَنُ هُبَيُرَةَ، عَنُ عَلِيٍّ...... عمار بن رزیق نے ابواسحاق کے تمام شاگردوں کی مخالفت کی ہے اور یہ روایت عَنُ أَبِي إِسُحَاق، عَنُ صَعُصَعَةَ عَنُ عَلِيٍّ کی سند سے بیان کی' اس لیے عمار بن رزیق کی بیان کردہ روایت شاذ اور ابواسحاق کے دیگر شاگردوں کی روایت محفوظ بنتی ہے' لہٰذا یہی روایت ارجح ہے۔ یاد

٥١٧١_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٠، وانظر الحديث الآتي.

رہے کہ یہ شذوذ صرف اس سند میں ہے۔ جہاں تک متن کا تعلق ہے تو وہ صحیح ہے کیونکہ صعصعہ کی روایت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے صحیح ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ واللہ أعلم. ② ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، خواہ کسی چیز سے بنا ہو، قلیل ہو یا کثیر۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

٥١٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: اِنْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانِي عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَحَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

٥١٧٢- حضرت صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: آپ نے مجھے کدو کے برتن اور سبز مٹکے (کے نبیذ)، سونے کی انگوٹھی، ریشم کے لباس، قسی کپڑوں اور سرخ ریشمی گدیلے سے منع فرمایا تھا۔

فائدہ: کدو کا برتن اور تار کول لگا ہوا مٹکا بے مسام ہوتے ہیں، لہٰذا ان میں نبیذ بنایا جائے تو اس میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا تھا، اسی لیے لوگوں نے جاہلیت میں یہ برتن شراب بنانے کے لیے مخصوص کر رکھے تھے، لہٰذا آپ نے ابتدا میں ان برتنوں کے نبیذ سے بھی روک دیا تھا، بعد میں اجازت دے دی بشرطیکہ نشہ پیدا نہ ہو۔ (تفصیل اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔)

٥١٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ الْحَنَفِيُّ - عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: جَاءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ: اِنْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ،

٥١٧٣- حضرت مالک بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت صعصعہ بن صوحان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع فرمایا ہو۔ انھوں نے فرمایا: آپ نے مجھے کدو کے برتن، سبز مٹکے، کھجور کی جڑ کے بنائے ہوئے برتن، جعہ (جو کے نشیلے نبیذ) سے منع فرمایا ہے، نیز ہمیں سونے کی انگوٹھی، ریشم کے لباس

٥١٧٢_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧١، وسنده حسن.

٥١٧٣_[إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٢، والحديث السابق يغني عنه.

وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجِعَةِ، وَنَهَانَا عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

پہننے، قسی کپڑوں کے پہننے اور سرخ ریشمی گدیلے سے بھی روکا تھا۔

فائدہ: کھجور کی جڑ کو اندر سے کرید کرید کر بڑا سا برتن بنا لیا جاتا تھا۔ یہ بھی مساموں سے خالی ہوتا تھا' اس لیے اس برتن کو بھی انھوں نے شراب کے لیے مخصوص کر رکھا تھا تاکہ جلدی نشہ پیدا ہو' نیز یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی لکھا ہے کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔

٥١٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ لِعَلِيٍّ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْجِعَةِ، وَعَنْ حِلَقِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

۵۱۷۴- حضرت مالک بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت صعصعہ بن صوحان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیرالمومنین! ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس چیز سے آپ کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہو۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن' مٹکے' جو کے نشیلے نبیذ' سونے کی انگوٹھی' ریشم کے لباس پہننے اور سرخ ریشمی گدیلے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ مَرْوَانَ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ مروان اور عبدالواحد کی حدیث' اسرائیل کی حدیث سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔

فائدہ: یعنی مروان بن معاویہ کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۳) اور عبدالواحد کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۴)' اسرائیل کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۲) سے ارجح ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٧٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا. وَقَالَ عُثْمَانُ: أَخْبَرَنَا

۵۱۷۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے میرے پیارے رسول ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے سب

٥١٧٤_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٣.

٥١٧٥_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٧.

دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي حِبِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: لَا أَقُولُ نَهَى النَّاسَ: نَهَانِي عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ الْمَفَدَّمِ، وَلَا أَقْرَأُ سَاجِدًا وَلَا رَاكِعًا.

لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ آپ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی کپڑے پہننے اور سرخ کسم رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا' نیز یہ کہ میں رکوع یا سجدے میں قرآن مجید نہ پڑھوں۔

تَابَعَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ.

ضحاک بن عثمان نے اس (داود بن قیس) کی متابعت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ضحاک بن عثمان نے داود بن قیس کی متابعت اس طرح کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن حنین کے درمیان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر کیا ہے جیسا کہ آگے آنے والی حدیث: ۵۱۷۶ کی سند میں ہے۔ واللہ أعلم. ② ''میں نہیں کہتا'' مقصود یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے خطاب فرماتے ہوئے مفرد کے صیغے استعمال فرمائے تھے' لہٰذا میں بھی مفرد کے صیغے ہی استعمال کرتا ہوں' جمع کے نہیں ورنہ بیان شدہ چیزیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح سب مسلمانوں کے لیے حرام ہیں' مگر سونے اور ریشمی کپڑے کی حرمت صرف مردوں کے لیے ہے۔ ③ ''کسم (کسمبھ)'' یہ سرخ رنگ کی ان اقسام میں شامل ہے جو مردوں کے لیے حرام ہیں۔ ہر رنگ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

٥١٧٦- **أَخْبَرَنَا** الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ - عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ رَاكِعًا.

۵۱۷۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے اور قسی کپڑے کے لباس' سرخ اور کسم رنگ کے لباس اور رکوع کی حالت میں قراءتِ قرآن سے منع فرمایا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع فرمایا۔ (تفصیل سابقہ روایت میں ہے۔)

٥١٧٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٧٨.

٥١٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ.

۵۱۷۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے، سونا پہننے اور کسم (کسمبھ) سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

٥١٧٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ - عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَأَنْ لَا أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۱۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی کپڑے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ تم کو منع فرمایا۔

٥١٧٩- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ مَوْلَى عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۵۱۷۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، کسم سے رنگے ہوئے کپڑے اور قسی کپڑے پہننے سے، نیز رکوع کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٧٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٠.

٥١٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٢.

٥١٧٩ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٤. ❊ إبراهيم بن عبدالله بن حنين سمعه من أبيه، انظر الحديث السابق.

٥١٨٠- أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ - مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ.

۵۱۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قسی کپڑے، کسم سے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٥١٨١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ.

۵۱۸۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی پہننا، قسی کپڑا پہننا، قرآن مجید رکوع کی حالت میں پڑھنا اور معصفر (کسم سے رنگا ہوا) کپڑا پہننا۔

وَوَافَقَهُ أَيُّوبُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ الْمَوْلَى.

ایوب نے اس (عبیداللہ بن عمر) کی موافقت کی ہے لیکن اس نے (سند میں مذکور) مولیٰ کا نام نہیں لیا۔

٥١٨٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ مَوْلًى لِلْعَبَّاسِ

۵۱۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے معصفر اور قسی کپڑا پہننے، سونے کی انگوٹھی ڈالنے اور رکوع کی حالت میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٠ـ[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٥.

٥١٨١ـ[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٦.

٥١٨٢ـ[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٧.

أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

(المعجم ٤٣م) - اَلِاخْتِلَافُ عَلٰى يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِيهِ (التحفة ٤٣) - أ

باب:۴۳-اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر پر اختلاف کا بیان

٥١٨٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الْفَدَكِيُّ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَأَنَا أَقْرَأُ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۱۸۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے معصفر کپڑوں، سونے کی انگوٹھی اور قسی کپڑوں کے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ.

لیث بن سعد نے اس (عمرو بن سعید) کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ لیث بن سعد نے عمرو بن سعید کی مخالفت کی ہے اور اس طرح بیان کیا ہے: عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ...... جب کہ عمرو بن سعید نے یوں بیان کیا ہے: أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ لیث بن سعد نے نافع کا استاد ابراہیم بن عبداللہ کو بنایا ہے جبکہ عمرو بن سعید نے نافع کا استاد ابن حنین، یعنی ابراہیم کے باپ عبداللہ کو قرار دیا ہے۔ اس میں دوسری بات یہ بھی ہے کہ عمرو بن سعید کی حدیث میں نافع نے عبداللہ بن حنین سے سماع کی تصریح کی ہے جبکہ لیث نے نافع سے بصیغۂ عَنْ بیان کیا ہے اور عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ کہا ہے مگر عمرو بن سعید نے عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ ذکر نہیں کیا۔ واللہ أعلم.

٥١٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٨.

٥١٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُعَصْفَرِ، وَالثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ، وَعَنْ أَنْ يَقْرَأَ وَهُوَ رَاكِعٌ.

۵۱۸۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسم سے رنگے ہوئے اور قسی کپڑوں اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۱۸۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا۔ پھر (راوی نے) پوری حدیث بیان کی۔

(المعجم ٤٤) - حَدِيثُ عَبِيدَةَ (التحفة ٤٣) - ب

باب:۴۴-عبیدہ کی حدیث

٥١٨٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْحَرِيرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا.

۵۱۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے قسی کپڑوں، ریشم، سونے کی انگوٹھی اور دوران رکوع میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ هِشَامٌ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہشام نے اس (اشعث بن عبدالملک) کی مخالفت کی ہے اور اس نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اشعث نے محمد بن سیرین سے یہ روایت بیان کی تو کہا ہے: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ یعنی حدیث مرفوعاً بیان کی ہے اور جب ہشام نے محمد بن سیرین سے بیان کی تو کہا ہے: عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهٰى...... یعنی انھوں نے موقوف روایت بیان کی ہے، تاہم یہ حکماً مرفوع ہے۔

٥١٨٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٩، بعض، يعني أباه.

٥١٨٥_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٤.

٥١٨٦_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٥.

٥١٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں، قسی کپڑوں اور سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''سرخ رنگ'' عربی میں لفظ اُرجُوان استعمال کیا گیا ہے جو ارغوان کا معرب ہے۔ یہ سرخ رنگ کا پھول ہوتا ہے۔ گدیلوں کو ارغوان کہنے کا مطلب رنگ میں تشبیہ دینا ہے، یعنی ارغوان جیسے سرخ گدیلے۔ البتہ حرمت کی وجہ ان کی سرخی کی بجائے ان کا ریشمی ہونا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۱۶۹- ۵۱۶۸)

٥١٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ، وَخَوَاتِيمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۸- حضرت عبیدہ سے روایت ہے کہ ارجوانی سرخ گدیلے اور سونے کی انگوٹھیاں ممنوع ہیں۔

(المعجم ٤٥) - حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى قَتَادَةَ (التحفة ٤٣) - ج

باب: ۴۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور قتادہ پر اختلاف کا بیان

٥١٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ - هُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٦، وأخرجه البزار (البحر الزخار: ١٧٥/٢، ح: ٥٥٠) من حديث هشام بن حسان به. * محمد هو ابن سيرين.

٥١٨٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٧.

٥١٨٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب خواتيم الذهب، ح: ٥٨٦٤، ومسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال . . . الخ، ح: ٢٠٨٩ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٨.

٥١٩٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى عِمْرَانَ أَنَّهُ حَدَّثَنَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنَاتِمِ.

۵۱۹۰- حضرت حفص لیثی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمران (بن حصین) رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے ہمیں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے، سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور سبز مٹکوں کا نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ان دو روایات سے صراحتاً معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا چیزوں سے نہی صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خاص نہیں۔ ② اگر آپ اس قدر تکرار سے ملول ہوں تو دیکھیے فائدہ حدیث نمبر ۵۱۶۳.

٥١٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ أَنَّ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّكَ جِئْتَنِي وَفِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَارٍ».

۵۱۹۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نجران کے علاقے سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا اور فرمایا: ''تو میرے پاس اس حالت میں آیا ہے کہ تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔''

فائدہ: راجح قول کے مطابق اس روایت کی سند ابونجیب کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۲۰۹)

٥١٩٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في كراهية خاتم الذهب، ح: ١٧٣٨ عن يوسف بن حماد به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٠٠، وسنده حسن. ❊ أبوالتياح اسمه يزيد بن حميد، وحفص هو ابن عبدالله.

٥١٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٠١ قوله: أبوالبختري خطاء، والصواب أبوالنجيب كما في السنن الكبرى وتحفة الأشراف وغيرهما، وهو حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٣٨٢٣، وانظر، ح: ٥٢٠٩.

٥١٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِخْصَرَةٌ أَوْ جَرِيدَةٌ، فَضَرَبَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ إِصْبَعَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «أَلَا تَطْرَحُ هٰذَا الَّذِي فِي إِصْبَعِكَ؟» فَأَخَذَهُ الرَّجُلُ فَرَمٰى بِهِ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ الْخَاتَمُ؟» قَالَ: رَمَيْتُ بِهِ، قَالَ: «مَا بِهٰذَا أَمَرْتُكَ، إِنَّمَا أَمَرْتُكَ أَنْ تَبِيعَهُ فَتَسْتَعِينَ بِثَمَنِهِ».

وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

۵۱۹۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا جبکہ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا شاخ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چھڑی اس کی انگلی پر ماری تو اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: ”کیا تو یہ انگوٹھی پھینک نہیں دیتا جو تیری انگلی میں ہے؟“ اس آدمی نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد اسے دیکھا تو پوچھا: ”انگوٹھی کدھر ہے؟“ اس نے کہا: وہ تو میں نے پھینک دی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا بلکہ میرا مقصد تو یہ تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھالے۔“

اور یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام صاحب نے فرمایا: یہ حدیث منکر یعنی ضعیف ہے۔ اور اس کے منکر (ضعیف) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ایک راوی مجہول ہے۔ یہ روایت صرف اسی کتاب میں ہے۔

٥١٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ فِي يَدِهِ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَقْرَعُهُ

۵۱۹۳- حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اسے اپنی چھڑی سے مارنے لگے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی توجہ کسی اور طرف ہوئی تو اس (ابو ثعلبہ) نے اسے اتار پھینکا۔ آپ نے فرمایا: ”ہمارا

٥١٩٢ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٢. * سالم هو ابن أبي الجعد، ورجل مجهول، وله طريق آخر عند أحمد: ٥/ ٢٧٢ عن سالم بن أبي الجعد عن رجل من قومه . . . الخ، وسنده ضعيف.

٥١٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٥ عن عفان بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٣. * نعمان ابن راشد تكلموا في روايته عن الزهري، فحديثه شاذ لمخالفة الثقات له.

بِقَضِيبٍ مَّعَهُ، فَلَمَّا غَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَلْقَاهُ، قَالَ: مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ أَوْجَعْنَاكَ وَأَغْرَمْنَاكَ.

خیال ہے کہ ہم نے تجھے (چھڑی مار کر) تکلیف دی اور تیرا نقصان بھی کیا۔"

خَالَفَهُ يُونُسُ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ مُرْسَلًا.

یونس نے اس (نعمان بن راشد) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ (کی سند) سے مرسل بیان کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نعمان بن راشد نے روایت موصول بیان کی ہے جبکہ یونس نے یہ روایت موصول کے بجائے مرسل بیان کی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث: [illegible] لیکن نعمان بن راشد کی بیان کردہ موصول روایت غیر محفوظ ہے جبکہ یونس کی مرسل روایت محفوظ ہے کیونکہ زہری سے بیان کرنے میں یونس نعمان کے مقابلے میں اوثق اور اثبت ہے۔ مزید برآں یہ کہ جلیل القدر آئمہ حدیث مثلاً: امام بخاری امام احمد ابن معین ابوحاتم، عقیلی امام ابوداود اور امام نسائی رحمہم اللہ وغیرہم جیسے معروف محدثین نے بھی نعمان بن راشد پر کلام کیا ہے۔

٥١٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ. نَحْوَهُ.

۵۱۹۴- حضرت ابو ادریس خولانی نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی جس نے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہے نے سونے کی انگوٹھی پہنی۔ (پھر راوی نے) سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ يُونُسَ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ النُّعْمَانِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یونس کی حدیث نعمان کی حدیث سے زیادہ درست ہے۔

٥١٩٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ قِرَاءَةً: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۵۱۹۵- حضرت ابو ادریس خولانی سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (پھر راوی نے) حسب سابق پوری حدیث

٥١٩٤- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٤.

٥١٩٥- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٥.

ابْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى رَجُلٍ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ. نَحْوَهُ.

بیان کی۔

٥١٩٦ - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي يَدِ رَجُلٍ خَاتَمَ ذَهَبٍ فَضَرَبَ إِصْبَعَهُ بِقَضِيبٍ كَانَ مَعَهُ حَتَّى رَمَى بِهِ.

۵۱۹۶- حضرت ابوادریس سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اپنی چھڑی اس کی انگلی پر ماری حتیٰ کہ اس نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔

٥١٩٧ - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَرْكَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ. مُرْسَلٌ.

۵۱۹۷- حضرت ابن شہاب نے یہ روایت مرسلاً بیان کی ہے۔ (صحابی کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَالْمَرَاسِيلُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: مرسل روایتیں زیادہ ٹھیک اور درست ہیں۔

فائدہ: ۵۱۹۳ کی سند نعمان کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے بعد والی روایات مرسل ہیں اور راجح قول کے مطابق مرسل از قسم ضعیف ہے، تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر کئی محققین نے اس روایت کے مجموعی طرق اور شواہد کی بنا پر اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۲۸۳/۲۹)

(المعجم ٤٦) - مِقْدَارُ مَا يُجْعَلُ فِي الْخَاتَمِ مِنَ الْفِضَّةِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۶- چاندی کی انگوٹھی کس مقدار کی ہونی چاہیے؟

٥١٩٦ - [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٦.

٥١٩٧ - [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٧.

٥١٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ مِنْ أَهْلِ مَرْوٍ أَبُو طَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ؟» فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ فَقَالَ: «مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ؟» فَطَرَحَهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: «مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا».

۵۱۹۸- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟“ اس نے اسے اتار پھینکا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی ڈالی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟“ اس نے اسے بھی اتار پھینکا (اور) کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس چیز سے انگوٹھی بنواؤں؟ آپ نے فرمایا: ”چاندی سے اور اسے بھی ایک مثقال سے کم رکھنا۔“

فائدہ: محقق کتاب کا اس روایت کی سند کو حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ اس کی سند میں عبداللہ بن مسلم راجح قول کے مطابق ضعیف ہے اور کسی نے اس کی متابعت بھی نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۸۳/۳۸) تاہم اس میں لوہے کی انگوٹھی کو جہنمیوں کا زیور قرار دینے والا جملہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۲۰۸ کے فوائد۔

(المعجم ٤٧) - صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۷- نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟

٥١٩٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ

۵۱۹۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشی تھا اور اس میں ”محمد رسول اللہ“ کے الفاظ کندہ تھے۔

٥١٩٨ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ٤٢٢٣، والترمذي، ح: ١٧٨٥ من حديث زيد بن الحباب به، وقال الترمذي: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٧، وناقشه الحافظ في فتح الباري. * عبدالله بن مسلم حسن الحديث كما في نيل المقصود.

٥١٩٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨، ومسلم، اللباس، باب في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٣.

وَنُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

فوائد ومسائل: ① وہ سونے کی تھی یا چاندی کی یا کسی اور چیز کی؟ نیز اس کا نگینہ تھا یا نہیں تھا اور اگر تھا تو کس طرح کا تھا- وغیرہ- اور یہ تمام تر تفصیل مذکورہ باب کے تحت مروی روایات میں مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے۔
② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت ہر دو کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز اور مشروع ہے۔ بعض روایات میں سلطان اور حاکم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا گیا ہے تو ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق اس طرح سے دی گئی ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے، یعنی حاکم وغیرہ کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے۔ واللہ أعلم. ③ انگوٹھی یا اس کے نگینے پر کوئی نقش وغیرہ بنوانا جائز ہے، نیز اپنا نام یا کوئی کلمہ حکمت وغیرہ بھی کندہ کرایا جا سکتا ہے۔ اہل علم کے صحیح قول کے مطابق اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ''اللہ'' بھی کندہ کرایا اور لکھوایا جا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس سے منع کیا ہے لیکن ممانعت والا قول ضعیف اور مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سونے کی انگوٹھی کی طرح سونے کا نگینہ بھی ناجائز ہوگا۔
④ ''حبشی'' یعنی حبشی انداز کا بنا ہوا تھا۔ یا حبشہ کا بنا ہوا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس عقیق، ماربل یا قیمتی پتھر کا تھا وہ حبشہ سے لائے گئے تھے کیونکہ ایسے پتھروں وغیرہ کی کانیں ادھر، یمن اور حبشہ میں تھیں۔ بعض نے معنی کیے ہیں کہ اس کا نگینہ سیاہ تھا۔ اس وجہ سے اسے حبشی کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اس کی بابت یہ بھی کہا گیا ہے کہ مختلف انگوٹھیاں تھیں، اس لیے کسی کا نگینہ چاندی کا تھا اور کسی کا حبشی تھا۔ بعض محققین نے یہ تطبیق دی ہے کہ حبشی نگینہ سونے کی انگوٹھی کا تھا اور چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ چاندی ہی کا تھا۔ یہاں راوی کو غلطی لگی جو اس نے حبشی نگینہ چاندی کی انگوٹھی سے منسوب کر دیا۔ یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''کندہ تھے'' رسول اللہ ﷺ کے جو خطوط سامنے آئے ہیں ان میں محمد رسول اللہ کے الفاظ کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ یہ تینوں الفاظ ایک سطر میں نہیں لکھے گئے بلکہ تین سطروں میں ہیں۔ سب سے اوپر لفظ ''اللہ'' درمیان میں لفظ ''رسول'' اور نیچے لفظ ''محمد'' (ﷺ) ہے۔ اس ترتیب سے آپ کا حسن ادب واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنا نام باوجود ترتیب میں مقدم ہونے کے نیچے رکھا اور لفظ ''اللہ'' اوپر۔ فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَنَفْسِي وَرُوحِي ﷺ.

٥٢٠٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ [أَحْمَدُ] بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ

۵۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس چاندی کی انگوٹھی تھی جسے آپ اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اس کا نگینہ حبشہ کا بنا ہوا

٥٢٠٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٥١٤.

ابْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاتَمُ فِضَّةٍ يَتَخَتَّمُ بِهِ فِي يَمِينِهِ، فَصُّهُ حَبَشِيٌّ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ.

تھا اور آپ نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''دائیں ہاتھ میں'' کیونکہ زینت کے لیے دایاں ہاتھ مناسب ہے۔ بایاں ہاتھ تو استنجا وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض روایات میں بائیں کا بھی ذکر ہے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایات بھی صحیح ہیں، لہٰذا دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر ترجیح دائیں کو ہے کیونکہ یہ اکثر روایات میں ہے۔ ② ''ہتھیلی کی جانب'' کیونکہ آپ نے اسے زینت کے لیے نہیں پہنا تھا بلکہ مہر لگانے کے لیے پہنا تھا۔ ویسے کوئی حرج نہیں اگر نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف بھی کر لیا جائے کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔ ③ مذکورہ احادیث صحیحہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پہنی۔ آپ کے صحابہ نے بھی نبی ﷺ کے اس طریقے کو اپنایا اور ائمہ دین نے بھی اس پر عمل کیا۔

٥٢٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ الْحِمْصِيُّ وَكَانَ أَبُوهُ خَالِدٌ عَلَى قَضَاءِ حِمْصَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيُّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

٥٢٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ [أَحْمَدُ] بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ:

۵۲۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

٥٢٠١_[صحيح] وهو في الكبرىٰ: ٩٥١٦، وللحديث شواهد كثيرة، وانظر الحديث الآتي.

٥٢٠٢_ أخرجه البخاري، اللباس، باب فص الخاتم، ح: ٥٨٧٠ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في الكبرىٰ: ٩٥١٧.

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

٥٢٠٣ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ اس کا نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

٥٢٠٤ - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى الرُّومِ فَقَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنُقِشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روم (اور فارس کے بادشاہوں) کی طرف خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا: وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی مہر (انگوٹھی) بنوالی۔ مجھے اب بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا ہے۔

٥٢٠٥ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخَّرَ

۵۲۰۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک بار عشاء کی نماز میں تاخیر فرمادی حتی کہ تقریباً نصف رات گزر گئی۔ پھر

٥٢٠٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، ح: ٤٢١٧، والترمذي، اللباس، باب ماجاء ما يستحب في فص الخاتم، ح: ١٧٤٠ من حديث زهير بن معاوية به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى: ٩٥١٨، وانظر الحديث السابق.

٥٢٠٤ـ أخرجه البخاري، العلم، باب ما يذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان، ح: ٦٥، ومسلم، اللباس، باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتما لما أراد أن يكتب إلى العجم، ح: ٥٦/٢٠٩٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٢١.

٥٢٠٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٠ من حديث قرة بن خالد به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٢.

رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حَتّٰى مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِضَّةٍ.

آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ مجھے اب بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں (عالم تصور میں) آپ کے دست مبارک میں آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٤٨) - مَوْضِعُ الْخَاتَمِ مِنَ الْيَدِ. ذِكْرُ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۸-انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟ حضرت علی اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ذکر

٥٢٠٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ شَرِيكٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ - عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شَرِيكٌ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ.

۵۲۰۶-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۲۰۰.

٥٢٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ بِيَمِينِهِ.

۵۲۰۷-حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

٥٢٠٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، ح: ٤٢٢٦ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٦.

٥٢٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٧، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ٤٩) - لُبْسُ خَاتَمِ حَدِيدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ بِفِضَّةٍ (التحفة ٤٧)

باب:۴۹-لوہے کی انگوٹھی' جس پر چاندی کا خول چڑھا ہو' پہننا

٥٢٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَتَّابٍ سَهْلِ بْنِ حَمَّادٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ عَنْ جَدِّهِ مُعَيْقِيبٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيدًا [مَلْوِيًّا] عَلَيْهِ فِضَّةٌ قَالَ: وَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِيْ، فَكَانَ مُعَيْقِيبٌ عَلَى خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۵۲۰۸- حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا خول چڑھایا گیا تھا۔ اور بسا اوقات وہ میرے ہاتھ میں رہتی تھی۔ (اور حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کی حفاظت پر مامور تھے۔)

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ اہم مسئلہ بیان کرنا ہے کہ چاندی کا خول چڑھی لوہے کی انگوٹھی پہننا شرعاً جائز ہے۔ مطلقاً لوہے کی انگوٹھی پہننے سے گریز ضروری ہے کیونکہ اسے جہنمیوں کا زیور کہا گیا ہے۔ (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۱۱/۶۹) ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم وفضل کی خدمت کرنا مستحب ہے' نیز آزاد آدمی سے بھی خدمت کرائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ برضا ورغبت خدمت کرنے پر راضی ہو۔ ③ سرکاری اور اسی طرح دیگر اہم اداروں کی ایسی مہریں جن کے ساتھ خطوط ودستاویزات پر مہر لگائی جاتی ہے' ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے تاکہ انھیں کوئی غلط استعمال نہ کرے کیونکہ اس طرح تمام دستاویزات اور خطوط وغیرہ غیر معتبر اور ناقابل اعتماد قرار پائیں گے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٠) - لُبْسُ خَاتَمِ صُفْرٍ (التحفة ٤٨)

باب:۵۰-پیتل کی انگوٹھی پہننا

٥٢٠٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

۵۲۰۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٥٢٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ٤٢٢٤ من حديث سهل بن حماد به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٣١.

٥٢٠٩ـ [حسن] تقدم طرفه، ح: ٥١٩١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٢. * أبوالبختري، صوابه "أبوالنجيب"، أخرجه البخاري في الأدب المفرد: ١٠٢٢ من حديث ليث بن سعد به، وقال: "أبوالنجيب".

الْمِصِّيصِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ أَهْلِ الثَّغْرِ ثِقَةٌ قَالَ : حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : أَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُرَدَّ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَجُبَّةُ حَرِيرٍ ، فَأَلْقَاهُمَا ثُمَّ سَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ! أَتَيْتُكَ آنِفًا فَأَعْرَضْتَ عَنِّي فَقَالَ : «إِنَّهُ كَانَ فِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَارٍ» . قَالَ : لَقَدْ جِئْتُ إِذًا بِجَمْرٍ كَثِيرٍ ، قَالَ : «إِنَّ مَا جِئْتَ بِهِ لَيْسَ بِأَجْزَأَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهُ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا» . قَالَ : فَمَاذَا أَتَخَتَّمُ؟ قَالَ : «حَلْقَةً مِّنْ حَدِيدٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ صُفْرٍ» .

بحرین سے ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہا۔ آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ اور اس نے ریشمی قمیص پہن رکھی تھی۔ اس نے وہ دونوں چیزیں اتارنے کے بعد پھر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ابھی آپ کے پاس حاضر ہوا تھا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا۔'' اس نے کہا: پھر تو میں بہت سے انگارے لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جو تو لے کر آیا تھا' ہمارے نزدیک اس کی حیثیت حرہ کے پتھروں سے زیادہ نہیں۔ البتہ دنیوی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔'' اس نے عرض کی: میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا: ''لوہے' چاندی یا پیتل کی انگوٹھی۔''

فائدہ: یہ روایت ابونجیب کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کی کسی نے متابعت بھی نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ١٧/١٨٠ و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٨/٣٠٨)

٥٢١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدِ اتَّخَذَ حَلْقَةً مِّنْ فِضَّةٍ ، فَقَالَ : «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّصُوغَ عَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ وَلَا تَنْقُشُوا عَلٰى نَقْشِهِ» .

٥٢١٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے جبکہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس کے مطابق انگوٹھی بنانا چاہے' بنا لے لیکن اس کے نقش جیسا نقش نہ کروانا۔''

٥٢١٠ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قول النبي ﷺ: لا ينقش على نقش خاتمه، ح: ٥٨٧٧، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . ، ح: ٢٠٩٢ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٣٣ .

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک پر ''محمد رسول اللہ'' نقش تھا جو دراصل آپ کی مہر تھی۔ اگر دوسرے لوگوں کو بھی اس نقش کی اجازت ہوتی تو اس مہر میں امتیاز نہ رہتا اور جعل سازی ہو جاتی۔ مہر بنوانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ ② اس حدیث مبارکہ اور اس کے بعد والی حدیث کی مناسبت مذکورہ باب کے ساتھ نہیں بنتی۔ بہتر اور افضل یہ تھا کہ ان احادیث پر اسی طرح باب باندھا جاتا جیسا کہ سنن الکبریٰ میں قائم کیا گیا ہے، یعنی اس بات کی ممانعت کہ کوئی شخص انگوٹھی پر یہ الفاظ نقش کرائے ''محمد رسول اللہ۔''

٥٢١١- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا، وَنَقَشَ عَلَيْهِ نَقْشًا قَالَ: «إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ أَحَدُكُمْ عَلَى نَقْشِهِ» ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِهِ فِي يَدِهِ.

۵۲۱۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر (محمد رسول اللہ) نقش کروایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر نقش کروایا ہے۔ کوئی شخص اس نقش کی طرح نقش نہ کروائے۔'' حضرت انس نے فرمایا: مجھے (عالم تصور میں) یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کے دست مبارک میں انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٥١) - قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَنْقُشُوا عَلَى خَوَاتِيمِكُمْ عَرَبِيًّا (التحفة ٤٩)

باب: ۵۱- نبی اکرم ﷺ کا فرمان: ''اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش نہ کرواؤ''

٥٢١٢- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى الْخُوَارِزْمِيُّ بِبَغْدَادَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ أَزْهَرَ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

۵۲۱۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔ اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش نہ کرواؤ۔''

٥٢١١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٤، وانظر الحديث السابق.

٥٢١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٩ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٥، وفسره البيهقي في روايته عن الحسن: "لا تستشيروا المشركين في شيء من أموركم ولا تنقشوا في خواتيكم محمدًا" (ﷺ). * أزهر ضعفه ابن حبان وغيره، وقال أبوحاتم وصاحب التقريب: "مجهول".

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسْتَضِيئُوا بِنَارِ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَنْقُشُوا عَلَى خَوَاتِيمِكُمْ عَرَبِيًّا».

(المعجم ٥٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ (التحفة ٥٠)

باب:٥٢- انگشت شہادت میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت

٥٢١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! سَلِ اللهَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ» وَنَهَانِي أَنْ أَجْعَلَ الْخَاتَمَ فِي هٰذِهِ وَهٰذِهِ وَأَشَارَ يَعْنِي بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۲۱۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور میانہ روی مانگا کر۔“ نیز آپ نے مجھے اس اور اس، یعنی شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ (مردوں کے لیے) انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی میں انگوٹھی پہننا ممنوع ہے، نیز ان دونوں انگلیوں کے علاوہ باقی دو، یعنی چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننا درست ہے۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ (مردوں کے لیے) چھنگلی (چیچی) میں انگوٹھی پہننا مسنون ہے جبکہ عورت اپنی تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے، نیز انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شہادت والی اور درمیان والی انگلیوں میں مردوں کے لیے انگوٹھی پہننے کی جو ممانعت ہے تو یہ نہی تنزیہی ہے، وجوب کی نہیں۔ لیکن امام نووی ؒ کی یہ (نہی تنزیہہ والی) بات محل نظر ہے کیونکہ نہی تو تحریم کے لیے ہوتی ہے الا یہ کہ کوئی قرینۂ صارفہ موجود ہو اور اس جگہ کوئی بھی قرینہ نہیں ہے، لہٰذا یہ نہی تحریم کے لیے ہے۔ واللہ أعلم. ② ہدایت وسداد (میانہ روی) کی دعا کرنا مستحب ہے۔

٥٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۵۲۱۴- حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس اور اس، یعنی انگشت شہادت اور درمیانی

٥٢١٣_ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٥٢ عن سفيان بن عيينة به مطولاً، وفيه: سمعه من ابن أبي موسٰى، قال: سمعت عليًا ... الخ، والبخاري (تعليقًا)، ومسلم، ح: ٢٠٧٨/ ٦٥ من حديث عاصم بن كليب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٦.

٥٢١٤_ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨/ ٦٤ عن ابن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٨، ٩٥٣٩.

عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَاتَمِ فِي هٰذِهِ وَهٰذِهِ، يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى.

انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى.

یہ (استاد محمد) ابن المثنیٰ کے لفظ ہیں۔

٥٢١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي» وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هٰذِهِ أَوْ هٰذِهِ وَأَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. قَالَ: وَقَالَ عَاصِمٌ: أَحَدُهُمَا.

۵۲۱۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت اور میانہ روی پر قائم رکھ''۔ اور آپ نے مجھے اس اور اس، یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''میانہ روی'' عربی میں لفظ سداد استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے لفظی معنی درست بات اور درست کام کے ہیں۔ اور درست وہی ہوتا ہے جس میں میانہ روی ہو، لہٰذا اس معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔

(المعجم ٥٣) - نَزْعُ الْخَاتَمِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ (التحفة ٥١)

باب: ۵۳- بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی اتار لینے کا بیان

٥٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

۵۲۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو انگوٹھی اتار دیتے۔

٥٢١٥ـ **[صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤١.

٥٢١٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٦ من حديث سعيد بن عامر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤٢. * علته عنعنة ابن جريج، تقدم، ح: ٤٠٠٨.

نَزَعَ خَاتَمَهُ.

٥٢١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِنْ قِبَلِ كَفِّهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَأَلْقَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَهُ وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا». وَأَلْقَى النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۲۱۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: ”اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔“ تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فائدہ: ظاہراً اس روایت کا متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا یا تو مصنف رحمہ اللہ یہاں نیا باب قائم کرنا بھول گئے ہیں یا اشارہ ہے کہ سابقہ روایت (۵۲۱۶) وہم ہے۔ اصل روایت میں سونے کی انگوٹھی اتارنے کا ذکر ہے، وہ بھی بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت نہیں بلکہ دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے۔ واللہ أعلم. آئندہ احادیث کے بارے میں یہی کہا جائے گا۔

٥٢١٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ، فَطَرَحَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا».

۵۲۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: ”میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔“

٥٢١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۵۲۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

٥٢١٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٦، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٤ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤٦.

٥٢١٨- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٩١/ ٥٣ من حديث خالد بن الحارث به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤٧.

٥٢١٩- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٩١/ ٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤٩.

يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَخَتَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَقَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَّنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا» ثُمَّ جَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی، پھر آپ نے اسے پہننا چھوڑ دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا اور فرمایا: ''کسی کو لائق نہیں کہ وہ میری انگوٹھی کے نقش کے مطابق نقش بنوائے۔'' پھر آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔

٥٢٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا رَآهُ أَصْحَابُهُ فَشَتْ خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ فَرَمٰى بِهِ، فَلَا نَدْرِي مَا فَعَلَ، ثُمَّ أَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ أَنْ يُّنْقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَكَانَ فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِينَ مِنْ عَمَلِهِ، فَلَمَّا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْكُتُبُ دَفَعَهُ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ، فَخَرَجَ الْأَنْصَارِيُّ إِلٰى قَلِيبٍ لِعُثْمَانَ فَسَقَطَ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يُوجَدْ، فَأَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّثْلِهِ وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۲۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سونے کی انگوٹھی پہنی۔ جب آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ دیکھا تو سونے کی انگوٹھیاں عام ہو گئیں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی۔ نہ معلوم آپ نے اسے کیا کیا؟ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کیے جائیں۔ یہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں رہی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال تک ان کے ہاتھ میں رہی۔ پھر جب خطوط کی کثرت ہوئی تو آپ نے وہ انگوٹھی ایک انصاری کے سپرد کر دی (تاکہ وہ مہر لگا دیا کرے)۔ وہ مہر لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک

٥٢٢٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، ح: ٤٢٢٠ من حديث أبي عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٠.

کنویں کی طرف گیا تو اس سے وہ انگوٹھی (اس کنویں میں) گر پڑی۔ بہت تلاش کی گئی مگر نہ ملی۔ پھر انھوں نے اس جیسی ایک اور انگوٹھی بنانے کا حکم دیا اور اس میں بھی ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگوٹھی آپ کی وفات کے بعد خلفاء کے ہاتھ میں بطور ضرورت وتبرک رہی نہ کہ بطور ملکیت۔ جب وہ انگوٹھی گم ہوگئی تو فتنہ وفساد کا دور شروع ہوگیا۔ گویا ایک بہت بڑی برکت اٹھ گئی۔ آخر خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی تھی۔ فِدَاهُ أَبِي وَ أُمِّي، نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ. ② ''خطوط کی کثرت'' تو ان کو بار بار مہر لگانے میں دقت ہوتی تھی۔ انھوں نے مہر لگانے کے لیے ایک انصاری کو مقرر فرما لیا۔ ③ ''ایک کنویں'' اس کنویں کا نام بئر اریس تھا۔ انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے کنویں کو پانی سے خالی کیا گیا اور پھر انچ انچ جگہ چھانی گئی مگر انگوٹھی کو نہ ملنا تھا نہ ملی۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون. ④ ''الفاظ کندہ کروائے'' احادیث صحیحہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھیوں پر یہ الفاظ کندہ کرانے سے لوگوں کو روک دیا تھا لیکن یہ انگوٹھی تو اصل انگوٹھی کے قائم مقام تھی' اس لیے اس پر یہ الفاظ کندہ کرائے گئے' نیز آپ کا مقصد اشتباہ اور جعل سازی کی بندش تھا۔ اصل کے گم ہونے پر نقل کی تیاری سے یہ خدشہ نہیں ہوتا۔ اشتباہ اور جعل سازی تو تب ہوتی اگر بیک وقت کئی انگوٹھیاں ایک نقش والی ہوتیں۔ گویا احکام کا مدار مقاصد ہوتے ہیں نہ کہ ظاہر الفاظ۔ اور یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ اس جیسے نقش والی انگوٹھی بنوانے سے ممانعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ اس نقش کی حیثیت سرکاری تھی' اس لیے آپ کے بعد خلفائے راشدین وہ انگوٹھی استعمال کرتے رہے اور اس کے گم ہونے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی نقش والی انگوٹھی بنوائی۔ واللہ أعلم.

٥٢٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهُ

۵۲۲۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ پھر

٥٢٢١_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، باب ماجاء في ذكر خاتم رسول الله ﷺ، ح: ٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥١، وقوله: لا يلبسه، أي لا يلبسه دائمًا بل يلبسه غالبًا. * أبوبشر هو جعفر بن أبي وحشية.

رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ.

آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اسے پہنتے نہیں تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''اتار پھینکیں'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرح کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے افعال کی اقتدا بھی اسی طرح ضروری تھی اور ہے جس طرح آپ کے اقوال و احکام اور فرامین کی، الا یہ کہ خصوص کی کوئی دلیل ہو۔ ② ان احادیث کی باب سے مناسبت کے بارے میں دیکھیے فائدہ حدیث: ۵۲۱۷. ③ ''اسے پہنتے نہیں تھے''، یعنی ہمیشہ نہیں پہنتے تھے، تاہم اکثر اسے پہنا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٤) - **اَلْجَلَاجِلُ** (التحفة ٥٢)

باب: ۵۴- گھنگرو اور چھوٹی گھنٹیوں کا بیان

٥٢٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ سَالِمٍ، فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ لِأُمِّ الْبَنِينَ مَعَهُمْ أَجْرَاسٌ، فَحَدَّثَ نَافِعًا سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَّعَهُمْ جُلْجُلٌ، كَمْ تَرٰى مَعَ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْجُلْجُلِ».

۵۲۲۲- حضرت ابوبکر بن ابو شیخ سے روایت ہے کہ میں حضرت سالم کے پاس بیٹھا تھا کہ ہمارے پاس سے ام البنین کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ ان کے ساتھ (بہت سی) گھنٹیاں تھیں تو حضرت سالم نے حضرت نافع کو اپنے والد محترم (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جن میں ایک گھنٹی بھی ہو۔ کیا خیال ہے، ان کے ساتھ کتنی گھنٹیاں ہوں گی؟''

فائدہ: گھنٹیوں وغیرہ سے روکنے کی وجہ میں اختلاف ہے۔ یا تو شیطانی آواز ہونے کی وجہ سے کیونکہ یہ جانوروں اور لوگوں کو مست کرتی ہے۔ گویا موسیقی کے حکم میں ہے۔ یا اس لیے کہ گھنٹی وغیرہ کی آواز سے لشکر کی آمد کا پتا چل جاتا تھا جب کہ بسا اوقات اچانک حملہ مقصود ہوتا تھا۔ یہ وجہ ہو تو مخصوص حالات میں منع ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ مطلقاً منع ہے کیونکہ حدیث نمبر ۵۲۲۴ میں گھر کا بھی ذکر ہے۔

٥٢٢٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٣.

٥٢٢٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ الطَّرَسُوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُوسٰى قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ».

۵۲۲۳-حضرت سالم نے اپنے والد محترم سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جس میں گھنٹی ہو۔''

٥٢٢٣(ب)- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مُوسٰى، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ».

۵۲۲۳-(ب) حضرت سالم اپنے باپ (حضرت عبداللہ عمر ؓ) سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنگرو (یا گھنٹیاں) ہوں۔''

٥٢٢٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بَابَيْهِ مَوْلٰى آلِ نَوْفَلٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُلْجُلٌ وَلَا جَرَسٌ، وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ».

۵۲۲۴- نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنگرو یا گھنٹی ہو۔ اور فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جس میں گھنٹی ہو۔''

٥٢٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٤.

٥٢٢٣ب ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٥.

٥٢٢٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٦. ✻ سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، وللحديث شواهد، سبقت بعضها.

فوائد و مسائل: ① گھنگرو جانوروں' پرندوں حتیٰ کہ بچوں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔ اسی طرح جانوروں' پرندوں اور بچوں کے پاؤں میں بھی باندھے جاتے ہیں جب کہ بڑے جانوروں کی گردنوں میں بھی گھنٹی ڈالی جاتی ہے۔ ویسے بھی سکولوں اور گرجوں میں گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے گھنٹی کو شیطانی آواز فرمایا ہے' لہٰذا کہیں ضرورت اور مجبوری ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ بلا وجہ جائز نہیں۔ ② فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ محافظ فرشتے اور کاتبین فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ گویا گھنٹی والی جگہ فرشتوں کی بجائے شیطان ہوتا ہے' اس لیے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوتی۔

٥٢٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَعْنِي فَرَآنِي رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ كُلِّ الْمَالِ، قَالَ: «فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُهُ عَلَيْكَ».

٥٢٢٥- حضرت ابوالاحوص اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے میرے بوسیدہ سے کپڑے دیکھے تو فرمایا: ''کیا تیرے پاس مال ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! ہر قسم کا مال ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے تو تجھ پر اس کے اثرات نظر آنے چاہئیں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور آئندہ حدیث کا قریبی باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ کتاب الزینة سے تعلق ہے۔ ② ''اثرات نظر آنے چاہئیں'' یعنی اپنی حیثیت کے مطابق رہنا چاہیے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ایک صورت ہے' نیز امیر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق رہے تو سائلین کو سہولت رہے گی ورنہ لوگ اسے مستحق سمجھ کر اس کو زکاۃ پیش کریں گے جو اس کے لیے خجالت کا سبب ہو گی' البتہ اچھے کپڑے پہن کر کسی کو حقیر نہ سمجھے۔

٥٢٢٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ:

٥٢٢٦- حضرت ابوالاحوص کے والد سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بہت کم مرتبہ لباس میں آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''کیا تیرے

٥٢٢٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، ح: ٤٠٦٣ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٧. * أبو الأحوص هو عوف بن مالك بن نضلة.

٥٢٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٨.

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، مِنْ كُلِّ الْمَالِ، قَالَ: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ» قَالَ: قَدْ آتَانِي اللهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، قَالَ: «فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ».

پاس کوئی مال ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! ہر قسم کا مال ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کس قسم کا؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ' گائے' بکریاں' گھوڑے اور غلام سب کچھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے تو پھر تجھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے آثار نظر آنے چاہئیں۔''

فائدہ: لباس کسی کی شخصیت کا عکاس ہوتا ہے' نیز عموماً لباس سے انسان کی مالی' ذہنی اور سماجی حیثیت کا پتا بھی چلتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ لباس سے کسی کے مہذب اور غیر مہذب ہونے کا پتا بھی چلتا ہے' اس لیے لباس صاف ستھرا' باپردہ اور مالی لحاظ سے حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ البتہ فخر و تکبر نہیں ہونا چاہیے۔ ﴿وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ صحیح لباس وہی ہے جس میں کنجوسی' فضول خرچی' عریانی' ریاکاری اور فخر سے پرہیز کیا گیا ہو۔ لباس کے معاملے میں زیادہ تکلف بھی معیوب ہے جس سے انسان خود تنگی میں پڑ جائے۔ ریشم پہننا اور لباس ٹخنوں سے نیچے لٹکانا شرعاً حرام ہے' خواہ کسی بھی نیت سے ہو' البتہ شرعی عذر اور مجبوری قابل قبول ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

.....كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ الْمُجْتَبىٰ

زینت سے متعلق احکام ومسائل (مجتبیٰ میں سے)

مجتبیٰ، سنن کبریٰ ہی سے مختصر ہے اس لیے مجتبیٰ کی اکثر روایات سنن کبریٰ میں آتی ہیں۔ کتاب الزینة (سنن کبریٰ) میں آئندہ روایات میں سے اکثر گزر چکی ہیں۔ بہت سی روایات نئی بھی ہیں۔

(المعجم ٥٥) - ذِكْرُ الْفِطْرَةِ (التحفة ٥٣)

٥٢٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَالْخِتَانُ».

باب:۵۵-فطرت کا بیان (فطری چیزوں کا ذکر)

۵۲۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں تراشنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا' زیر ناف بال مونڈنا اور ختنہ کروانا''۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۵۰۴۳.

(المعجم ٥٦) - إِحْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٤)

٥٢٢٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

باب:۵۶-مونچھیں ختم کرنا اور ڈاڑھی پوری رکھنا

۵۲۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٥٢٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠.

٥٢٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥.

قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى» .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو ختم کرو اور ڈاڑھی پوری رکھو۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث:١٥.

(المعجم ٥٧) - حَلْقُ رُءُوسِ الصِّبْيَانِ (التحفة ٥٥)

باب:٥٧- بچوں کے سر منڈوانا (جائز ہے)

٥٢٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَمْهَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثَةً أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ» ثُمَّ قَالَ: «اُدْعُوا لِيَ بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ: «اُدْعُوا لِي الْحَلَّاقَ» فَأَمَرَ بِحَلْقِ رُؤُوسِنَا . مُخْتَصَرٌ .

٥٢٢٩- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت جعفر طیار ؓ کی شہادت کے موقع پر) تین دن تک تو حضرت جعفر کی اولاد کو کچھ نہ کہا بلکہ تشریف بھی نہ لائے۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''تم آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔'' پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔'' ہمیں آپ کے پاس لایا گیا تو ہم چوزوں کی طرح (چھوٹے چھوٹے) تھے۔ فرمایا: ''حجام کو میرے پاس بلاؤ۔'' پھر آپ نے اسے ہمارے سر مونڈنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ نوحہ اور بین کرنے کے بغیر' میت پر رونا' اور آنسو بہانا' جبکہ وہ اونچی آواز میں نہ ہو' جائز ہے' نیز میت پر غمزدہ اور غمگین ہونا بھی شرعاً جائز ہے۔ ہاں! البتہ اس ''برائے سوگ'' رونے کی اجازت صرف تین دن تک دی گئی ہے۔ تین دن کے بعد اس کی اجازت بھی نہیں۔ واللہ أعلم. ② حضرت جعفر ؓ حضرت علی ؓ کے بڑے بھائی تھے اور رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو اور حضرت جعفر طیار ؓ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ ''نہ رونا'' مطلقاً رونے سے نہیں روکا بلکہ سوگ کے طور پر' جیسے

٥٢٢٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في حلق الرأس، ح: ٤١٩٢ من حديث وهب بن جرير به.

عام وفات سے تین دن تک سوگ کیا جاتا ہے۔ تعزیت کے لیے آنے والے ملتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً رونے کی آوازیں اٹھتی رہتی ہیں ورنہ آنسو تو کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔ آنسوؤں پر کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ ④ سر مونڈنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، بچہ ہو یا بڑا بشرطیکہ سارا سر مونڈا جائے۔ بودیاں نہ چھوڑی جائیں۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَحْلِقَ بَعْضَ شَعْرِ الصَّبِيِّ وَيَتْرُكَ بَعْضَهُ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۸- بچے کے کچھ بال مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت

٥٢٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

۵۲۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: قزع سے مراد یہی ہے کہ کچھ بال مونڈ دیے جائیں، کچھ چھوڑ دیے جائیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۰۵۱.)

٥٢٣١- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

۵۲۳۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو قزع سے منع فرماتے سنا ہے۔

٥٢٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

۵۲۳۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٣٠_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٥٤. * حماد هو ابن زيد.

٥٢٣١_ [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق.

٥٢٣٢_ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٥٢٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.

۵۲۳۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٥٩) - اِتِّخَاذُ الْجُمَّةِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۹- کانوں سے نیچے (کندھوں) تک زلفیں چھوڑنا

٥٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مَرْبُوعًا عَرِيضَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، كَثَّ اللِّحْيَةِ، تَعْلُوهُ حُمْرَةٌ، جُمَّتُهُ إِلَى شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۲۳۴- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے آدمی تھے۔ کندھوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ تھا۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ آپ کے سفید رنگ میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے سر کے لمبے لمبے بال کانوں کی کونپلوں تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ مرد کے لیے زلفیں چھوڑنا اور لمبے بال رکھنا جائز ہے، خواہ وہ کندھوں تک چلی جائیں، تاہم کندھوں سے نیچے بال لٹکانا مردوں کے لیے درست نہیں کیونکہ یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، نیز کندھوں سے نیچے بال لٹکانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، حالانکہ آپ کے بال مبارک اکثر اوقات لمبے ہوتے تھے، یعنی کبھی کانوں کی نرم لو تک، کبھی کندھوں تک اور کبھی اس کے درمیان تک ہوا کرتے تھے۔ ② پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تفصیل حدیث: ۵۰۵۶، ۵۰۶۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ③ ”سرخ جوڑے میں“ عربی میں جوڑے کے لیے حلہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یہ دو چادریں ہوتی تھیں۔ ایک تہبند کے طور پر باندھی جاتی تھی اور دوسری اوپر اوڑھ لی جاتی تھی۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٢٣٣- أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠/ ١١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وانظر الحديث السابق.

٥٢٣٤- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥١، ومسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ وأنه كان أحسن الناس وجهًا، ح: ٢٣٣٧ من حديث شعبة به.

٥٢٣٥- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۲۳۵-حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کوئی لمبے لمبے بالوں والا سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرح خوب صورت نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں سے ٹکراتے تھے۔ (آپ کی زلفیں کندھوں پر لہراتی تھیں۔)

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۰۶۵.

٥٢٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ.

۵۲۳۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

فائدہ: نبی ﷺ کے بالوں کی بابت احادیث میں تین الفاظ آئے ہیں: الجمّة، اللّمّة اور الْوفرة. اَلْجُمَّة: کندھوں اور شانوں تک لٹکی ہوئی زلفیں اَللِّمَّة: کان کی لو سے بڑھی ہوئی زلفیں اور اَلْوَفْرَة: کانوں تک پہنچنے والے یعنی کانوں سے ملے ہوئے بال وفرہ کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک' مختلف اوقات میں مختلف صورتوں میں ہوا کرتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں ایک صورت کا ذکر ہے۔

٥٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ إِلَى مَنْكِبَيْهِ.

۵۲۳۷-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک بال کندھوں کو لگتے تھے۔

(المعجم ٦٠) - تَسْكِينُ الشَّعْرِ (التحفة ٥٨)

باب:٦٠- بالوں کو (تیل اور کنگھی وغیرہ سے) سنوارنا

٥٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ:

۵۲۳۸-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

٥٢٣٥ـ أخرجه مسلم: ٢٣٣٧/ ٩٢ من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق.

٥٢٣٦ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٧/ ٩٦ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٥٢٣٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٣، ٥٩٠٤، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨/ ٩٥ من حديث حبان بن هلال به.

٥٢٣٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، ح: ٤٠٦٢ من حديث◄◄

أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ ابْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَرَأَى رَجُلًا ثَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: «أَمَا يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ».

نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے (ناپسند کرتے ہوئے) فرمایا: ''کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بالوں کو سنوار سکے۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جب کوئی شخص لمبے بال اور زلفیں رکھے تو اسے چاہیے کہ ان کی عزت کرے، یعنی انھیں سنوار کر رکھے، تیل لگائے اور کنگھی کرے، نیز انھیں پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: [مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ] ''جس شخص نے بال رکھے ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی عزت کرے، یعنی انھیں بنا سنوار کر رکھے۔'' (سنن أبي داود، الترجّل، باب في إصلاح الشعر، حديث: ۴۱۶۳، وقال الألباني حسن صحيح) بالوں کی عزت، یعنی انھیں سنوارنے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ ایک شیشہ اور کنگھی ہمیشہ جیب کی زینت بنی رہے۔ اس حوالے سے کچھ روایات بھی منقول ہیں لیکن وہ درجۂ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ ہاں بوقت ضرورت ان کا خیال کیا جائے، اور اس کی حد ایک دن چھوڑ کر کنگھی کرنا ہے، بلاناغہ ٹیپ ٹاپ کی ممانعت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا] (سنن أبي داود، الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه، حديث: ۴۱۵۹) ''رسول اکرم ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔'' ② میلا کچیلا رہنا اور بالوں کو نہ سنوارنا زہد ہے نہ سادگی بلکہ یہ حماقت اور جہالت ہے، جو کسی بھی طرح ایک باوقار اور قابل احترام مسلمان کے لائق نہیں۔ اسلام انتہائی صاف ستھرا اور پاکیزہ دین ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کا تقاضا کرتا ہے۔ مزید برآں رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہے اور حسن وجمال کو پسند فرماتا ہے۔'' (مسند أحمد: ۴/۱۳۳، ۱۳۴)

۵۲۳۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَتْ لَهُ جُمَّةٌ ضَخْمَةٌ،

۵۲۳۹- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے لمبے لمبے بال تھے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ ان (بالوں) سے اچھا سلوک کرو اور ہر روز کنگھی کیا کرو۔

◄◄ الأوزاعي به، وهو في التمهيد: ۵/ ۵۲ بالسماع المسلسل منه إلى ابن المنكدر.

۵۲۳۹- [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي. * محمد بن المنكدر لم يسمع من أبي قتادة كما في التهذيب وغيره.

فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُحْسِنَ إِلَيْهَا وَأَنْ يَتَرَجَّلَ فِي كُلِّ يَوْمٍ.

(المعجم ٦١) - **فَرْقُ الشَّعْرِ** (التحفة ٥٩)

باب:٦١- بالوں میں مانگ نکالنا

٥٢٤٠- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ شُعُورَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ.

۵۲۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے (بالوں میں مانگ نہیں نکالا کرتے تھے)۔ جب کہ مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جب تک کسی بات کے متعلق (بذریعۂ وحی) کوئی حکم نہ آتا تو آپ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی (سر میں) مانگ نکالنے لگے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عادات میں جب تک نہی نہ آئے' جواز قائم رہتا ہے۔ چونکہ مانگ نکالنے سے نہی وارد نہیں ہوئی' لہٰذا مانگ نکالنا جائز ہے اور نہ نکالنا بھی جائز ہے کیونکہ نکالنے کا حکم بھی وارد نہیں۔ آپ سے مانگ نکالنا بھی ثابت ہے اور نہ نکالنا بھی۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کی بابت شریعت نے کوئی مخصوص حکم نہیں دیا۔ حالات کے تحت دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ایسے مسائل میں آپ کا اہل کتاب کی موافقت کرنا ان کی تالیف قلب کے لیے تھا کہ شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں مگر جب محسوس فرمایا کہ ان کے لیے موافقت بھی مفید نہیں تو آپ نے ان کی موافقت چھوڑ دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت اس لیے بھی پسند تھی کہ وہ کم از کم' دعوے کی حد تک ہی سہی' سماوی دین پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار تھے۔ اس کے برعکس مشرکین تو پکے بت پرست تھے۔ ② مانگ سر کے درمیان میں نکالنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ درمیان میں مانگ نکالنا ہی تھی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - **اَلتَّرَجُّلُ** (التحفة ٦٠)

باب:٦٢- کنگھی کرنا

٥٢٤١- **أَخْبَرَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۲۴۱- حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے

٥٢٤٠_ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٥٨ من حديث ابن وهب، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح:٢٣٣٦ من حديث الزهري به.

٥٢٤١_ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح:٥٠٦١.

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدٌ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ. سُئِلَ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنِ الْإِرْفَاهِ قَالَ: مِنْهُ التَّرَجُّلُ.

کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی جن کو عبید کہا جاتا تھا' نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ ناز نخرے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن بریدہ سے پوچھا گیا: ناز نخرے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اسی میں سے (ہر روز) کنگھی کرنا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: ۵۰۶۱، ۵۰۵۷، ۵۲۳۹۔

(المعجم ٦٣) - اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ (التحفة ٦١)

باب: ۶۳- دائیں طرف سے کنگھی شروع کرنا

٥٢٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَشْعَثُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ.

۵۲۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر ممکن حد تک دائیں طرف سے ابتدا فرماتے تھے۔ وضو میں' جوتا پہنتے وقت اور کنگھی فرماتے وقت۔

244

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۵۰۶۲۔

(المعجم ٦٤) - اَلْأَمْرُ بِالْخِضَابِ (التحفة ٦٢)

باب: ۶۴- خضاب کرنے (بالوں کو رنگنے) کا حکم

٥٢٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

۵۲۴۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو۔''

٥٢٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٢.

٥٢٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٧٥.

الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۰۷۲ اور ۵۰۷۷۔

٥٢٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ - وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَبِي قُحَافَةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَأَنَّهُ ثَغَامَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «غَيِّرُوا أَوِ اخْضِبُوا».

۵۲۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ ان کا سر اور ڈاڑھی ثغامہ کی طرح تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان کا رنگ بدلو (یا فرمایا:) ان کو خضاب کرو۔''

فائدہ: ثغامۃ پہاڑ کی چوٹی پر اگنے والی گھاس جس کے پھل اور پھول بالکل سفید ہوتے ہیں' نیز خشک ہونے پر اس کی سفیدی اور بڑھ جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۰۷۹۔

(المعجم ٦٥) - تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۵- ڈاڑھی کو زرد کرنا

٥٢٤٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ.

۵۲۴۵- حضرت عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' وہ ڈاڑھی کو زرد کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق بات کی تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اپنی ڈاڑھی مبارک کو زرد کرتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۰۸۶ تا ۵۰۸۹۔

٥٢٤٤ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ح: ٢١٠٢/ ٧٨، ٧٩ من حديث أبي الزبير به نحو المعنى.

٥٢٤٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، الحج، باب الإهلال من حيث تنبعث الراحلة، ح: ١١٨٧ من حديث عبيد بن جريج به.

(المعجم ٦٦) - تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ (التحفة ٦٤)

باب:٦٦- ڈاڑھی کو ورس اور زعفران سے زرد کرنا

٥٢٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۵۲۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ سبتی جوتے پہنا کرتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو ورس اور زعفران سے رنگتے تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''سبتی جوتے'' دباغت شدہ چمڑے سے بنائے گئے جوتوں کو کہتے ہیں۔ ان پر بال نہیں ہوتے۔ عرب میں بالوں سمیت چمڑے کے جوتوں کا بھی رواج تھا۔ ان کے مقابلے میں سبتی جوتوں کو قیمتی سمجھا جاتا تھا۔ ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ② ورس اور زعفران رنگ دار خوشبوئیں ہیں۔ ان کا استعمال مرد کے لیے جسم میں تو درست نہیں، البتہ بالوں کو رنگا جا سکتا ہے، باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا ڈاڑھی کو رنگنا تو اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۰۸۶، ۵۰۸۹ اور ۵۱۱۸۔

(المعجم ٦٧) - اَلْوَصْلُ فِي الشَّعْرِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٧- بالوں میں دوسرے بال ملانا (ناجائز ہے)

٥٢٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ وَأَخْرَجَ مِنْ كُمِّهِ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: يَاأَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟

۵۲۴۷- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن نے فرمایا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں منبر پر فرماتے سنا جب کہ انھوں نے اپنی آستین سے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا: اے مدینہ والو! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو اس جیسے جعلی بالوں سے منع

٥٢٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في خضاب الصفرة، ح: ٤٢١٠ من حديث عمرو بن محمد به.

٥٢٤٧ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٦٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٧ من حديث الزهري به.

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ نِسَاؤُهُمْ مِثْلَ هٰذَا».

فرماتے سنا، نیز آپ نے فرمایا: ”جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے اس قسم کے کام اختیار کیے تو وہ ہلاک ہوگئے۔“

فائدہ: ”کہاں ہیں؟“ یعنی وہ تمھیں ان کاموں سے روکتے کیوں نہیں؟ باقی کے لیے تفصیل ملاحظہ فرمائیے، حدیث: ۵۰۹۵.

٥٢٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخَذَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرٰى أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُودَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّورَ.

۵۲۴۸- حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو ہم سے خطاب فرمایا۔ انھوں نے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ اور کوئی شخص یہ کام کرتا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے اسے ”زُور“ (جعل سازی) قرار دیا۔

فائدہ: اَلزُّور کے معنی ہیں: ”باطل، جھوٹ، جعل سازی“ وغیرہ۔ مذکورہ فعل کو زور کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ ایک فریب ہے کہ کسی دوسرے کے بال کوئی اپنے سر میں لگالے اور لوگوں کو دکھائے کہ یہ میرے سر کے بال ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

(المعجم ٦٨) - وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ (التحفة ٦٦)

باب: ۶۸- دھجی سے بال جوڑنا

٥٢٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۵۲۴۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! نبیٔ اکرم ﷺ نے تمھیں جعلی بال لگانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ ایک سیاہ رنگ کا کپڑا لائے اور لوگوں کے سامنے پھینکا اور فرمایا: یہ ہے وہ جعل سازی۔ عورت اسے اپنے بالوں میں لگاتی ہے۔ پھر اوپر سے اوڑھنی

٥٢٤٨_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

٥٢٤٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

نَهَاكُمْ عَنِ الزُّورِ، قَالَ: وَجَاءَ بِخِرْقَةٍ سَوْدَاءَ فَأَلْقَاهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقَالَ: هُوَ هٰذَا تَجْعَلُهُ الْمَرْأَةُ فِي رَأْسِهَا ثُمَّ تَخْتَمِرُ عَلَيْهِ.

اوڑھ لیتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''خِرَق'' اس کا مفرد خرقة ہے یعنی دھجی (کپڑے کی لمبی پٹی)۔ ② ''اوڑھ لیتی ہے'' تاکہ جعل سازی کا پتا نہ چلے اور بال زیادہ محسوس ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں میں کسی چیز کا اضافہ درست نہیں خواہ دوسری چیز بال ہوں یا کپڑے کے ٹکڑے جن سے کسی کو بالوں کی کثرت کا دھوکا دیا جا سکے۔ البتہ بالوں کو قابو کرنے کے لیے دھاگے وغیرہ کا پراندہ استعمال کیا جا سکتا ہے خواہ وہ سیاہ ہی ہو کیونکہ اس سے دھوکا دہی نہیں ہوتی۔ وہ سر پر نہیں ہوتا کہ کثرت کا گمان ہو بلکہ وہ پشت پر لٹکتا ہے نیز اسے دیکھنے سے صاف پتا چلتا ہے کہ یہ بال نہیں دھاگا ہے۔ ③ اس حدیث کا ترجمہ ایک اور انداز سے بھی ممکن ہے کہ ''آپ سیاہ رنگ کا کپڑا لائے اور لوگوں کے سامنے پھینکا اور فرمایا: اسے عورت اپنے بالوں میں لگا سکتی ہے۔ اوپر سے اوڑھنی اوڑھ لے۔'' اس صورت میں سیاہ رنگ کے کپڑے سے مراد پراندہ ہی ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہوگا کہ جعلی بال ملانے درست نہیں کیونکہ ان سے دھوکا دہی ہوتی ہے۔ البتہ کپڑا یا پراندہ وغیرہ لگا لیا جائے تاکہ بال منتشر نہ ہوں اور انھیں اس کے ساتھ باندھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ کپڑے کے ساتھ جعل سازی ممکن نہیں۔ وہ دور ہی سے بالوں سے مختلف نظر آتا ہے اور اس کا مقصد بھی سمجھ میں آتا ہے۔ پہلا ترجمہ الفاظ کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ أعلم.

٥٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الزُّورِ، وَالزُّورُ الْمَرْأَةُ تَلُفُّ عَلٰى رَأْسِهَا.

۵۲۵۰- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعل سازی سے منع فرمایا۔ اور جعل سازی یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر (جعلی بال وغیرہ) لپیٹ لے۔

فائدہ: ''لپیٹ لے'' تاکہ زیادہ معلوم ہوں۔ مقصد دوسروں کو دھوکا دینا ہوتا ہے یا اپنے حسن میں اضافہ اور یہ دونوں چیزیں منع ہیں۔ دھوکا دہی بھی اور تکلف کے ساتھ حسن میں اضافہ بھی۔

٥٢٥٠- [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

(المعجم ٦٩) - لَعْنُ الْوَاصِلَةِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٩-جعلی بال لگانے والی عورت پر لعنت کا بیان

٥٢٥١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ.

۵۲۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

فائدہ: کسی برے کام یا وصف پر لعنت کرنا جائز ہے البتہ کسی معین شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ صریح کفر پر ہو یا اللہ اور اس کے رسول نے اس پر لعنت کی ہو جیسے ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ (اللهب ١:١١١)

(المعجم ٧٠) - لَعْنُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ (التحفة ٦٨)

باب:٧٠-جعلی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں پر لعنت کا بیان

٥٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِنْتًا لِي عُرُوسٌ وَإِنَّهَا اشْتَكَتْ فَتَمَزَّقَ شَعْرُهَا، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ وَصَلْتُ لَهَا فِيهِ؟ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

۵۲۵۲- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیٹی کی شادی تازہ تازہ ہوئی ہے۔ وہ بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے۔ اگر میں ان میں مصنوعی بالوں سے اضافہ کرلوں تو کیا میں گناہ گار ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

فائدہ: معلوم ہوا گنجی عورت بھی مصنوعی بال نہیں لگا سکتی کیونکہ اس میں بھی دھوکا دہی پائی جاتی ہے' نیز غیر ضروری تکلف پایا جاتا ہے کیونکہ کم بالوں کے ساتھ بھی گزارا ہو سکتا ہے' لیکن مصنوعی دانت' اعضاء اور لینز وغیرہ لگوائے جا سکتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٧١) - لَعْنُ الْوَاشِمَةِ وَالْمُوتَشِمَةِ (التحفة ٦٩)

باب:٧١-گودنے والی اور گدوانے والی (رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی) عورتوں پر لعنت کا بیان

٥٢٥١_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٨.

٥٢٥٢_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٧.

٥٢٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ.

۵۲۵۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی، لگوانے والی، رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: حسن کی خاطر جسم کے بعض حصوں کو سوئی سے چھید کر سرمہ یا کوئی اور رنگ بھرا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنا، نیز غیر ضروری تکلف ہے، لہٰذا منع ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۵۰۹۴۔)

(المعجم ٧٢) - لَعْنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ (التحفة ٧٠)

باب: ۷۲- بال اکھیڑنے والی اور دانت کھلے کرنے والی عورتیں بھی ملعون ہیں

٥٢٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، أَلَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی اور دانت کھلے کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۱۰۲ اور ۵۱۱۰۔

٥٢٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ

۵۲۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی، دانت کھلے کرنے والی اور بال اکھیڑنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ عزوجل کی پیدا کردہ

٥٢٥٣_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٨.
٥٢٥٤_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٢.
٥٢٥٥_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٣.

ﷺ اَلْـوَاشِـمَـاتِ وَالْـمُـتَـفَـلِّـجَـاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

شکل وصورت کو بدلتی ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۱۱۲.

٥٢٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، وَالْمُتَوَشِّمَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: وَمَا لِي لَا أَقُولُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی' دانتوں کو کھلا کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلتی ہیں۔ ایک عورت ان کے پاس آئی اور کہا: آپ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں وہ بات کیوں نہ کہوں جو رسول ﷺ نے فرمائی ہو؟

٥٢٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، أَلَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے رنگ بھروانے والی اور بہ تکلف بال اکھیڑنے والی' دانت کھلے کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

(المعجم ٧٣) - **اَلتَّزَعْفُرُ** (التحفة ٧١)

باب: ۷۳- زعفران لگانا

٥٢٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ

۵۲۵۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٥٦_[صحيح] وله شواهد، انظر، ح: ٥٠٩٩.

٥٢٥٧_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٣.

٥٢٥٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٠٧.

قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

فائدہ: مرد کے لیے اپنے جسم کو زعفران لگانا متفقہ حرام ہے۔ ڈاڑھی کو لگانا متفقہ حلال ہے اور کپڑوں کو لگانا مختلف فیہ ہے۔ عورتوں کے لیے جسم میں بھی جائز ہے اور کپڑوں میں بھی۔

٥٢٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ جِلْدَهُ.

۵۲۵۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مرد اپنے جسم کو زعفران لگائے۔

فائدہ: زعفران رنگ والی خوشبو ہے اور ہر مرد کے لیے رنگ والی خوشبو حرام ہے۔ عورت کے لیے جائز ہے۔

(المعجم ٧٤) - اَلطِّيبُ (التحفة ٧٢)

باب:۷۴- خوشبو کا بیان

٥٢٦٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطِيبٍ لَمْ يَرُدَّهُ.

۵۲۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب خوشبو کا تحفہ لایا جاتا تو آپ اسے رد نہیں فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو استعمال کرنا پسندیدہ عمل ہے، نیز کوئی شخص خوشبو کا ہدیہ دے تو اسے قبول کر لینا چاہیے، رد نہیں کرنا چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں خوشبو کے ساتھ دو اور چیزوں کا بھی ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: اَلْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ] اَلدُّهْنُ: يُعْنٰى بِهِ الطِّيبُ] (جامع الترمذي' الأدب' حديث:۲۷۹۰) ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ (کسی کو ہدیتاً دی جائیں تو) وہ رد نہ کی جائیں: سرہانہ وتکیہ (گدا وغالیچہ) تیل اور دودھ۔'' امام ترمذی فرماتے ہیں کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو خوشبو سے خصوصی لگاؤ تھا کیونکہ آپ کے پاس فرشتوں کا آنا جانا رہتا تھا اور فرشتے بدبو

٥٢٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤١٧٩، والترمذي، ح: ٢٨٥١.

٥٢٦٠ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب ما لا يرد من الهدية، ح: ٢٥٨٢ من حديث عزرة به.

سے شدید نفرت کرتے ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ ہر وقت بہترین خوشبو سے معطر رہتے تھے۔ خود آپ کا جسم مبارک بھی ذاتی طور پر خوشبودار تھا۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٢٦١- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ.

۵۲۶۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے، اس لیے کہ یہ اٹھانے میں ہلکی اور مہک میں پاکیزہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کوئی بھی تحفہ رد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور تحفہ پیش کرنے والے کی دل شکنی ہوگی الا یہ کہ تحفہ دینے والا عوض لینے کی نیت سے تحفہ دے اور تحفہ لینے والا عوض دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ خوشبو معمولی چیز ہے۔ اس کا عوض دینا بھی آسان ہے۔ اٹھانے میں ہلکی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس کا معاوضہ دینا آسان ہے، نیز یہ کوئی بہت بڑا احسان نہیں کہ دوسرا آدمی زیر بار ہو جائے، لہٰذا خوشبو کا تحفہ لے لینا چاہیے۔ ② حدیث سے ضمناً معلوم ہوا کہ تحفہ قلیل بھی ہو تو دینے یا لینے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے، نیز کسی بھی تحفے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ رد کرنا چاہیے۔

٥٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ:

۵۲۶۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز پڑھنے مسجد کو جائے تو کسی قسم کی خوشبو نہ لگائے۔''

٥٢٦١ـ أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك، وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب، ح: ٢٢٥٣ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به.

٥٢٦٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسِّي طِيبًا».

فائدہ: گویا گھر کے اندر اپنے خاوند کے سامنے خوشبو لگا سکتی ہے۔ طیب سے مراد زینت بھی ہو سکتی ہے کہ مسجد کو جاتے وقت زینت بھی نہ لگائے بلکہ سادہ حالت اور سادہ کپڑوں میں جائے تاکہ کسی کے لیے فتنے کا باعث نہ ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۱۳۰ سے ۵۱۳۵)

٥٢٦٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ: أَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ الثَّقَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «إِذَا خَرَجْتِ إِلَى الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسِّ طِيبًا».

۵۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں جائے تو خوشبو وغیرہ نہ لگایا کر۔''

٥٢٦٤- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيبًا».

۵۲۶۴- حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو عورت بھی مسجد کو جائے' وہ خوشبو کے قریب بھی نہ جائے۔''

فائدہ: جب مسجد جاتے وقت خوشبو کی اجازت نہیں' حالانکہ وہ مقدس جگہ ہے تو بازار یا لوگوں کے گھروں یا کھیتوں میں جاتے وقت خوشبو کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

٥٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللهِ

۵۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بھی خوشبو لگائے' وہ

٥٢٦٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.

٥٢٦٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.

٥٢٦٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣١.

ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ».

ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے نہ آئے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۱۳۱.

(المعجم ٧٥) - ذِكْرُ أَطْيَبِ الطِّيبِ (التحفة ٧٣)

باب: ۷۵- بہترین خوشبو کا ذکر

٥٢٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَالْمُسْتَمِرِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِمْرَأَةً حَشَتْ خَاتَمَهَا بِالْمِسْكِ فَقَالَ: «وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ».

۵۲۶۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک عورت کا ذکر فرمایا جس نے اپنی انگوٹھی کو کستوری سے بھر رکھا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ سب سے اچھی اور پاکیزہ خوشبو ہے۔''

فوائد ومسائل: ① انگوٹھی کے نگ میں کستوری بھری ہوگی۔ ممکن ہے ساری انگوٹھی کھوکھلی ہو۔ یہ عورت بنی اسرائیل میں سے تھی۔ ② اگر عورت نے گھر سے باہر جانا ہو تو ایسی (خوشبو والی) انگوٹھی پہن کر نہیں جا سکتی۔ گھر کے اندر پہن سکتی ہے۔ ③ اس عورت کا ذکر بطور تعریف بھی ہوسکتا ہے اور بطور مذمت بھی۔ تعریف اور مذمت استعمال کے لحاظ سے ہے۔

(المعجم ٧٦) - تَحْرِيمُ لُبْسِ الذَّهَبِ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۶- سونا پہننے کی حرمت کا بیان

٥٢٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَيَزِيدُ وَمُعْتَمِرٌ وَبِشْرُ بْنُ

۵۲۶۷- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ریشم اور سونا

٥٢٦٦_[صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٦.

٥٢٦٧_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٥١.

الْمُفَضَّلِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَحَلَّ لِإِنَاثِ أُمَّتِي الْحَرِيرَ وَالذَّهَبَ، وَحَرَّمَهُ عَلَى ذُكُورِهَا».

میری امت کی عورتوں کے لیے حلال قرار فرمایا ہے اور مردوں کے لیے حرام۔"

فائدہ: عورتوں کے لیے سونا پہننا حلال ہے مگر سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے منع ہے کیونکہ یہ قطعاً غیر ضروری ہے اور سوائے فخر و نمائش کے اس کا کوئی مقصد نہیں۔ زیورات بھی صرف زینت کی حد تک عورت استعمال کر سکتی ہے، فخر و مباہات کے لیے نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۱۳۹ سے ۵۱۴۶ تک۔)

(المعجم ۷۷) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ خَاتَمِ الذَّهَبِ (التحفة ۷۵)

باب: ۷۷-(مرد کے لیے) سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۵۲٦۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَفْصٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نُهِيتُ عَنِ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے سرخ کپڑے، سونے کی انگوٹھی اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا گیا۔

فائدہ: "سرخ کپڑا" بعض محققین کا قول ہے کہ مرد کے لیے خالص سرخ کپڑا پہننا منع ہے۔ صرف سرخ دھاریاں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ یا مطلق سرخ مراد نہیں بلکہ معصفر اور مزعفر مراد ہیں جن کی حرمت کا ذکر دوسری احادیث میں ہے۔ سرخ کی باقی اقسام جائز ہیں۔ واللہ أعلم۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۱۷۵۔)

۵۲٦۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ:

۵۲۶۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، رکوع کی حالت میں

۵۲٦۸ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨١ من حديث محمد بن جعفر غندر به.

۵۲٦۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۰٤۲.

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ.

قرآن پڑھنے‘قسی اور معصفر کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: دیکھیے‘احادیث:۵۱۶۸‘۵۱۷۵۔

۵۲۷۰- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبُوسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۷۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی‘قسی اور معصفر کے لباس پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے روکا ہے۔

۵۲۷۱- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۵۲۷۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع کے دوران میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

۵۲۷۲- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي

۵۲۷۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسم سے رنگے ہوئے کپڑے سونے کی انگوٹھی‘قسی کپڑے کے لباس پہننے اور رکوع کی

۵۲۷۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۰٤٤.

۵۲۷۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۰٤٤.

۵۲۷۲ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۰٤٤.

عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ الْفَدَكِيُّ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٧٣- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ لُبْسِ ثَوْبٍ مُعَصْفَرٍ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيَّةِ، وَأَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۷۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا ہے: معصفر کپڑا پہننے، سونے کی انگوٹھی پہننے، قس بستی کے بنے ہوئے کپڑے پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے۔

٥٢٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ أَنَّ ابْنَ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ، وَأَنْ يَقْرَأَ وَهُوَ رَاكِعٌ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

۵۲۷۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے معصفر کپڑے اور ریشم پہننے، دوران رکوع میں قرآن پڑھنے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۵۲۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٢٧٣_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧٥_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال ... الخ، ح: ٢٠٨٩ عن محمد بن المثنى، والبخاري، اللباس، باب خواتيم الذهب، ح: ٥٨٦٤ من حديث محمد بن جعفر غندر به.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٥٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ.

۵۲۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: مندرجہ بالا چیزوں سے نہی صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خاص نہیں' امت کے تمام مردوں کے لیے ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۱۷۵.

(المعجم ٧٨) - صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَقْشِهِ (التحفة ٧٦)

باب: ۷۸- نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کے نقش کا بیان

٥٢٧٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَإِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا». فَنَبَذَهُ، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۲۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے اپنے دست مبارک میں پہنا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا لیکن اب اسے ہرگز نہیں پہنوں گا۔'' پھر آپ نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

٥٢٧٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٢٧٧_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥١٦٧.

فائدہ: اتار پھینکنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انھیں باندازِ نفرت اتارلیا اور آئندہ کبھی نہ پہننے کا عزم کرلیا تو یوں سمجھو' پھینک دیا۔ یہ لفظ اظہارِ نفرت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٢٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (کے نگینے) میں ''محمد رسول اللہ'' منقش تھا۔

٥٢٧٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَفَصُّهُ حَبَشِيٌّ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۷۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشی انداز کا تھا اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کیا گیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۱۹۹.

٥٢٨٠- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ فَقَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۸۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ لوگوں نے کہا: حضور! وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے۔ آپ نے چاندی کی مہر بنوالی۔ مجھے یوں محسوس ہورہا ہے کہ میں اب بھی اس کی چمک آپ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے۔

٥٢٧٨_ أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٤ من حديث عبيدالله ابن عمر به مطولاً.

٥٢٧٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٩٩.

٥٢٨٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٠٤.

٥٢٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَفَصُّهُ حَبْشِيٌّ.

۵۲۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشہ کا بنا ہوا تھا۔

٥٢٨٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ وَفَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نگینے کی تفصیل حدیث: ۵۱۹۹ میں گزر چکی ہے۔

٥٢٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدِ اصْطَنَعْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ».

۵۲۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر ایک خاص نقش (محمد رسول اللہ) کندہ کروایا ہے' لہٰذا کوئی شخص اس جیسا نقش نہ بنوائے۔

فائدہ: ''ہم نے'' ممکن ہے یہ الفاظ کسی راوی کے ہوں' یعنی اس نے احتراماً جمع کے الفاظ ذکر کر دیے ہیں۔ اگرچہ غالب امکان یہ ہے کہ آپ نے اسی طرح کے صیغے استعمال فرمائے ہوں گے۔ یہ بات کرنے کا شاہی انداز ہے۔ اور انبیائے کرام خصوصاً خاتم النبیین ﷺ سے بڑا ''شاہ'' کون ہو سکتا ہے؟ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۲۱۰، ۵۲۲۰)

(المعجم ٧٩) - مَوْضِعُ الْخَاتَمِ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۹- انگوٹھی کی جگہ (کس انگلی میں ہے؟)

٥٢٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٩٩.

٥٢٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٠١.

٥٢٨٣ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩٢ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٥٢٨٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِصْطَنَعَ خَاتَمًا فَقَالَ: «إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشُ عَلَيْهِ أَحَدٌ» وَإِنِّي لَأَرٰى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۵۲۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور ہم نے اس پر ایک عبارت کندہ کروائی ہے۔ کوئی شخص اس کے مطابق عبارت کندہ نہ کروائے۔'' اللہ کی قسم! میں (عالم تصور میں اب بھی) اس انگوٹھی کی چمک رسول اللہ ﷺ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

٥٢٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

۵۲۸۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

٥٢٨٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى الْبِسْطَامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِصْبَعِهِ الْيُسْرٰى.

۵۲۸۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کی چمک آپ کی بائیں (چھوٹی) انگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ: دائیں بائیں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۵۲۰۰.

٥٢٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

۵۲۸۷- حضرت ثابت بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے

٥٢٨٤ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الخاتم في الخنصر، ح: ٥٨٧٤ من حديث عبدالوارث به.

٥٢٨٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٩٧ من حديث محمد بن عيسى بن الطباع به.

٥٢٨٦ـ أخرجه البخاري، العلم، باب ما يذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان، ح: ٦٥، ومسلم، اللباس، باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتمًا لما أراد أن يكتب إلى العجم، ح: ٢٠٩٢/ ٥٦ من حديث شعبة به.

٥٢٨٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٠ عن أبي بكر بن نافع به. * حماد هو ابن سلمة، وبهز هو العمي.

قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ خَاتَمِهِ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرَى الْخِنْصِرَ.

بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں آپ کی چاندی والی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ (یہ کہتے ہوئے) انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو اٹھایا۔

فائدہ: ''اٹھایا'' ان کا مقصد یہ بتانا تھا کہ آپ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے لیکن دیگر کثیر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے کیونکہ یہ زینت ہے اور آپ اچھے امور میں دائیں ہاتھ کو ترجیح دیتے تھے' خصوصاً جب کہ آپ کی انگوٹھی میں اللہ تعالیٰ اور خود آپ کا نام نامی تھا اور بایاں ہاتھ تو استنجا وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ کیا ایسے متبرک اور مقدس نام استنجا والے ہاتھ کے لائق ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ کبھی کبھار بائیں ہاتھ میں ڈالی گئی ہو۔ ویسے بھی عموماً کام دائیں ہاتھ سے کیے جاتے ہیں۔ آپ مہر لگانے کے لیے انگوٹھی پہنتے تھے اور مہر لگانا بھی ایک کام ہے' لہٰذا یہ بھی دائیں ہاتھ ہی سے ہونا چاہیے اور یہ تبھی ہوگا' اگر انگوٹھی دائیں ہاتھ میں ہو۔

٥٢٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۲۸۸- حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ نبی اللہ ﷺ نے مجھے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''انگشت شہادت'' عربی میں لفظ سَبَّابَة استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں گالی دینے والی انگلی۔ جاہلیت میں لوگ گالی دیتے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے تھے' اس لیے وہ اس کو سَبَّابَة کہتے ہیں۔ مسلمان نماز میں تشہد کے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے ہیں' اس لیے ہم اسے شہادت والی انگلی کہتے ہیں۔ گالی دینا شریعت میں ویسے بھی منع ہے چہ جائیکہ کوئی انگلی سَبَّابَة ہو۔ حدیث میں یہ لفظ عرف عام کے طور پر آ گیا ہے۔ مختصر بھی ہے۔

٥٢٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۵۲۸۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٥٢٨٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٤.

٥٢٨٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٤.

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَلْبَسَ فِي إِصْبَعِي هٰذِهِ وَفِي الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِيهَا.

نے مجھے منع فرمایا کہ میں اپنی اس انگلی' درمیان والی اور ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی ڈالوں۔

(المعجم ٨٠) - مَوْضِعُ الْفَصِّ (التحفة ٧٨)

باب:٨٠- نگینے کی جگہ

٥٢٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَتَّمُ بِخَاتَمٍ مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ عَلَيْهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا». وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

٥٢٩٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ (پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ پھر آپ نے اسے اتار پھینکا اور چاندی کی انگوٹھی پہننے لگے۔ اور آپ نے اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ کروایا' پھر آپ نے فرمایا: ''کسی کے لیے مناسب نہیں کہ میری اس انگوٹھی کے نقش کے مطابق (اپنی انگوٹھی پر) نقش بنوائے۔'' آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

فائدہ: ''ہتھیلی کی جانب'' کیونکہ آپ کا مقصد انگوٹھی پہننے سے زینت نہیں تھا' مہر لگانا تھا۔ نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھنا زینت کے لیے ہوتا ہے اور ایسی زینت مرد کو مناسب نہیں اگرچہ اس سے منع بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٨١) - طَرْحُ الْخَاتَمِ وَتَرْكُ لُبْسِهِ (التحفة ٧٩)

باب:٨١- انگوٹھی اتار پھینکنا اور اسے دوبارہ نہ پہننا

٥٢٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ،

٥٢٩١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور پہنی' پھر فرمایا: ''اس انگوٹھی نے مجھے تم سے مصروف کیے رکھا۔ میں کبھی اس کو

٥٢٩٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٩.

٥٢٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢٢ عن عثمان بن عمر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٨.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا فَلَبِسَهُ قَالَ: «شَغَلَنِي هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ، إِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ ثُمَّ أَلْقَاهُ».

دیکھتا تھا‘ کبھی تم کو۔‘‘ پھر آپ نے اسے اتار پھینکا۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے یہ سونے کی انگوٹھی تھی جس کا ذکر اوپر بھی گزرا۔ اس کی خوب صورتی کی وجہ سے آپ کی توجہ بار بار اس کی جانب مبذول ہوئی تو آپ نے اسے پہنے رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف زینت کے لیے انگوٹھی نہیں پہننی چاہیے۔

٥٢٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ، ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ وَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ». فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ: «وَاللهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا» فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۲۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔ لوگوں نے بھی (سونے کی) انگوٹھیاں بنوا لیں‘ پھر ایک دن آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ’’میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندرونی جانب رکھتا تھا۔‘‘ پھر آپ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ’’اللہ کی قسم! اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔‘‘ لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

فائدہ: دیکھیے‘ حدیث: ۵۲۲۱۔

٥٢٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قِرَاءَةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

۵۲۹۳- حضرت انس ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی

٥٢٩٢ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب من حلف على الشيء وإن لم يحلف، ح: ٦٦٥١، ومسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال . . . الخ، ح: ٢٠٩١ عن قتيبة به.

٥٢٩٣ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب في طرح الخواتم، ح: ٢٠٩٣، والبخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨ تعليقًا من حديث إبراهيم بن سعد به.

أَنَسٍ: أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعُوهُ فَلَبِسُوهُ، فَطَرَحَ النَّبِيُّ ﷺ وَطَرَحَ النَّاسُ.

کی انگوٹھی دیکھی۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا لیں اور پہن لیں۔ پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی انگوٹھی اتار پھینکی اور لوگوں نے بھی اتار پھینکیں۔

فائدہ: روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو انگوٹھی اتار پھینکی تھی وہ چاندی کی تھی لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ باقی تمام روایات میں صراحت ہے کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی چاندی کی نہیں، چاندی کی بعد میں بنوائی گئی۔ اس روایت میں یہ امام زہری رحمہ اللہ کا وہم ہے۔ غلطی کرنا اور وہم لگ جانا انسانی طبیعت کا خاصا ہے۔ یہ کوئی ان ہونی بات نہیں ہے، لہٰذا درست بات یہی ہے کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی، نہ کہ چاندی کی۔ راویٔ حدیث کے ساتھ کبھی ایسے ہو جاتا ہے۔ اس میں گھبرانے یا تعجب کی کوئی بات نہیں۔

٥٢٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ جَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَطَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ.

۵۲۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔ آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اور اسے (عموماً) نہیں پہنتے تھے۔

فائدہ: ''پہنتے نہیں تھے'' یعنی آپ اسے ہر وقت پہنے نہیں رکھتے تھے بلکہ ضرورت کے وقت پہنتے تھے کیونکہ اس سے آپ کا مقصد زینت نہیں تھا۔

٥٢٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ

۵۲۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔

٥٢٩٤_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٢٢١.

٥٢٩٥_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال ... الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث محمد بن بشر به.

ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ الْخَوَاتِيمَ، فَأَلْقَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا» ثُمَّ اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَأَدْخَلَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتّٰى هَلَكَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ''میں آئندہ اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی اور اسے اپنے دست مبارک میں پہنا۔ پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حتی کہ وہ اریس کے کنویں میں گم ہوگئی۔

فائدہ: اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل' حدیث: ۵۲۲۰.

(المعجم ٨٢) - ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا (التحفة ٨٠)

باب: ۸۲- کون سے کپڑے پہننے مستحب اور کون سے مکروہ ہیں؟

٥٢٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَآنِي سَيِّئَ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ»؟ قَالَ: نَعَمْ، مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ آتَانِيَ اللّٰهُ، فَقَالَ: «إِذَا كَانَ لَكَ مَالٌ فَلْيُرَ عَلَيْكَ».

۵۲۹۶- حضرت ابوالاحوص کے والد محترم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے خراب سی حالت میں دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ فرمانے لگے: ''کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟'' میں نے عرض کیا: ہر قسم کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس مال ہے تو تجھ پر نظر بھی آنا چاہیے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل' حدیث: ۵۲۲۵' ۵۲۲۶.

(المعجم ٨٣) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السِّيَرَاءِ (التحفة ٨١)

باب: ۸۳- ریشمی دھاریوں والا حلہ پہننے کی ممانعت

٥٢٩٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٢٥.

٥٢٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّهُ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ» قَالَ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدُ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَكَسَانِي مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَكْسُوَهَا أَوْ لِتَبِيعَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مِنْ أُمِّهِ مُشْرِكًا.

۵۲۹۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسجد (نبوی) کے دروازے پر ریشمی دھاریوں والا حلہ فروخت ہوتے دیکھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ حلہ جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر استعمال کے لیے خرید لیں تو مناسب رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے حلے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے کچھ حلے آئے تو آپ نے مجھے بھی ان میں سے ایک حلہ دے دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ حلہ مجھے دیا ہے جب کہ آپ نے تو اس بارے میں بڑے سخت الفاظ فرمائے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے یہ پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تو کسی اور کو پہنائے یا بیچ لے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اپنے ایک مشرک اخیافی بھائی کو دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تجمل اور خوبصورتی اختیار کرنا بالخصوص خاص موقعوں پر پسندیدہ ہے۔ ② مسجد کے دروازے پر خرید وفروخت کرنا جائز ہے، نیز فضلاء اور عظماء اہل علم اور نیک لوگوں کا منڈی میں جانا شرعاً درست ہے، خواہ وہ خرید وفروخت کے لیے ہو یا ویسے ہی جائزہ لینے کے لیے ہو۔ ③ ریشمی کپڑے کا کاروبار جائز ہے۔ ④ کافر قرابت دار کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، نیز اسے ہدیہ وغیرہ دینا بھی شرعاً جائز ہے۔ اس کا مقصد اگر تالیف قلب اور اسے اسلام کے قریب کرنا ہو تو یہ سونے پر سہاگا ہے۔ ⑤ ایسا حلہ دھاریوں کی وجہ سے ممنوع نہیں بلکہ ریشمی دھاریوں کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ⑥ ''کوئی حصہ نہیں'' مراد کفار ہیں، یعنی اس قسم کے کپڑے تو کافر پہنتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص ایسے کپڑے پہنے گا، وہ کافر بن جائے گا کیونکہ ریشم پہننا کبیرہ گناہ ضرور ہے، کفر نہیں اور اگر ریشم پہننے سے مقصود دوسرے لوگوں کی تحقیر کرنا ہو یا

٥٢٩٧- أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث ابن نمير به.

ازراہِ تکبر ریشم پہنا جائے تو گناہ کی قباحت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ⑦ ”بھائی کو دے دیا“ جو چیز کچھ افراد کے لیے حلال ہو‘ کچھ کے لیے حرام‘ اس کا کاروبار‘ لین دین‘ خرید وفروخت‘ تحفہ وعطیہ وغیرہ سب کچھ جائز ہے‘ مثلاً: ریشم اور سونا وغیرہ‘ البتہ جو چیز سب کے لیے حرام ہے‘ اس کا کاروبار‘ لین دین‘ خرید وفروخت تحفہ عطیہ وغیرہ سب کچھ حرام ہے‘ مثلاً: شراب اور بت وغیرہ۔ ⑧ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ ریشم صرف مردوں کے لیے ناجائز اور حرام ہے‘ عورتوں کو ہر قسم کا ریشم پہننے کی مطلقاً اجازت ہے۔

(المعجم ٨٤) - ذِكْرُ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي لُبْسِ السِّيَرَاءِ (التحفة ٨٢)

باب: ۸۴-عورتوں کے لیے ریشمی دھاری دار حلہ پہننے کی رخصت

٥٢٩٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ قَمِيصَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

۵۲۹۸-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو دھاری دار ریشمی قمیص پہنے ہوئے دیکھا۔

٥٢٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَنِي: أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدًا سِيَرَاءَ، وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ.

۵۲۹۹-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ریشمی دھاری دار چادر اوڑھے دیکھا۔

٥٣٠٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا

۵۳۰۰-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک ریشمی دھاری دار حلہ بطور تحفہ بھیجا گیا۔ آپ نے وہ مجھے بھیج دیا۔ میں نے اسے پہن

٥٢٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب لبس الحرير والذهب للنساء، ح: ٣٥٩٨ من حديث عيسى بن يونس به. * والزهري عنعن، والمحفوظ "أم كلثوم" بدل "زينب".

٥٢٩٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٨ عن عمرو بن عثمان به، وقال ابن حجر في تغليق التعليق: ٥/ ٦٣: "صحيح مشهور عن الزبيدي"، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٥٨٣٦.

٥٣٠٠ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧١ من حديث شعبة به.

صَالِحِ الْحَنَفِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

لیا۔ (آپ نے مجھے دیکھا تو) میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غصے کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے اس لیے نہیں دیا تھا کہ تو اسے پہنے۔'' پھر میں نے آپ کے حکم سے اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: ''گھر کی عورتوں'' بعض روایات میں فَوَاطِم کا لفظ ہے یعنی فاطمہ نامی عورتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ مراد ان کی والدۂ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جنھیں فاطمہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ اور ان کی چچا زاد بہن فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ بنت شیبہ ہیں۔

(المعجم ٨٥) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْإِسْتَبْرَقِ (التحفة ٨٣)

باب: ۸۵- استبرق ریشم پہننے کی ممانعت

٥٣٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ فَرَأَى حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! ، اِشْتَرِهَا فَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَحِينَ يَقْدَمُ عَلَيْكَ الْوَفْدُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَلَاثِ حُلَلٍ مِنْهَا فَكَسَا عُمَرَ حُلَّةً وَكَسَا عَلِيًّا حُلَّةً وَكَسَا أُسَامَةَ حُلَّةً، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ

۵۳۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (گھر سے) نکلے تو دیکھا کہ استبرق کا ایک جوڑا بازار میں فروخت ہو رہا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ حلہ خرید لیجیے اور جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر زیب تن فرمایا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے کپڑے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس قسم کے تین حلے لائے گئے۔ آپ نے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، دوسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! ان

٥٣٠١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩ عن المخزومي وغيره به، وانظر الحديث الآتي.

ثُمَّ بَعَثْتَ إِلَيَّ! فَقَالَ: «بِعْهَا وَاقْضِ بِهَا حَاجَتَكَ أَوْ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ».

حلوں کے بارے میں تو آپ نے بڑے سخت الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ اب آپ نے وہ حلہ مجھے بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرلے یا دوپٹے بنا کر اپنی عورتوں میں تقسیم کردے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اپنی عورتوں'' مراد صرف بیویاں نہیں بلکہ بیویاں' بیٹیاں' بہنیں' مائیں سب مراد ہیں۔
② ''استبرق'' ریشم کی ایک قسم ہے۔ یہ موٹا اور کھردرا سا ریشم ہوتا ہے۔ اس کو فارسی میں استر کہتے ہیں۔ اسی لفظ کو عربوں نے استبرق بنا دیا۔ ریشم میں سونے کی تاریں بنی جائیں' تب بھی اسے استبرق کہہ دیتے ہیں۔
③ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما باوجود انتہائی ذہین اور مجتہد ہونے کے نبی اکرم ﷺ کے مقصود کو نہ سمجھ سکے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو بعض ائمہ کے استنباطات اور اجتہادات کو بلاچون وچرا قبول کر لیتے اور انھیں حدیث پر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ تو بڑے فقیہ تھے اور حدیث کا راوی صحابی فقیہ نہیں۔ مَعَاذَ اللّٰهِ.

(المعجم ٨٦) - صِفَةُ الْإِسْتَبْرَقِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٦- استبرق کیسا ہوتا ہے؟

٥٣٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: مَا الْإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ: مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ، وَخَشُنَ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ [بْنَ عُمَرَ] يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ مَعَ رَجُلٍ حُلَّةَ سُنْدُسٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِ هٰذِهِ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٥٣٠٢- حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا کہ حضرت سالم نے مجھ سے پوچھا' استبرق کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: موٹا اور کھردرا ریشم۔ وہ کہنے لگے: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے پاس سندس کا حلہ دیکھا۔ وہ یہ حلہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ خرید لیجیے۔ پھر راوی نے حسب سابق حدیث بیان کی۔

فائدہ: ''سندس'' باریک ریشم کو کہتے ہیں۔

٥٣٠٢_ أخرجه البخاري، الأدب، باب من تجمل للوفود، ح: ٦٠٨١، ومسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨/ ٩ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٧٣.

(المعجم ٨٧) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الدِّيبَاجِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٧-(مردوں کے لیے) دیباج پہننے کی ممانعت

٥٣٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى - وَأَبُو فَرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَا: اِسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَحَذَفَهُ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ مِمَّا صَنَعَ بِهِ وَقَالَ: إِنِّي نَهَيْتُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٣- حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نمبردار چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انھوں نے وہ برتن اسی کو دے مارا۔ پھر حاضرین سے اس سلوک پر معذرت کی اور فرمایا: میں نے اسے کئی بار (چاندی کے برتن میں پانی لانے سے) روکا ہے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''سونے چاندی کے برتن میں پانی نہ پیو اور دیباج وحریر (کسی قسم کا ریشم) نہ پہنو کیونکہ یہ چیزیں ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① دیباج بھی ریشم کی ایک قسم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کا ریشم مردوں کے لیے حرام ہے۔ باریک ہو یا موٹا' نرم ہو یا سخت۔ ② ''سونے چاندی کے برتن'' یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے برابر ہے' البتہ عورت کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔ ③ ''استعمال کرتے ہیں'' کیونکہ ان کے نزدیک آخرت اور جزا وسزا کا کوئی تصور نہیں' لہٰذا وہ ہر قسم کی آسائش دنیا ہی میں حاصل کرنا چاہتے ہیں جب کہ مومن دنیا میں صرف ضروریات استعمال کرتے ہیں۔ آسائشیں آخرت میں طلب کرتے ہیں۔

(المعجم ٨٨) - لُبْسُ الدِّيبَاجِ الْمَنْسُوجِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٨- سونے کے تاروں سے بنا ہوا ریشم پہننا

٥٣٠٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ

٥٣٠٤- حضرت واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ

٥٣٠٣- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٦٧ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة.

٥٣٠٤- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب مس الحرير من غير لبس، ح: ١٧٢٣ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح".

خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ : مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ : أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ : إِنَّ سَعْدًا كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ وَأَطْوَلَهُ ثُمَّ بَكَى فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى أُكَيْدِرَ صَاحِبِ دُومَةَ بَعْثًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَعَدَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ وَنَزَلَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمَسُونَهَا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ : «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هٰذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ».

سے روایت ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں ان کے پاس حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ انھوں نے کہا: تو کن میں سے ہے؟ میں نے کہا: میں واقد بن عمرو ہوں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا پوتا۔ انھوں نے کہا: حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے سردار اور لمبے قد کے آدمی تھے۔ پھر (ان کو یاد کر کے) روئے اور بہت روئے، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر کی طرف ایک لشکر بھیجا تو اس نے (اطاعت قبول کی اور) آپ کی خدمت میں ریشم کا ایک حلہ بھیجا جو سونے کے تاروں سے بنا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے زیب تن کیا پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ صرف بیٹھے رہے۔ کوئی تقریر نہیں فرمائی۔ کچھ دیر بعد اتر آئے۔ لوگ ہاتھ لگا لگا کر حلے کو دیکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس (کی عمدگی اور نرمی) پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! (حضرت) سعد بن معاذ کے (ہاتھ منہ کی صفائی والے) رومال جنت میں اس سے کہیں بڑھ کر خوب صورت ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب سے مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کا ایسا جوڑا زیب تن کیا تھا جس کی بنائی سونے کے تاروں سے کی گئی تھی۔ امام صاحب کا مقصد یہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور الفاظ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شاذ ہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی مذکور ہے لیکن اس میں یہ الفاظ (جنھیں شاذ کہا گیا ہے) نہیں ہیں، بہر حال یہ امام نسائی رحمہ اللہ کا اپنا رجحان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اگلا باب اس کے نسخ کے متعلق قائم کیا ہے۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۹/ ۲۸، ۲۹) ② اس حدیث مبارکہ سے قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور جنت میں ان کا اعلیٰ مقام، نیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدر ومنزلت معلوم ہوتی ہے کہ ان کے ”ادنیٰ کپڑے“ دنیا کے قیمتی اور بہترین ریشم سے بہتر ہیں کیونکہ تولیہ یا ہاتھ صاف کرنے والا رومال دیگر کپڑوں اور لباس کے مقابلے میں انتہائی کم قیمت اور گھٹیا ہی ہوتا ہے۔ جب وہ اس قدر قیمتی ہے تو ان کے

استعمال کے دوسرے کپڑے اور لباس کس قدر بہتر اور قیمتی ہوں گے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں مذکورہ حدیث پر ان الفاظ سے عنوان قائم کیا ہے: "قبول الهدية من المشركين" (صحيح البخاري' الهبة و فضلها والتحريض عليها' باب: (۲۸)) ④ "تشریف لائے" حضرت انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے انصاری تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ بصرہ چلے گئے تھے۔ کبھی کبھی اپنی جنم بھومی "مدینہ منورہ" میں تشریف لاتے تھے۔ ⑤ "لمبے قد کے" ان کے پوتے واقد بھی لمبے قد کاٹھ کے تھے' اس لیے ان کو دیکھ کر یہ ذکر فرمایا۔ ⑥ "رومال" عربی میں لفظ منديل استعمال ہوا ہے۔ منديل چھوٹے رومال کو کہتے ہیں جو گرد و غبار صاف کرنے کے لیے ہاتھ میں رکھا جاتا ہے۔ عموماً یہ باقی لباس سے کم تر ہوتا ہے۔

(المعجم ٨٩) - ذِكْرُ نَسْخِ ذٰلِكَ (التحفة ٨٧)

٥٣٠٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَبِسَ النَّبِيُّ ﷺ قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ، ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، فَقِيلَ لَهُ: قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ» فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَرِهْتَ أَمْرًا وَأَعْطَيْتَنِيهِ، قَالَ: «إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ لِتَبِيعَهُ» فَبَاعَهُ عُمَرُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ.

باب: ۸۹- اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۵۳۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ریشم کی قبا پہنی جو آپ کو بطور تحفہ ملی تھی، پھر جلد ہی اتار دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اتنی جلدی اتار دی؟ آپ نے فرمایا: "جبریل علیہ السلام نے مجھے اس سے روک دیا۔" پھر حضرت عمر روتے ہوئے آئے اور عرض پرداز ہوئے۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے ایک چیز ناپسند فرمائی' پھر وہ مجھے دے دی۔ آپ نے فرمایا: "میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دی بلکہ اس لیے دی کہ تو اسے بیچ (کر اپنی ضروریات پوری کر) لے۔" پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک کیونکہ پچھلی حدیث کے الفاظ "زیب تن کیا" ثابت ہیں اس لیے انھوں نے یہ حدیث لا کر نسخ ثابت کیا ہے جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک وہ الفاظ "زیب تن کیا" راوی کا وہم ہے۔

٥٣٠٥ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧٠ من حديث حجاج بن الشاعر عن ابن جريج به. * حجاج في سند النسائي، هو ابن محمد الأعور.

(المعجم ٩٠) - اَلتَّشْدِيدُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ وَأَنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ (التحفة ٨٨)

باب: ۹۰-حریر (ریشم) پہننے پر سخت وعید اور اس کا بیان کہ جو شخص اسے دنیا میں پہنے گا' آخرت میں نہیں پہن سکے گا

٥٣٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ».

۵۳۰۶-حضرت ثابت نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر دوران خطبہ فرماتے سنا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے دنیا میں ریشم پہنا' وہ آخرت میں ہرگز نہیں پہن سکے گا۔''

فائدہ: ''ہرگز نہیں پہن سکے گا'' خواہ جنت میں چلا بھی جائے۔ گویا جنت میں اس نعمت سے محروم رہے گا۔ یا مراد ہے کہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ جنت میں تو لباس ہی ریشم کا ہوگا۔ پھر اولیں دخول مراد ہوگا۔ گویا جنت میں دخول سے پہلے کا عرصہ وہ ریشم سے محروم رہے گا۔ واللہ أعلم.

٥٣٠٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيرَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ».

۵۳۰۷-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہنایا کرو۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا' آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

فائدہ: ''اپنی عورتوں کو'' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس حکم کو عام سمجھتے تھے جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ ریشم کی حرمت کا حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ صحیح اور صریح احادیث اس تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ صرف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا موقف ہے۔

٥٣٠٦ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٣ من حديث حماد بن زيد به.

٥٣٠٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٤، ومسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩/ ١١ من حديث شعبة به. * خليفة هو ابن كعب.

٥٣٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ فَقَالَ: سَلْ عَائِشَةَ، فَسَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَلْ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٨-حضرت عمران بن حطان سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ریشم پہننے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھو۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت ابوحفص (عمر بن خطاب) رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا' اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① ”عمران بن حطان“ معتبر راوی ہیں۔ خارجی مذہب رکھتے تھے۔ بقول بعض بعد میں تائب ہو گئے۔ بالفرض تائب نہ بھی ہوئے ہوں تو بھی سچے آدمی کی بات معتبر ہوتی ہے چاہے کسی عقیدے پر ہو بشرطیکہ اپنے مخصوص عقیدے کی حمایت میں بیان نہ کرے۔ ② صحابہ کا سائل کو ایک دوسرے کے پاس بھیجنا اس حسن ظن کی بنا پر ہے کہ دوسرا صحابی مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور یہ حسن ظن علم کی دلیل ہے ورنہ علم کا پندار (غرور) بسا اوقات عالم کو لے ڈوبتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ ”ابوحفص“ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے جو ان کی بڑی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کی نسبت سے مشہور ہوئی۔ عرب میں کنیت سے ذکر کرنا احترام کی علامت ہوتا تھا۔ ④ ”کوئی حصہ نہیں“ یہ الفاظ بطور زجر و توبیخ اور ڈانٹ کے ہیں۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں ہوتے۔ دیگر احادیث اس تاویل کی تائید کرتی ہیں۔ کسی ایک حدیث کو باقی احادیث سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مسئلے کے بارے میں آنے والی تمام روایات کو ملا کر نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ (مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۲۹۷' ۵۳۰۶.)

٥٣٠٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

٥٣٠٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ریشم تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن

٥٣٠٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٥ من حديث يحيى به. * حرب هو ابن شداد.

٥٣٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٩٢. * قتادة صرح بالسماع في الكبرى، النضر هو ابن شميل.

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَبِشْرِ بْنِ الْمُحْتَفِزِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ».

کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۲۹۷.

۵۳۱۰- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ سَنَةَ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَلِيٍّ الْبَارِقِيِّ قَالَ: أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِينِي، فَقُلْتُ لَهَا: هٰذَا ابْنُ عُمَرَ فَاتَّبَعَتْهُ تَسْأَلُهُ وَاتَّبَعْتُهَا أَسْمَعُ مَا يَقُولُ قَالَتْ: أَفْتِنِي فِي الْحَرِيرِ قَالَ: نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۳۱۰- حضرت علی بارقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی۔ میں نے اسے کہا: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں (ان سے پوچھ)۔ وہ ان کی طرف مسئلہ پوچھنے چلی اور میں بھی اس کے ساتھ چلا تاکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب سن سکوں۔ وہ ان سے کہنے لگی: مجھے ریشم کے بارے میں فتویٰ دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: "منع فرمایا ہے" یعنی مردوں کو نہ کہ عورتوں کو جیسے کہ صحیح اور صریح احادیث گزر چکی ہیں۔

(المعجم ۹۱) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ (التحفة ۸۹)

باب: ۹۱- قسی کپڑے پہننے کی ممانعت کا بیان

۵۳۱۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ

۵۳۱۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا۔ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں' چاندی کے برتنوں' ریشمی گدیلوں' قسی کپڑوں' موٹے' باریک اور عام ریشم پہننے

۵۳۱۰ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۹۵۹۳، أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ۹۵۹٤ بإسناد صحيح عن علي البارقي به، موقوفًا نحو المعنٰى، وهذا النهي للرجال فقط دون النساء.

۵۳۱۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۹٤۱.

الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، والدِّيبَاجِ، وَالْحَرِيرِ.

سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① قسی کپڑوں اور ریشمی گدیلوں کی تفصیل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں، احادیث: ۵۱۶۸، ۵۱۶۹. ② ''موٹے، باریک اور عام ریشم'' عربی میں استبرق، دیباج اور حریر کے لفظ آئے ہیں۔ یہ تینوں ریشم کی اقسام ہیں۔ تفصیل احادیث ۵۳۰۱، ۵۳۰۲ میں گزر چکی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کے ریشم کے استعمال سے منع فرمایا گیا مگر یہ نہی مردوں کے لیے ہے، البتہ چاندی کے برتنوں اور ریشمی گدیلوں سے نہی مرد وعورت سب کے لیے ہے کیونکہ یہ مشترکہ استعمال کی اشیاء ہیں۔

(المعجم ۹۲) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ۹۰)

باب: ۹۲- (مخصوص حالات میں) ریشم پہننے کی اجازت

۵۳۱۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ حَرِيرٍ مِنْ حَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

۵۳۱۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کو خارش کی بنا پر ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے بھی بعض حالتوں میں ریشم کا استعمال جائز ہے، مثلاً: اگر کسی کو خارش ہو تو بطور علاج ریشم کا لباس پہن سکتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ انتہائی آسان ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ اس میں ضرورت مند اور مکلّف لوگوں کی سہولت کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ③ یہ دوران سفر کا واقعہ ہے، اس لیے بعض فقہاء نے خارش کے ساتھ ساتھ سفر کی شرط بھی لگائی ہے کیونکہ گھر میں تو خارش کا اور علاج بھی ممکن ہے۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ بطور علاج بہ حالت اقامت بھی اس کا استعمال جائز ہے۔ والله أعلم.

۵۳۱۲- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الحرير في الحرب، ح: ۲۹۱۹، ومسلم، اللباس، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح: ۲۰۷۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٥٣١٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصِ حَرِيرٍ كَانَتْ بِهِمَا يَعْنِي لِحِكَّةٍ.

۵۳۱۳-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی۔

فائدہ: ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت ہے اگر ضرورت محسوس ہو تو ریشم کی شلوار وغیرہ بھی پہن سکتا ہے۔

٥٣١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ ابْنِ فَرْقَدٍ فَجَاءَ كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ إِلَّا مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا هٰكَذَا». وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ: بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ فَرَأَيْتُهُمَا أَزْرَارَ الطَّيَالِسَةِ حَتّٰى رَأَيْتُ الطَّيَالِسَةَ.

۵۳۱۴-حضرت ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس (امیر المومنین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ریشم تو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں اس (ریشم) سے کوئی حصہ نہیں البتہ اتنا پہن سکتا ہے۔“ حضرت ابوعثمان نے انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔ میں نے سمجھا کہ اس سے مراد چادروں کے کناروں والی پٹیاں ہیں حتیٰ کہ جب میں نے طیلسان کی چادریں دیکھیں تو مجھے یقین آیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے جہاں بعض ضرورتوں کے تحت مردوں کے لیے ریشم کا لباس استعمال کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت دو یا چار انگلیوں کے برابر ریشم کا حاشیہ اور پٹی لگائی جا سکتی ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو لباس میں ریشمی پٹی اور کنارے وغیرہ کے قائل ہیں۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ احادیث میں مذکورہ ریشم کی مقدار (دو یا چار انگلیوں کے برابر) ایک ہی جگہ یا الگ الگ جگہوں پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس میں

٥٣١٣_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٣١٤_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩/ ١٣ عن إسحاق بن إبراهيم (وهو ابن راهويه)، والبخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٠ من حديث سليمان التيمي به. * جرير هو ابن عبدالحميد.

شرط صرف یہ ہے کہ احادیث میں بیان کردہ مقدار سے زیادہ ریشم استعمال نہ کیا جائے۔ ④ ''اتنا پہن سکتا ہے'' چادروں اور قمیص کے کنارے ریشم کی پٹی سے بند کر دیے جاتے ہیں' مثلاً: دامن' گریبان اور بازو وغیرہ۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ کبھی کبھار ریشمی پٹیاں کندھوں پر بھی لگا دی جاتی ہیں۔ ان میں بھی کوئی حرج نہیں' البتہ وہ زیادہ چوڑی نہ ہوں۔ ⑤ ''تو مجھے یقین آیا'' گویا طیلسان ایک قسم کی چادر ہوتی تھی جسے کندھوں پر ڈالا جاتا تھا۔ کناروں پر ریشم کی پٹی لگی ہوتی تھی۔ یہ جملہ کہنے والے حضرت ابوعثمان نہدی کے شاگرد حضرت سلیمان تیمی ہیں۔

٥٣١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ لَمْ يُرَخِّصْ فِي الدِّيبَاجِ إِلَّا مَوْضِعَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ.

۵۳۱۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (مردوں کو) ریشم پہننے کی اجازت نہیں مگر چار انگلیوں کے برابر پٹی۔

فائدہ: سابقہ روایت میں دو انگلی کا ذکر تھا' اس میں چار کا ہے۔ جمہور اہل علم چار انگلی کی پٹی کو جائز سمجھتے ہیں' زیادہ کو نہیں کیونکہ اس سے زائد کی اجازت مروی نہیں۔

(المعجم ٩٣) - **لُبْسُ الْحُلَلِ** (التحفة ٩١)

باب: ۹۳- حلے (عمدہ پوشاک یا سوٹ) پہننا

٥٣١٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مُتَرَجِّلًا لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحَدًا هُوَ أَجْمَلُ مِنْهُ.

۵۳۱۶- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا۔ آپ نے بالوں کو کنگھی کر رکھی تھی۔ میں نے کوئی شخص آپ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا' نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد۔

٥٣١٥- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩/ ١٥ من حديث الشعبي به.

٥٣١٦- [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٣٤.

فائدہ: حلہ دو چادروں کے جوڑے کو کہتے ہیں۔ ایک تہبند دوسری اوپر والی چادر۔ عرب میں یہ بہترین لباس سمجھا جاتا تھا۔ اگر حلہ ریشمی نہ ہو تو پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٩٤) - لُبْسُ الْحِبَرَةِ (التحفة ٩٢)

باب:٩٤- دھاری دار چادر پہننا جائز ہے

٥٣١٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ الْحِبَرَةُ.

٥٣١٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کو سب سے پسندیدہ کپڑا دھاری دار چادر تھی۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دھاری دار کپڑے پہنے جا سکتے ہیں۔ دھاری دار کپڑا جلدی میلا محسوس نہیں ہوتا۔ اسی لیے آپ کو وہ زیادہ پسند تھا' نیز ایسا کپڑا دیکھنے میں بھلا محسوس ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩٥) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ (التحفة ٩٣)

باب:٩٥- معصفر (کسم سے رنگے ہوئے) کپڑے پہننے کی ممانعت

٥٣١٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَعْدَانَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ فَقَالَ: «هٰذِهِ ثِيَابُ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا».

٥٣١٨- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں معصفر کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''یہ تو کافروں کا لباس ہے۔ تو نہ پہن۔''

٥٣١٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ٥٨١٣، ومسلم، اللباس، باب فضل لباس الثياب الحبرة، ح: ٢٠٧٩/ ٣٣ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به.

٥٣١٨- أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، ح: ٢٠٧٧ من حديث هشام الدستوائي به.

فائدہ: معصفر سے مراد وہ کپڑا ہے جسے عُصفُر، یعنی کسنبے سے رنگا گیا ہو۔ یہ زرد سرخ سا رنگ ہوتا ہے۔ دیکھنے میں عجیب سا لگتا ہے۔ مردوں کی مردانگی کے خلاف ہے۔ باوقار نہیں' اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس رنگ کے کپڑے پہننا مذکور ہے۔ ممکن ہے ان کو نہی کا علم نہ ہو۔

٥٣١٩- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ، فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «اِذْهَبْ فَاطْرَحْهُمَا عَنْكَ»-قَالَ: أَيْنَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ».

۵۳۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انھوں نے معصفر کپڑے پہن رکھے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ (دیکھ کر) ناراض ہوئے اور فرمایا: ”جا ان کو اتار پھینک۔“ انھوں نے عرض کی: کہاں پھینکوں؟ فرمایا: ”آگ میں۔“

فائدہ: ”آگ میں“ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے واقعتاً ان کو تنور میں جلا ڈالا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. اگرچہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غصے میں فرمایا ہو اور آپ کا مقصد یہ نہ ہو کیونکہ ایسا کپڑا عورت استعمال کر سکتی ہے' لہٰذا وہ گھر کی عورتوں کو دیا جا سکتا ہے۔ شاید اس کی وضع ایسی ہو کہ وہ عورتوں کے استعمال میں نہ آ سکتا ہو۔ ورنہ مال ضائع کرنا درست نہیں' جیسے آپ نے سونے کی انگوٹھی کے بارے میں فرمایا کہ میرا مقصد اسے ضائع کرنے کا نہیں تھا۔ دیکھیے: (حدیث ۵۱۹۲) لیکن دونوں واقعات میں صحابی کی نیت نیک تھی اور آپ کے ظاہر الفاظ ضائع کرنے کا تأثر دیتے تھے' اس لیے ان کا یہ کام موجب اجر وثواب اور باعث فضیلت ہے کہ انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی ناراضی کے مدنظر اپنے مالی نقصان کی پروا نہ کی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٣٢٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ

۵۳۲۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' قسی اور معصفر کپڑے پہننے اور دوران رکوع (اور سجود) قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

٥٣١٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٠٧٧ من حديث طاوس به، انظر الحديث السابق.

٥٣٢٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

لُبُوسِ الْقَسِّيِّ، والْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ.

(المعجم ٩٦) - **لُبْسُ الْخُضْرِ مِنَ الثِّيَابِ** (التحفة ٩٤)

باب:۹۶-سبز کپڑے پہننا

٥٣٢١- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ ابْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ.

۵۳۲۱- حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ گھر سے) باہر تشریف لائے جبکہ آپ نے دو سبز چادریں پہن رکھی تھیں۔

(المعجم ٩٧) - **بَابُ لُبْسِ الْبُرُودِ** (التحفة ٩٥)

باب:۹۷-سیاہ دھاری دار چادریں پہننا

٥٣٢٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو اللهَ لَنَا؟.

۵۳۲۲- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کی) شکایت کی۔ آپ اس وقت کعبے کے سائے میں ایک سیاہ دھاری دار چادر کو تکیہ بنا کر لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا: آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب نہیں فرماتے؟ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ آپ نے ایسی دھاری داری چادر کو بطور تکیہ استعمال کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو چادر بطور تکیہ استعمال ہو سکتی ہے وہ پہنی بھی جا سکتی ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس چیز پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ دعوت الی اللہ اور تبلیغ دین میں بے پناہ

٥٣٢١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٥٧٣.

٥٣٢٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١٢ عن محمد بن المثنّى به. * يحيى هو القطان، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، وقيس هو ابن أبي حازم.

مشکلات اور آزمائشیں آ سکتی ہیں' لہٰذا ایسی صورت حال درپیش ہو تو صبر کا دامن کسی بھی صورت میں ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اللہ کی راہ میں مقدر بننے والی مشکلات پر صبر کرنے والوں کو عزت ونصرت اور محبت الٰہی کی بشارت مبارک ہو۔ ③ روایت طویل ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے متعلقہ حصے کا ذکر فرما دیا۔ ④ ''سیاہ دھاری دار چادر'' یہ ترجمہ ہے عربی لفظ بردة کا۔ یہ چادریں ایسی ہوتی تھیں۔

٥٣٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ - قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، هٰذِهِ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا - فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهُ لَإِزَارُهُ.

۵۳۲۳- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت ایک ''بردہ'' لے کر آئی...... پھر حضرت سہل نے شاگردوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو' بردہ کیا ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! یہی سیاہ دھاری دار چادر جس کا کنارہ بھی ساتھ ہی بنا گیا ہو...... اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ میں آپ کو پہننے کے لیے پیش کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لیا جبکہ آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ پھر آپ (گھر سے ہو کر) ہماری طرف تشریف لائے تو آپ نے اسے بطور ازار (تہبند) باندھ رکھا تھا۔

فائدہ: حاکم وقت رعایا کی طرف سے تحفہ قبول کر سکتا ہے' نیز اس سے سیاہ دھاری دار چادر کے استعمال کا جواز بھی معلوم ہوا۔

(المعجم ٩٨) - اَلْأَمْرُ بِلُبْسِ الْبِيضِ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٩٦)

باب: ۹۸- سفید کپڑے پہننے کا حکم

٥٣٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ سَمُرَةَ

۵۳۲۴- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ وہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرے رہتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انھی میں کفناؤ۔''

٥٣٢٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب النساج، ح: ٢٠٩٣ من حديث يعقوب بن عبدالرحمٰن به.

٥٣٢٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٩٧، حديث ميمون عند الترمذي، ح: ٢٨١٠، وقال: "حسن صحيح".

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ. قَالَ يَحْيٰى: لَمْ أَكْتُبْهُ، قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: اِسْتَغْنَيْتُ بِحَدِيثِ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي [شَبِيبٍ] عَنْ سَمُرَةَ.

فوائد ومسائل: ① امر یہاں استحباب کے معنی میں ہے، یعنی سفید کپڑے ہی پہننا ضروری نہیں بلکہ دوسرے مباح رنگوں کے کپڑے بھی جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے رنگوں کے کپڑے بھی استعمال کیے اور صحابہ بھی کرتے تھے، یہی حکم کفن کا ہے۔ ② ''پاکیزہ اور صاف ستھرے'' کیونکہ سفید رنگ میں داغ دھبہ بہت جلد نظر آ جاتا ہے۔ اسے جتنا زیادہ دھویا جائے گا، اتنا ہی پاکیزہ اور صاف ستھرا رہے گا جب کہ بعض رنگوں میں میل کچیل نظر نہیں آتا خواہ عرصۂ دراز تک ایسے کپڑے نہ دھوئے جائیں۔ حقیقتاً وہ گندے اور بسا اوقات پلید بھی رہتے ہیں۔ ③ ''فوت شدگان'' کیونکہ ان کے لیے سادگی اور صفائی دونوں مناسب ہیں۔ اور سفید کپڑے میں یہ دونوں وصف بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔

٥٣٢٥- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ فَلْيَلْبَسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ».

۵۳۲۵- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ زندہ لوگ بھی اسے پہنیں اور فوت شدگان کو بھی انھی میں کفن دو۔ یہ بہترین کپڑے ہیں۔''

(المعجم ٩٩) - لُبْسُ الْأَقْبِيَةِ (التحفة ٩٧)

باب: ۹۹- قبائیں پہننا

٥٣٢٦- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ مِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ:

۵۳۲۶- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں لیکن (میرے والد) حضرت مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو حضرت مخرمہ ؓ نے کہا: بیٹا! آؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں۔ میں ان

٥٣٢٥- **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٥/ ٢١ من حديث حماد بن زيد به، والحديث السابق شاهد له.

٥٣٢٦- أخرجه البخاري، الهبة، باب: كيف يقبض العبد والمتاع؟، ح: ٢٥٩٩، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه إن لم يعط . . . الخ، ح: ١٠٥٨ عن قتيبة به.

يابُنَيَّ! اِنْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: اُدْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: «خَبَّأْتُ هٰذَا لَكَ». فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَلَبِسَهُ مَخْرَمَةُ.

کے ساتھ چل پڑا (وہاں پہنچ کر) انھوں نے کہا: جاؤ آپ ﷺ کو باہر لاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے تو آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمھارے لیے چھپا رکھی تھی۔'' والد محترم حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور پہن لیا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ چوغہ' لمبی اور کھلی قمیص اور اوورکوٹ وغیرہ پہننا جائز اور درست ہے' البتہ اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مرد جب ایسا لباس پہنیں تو ان کے ٹخنے ہر صورت میں ننگے ہونے چاہییں کیونکہ مَردوں کے لیے ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور ناجائز ہے۔ ② حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نابینے تھے' اس لیے وہ اپنے بیٹے کے ہمراہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غریب اور نابینے صحابی کی دلجوئی فرمائی اور انھیں قبا پیش فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ ہم نے تمھارے لیے چھپا رکھی تھی تاکہ اس کی تالیف قلب ہو۔ صلى الله عليه وسلم كثيرًا كثيرا. ③ بعض لوگوں نے حضرت مسور کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے لیکن اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت مسور رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کی صریح دلیل ہے۔ والله أعلم. ④ قبا قمیص کی طرح ہوتی ہے مگر قمیص سے لمبی اور کھلی ہوتی ہے' اوورکوٹ کی طرح۔ اس کے بٹن نہیں ہوتے۔

(المعجم ١٠٠) - لُبْسُ السَّرَاوِيلِ (التحفة ٩٨)

باب: ۱۰۰- شلوار پہننا بھی جائز ہے

٥٣٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

۵۳۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو عرفات میں فرماتے سنا: ''جو شخص (احرام کی حالت میں) تہبند نہ پائے' وہ شلوار پہن سکتا ہے اور جو شخص جوتے نہ پائے' وہ موزے پہن سکتا ہے۔''

٥٣٢٧_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٢.

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر احرام کے لیے اَن سلی چادریں میسر نہ ہوں تو مردوں کے لیے شلوار پہننا جائز ہے۔ یاد رہے کہ یہ صرف مجبوری کی حالت میں ہے' عام حالات میں ایسا کرنا درست نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ ان کی جگہ موزے پہن سکتا ہے' خواہ وہ کٹے ہوئے ہوں یا کٹے ہوئے نہ ہوں کیونکہ یہ حدیث بعد کی ہے' یعنی یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ تو جب اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سابقہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے' یہ رائے حنابلہ کی ہے۔ جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر محرم موزے پہنے تو انھیں کاٹ لے کیونکہ دیگر احادیث میں کاٹنے کا ذکر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠١) - اَلتَّغْلِيظُ فِي جَرِّ الْإِزَارِ (التحفة ٩٩)

باب:١٠١- تہبند کو گھسیٹنے پر سخت وعید

٥٣٢٨- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

٥٣٢٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک شخص تکبر سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① تہ بند' شلوار اور پینٹ وغیرہ زمین پر گھسیٹ کر چلنا کبیرہ گناہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے: جو شخص اپنا کپڑا (تہبند' شلوار اور پینٹ وغیرہ) زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کہ ایسا کرنے والا شخص از راہِ تکبر ہی اس طرح کرتا ہے۔ یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور قیامت والے دن ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا' نہ ایسے شخص سے کلام فرمائے گا اور نہ اسے پاک ہی کرے گا بلکہ اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار......' حدیث: ٢٩٣' ٢٩٤.) دوسری وجہ غفلت وسستی اور مداہنت ہے۔ احکام شریعت کی بجا آوری میں سستی وغفلت اور مداہنت بھی جرم ہے' اس لیے ایسے شخص کی بابت رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے: ''ٹخنوں سے نیچے جہاں تک تہبند ہوگا تو وہ (حصۂ جسم) جہنم کی آگ میں جلے گا۔'' (صحیح البخاري' اللباس' باب ما أسفل الکعبین فھو في النار' حدیث: ٥٧٨٧.) یہ بات یاد رہے کہ چار قسم کے لوگ اس

٥٣٢٨- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

وعید شدید سے مستثنیٰ ہیں: ○ عورتیں کہ ان کو حکم ہے کہ وہ اپنا کپڑا اتنا نیچے کریں کہ چلتے وقت پاؤں ننگے نہ ہوں۔ ○ اٹھتے وقت بے خیالی میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ○ کسی کا پیٹ اور توند بڑی ہو یا کمر پتلی ہو اور کوشش کے باوجود کبھی کبھار کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ○ پاؤں پر یا ٹخنے سے نیچے کوئی زخم ہوں تو گرد وغبار اور مکھیوں سے حفاظت کے پیش نظر کپڑا نیچے کرنا۔ دیکھیے: (مختصر صحیح بخاری (اُردو) فوائد حدیث: ۱۹۸۴) ② ''ایک شخص'' یہ شخص امت مسلمہ سے نہیں بلکہ بنی اسرائیل سے تھا۔ ظاہر تو یہی ہے کہ قارون کے علاوہ کوئی اور شخص ہوگا۔ واللہ أعلم.

٥٣٢٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ أَوْ قَالَ إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

فائدہ: ''اپنا کپڑا'' گویا ازار کے علاوہ قمیص یا چادر کو بھی زمین پر گھسیٹنا جائز نہیں جب کہ بعض فقہاء نے یہاں کپڑے سے مراد تہبند ہی لیا ہے۔ گویا قمیص لٹکا سکتا ہے مگر یہ اس صریح اور واضح حکم شریعت کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم.

٥٣٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ مَخِيلَةٍ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَنْظُرْ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹے گا، اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

٥٣٢٩- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء . . . الخ، ح: ٢٠٨٥/ ٤٢ عن قتيبة، والبخاري، اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، ح: ٥٧٩١ تعليقًا من حديث الليث بن سعد به.

٥٣٣٠- أخرجه البخاري، اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، ح: ٥٧٩١، ومسلم، اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء . . . الخ، ح: ٢٠٨٥/ ٤٣ من حديث شعبة به. * محارب هو ابن دثار.

فائدہ: مذکورہ احادیث میں تکبر کی قید اتفاقی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ لٹکانا از خود تکبر ہے۔

(المعجم ١٠٢) - مَوْضِعُ الْإِزَارِ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٢-تہبند کہاں تک ہونا چاہیے؟

٥٣٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْضِعُ الْإِزَارِ إِلٰى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ وَالْعَضَلَةِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمِنْ وَرَاءِ السَّاقِ، وَلَا حَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِي الْإِزَارِ»

وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

٥٣٣١- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تہبند کی جگہ نصف پنڈلی ہے۔ جہاں موٹا پٹھہ ہوتا ہے۔ اگر تو وہاں تک نہیں چاہتا تو کچھ نیچا کر لے اور اگر تو وہاں بھی نہیں رکھنا چاہتا تو پنڈلی سے نیچے کر لے۔ لیکن تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔''

یہ الفاظ استاد محمد (ابن قدامہ) کے ہیں۔

فائدہ: ازار سے گھٹنے ڈھانکنا ضروری ہے۔ کسی بھی حالت میں رکوع، سجدے، کام کاج وغیرہ کے دوران میں گھٹنے نظر نہیں آنے چاہئیں اور ٹخنے ہر حال میں ننگے رہنے چاہئیں۔ نصف پنڈلی سے اوپر رکھنا بھی درست نہیں اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا بھی۔ موسم اور رسم و رواج کی بنا پر ان کے درمیان جہاں مناسب سمجھے، رکھ لے۔ شلوار بھی ازار کے حکم میں داخل ہے لہٰذا اسے بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ خوب صورتی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی میں ہے۔

(المعجم ١٠٣) - مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ (التحفة ١٠١)

باب:١٠٣-تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو تو؟

٥٣٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ -

٥٣٣٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ازار ٹخنوں سے نیچا ہو تو اتنی

٥٣٣١- [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب في مبلغ الإزار، ح: ١٧٨٣ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "هذا حديث حسن صحيح، رواه الثوري وشعبة عن أبي إسحاق".

٥٣٣٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٥ من حديث هشام الدستوائي به، وتابعه الأوزاعي عنده: ٢/ ٢٨٧. * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع، محمد بن إبراهيم هو ابن الحارث، أبويعقوب صوابه: ابن يعقوب، وهو عبدالرحمٰن بن يعقوب مولى الحرقة والد العلاء (مسند أحمد: ٢/ ٢٥٥)، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٧١١.

قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ».

جگہ آگ میں جلے گی۔''

فائدہ: یہ سزا تہبند ٹخنوں سے نیچا رکھنے کی ہے، خواہ تکبر کے بغیر ہو۔ الا یہ کہ سستی سے کبھی کبھار تہبند نیچا ہو جائے اور توجہ ہونے پر فوراً اونچا کر لیا جائے تو پھر یہ وعید اور سزا نہیں ہوگی۔ واللہ أعلم.

٥٣٣٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ وَقَدْ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ».

۵۳۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تہبند ٹخنوں سے نیچا ہو تو وہ جگہ آگ میں جائے گی۔''

فائدہ: ''آگ میں جائے گی'' گویا وہ شخص آگ میں جائے گا، البتہ آگ متعلقہ حصے تک ہی ہوگی۔ جب تک سزا پوری نہیں ہوگی، وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔

(المعجم ١٠٤) - إِسْبَالُ الْإِزَارِ (التحفة ١٠٢)

باب: ۱۰۴- تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

٥٣٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلٰى مُسْبِلِ الْإِزَارِ».

۵۳۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

٥٣٣٣_ أخرجه البخاري، اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، ح: ٥٧٨٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧٠٥.

٥٣٣٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢١ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء به.

٥٣٣٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ مِهْرَانَ الْأَعْمَشَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَاهُ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ».

۵۳۳۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا‘ نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اپنے عطیے کا احسان جتلانے والا‘ تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا۔“

٥٣٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۳۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسبال (لٹکانا) تہبند‘ قمیص اور پگڑی سب میں ہوتا ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی بھی چیز کو تکبر کے ساتھ زمین پر گھسیٹے گا‘ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔“

٥٣٣٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ

۵۳۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا (زمین پر) گھسیٹے گا‘ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول میرے تہبند کا ایک پلو لٹک جاتا ہے

٥٣٣٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٦٥.

٥٣٣٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٤ من حديث حسين بن علي الجعفي به.

٥٣٣٧_ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذًا خليلاً، ح: ٣٦٦٥ من حديث موسى بن عقبة به.

أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ».

الا یہ کہ میں (ہر وقت) اس کا خیال رکھوں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو ان لوگوں میں شامل نہیں جو یہ کام تکبر سے کرتے ہیں۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ تہبند لٹکانے کی مندرجہ بالا سزا متکبر شخص کے لیے ہے یا جس نے اسے عادت بنا رکھا ہو۔ اگر کبھی کبھار بے اختیاری یا سستی سے کسی کا تہبند لٹک جائے اور توجہ ہونے پر وہ اسے اونچا بھی کر لے تو معاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠٥) - ذُيُولُ النِّسَاءِ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٥- عورتوں کو دامن لٹکانے کی اجازت ہے

٥٣٣٨- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ يَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ: «تُرْخِينَهُ شِبْرًا» قَالَ: قَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ؟ قَالَ: «تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ».

٥٣٣٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا لٹکائے' اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اپنے دامنوں سے کیا سلوک کریں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ (مردوں سے) ایک بالشت نیچا رکھ لیں۔'' انھوں نے کہا: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایک بالشت'' یعنی نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے' تبھی پاؤں ننگے ہوں گے۔ اگر ٹخنوں سے بالشت نیچے ہو تو پاؤں ڈھانکے جائیں گے۔ ''ایک ہاتھ'' سے مراد بھی نصف پنڈلی سے نیچے ایک ہاتھ ہے۔ اس صورت میں دامن زمین پر گھسٹنے لگے گا اور پاؤں بھی ننگے نہیں ہوں گے' خواہ عورت چل ہی رہی ہو۔ ② ''ننگے ہوں گے'' گویا عورتوں کے لیے مناسب ہے کہ ان کے قدم بھی ننگے نہ ہوں' البتہ قدم ڈھانکنا

٥٣٣٨- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في جر ذيول النساء، ح: ١٧٣١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ٨٢، ٨٣، ح: ١٩٨٤، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٠٨٥، والبخاري، ح: ٥٧٨٣ وغيرهما.

ضروری نہیں کیونکہ آپ نے ایک بالشت نیچے رکھنے ہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ ③ ''ایک ہاتھ'' عربی میں لفظ ذِراع استعمال کیا گیا ہے، یعنی کہنی کی ہڈی کے کنارے سے درمیانی انگلی کے بالائی کنارے تک۔ عربی میں اس فاصلے کو ذِراع کہتے ہیں۔ اردو میں اسے ہاتھ کہہ لیتے ہیں۔

٥٣٣٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ذُيُولَ النِّسَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُرْخِينَ شِبْرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا؟ قَالَ: «تُرْخِي ذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

۵۳۳۹- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عورتوں کے دامن کا مسئلہ ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک بالشت لٹکا لیں۔'' حضرت ام سلمہ نے کہا: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ایک ہاتھ لٹکا لیں۔ اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

٥٣٤٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ بِالنِّسَاءِ؟ قَالَ: «يُرْخِينَ شِبْرًا» قَالَتْ: إِذًا تَبْدُوَ أَقْدَامُهُنَّ؟ قَالَ: «فَذِرَاعٌ لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ».

۵۳۴۰- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ جب نبیٔ اکرم ﷺ نے ازار کے بارے میں مسئلہ ذکر فرمایا تو حضرت ام سلمہ نے کہا: عورتیں کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک بالشت نیچا رکھ لیں۔'' وہ کہنے لگیں: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ایک ہاتھ نیچا کر لیں۔ اس سے زائد نہ کریں۔''

٥٣٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ -

۵۳۴۱- حضرت ام سلمہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، عورت اپنا دامن کس قدر نیچا کر سکتی

٥٣٣٩_[صحيح] انظر، ح: ٥٣٤١ يأتي بعد حديث واحد.

٥٣٤٠_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح: ٤١١٧ من حديث نافع به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥١، وله طرق أخرى عند مسلم والترمذي، ح: ١٧٣١ وغيرهما.

٥٣٤١_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ذيل المرأة كم يكون؟، ح: ٣٥٨٠ من حديث المعتمر به. * عبيدالله هو ابن عمر.

وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا؟ قَالَ : «شِبْرًا» قَالَتْ : إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا؟ قَالَ : «ذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا» .

ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک بالشت۔'' انھوں نے کہا: پھر تو اس کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ نیچا کرلے اس سے زائد نہ کرے۔''

(المعجم ١٠٦) - اَلنَّهْيُ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۶-اشتمال صماء کی ممانعت

٥٣٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ .

۵۳۴۲-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے کہ اس کی شرم گاہ پر کچھ نہ رہے۔

فوائد ومسائل: ① اشتمال صَمّاَ لغت میں تو اس سے مراد اس طرح بکل مارنا ہے کہ ہاتھ وغیرہ بند ہو جائیں اور ضرورت پڑنے پر آسانی سے ہاتھ باہر نہ نکل سکیں جبکہ پنجابی میں اسے ''بولی بکل'' کہتے ہیں۔ اللہ نہ کرے آدمی گرنے لگے تو ہاتھوں سے بچت نہ ہو سکے۔ کوئی مار کر بھاگے تو پکڑ نہ سکے۔ مگر فقہاء نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ جسم پر ایک ہی کپڑا لپیٹا ہو کوئی اور کپڑا نہ ہو۔ پھر اسے بھی ایک جانب سے اٹھا کر کندھے پر ڈال لے اور دوسری طرف سے ننگا ہو جائے اور فرض پردہ قائم نہ رہے۔ یہ صورت تو بالاتفاق حرام ہے کیونکہ ننگا ہونا جائز نہیں۔ پہلی صورت بھی مناسب نہیں۔ اگرچہ شرعاً کوئی حرج نہیں' البتہ نماز میں یہ صورت صحیح نہیں کیونکہ بار بار بکل کو ٹھیک کرنا پڑے گا اور کپڑا اترتا رہے گا۔ نماز کی بجائے توجہ کپڑے کو درست کرنے کی طرف رہے گی۔ ② ''گوٹھ مارنا'' اوپر والی چادر کو کمر اور دونوں گھٹنوں کے اردگرد باندھ لینا جب کہ گھٹنے کھڑے ہوں اور مقعد اور پاؤں زمین پر ہوں۔ اس میں بھی بکل والی خرابی ہے کہ آدمی مقید سا ہو جاتا ہے۔ جلدی اٹھنا پڑے تو مشکل پیش آتی ہے' نیز چادر وغیرہ کی صورت میں ستر کھلنے کا بھی اندیشہ ہے۔

٥٣٤٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يستر من العورة، ح: ٣٦٧ عن قتيبة به.

٥٣٤٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۵۳۴۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے کہ اس کی شرم گاہ پر کوئی پردہ نہ رہے۔

(المعجم ١٠٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۷- ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے کی ممانعت

٥٣٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۵۳۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا اگر پورے کپڑے پہنے ہوں اور کسی زائد کپڑے سے گوٹھ مارے جس سے پردے پر کوئی اثر نہ پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٨) - لُبْسُ الْعَمَائِمِ الْحَرَقَانِيَّةِ (التحفة ١٠٦)

باب:۱۰۸- سیاہی مائل پگڑی پہننا

٥٣٤٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى

۵۳۴۵- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سیاہی مائل پگڑی پہنے دیکھا۔

٥٣٤٣ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به.
٥٣٤٤ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء، والاحتباء في ثوب واحد . . . الخ، ح: ٢٠٩٩/ ٧٢ عن قتيبة به.
٥٣٤٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٩ من حديث مساور به. * سفيان هو ◀◀

النَّبِيِّ ﷺ عِمَامَةً حَرْقَانِيَّةً .

فائدہ: ''سیاہی مائل'' عربی میں لفظ حَرْقَانِيَّة استعمال فرمایا گیا ہے جو حرق سے ہے۔ اس کے معنی آگ میں جلنا ہے۔ گویا ایسا رنگ جو آگ میں جلی ہوئی چیز کے رنگ جیسا ہو۔ اسے سیاہی مائل کہا گیا کیونکہ ضروری نہیں، وہ خالص سیاہ ہو۔

(المعجم ١٠٩) - لُبْسُ الْعَمَائِمِ السُّودِ (التحفة ١٠٧)

باب:١٠٩- خالص سیاہ رنگ کی پگڑی پہننا

٥٣٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، بِغَيْرِ إِحْرَامٍ.

۵۳۴۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن احرام کے بغیر (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے جبکہ آپ (کے سر مبارک) پر سیاہ پگڑی تھی۔

فائدہ: ''احرام کے بغیر'' کیونکہ احرام میں سر ڈھانپنا منع ہے۔ معلوم ہوا اگر کوئی شخص حج یا عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو کسی اور کام سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اور وہ میقات سے باہر رہتا ہو تو اسے میقات سے گزرتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں۔ احناف نے یہاں سختی برتی ہے کہ جو بھی شخص مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اور وہ میقات سے باہر رہتا ہو تو میقات سے گزرتے وقت اس کے لیے احرام باندھنا ضروری ہے۔ حج یا عمرے کا ارادہ ہو یا نہ۔ اس حدیث کو وہ آپ کا خاصہ بناتے ہیں مگر یہ بات کمزور ہے۔ اور صریح احادیث کے خلاف ہے کیونکہ صحیح احادیث میں یہ صراحت ہے کہ میقات اس شخص کے لیے ہیں جو حج یا عمرے کا ارادہ رکھتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مختلف اطراف سے مکہ معظّمہ آنے والے مختلف لوگوں کے لیے میقات (احرام باندھنے کی جگہیں) مقرر فرمائیں تو ارشاد فرمایا: [فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ] ''یہ میقات ان علاقوں کے باسیوں کے لیے ہیں، نیز ان لوگوں کے لیے بھی جو کسی دوسری جگہ سے آتے ہیں، ان علاقوں کے باسی نہیں۔ (یہ میقات) ہر اس شخص کے لیے جو حج وعمرے کا ارادہ کرتا ہے۔'' (صحيح البخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، حديث:١٥٢٦، و صحيح مسلم، الحج، باب مواقيت الحج، حديث:١١٨١.) معلوم ہوا اگر کوئی شخص حج وعمرہ نہ کرنا چاہے تو اس کے

◀◀ الثوري، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٥٣٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٧٢.

لیے یہ میقات بھی نہیں اور نہ اس کے لیے یہاں سے گزرتے ہوئے احرام باندھنا ہی ضروری ہے۔

٥٣٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۵۳۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ نے سیاہ پگڑی زیب تن کر رکھی تھی۔

(المعجم ١١٠) - إِرْخَاءُ طَرَفِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ (التحفة ١٠٨)

باب:۱۱۰- پگڑی کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکانا

٥٣٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ السَّاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۵۳۴۸- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو منبر پر رونق افروز دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ پر سیاہ پگڑی ہے اور آپ نے اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔

فائدہ: پگڑی باندھنے کا انداز رواجی مسئلہ ہے۔ کسی علاقے میں جس طرح پگڑی باندھی جاتی ہو جائز ہوگی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پگڑی باندھنے کا کوئی خصوصی طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ لیکن بہتر طریقہ وہی ہے جو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اختیار فرمایا۔ اگر اتباع کی نیت ہے تو اس میں بھی ان شاء اللہ ثواب ہوگا' ہاں غلو اور علامتی پگڑی سے پرہیز ضروری ہے' اگر کسی علاقے میں مسلمان اور کافر اکٹھے رہتے ہوں تو مسلمانوں کا انداز کفار سے مختلف ہونا چاہیے تاکہ امتیاز قائم رہے۔

(المعجم ١١١) - اَلتَّصَاوِيرُ (التحفة ١٠٩)

باب:۱۱۱- تصویروں کا بیان

٥٣٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۵۳۴۹- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٣٤٧- أخرجه مسلم، ح: ١٣٥٨ (انظر الحديث المتقدم: ٥٣٤٥) من حديث شريك القاضي به. * عمار هو ابن معاوية الدهني.

٥٣٤٨- أخرجه مسلم، ح: ١٣٥٩/ ٤٥٣ (انظر الحديث المتقدم: ٥٣٤٥) من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به.

٥٣٤٩- [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٨٧.

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا صورت (تصویر) ہو۔''

فوائد و مسائل: ① کتا گھر میں رکھنے کی اجازت نہیں۔ اگر ضرورت کی بنا پر رکھا جائے تو کھیتوں اور باڑوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ گھر میں نہیں کیونکہ گھر میں اس کا کوئی کام نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث ۴۲۸۱ تا ۴۲۹۶.) ② تصویر سے مراد کسی ذی روح کی مصنوعی تصویر ہے جو عزت و احترام کے ساتھ رکھی گئی ہو، خواہ وہ مجسمے کی صورت میں ہو یا کسی کاغذ، دیوار یا کپڑے پر بنائی گئی ہو۔ پھر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کسی آلے اور مشین کے ذریعے سے کیونکہ عموماً تصاویر بے فائدہ بنائی جاتی ہیں یا تعظیم کی خاطر۔ پہلی صورت میں اسراف ہے جو کہ حرام ہے اور دوسری صورت میں شرک کا پیش خیمہ ہے۔ جو چیز گناہ ہو، اس کا سبب اور ذریعہ بھی گناہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ اگر تصویر کسی فائدے کی خاطر ہو، مثلاً: شناخت کے لیے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ شریعت ضرورت کے مخالف نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اسے شناخت کی حد تک ہی رکھا جائے، زینت اور فخر نہ بنایا جائے اور نہ اسے احتراماً لٹکایا جائے۔ اسی طرح علاج وغیرہ میں بھی تصویر سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو تو غیر ضروری تصویر اس کے لیے گناہ کا موجب نہ ہوگی، البتہ تصویر بنانے والے یا اس کا حکم دینے والے مجرم ہوں گے، مثلاً: کرنسی نوٹوں اور اخبارات کی تصاویر۔ ان چیزوں پر تصویر کی ضرورت تو نہیں مگر عام انسان اس مسئلے میں بے بس ہیں کیونکہ ان چیزوں کے بغیر گزارہ نہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں تصویر ضروری ہو وہاں ضرورت کی حد تک ہی محدود رہنا چاہیے، مثلاً: شناختی تصویر میں صرف چہرے کی حد تک ہونی چاہیے، قد آدم نہ ہو۔ اسی طرح غیر ضروری تصاویر جن میں عام انسان مجبور ہے، احترام والی جگہ نہ رکھی جائیں بلکہ نیچے رکھی جائیں جہاں پاؤں لگتے ہوں، نیز اخبارات کو تہہ کر کے رکھا جائے تاکہ احترام کا تاثر نہ ہو۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۴۲۵۱.) ③ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ محافظ اور کاتب فرشتے تو ہر جگہ ہی ہوتے ہیں۔ اس کلام سے مقصود رحمت کی نفی ہے جو فرشتوں کی خصوصیت ہے۔

٥٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ:

۵۳۵۰- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''فرشتے اس گھر میں

٥٣٥٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٨٧.

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ».

داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا ذی روح کی تصویر ہو۔''

فائدہ: ''ذی روح کی'' اگر کسی جگہ تصویر کا جواز ذکر ہو تو مراد غیر ذی روح کی تصویر ہوگی' مثلاً: حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کی تصاویر جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ اسی طرح آئندہ حدیث میں ذکر شدہ تصاویر۔

۵۳۵۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَأَمَرَ أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا يَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ، فَقَالَ لَهُ سَهْلٌ: لِمَ تَنْزِعُ؟ قَالَ: لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ: أَلَمْ يَقُلْ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ قَالَ: بَلَى وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

۵۳۵۱- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ میرے نیچے سے بستر کی چادر نکال دے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ چادر کیوں نکلوا رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے' وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جو تصویر کپڑے میں نقش ہو' اس میں کوئی حرج نہیں۔ انھوں نے کہا: ہاں' مگر مجھے یہ زیادہ اچھا لگتا ہے (کہ کپڑے میں بھی نہ ہو بلکہ سادگی ہو)۔

فائدہ: غیر ذی روح اشیاء کی تصویر اگرچہ جائز ہے مگر وسیع پیمانے پر نہیں کہ اس کو کاروبار بنا لیا جائے یا زینت کے لیے جگہ جگہ غیر ذی روح اشیاء کی تصویریں بنائی یا لٹکائی جائیں کیونکہ اسلام سادہ مذہب ہے۔ اسراف کو پسند نہیں کرتا' اسی لیے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بستر کی چادر پر غیر ذی روح تصویروں کو بھی

۵۳۵۱ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الصورة، ح: ۱۷۵۰ من حديث معن به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۹۶۶. * عبيدالله هو ابن عبدالله بن عتبة بن مسعود، وأبوالنضر هو سالم.

مناسب نہ سمجھا اگرچہ وہ جائز ہیں' لہٰذا کپڑے یا کاغذ پر منقش تصویریں بھی وہی جائز ہیں جو غیر ذی روح اشیاء کی ہوں۔ یہ اس روایت کی ایک توجیہ ہے۔ بعض محققین کے نزدیک کپڑے پر منقش تصویر ذی روح چیز کی بھی جائز ہے مگر وہ ثابت نہ ہو بلکہ کٹی ہوئی ہو' یعنی کسی کا سر نہیں' کسی کا دھڑ نہیں' کسی کے بازو نہیں' کسی کی ٹانگیں نہیں۔ گویا تصویر کو ٹکڑوں میں بانٹ کر کپڑا استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ یا وہ کپڑا اور کاغذ توہین کی جگہ ہو' مثلاً: پاؤں کے نیچے آتا ہو۔ بعض حضرات نے رَقْمًا فِي ثَوْب (کپڑے میں منقش تصویر) کے الفاظ سے اس وسیع کاروبار کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے جو آج کل فن اور آرٹ بلکہ فیشن کی صورت اختیار کر چکا ہے اور عمومی طور پر عریانی اور فحاشی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ فَانَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون.

٥٣٥٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرٌ عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ». قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّورَةِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟ قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ يَقُولُ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ.

٥٣٥٢- حضرت زید بن خالد کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔'' (راویٔ حدیث) بسر نے کہا: پھر حضرت زید بیمار پڑ گئے۔ ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے تو ان کے دروازے پر ایک باتصویر پردہ لٹک رہا تھا۔ میں نے (اپنے ساتھی) عبیداللہ خولانی سے کہا: کیا ہمیں حضرت زید نے اس سے پہلے تصویر کے بارے میں حدیث نہیں بتائی تھی؟ عبیداللہ نے کہا: آپ نے ان کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا: مگر کپڑے میں منقش تصویر جائز ہے؟

فائدہ: کپڑے میں منقش تصویر کے جواز کی صورتیں سابقہ حدیث کی تشریح میں گزر چکی ہیں۔ تمام موافق و مخالف احادیث کو ملانے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو اس سے غیر ذی روح چیز کی تصویر مراد ہے یا مقطع تصویر یا جو توہین کی جگہ پر ہو۔

٥٣٥٣- حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ:

٥٣٥٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٥٣٥٢- أخرجه البخاري، اللباس، باب من كره القعود على الصور، ح: ٥٩٥٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٦/ ٨٥ من حديث الليث بن سعد به.

٥٣٥٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكرًا رجع، ح: ٣٣٥٩ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ فَدَخَلَ فَرَأَى سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَخَرَجَ وَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ».

نے فرمایا: میں نے کھانا تیار کیا اور نبیٔ اکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے ایک پردہ دیکھا جس پر تصویریں تھیں۔ آپ واپس چلے گئے اور فرمایا: ''جس گھر میں تصویریں ہوں' وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بھی تصویر کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ② اہل علم وفضل کے لیے کھانا تیار کرنا اور انھیں کھانے پر بلانا' مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ نبیٔ اکرم ﷺ کے حسن خلق اور تواضع پر صریح دلالت کرتی ہے کہ آپ اپنے صحابۂ کرام کی دعوت پر ان کے ہاں کھانا کھانے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ④ جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے قطعاً داخل نہیں ہوتے' لہٰذا اس سے بڑی محرومی کیا ہوسکتی ہے کہ انسان کے گھر یا اس کی دکان اور کاروباری مرکز میں رحمت کا نزول نہ ہو۔ جب رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے تو رحمت کس طرح آئے گی۔ ⑤ فرشتوں کی جبلت اور فطرت میں اطاعتِ الٰہی رکھ دی گئی ہے' اس لیے وہ کسی ایسی جگہ جاتے ہی نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی ہوتی ہو۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے کھانا کھائے بغیر ہی واپس چلے گئے کیونکہ وہاں منقش اور تصویروں والا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اولاد یا عزیز واقارب کو سمجھانے کا یہ انداز نہایت مؤثر ہے' اس لیے جس مجلس ومحفل یا گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی صریح حکم کی مخالفت اور نافرمانی ہو رہی ہو اہل علم' خصوصاً وارثانِ منبر ومحراب کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٥٣٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَرْجَةً ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ عَلَّقْتُ قِرَامًا فِيهِ الْخَيْلُ أُولَاتُ الْأَجْنِحَةِ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: «انْزِعِيهِ».

۵۳۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ پھر آپ تشریف لائے تو میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: ''اسے اتار دے۔''

٥٣٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢٩ عن أبي معاوية الضرير به، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٥٩٥٥، ومسلم، ح: ٢١٠٧/ ٩٠ من حديث هشام بن عروة به.

٥٣٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَيْرٍ مُسْتَقْبَلَ الْبَيْتِ إِذَا دَخَلَ الدَّاخِلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! حَوِّلِيهِ، فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا» قَالَتْ: وَكَانَ لَنَا قَطِيفَةٌ لَهَا عَلَمٌ كُنَّا نَلْبَسُهَا فَلَمْ نَقْطَعْهُ.

٥٣٥٥- نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں۔ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتا تھا تو اسے سب سے پہلے وہ نظر آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! اسے ہٹا دو۔ میں جب بھی گھر میں داخل ہوتا ہوں اس پر نظر پڑتی ہے تو توجہ دنیا کی طرف ہو جاتی ہے۔“ اور ہمارے پاس ایک چادر تھی جس میں دھاریاں تھیں۔ ہم اسے اوڑھا کرتے تھے۔ اس کے ہم نے ٹکڑے نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کشی اور اس سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ بوقت ضرورت پردہ وغیرہ لٹکانا درست ہے۔ لیکن یاد رہے کہ پردے میں تصویر وغیرہ نہ بنی ہو۔ ③ ”توجہ دنیا کی طرف ہو جاتی ہے“ کیونکہ وہ زینت کے لیے لٹکایا گیا تھا اور وہ دنیوی زینت تھی۔ ظاہر ہے توجہ اس طرف ہونا تو لازمی امر تھا وہاں سے آپ گزرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے دل میں کراہت ہوتی تھی توجہ کراہت کے منافی نہیں۔ دنیا سے محبت مذموم ہے نہ کہ توجہ بہ کراہت۔

٥٣٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَيْتِي ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ إِلَى سَهْوَةٍ فِي الْبَيْتِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَخِّرِيهِ عَنِّي». فَنَزَعْتُهُ فَجَعَلْتُهُ

٥٣٥٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں ایک کپڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ میں نے اسے گھر میں ایک طاق کے آگے لگا دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس طاق کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: ”عائشہ! اس کو مجھ سے دور ہٹا دے۔“ میں نے اسے اتار کر اس کے تکیے بنا لیے۔

٥٣٥٥- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٨٨/٢١٠٧ من حديث داود به.

٥٣٥٦- [صحيح] تقدم، ح: ٧٦٢.

وَسَائِدَ .

فائدہ: ''تصویریں'' ممکن ہے غیر ذی روح کی تصویریں ہوں مگر نماز میں قبلہ کی جانب نقش ونگار توجہ بٹنے کا سبب بن جاتے ہیں' اس لیے ہٹانے کا حکم دیا۔ اور اگر ذی روح کی تصویریں تھیں تو پھر ایسا کپڑا احترام والی جگہ لٹکانا ناجائز تھا' اس لیے اتار کر تصویریں کاٹنے کا حکم دیا۔

٥٣٥٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَزَعَهُ فَقَطَعَتْهُ وِسَادَتَيْنِ. قَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ: أَنَا سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ - يَعْنِي الْقَاسِمَ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا .

٥٣٥٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک پردہ لگادیا جس میں تصویریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اسے اتار پھینکا۔ میں نے اس کے دو تکیے بنالیے جن سے رسول اللہ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تصاویر والا پردہ ہٹا دیا اور اس طرح آپ نے اپنے ہاتھ سے ازالۂ منکر فرمایا۔ جہاں ہاتھ سے برائی ختم کی جاسکتی ہو وہاں اسے ہاتھ سے ختم کرنا ضروری ہے۔ اور آپ نے ایسے ہی کیا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تصویر والے کپڑے کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ تصویریں کٹ جائیں اور ثابت نہ رہیں تو وہ کپڑا فرشی استعمال میں لایا جاسکتا ہے' یعنی اس سے تکیے' سرہانے اور گدے وغیرہ بنائے جاسکتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١٢) - ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا (التحفة ١١٠)

باب: ١١٢- ان لوگوں کا ذکر جنھیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا

٥٣٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٥٣٥٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں

٥٣٥٧- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٩٥/٢١٠٧ من حديث ابن وهب به. * عمرو هو ابن الحارث.

٥٣٥٨- أخرجه البخاري، اللباس، باب ما وطىء من التصاوير، ح: ٥٩٥٤، ومسلم، ح: ٩٢/٢١٠٧ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به.

سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَّرْتُ بِقِرَامٍ عَلٰى سَهْوَةٍ لِي فِيهِ تَصَاوِيرُ فَنَزَعَهُ وَقَالَ: «أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے اپنے ایک طاق کو تصویروں والے پردے کے ساتھ چھپا رکھا تھا۔ آپ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ”قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتوں جیسی صورتیں بناتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی حرام ہے‘ ہاتھ سے ہو یا کیمرے وغیرہ سے بسا اوقات تصویر شرک کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ ② ”سخت ترین عذاب“ اگرچہ خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتیں) عام لفظ ہے‘ غیر ذی روح اشیاء پر بھی بولا جا سکتا ہے مگر یہاں ذی روح کی صورت مراد ہے کیونکہ متعلقہ پردہ پر ذی روح کی تصاویر تھیں جیسا کہ احادیث ۵۳۵۴ اور ۵۳۵۵ میں بیان ہے۔ ویسے بھی ”صورة“ چہرے کو کہا جاتا ہے اور چہرہ ذی روح کا ہی ہوتا ہے۔ سخت ترین عذاب کی تفسیر آئندہ احادیث میں مذکور ہے۔

٥٣٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ سَتَّرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ هَتَكَهُ بِيَدِهِ وَقَالَ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ».

۵۳۵۹- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں نے تصویروں والا ایک پردہ لٹکا رکھا تھا۔ جب آپ نے دیکھا تو (غصے سے) آپ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے پھاڑ دیا اور فرمایا: ”قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتوں جیسی صورتیں بنانے کا تکلف کرتے ہیں۔“

(المعجم ١١٣) - ذِكْرُ مَا يُكَلَّفُ أَصْحَابُ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التحفة ١١١)

باب:۱۱۳- اس چیز کا تذکرہ جس کا قیامت کے دن تصویر سازوں کو حکم دیا جائے گا

٥٣٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٧/ ٩١، انظر الحديثين السابقين عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، الأدب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى . . . الخ، ح: ٦١٠٩ من حديث الزهري به.

٥٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابنِ عَبَّاسٍ أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ: إِنِّي أُصَوِّرُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فَمَا تَقُولُ فِيهَا؟ فَقَالَ: أُدْنُهْ أُدْنُهْ، سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخِهِ».

۵۳۶۰- حضرت نضر بن انس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عراقی آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: میں تصویر سازی کا کام کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نزدیک آ، نزدیک آ۔ میں نے حضرت محمد ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص دنیا میں (ذی روح اشیاء کی) تصویر بنائے گا' اسے قیامت کے دن اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے لیکن وہ پھونک نہیں سکے گا۔''

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ جاندار اور ذی روح اشیاء کی تصویر بنانا اور فروخت کرنا حرام ہے' اس لیے فن تصویر سازی سے وابستہ حضرات و خواتین' نیز شوقیہ تصویر کشی کرنے والے لوگوں کو سنجیدگی سے اپنے اس خطرناک پیشے کا جائزہ لینا چاہیے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی جائے یا کیمرے وغیرہ سے' اس کا اپنا وجود ہو یا کسی چیز پر نقش کی جائے' سب کا ایک ہی حکم ہے' نیز شادی بیاہ اور دیگر مختلف تقریبات کے موقع پر جو تصویر کشی کی جاتی ہے اور ویڈیو فلم بنائی جاتی ہے' یہ سب ناجائز ہے۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مصور کو مکان کی دیوار بناتے دیکھا تو درج ذیل حدیث بیان کی' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے میں میری نقالی کرتا ہے۔ ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو پیدا کر دیں۔'' ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: ''ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔'' دیکھیے: (صحیح البخاري' اللباس' حديث:٥٩٥٣' و كتاب التوحيد' حديث:٧٥٥٩) ③ اللہ تعالیٰ نے مفید تصویریں بنائیں جو بولتی' دیکھتی' سنتی' سمجھتی اور چلتی پھرتی ہیں مگر مصورین بے فائدہ صورتیں بناتے ہیں جو نہ دیکھ سکتی ہیں' نہ بول سکتی ہیں' نہ سن سکتی ہیں اور نہ سمجھ سکتی ہیں۔ اپنی صلاحیتیں ایسے بے مصرف کاموں میں ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور اس کے مقابلے میں ایک ناکام کوشش ہے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور ان کو روح پھونکنے کا حکم دیا جائے گا جو ان کے بس کی بات نہیں۔

٥٣٦٠- أخرجه البخاري، اللباس، باب من صور صورةً كلف يوم القيامة . . . الخ، ح: ٥٩٦٣، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١١٠/ ١٠٠ من حديث ابن أبي عروبة به.

٥٣٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا».

۵۳۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی (ذی روح) چیز کی صورت بنائے گا‘ اسے عذاب دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح پھونکے جبکہ وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔“

فائدہ: گویا اسے صرف روح پھونکنے کا ہی حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کو مسلسل عذاب بھی دیا جائے گا۔ جب تک وہ روح نہیں پھونکے گا‘ اسے عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا اور روح تو وہ پھونک ہی نہیں سکے گا‘ لہٰذا قیامت کا مکمل دن وہ عذاب و رسوائی اور ڈانٹ ڈپٹ میں گزارے گا۔ اور یہ واقعی شدید ترین عذاب ہوگا۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ.

٥٣٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ».

۵۳۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے (کسی ذی روح کی) تصویر بنائی‘ اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے جو وہ پھونک نہیں سکے گا۔“

٥٣٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ الَّذِينَ يَصْنَعُونَهَا يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ».

۵۳۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ انھیں کہا جائے گا: جو تم نے تصویریں بنائی ہیں‘ ان میں زندگی بھی پیدا کرو۔“

فائدہ: ”پیدا کرو“ اور یہ محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کام کوئی اور نہیں کر سکتا۔ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ. کسی کو سزا دینے کے لیے محال حکم دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں مقصود صرف ڈانٹنا اور سزا دینا ہوتا ہے نہ کہ عمل یا اطاعت۔ اور

٥٣٦١- [صحيح] أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب السختياني به.

٥٣٦٢- [صحيح] وعلقه البخاري من حديث قتادة به، انظر الحديث السابق.

٥٣٦٣- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿والله خلقكم وما تعملون﴾ . . .، ح: ٧٥٥٨، ومسلم، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٨/ ٩٧ من حديث حماد بن زيد به.

اسے ''تعلیق بالمحال'' کہا جاتا ہے۔

٥٣٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ».

۵۳۶۴- نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ان صورتیں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور انھیں کہا جائے گا: جو بنایا ہے اس میں زندگی ڈالو۔''

فائدہ: ''اور کہا جائے گا'' گویا عذاب اس کے علاوہ بھی ہوگا۔ اور یہ کہنا الگ عذاب ہوگا۔

٥٣٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ اللهَ فِي خَلْقِهِ».

۵۳۶۵- نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (تصویریں بنا کر) پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نقل کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ان کا یہ فعل نقل کی طرح ہی ہے اگرچہ ان کی نیت ایسی نہ ہو۔ واضح کام میں نیت نہیں دیکھی جاتی کیونکہ وہ تو مخفی ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ بھی دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١١٤) - ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا (التحفة ١١٢)

باب: ۱۱۴- اس شخص کا ذکر جسے سب سے زیادہ عذاب ہوگا

٥٣٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ

۵۳۶۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (جاندار

٥٣٦٤_ أخرجه البخاري، ح: ٧٥٥٧، انظر الحديث السابق عن قتيبة به.

٥٣٦٥_ [إسناده صحيح] وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٦/ ٨٣، ٢١٩ وغيره. * سماك هو ابن حرب.

٥٣٦٦_ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٩/ ٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير، انظر الحديث المتقدم: ٥٣٦٣، والبخاري، اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ح: ٥٩٥٠ من حديث الأعمش به.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ». وَقَالَ أَحْمَدُ: الْمُصَوِّرِينَ.

چیزوں کی) تصویریں بناتے ہیں۔"

٥٣٦٧- **أَخْبَرَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اُدْخُلْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَفِي بَيْتِكَ سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ؟ فَإِمَّا أَنْ تُقْطَعَ رُؤُوسُهَا أَوْ تُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ، فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ.

٥٣٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: "آ جائیں۔" انھوں نے کہا: میں کیسے داخل ہوسکتا ہوں جب کہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں؟ یا تو آپ ان کے سر کاٹ دیں یا اسے چٹائی بنا کر بچھالیں۔ ہم فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔

فائدہ: معلوم ہوا تصویر والا کپڑا اگر نیچے بچھایا جائے جہاں پاؤں لگتے ہوں تو کوئی حرج نہیں' یا تصویر کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ چہرہ مکمل نہ رہے۔ تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ١١٥) - اَللُّحُف (التحفة ١١٣)

باب: ۱۱۵- لحاف کا بیان

٥٣٦٨- **أَخْبَرَنَا** الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ وَمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

٥٣٦٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

٥٣٦٧_ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الصور، ح: ٤١٥٨ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال الترمذي، ح: ٢٨٠٦ "حسن صحيح" وصححه ابن حبان، ح: ١٤٨٧ . * أبوبكر بن عياش لم ينفرد به.

٥٣٦٨_ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الصلاة في شعر النساء، ح: ٣٦٧ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وقال الترمذي، ح: ٦٠٠ "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢٥٢/١، ووافقه الذهبي.

ابْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِنَا.

قَالَ سُفْيَانُ: مَلَاحِفِنَا.

سفیان نے (لُحف کے بجائے ملاحِف) کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امہات المومنین اور خود رسول اللہ ﷺ لحاف استعمال کیا کرتے تھے نیز مذکورہ حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ خواتین وبچوں کے استعمال کے کپڑے اور دیگر ایسے کپڑے بھی جن کی بابت یہ گمان ہو کہ ان میں نجاست اور پلیدی ہو سکتی ہے' ان میں نماز پڑھنے سے احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ مشکوک چیز سے پرہیز کرنا اور یقین پر بنیاد رکھنا مطلوب شریعت ہے۔ ② لحافوں وغیرہ میں نماز نہ پڑھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عموماً لحاف بھاری ہوتے ہیں جنھیں جلدی نہیں دھویا جا سکتا' اس لیے ان میں اگر کوئی نجاست لگ جائے تو وہ عرصۂ دراز تک باقی رہتی ہے' جب کہ ان کا استعمال روزانہ ہوتا ہے۔ گندگی لگنے کا احتمال تو جماع کے وقت بھی ہوتا ہے' اس لیے عموماً اوپر اوڑھے جانے والے لحافوں سے نماز کے وقت پرہیز کیا جائے۔ واللہ أعلم. ③ اگر لحاف کے پاک ہونے کا یقین ہو تو پھر نماز جائز ہے۔ مذکورہ حدیث میں عمومی بات کا ذکر ہے کہ اکثر ان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ مجامعت والے کپڑوں میں جبکہ وہ صاف ہوتے' نماز پڑھ لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ ؓ کے لحاف میں وحی بھی نازل ہو جاتی تھی۔

(المعجم ١١٦) - صِفَةُ نَعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١١٤)

باب:۱۱۶- رسول اللہ ﷺ کا جوتا مبارک کیسا ہوتا تھا؟

٥٣٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ نَعْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ.

۵۳۶۹- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے مبارک پر دو پٹیاں تھیں۔

فائدہ: جوتے کے تسمے پاؤں کو جوتے کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ایک ہو یا دو یا زائد' کوئی حرج نہیں۔ نہ یہ شرعی مسئلہ ہے اور نہ شریعت نے اس بارے میں کوئی ہدایت ہی دی ہے' لہٰذا وقتی رواج کے

٥٣٦٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب: قبالان في نعل، ومن رأى قبالاً واحدًا واسعًا، ح: ٥٨٥٧ من حديث همام بن يحيى به.

مطابق کسی بھی قسم کے جوتے استعمال کیے جا سکتے ہیں جو وقتی ضرورت کو پورا کرتے ہوں۔

٥٣٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ: كَانَتْ لِنَعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَالَانِ.

۵۳۷۰- حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے جوتے مبارک میں دو تسمے تھے۔

(المعجم ١١٧) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ (التحفة ١١٥)

باب:۱۱۷-ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت کا بیان

٥٣٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَهَا».

۵۳۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے حتیٰ کہ اسے ٹھیک کر لے۔''

فائدہ: ایک جوتے میں چلنا انسانی وقار کے خلاف ہے۔ لوگوں کے لیے عجوبہ بننے والی بات ہے۔ لوگ دیکھ کر ہنسیں گے۔ دور سے وہ لنگڑا محسوس ہوگا۔ توازن خراب ہونے کی وجہ سے وہ گر بھی سکتا ہے لہٰذا بجائے ایک جوتا پہننے کے ٹوٹے ہوئے تسمے کو ٹھیک کروائے ورنہ ننگے پاؤں چلے۔ البتہ اگر کسی بیماری یا تکلیف کی وجہ سے ایک پاؤں میں جوتا نہ پہنا جا سکے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تکلیف من جانب اللہ ہے نیز بیماری اور تکلیف زیادہ عرصے تک بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اتنے عرصے تک ننگے پاؤں چلنا مزید تکلیف کا سبب ہوگا۔

٥٣٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۳۷۲- حضرت ابورزین بیان کرتے ہیں کہ میں

٥٣٧٠ـ [صحيح] انفرد به النسائي. * هشام هو ابن حسان، ومحمد هو ابن سيرين، وعمرو بن أوس الثقفي الطائفي تابعي كبير، ووهم من ذكره في الصحابة.

٥٣٧١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٨ عن محمد بن عبيد به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٢/ ٤٨٠، وانظر الحديث الآتي.

٥٣٧٢ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً، والخلع من اليسرى أولاً، وكراهة

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلٰى جَبْهَتِهِ يَقُولُ: يَاأَهْلَ الْعِرَاقِ! تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا».

نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پر (بطور تعجب و تاسف) مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: اوعراقیو! تم سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہوں؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا (ایک) جوتا پہن کر نہ چلے حتی کہ اسے ٹھیک کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① ''سمجھتے ہو'' شاید کسی نے ان کے بکثرت روایت کرنے پر کچھ زبان درازی کی ہو۔ عراقی کچھ ایسے ہی تھے۔ ② ''ٹھیک کر لے'' معلوم ہوا مومن کو اپنے وقار کا لحاظ رکھنا چاہیے' لباس میں بھی اور چال ڈھال میں بھی۔ ایسا بھی سادہ نہ ہو کہ وقار کی پرواہ نہ کرے اور لوگوں کے لیے اضحوکہ اور طنز کا سامان بنا رہے۔

(المعجم ١١٨) - مَا جَاءَ فِي الْأَنْطَاعِ (التحفة ١١٦)

باب: ۱۱۸- چمڑے کے بچھونے کا بیان

٥٣٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ أَبُومُطَرِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِضْطَجَعَ عَلٰى نِطْعٍ فَعَرِقَ، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى عَرَقِهِ فَنَشَّفَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِي قَارُورَةٍ فَرَآهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَا هٰذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟» قَالَتْ: أَجْعَلُ عَرَقَكَ فِي طِيبِي، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ.

۵۳۷۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ (ایک دفعہ ہمارے گھر میں) چمڑے کے بچھونے پر استراحت فرما ہوئے۔ آپ کو پسینہ آ گیا۔ (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اٹھیں اور آپ کے بابرکت پسینے کو اکٹھا کر کے ایک شیشی میں ڈال لیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کو (ایسے کرتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا: ''ام سلیم! کیا کرتی ہے؟'' انھوں نے کہا: میں آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ڈالوں گی۔ آپ مسکرانے لگے۔

المشي في نعل واحدة، ح: ٢٠٩٨ من حديث الأعمش به.

٥٣٧٣- [إسناده صحيح] عبدالله هو ابن عبدالله بن أبي طلحة، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم، ح: ٢٣٣١، ٢٣٣٢ وغيرهما.

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک متبرک تھا۔ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے تبرک حاصل کیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کو اس بات کا علم تھا اور آپ نے انھیں ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ مزید برآں یہ کہ صحابۂ کرام ؓ آپ کے مبارک بالوں اور ناخنوں کو بھی بابرکت سمجھتے تھے صحابۂ کرام ؓ کو آپ ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پسینے مبارک کو بھی محبوب متاع سمجھتے تھے اور آپ کے آثارِ کریمہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انسان کا چمڑا' اس کا پسینہ اور اسی طرح انسانی بال بھی پاک اور طاہر ہیں' نیز اس سے قیلولے کی مشروعیت بھی ثابت ہوئی۔ ③ ''چمڑے کا بچھونا'' کپڑے کی چادر سے بہرصورت بہتر ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اچھی چیز کا استعمال معیوب نہیں۔ ④ ''استراحت فرما ہوئے'' پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام سے جو کہ بہنیں تھیں' آپ کا کوئی ایسا رشتہ تھا جس کی بنا پر وہ آپ کی محرم تھیں' اس لیے آپ کبھی کبھی ان کے گھروں میں جاتے تھے اور کبھی استراحت بھی فرماتے تھے۔ ⑤ ''اکٹھا کر کے'' عربی میں لفظ نَشَّفَتْهُ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خشک کرنے کے ہیں۔ گویا انھوں نے کسی کپڑے میں پسینہ جذب کر لیا اور وہ کپڑا اپنی خوشبو میں نچوڑ لیا یا خالی شیشی میں۔ واللہ أعلم. ⑥ ''مسکرانے لگے'' ان کے حسن عقیدت پر اور حسن ادب کو دیکھ کر۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے کہ ایسا تبرک صرف رسول اللہ ﷺ سے خاص تھا۔

(المعجم ١١٩) - اِتِّخَاذُ الْخَادِمِ وَالْمَرْكَبِ (التحفة ١١٧)

باب:۱۱۹-نوکر اور سواری رکھنا

٥٣٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ - رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ - قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ طَعِينٌ، فَأَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُودُهُ فَبَكٰى أَبُو هَاشِمٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا يُبْكِيكَ؟ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَمْ عَلَى الدُّنْيَا فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا؟ قَالَ: كُلٌّ لَا،

۵۳۷۴-حضرت سمرہ بن سہم سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوہاشم بن عتبہ ؓ کا مہمان بنا۔ ان کو طاعون کا عارضہ لاحق ہو چکا تھا۔ حضرت معاویہ ؓ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو حضرت ابوہاشم رونے لگے۔ حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا کوئی تکلیف آپ کو بے چین کر رہی ہے؟ یا دنیا (سے جانے) کا غم ہے جب کہ آپ کی دنیا کا بہترین

٥٣٧٤ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الزهد في الدنيا، ح: ٤١٠٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن حبان (الإحسان: ٢/ ٣١، ح: ٦٦٧)، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٥/ ٥٠٧، ح: ٩٨١١، وأحمد: ٥/ ٣٦٠ وغيرهما، وسنده حسن، راجع سنن الترمذي (بتحقيقي)، ح: ٢٣٢٧.

وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَبِعْتُهُ قَالَ: «إِنَّهُ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ أَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ أَقْوَامٍ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ». فَأَدْرَكْتُ فَجَمَعْتُ.

حصہ تو گزر چکا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی تھی۔ کاش میں اس پر قائم رہتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''شاید تجھ پر وہ دور آئے جب لوگوں میں بے تحاشا مال تقسیم کیے جائیں گے۔ تجھے صرف ایک نوکر اور ایک سواری جہاد کے لیے کافی ہے۔'' (واقعتاً وہ دور یا مال) میں نے پایا لیکن میں نے زیادہ مال جمع کرلیا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ آدمی نوکر اور سواری رکھ سکتا ہے۔ یہ عیش وعشرت یا عیاشی کے قبیل سے نہیں بلکہ ایک ضرورت ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ دنیا' اس کی رنگینیوں' نیز دنیا کی نعمتوں اور اس کا زیادہ مال ومتاع جمع کرنے سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک بندۂ مومن کی کوشش دنیا کمانے کی بجائے آخرت کمانے کی ہوتی ہے اور اس کی اصل ترجیح اس فانی دنیا کی نعمتوں کا حصول نہیں بلکہ ابدی و دائمی اور لازوال اخروی نعمتوں کا حصول ہی ہوتی ہے۔ حرام اور ناجائز کمائی کے ڈھیر جمع کرنے کی بجائے تھوڑی لیکن حلال اور پاکیزہ کمائی پر توجہ دینا ہی فرض ہے۔ اس کی واضح دلیل حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اندازِ حیات ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَ فِّقْنَا لِمَا تُحِبُّهُ وَ تَرْضَاهُ. ③ ''بہترین حصہ'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی رفاقت یا جوانی والا۔ ④ ''مال'' یعنی غنیمتیں زیادہ ہوں گی۔ ⑤ ''جمع کرلیا'' یہ ان کی کسر نفسی تھی ورنہ انھوں نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

(المعجم ١٢٠) - حِلْيَةُ السَّيْفِ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۲۰- تلوار کو مزین کرنا

٥٣٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

۵۳۷۵- حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے دستے کے کنارے پر چاندی لگی تھی۔

٥٣٧٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٨١٥، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/١٤٧، ح: ١٩.

فائدہ: چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے، نیز مرد کے لیے سونے کے زیورات بھی منع ہیں کیونکہ ان میں تکبر اور تعیش ہے مگر تلوار تو جاں کوشی بلکہ جاں فشانی کی علامت ہے۔ اس پر تھوڑا بہت سونا چاندی لگا ہو تو کوئی خرابی نہیں۔ جہاد تعیش سے کوسوں دور ہے، اس لیے تلوار کو چاندی سونے سے مزین کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ سونا مقطع، یعنی چھوٹے چھوٹے نشانات کی صورت میں ہو، نیز زیادہ مقدار میں نہ ہو۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۱۵۲.)

۵۳۷٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَجَرِيرٌ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ نَعْلُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ، وَقَبِيعَةُ سَيْفِهِ فِضَّةٌ، وَما بَيْنَ ذٰلِكَ حِلَقُ فِضَّةٍ».

۵۳۷٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نعل چاندی کا تھا۔ اس کے دستے کے کنارے پر بھی چاندی لگی تھی اور درمیان میں بھی چاندی کے حلقے بنے تھے۔

فائدہ: نعل سے مراد وہ چاندی یا لوہا ہے جو تلوار کی میان کے نیچے لگا ہوتا ہے۔ گویا آپ کی میان میں لوہے کی بجائے چاندی لگی تھی۔ اور قبیعہ سے مراد وہ چاندی یا لوہا ہے جسے تلوار کے دستے کے ایک کنارے میں لگایا جاتا ہے۔

۵۳۷۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

۵۳۷۷- حضرت سعید بن ابی الحسن نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے دستے کے کنارے پر چاندی لگی ہوئی تھی۔

(المعجم ۱۲۱) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ (التحفة ۱۱۹)

باب: ۱۲۱- ارجوانی رنگ کے ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے کی ممانعت

۵۳۷۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۵۳۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۵۳۷٦_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في السيف يحلى، ح: ۲۵۸۳ من حديث جرير بن حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۸۱۳، وقال الترمذي، ح: ۱٦۹۱ "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له.

۵۳۷۷_ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ۲۵۸٤ من حديث هشام به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۸۱٤.

۵۳۷۸_ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ۲۰۷۸/٦٤ من حديث عبدالله◀◀

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! سَدِّدْنِي وَاهْدِنِي» وَنَهَانِي عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ. وَالْمَيَاثِرُ: قَسِّيٌّ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ.

اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تو یہ دعا کیا کر [اَللّٰهُمَّ! سَدِّدْنِي وَاهْدِنِي] ''اے اللہ! مجھے سیدھا رکھنا اور ہدایت پر قائم رکھنا۔'' نیز آپ نے مجھے ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اور یہ گدیلے قسی (ریشمی) کپڑے سے بنے ہوتے تھے جنھیں عورتیں اپنے خاوندوں کے لیے پالان پر رکھنے کی غرض سے بناتی تھیں اور یہ رنگ میں ارجوانی رنگ کی چادروں جیسے ہوتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۶۹، ۵۱۶۸، ۵۱۸۷۔

(المعجم ١٢٢) - اَلْجُلُوسُ عَلَى الْكَرَاسِيِّ (التحفة ١٢٠)

باب: ۱۲۲- کرسی پر بیٹھنے کا بیان

٥٣٧٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا دِينُهُ؟ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهَى إِلَيَّ، فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ خِلْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا، فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّهَا.

۵۳۷۹- حضرت ابو رفاعہ ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک اجنبی آدمی آیا ہے' اپنے دین کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ دین کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے' اپنا خطبہ چھوڑا اور میرے پاس پہنچ گئے۔ آپ کے پاس ایک کرسی لائی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ اور مجھے وہ علم سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا تھا' پھر خطبے کی جگہ تشریف لے گئے اور اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔

◄◄ ابن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٢٥.

٥٣٧٩- أخرجه مسلم، الجمعة، باب حديث التعليم في الخطبة، ح: ٨٧٦/ ٦٠ من حديث سليمان بن المغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٢٦. ※ عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی تواضع، عالی ظرفی اور اہل اسلام کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت و شفقت کی دلیل ہے، نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہل علم کو سائلین اور طلبہ علم کے ساتھ انتہائی نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانا چاہیے۔ علم کے پیاسوں کی علمی پیاس بجھانی چاہیے اور فتوی طلب کرنے والوں کو کتاب و سنت کے مطابق صحیح اور درست فتویٰ دے کر ان کی کما حقہ دینی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خطبہ مبارک ادھورا چھوڑ کر سائل کی علمی پیاس اور تشنگی بجھائی، اسے قرآن و حدیث کا علم سکھلایا اور بعد ازاں اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ. ② باب کا مقصود یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھنا جب کہ دیگر لوگ نیچے بیٹھے ہوں، منع نہیں، اگر اس کی ضرورت ہو، مثلاً: خطاب کرنا تا کہ سب لوگ سننے کے ساتھ ساتھ آسانی سے دیکھ بھی سکیں۔ ویسے بھی کرسی پر بیٹھنا تکبر کو مستلزم نہیں۔

(المعجم ١٢٣) - اِتِّخَاذُ الْقِبَابِ الْحُمْرِ (التحفة ١٢١)

باب: ۱۲۳- سرخ قبے (خیمے) بنانا

٥٣٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ وَعِنْدَهُ أُنَاسٌ يَسِيرٌ، فَجَاءَهُ بِلَالٌ فَأَذَّنَ فَجَعَلَ يُتْبِعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا.

۵۳۸۰- حضرت ابو جحیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بطحاء مکہ میں تھے جبکہ آپ سرخ رنگ کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس کچھ لوگ تھے۔ آپ سفر شروع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت بلال آپ کے پاس آئے اور اذان دی۔ وہ اپنا منہ ادھر ادھر کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سرخ رنگ کا بلکہ کسی بھی رنگ کا خیمہ لگانا جائز ہے۔ ② ''ادھر ادھر'' یعنی حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں کرتے تھے نہ کہ ساری اذان میں۔ ③ جس طرح خیمہ سرخ ہو سکتا ہے، اسی طرح عمارت بھی سرخ ہو سکتی ہے۔

٥٣٨٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٢٤٩/٥٠٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٩٨٢٧.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٤٩) - كِتَابُ آدَابِ الْقُضَاةِ (التحفة ٣٢)

(قضا اور) قاضیوں کے آداب و مسائل کا بیان

(المعجم ١) - فَضْلُ الْحَاكِمِ الْعَادِلِ فِي حُكْمِهِ (التحفة ١)

٥٣٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو ؛ح : وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَلَى يَمِينِ الرَّحْمٰنِ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا».

قَالَ مُحَمَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ.

باب:۱- فیصلے میں انصاف کرنے والے حاکم کی فضیلت

۵۳۸۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر رحمٰن کی دائیں جانب ہوں گے۔ جو عدل کرتے ہیں اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اپنی رعایا کے ساتھ۔“

استاد محمد بن آدم نے اپنی روایت میں کہا: اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہی ہیں۔

فوائد ومسائل: ① عدل وانصاف سے مراد ہر حق والے کو اس کا حق دینا ہے۔ اور لوگوں سے ان کے مقام ومرتبے کے مطابق سلوک کرنا ہے‘ خواہ عدالت کی کرسی ہو یا حاکم کا تخت‘ گھر ہو یا باہر‘ مسجد ہو یا مدرسہ۔

٥٣٨١- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر . . . الخ، ح:١٨/١٨٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩١٦.

② ''دائیں جانب'' مراد عزت و احترام ہے کیونکہ دایاں ہاتھ یا دائیں جانب عزت و احترام کی علامت خیال کیے جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہی داہنے ہیں جیسا کہ خود حدیث کے آخری الفاظ صریح ہیں۔
③ ''نور کے منبر'' لکڑی اور پتھر کا منبر ہوسکتا ہے تو نور کا کیوں نہیں؟ جب کہ فرشتے قطعاً نوری مخلوق ہیں۔ بعض محققین نے اس سے بلند درجات مراد لیے ہیں مگر منبر کی نفی کی ضرورت نہیں۔ منبر بھی تو درجات ہی ہوں گے۔
④ ''دونوں ہاتھ داہنے ہیں'' یعنی ان میں کوئی نقص یا کمی نہیں جب کہ انسان کا بایاں دائیں سے ناقص ہوتا ہے۔
⑤ اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ یَدٌ یعنی ''ہاتھ'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ لفظ استعمال ہوسکتا ہے۔ اس سے تشبیہ یا تجسیم لازم نہیں آئے گی۔ اسی طرح آنکھ، کان، پاؤں وغیرہ۔ اگر ان الفاظ سے کوئی خرابی لازم آتی ہوتی یا یہ باری تعالیٰ کے شایان شان نہ ہوتے تو قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال نہ ہوتے۔ ان پیچیدہ مسائل کو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ اس میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مشورے نہیں دینے چاہییں۔ رموز مصلحتِ ملک خسرواں دانند۔ البتہ ہم ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں وہ مفہوم مراد نہیں لے سکتے جو انسانوں وغیرہ میں لیے جاتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں کیونکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ ۴۲:۱۱) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ہماری عقل میں آنے والی چیزیں نہیں اور نہ ہماری عقل ان مسائل کو حل کرنے یا سمجھنے کے لیے بنائی گئی ہے اور نہ اس میں یہ استعداد ہی ہے۔ بھلا ایک محدود سے لامحدود کا احاطہ کس طرح ممکن ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم انھیں تسلیم کریں، استعمال کریں اور حقیقت کی بحث نہ کریں کیونکہ ہم سے ایسی باتیں نہیں پوچھی جائیں گی۔ درحقیقت یہی عقل مندی ہے۔

(المعجم ٢) - **اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ** (التحفة ٢)

٥٣٨٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ

باب:٢- عادل حکمران

٥٣٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سایہ مہیا فرمائے گا۔ جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ① عادل حکمران۔ ② وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلے بھولے۔ ③ جو شخص اللہ تعالیٰ کو تنہائی

٥٣٨٢ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب فضل من ترك الفواحش، ح: ٦٨٠٦ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ح: ١٠٣١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٢١.

عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فِي خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ».

میں یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ نکلیں۔ ④ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ ⑤ وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کریں۔ ⑥ وہ شخص جسے کوئی خوب رو اور معزز عورت (برائی کی) دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ ⑦ وہ شخص جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلے کہ دائیں نے کیا کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صدقہ خیرات کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے پوشیدہ طور پر صدقہ خیرات کرنے کی بابت معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی افضل عمل ہے کہ ایسے عامل کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔ زہے نصیب! اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین. ② یہ حدیث مبارکہ خشیت الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے بالخصوص مخلوق سے چھپ چھپا کر رونے کی تو بات ہی اور ہے۔ جس خوش بخت کو یہ عظیم دولت مل جائے واقعی وہ شخص خوش قسمت ترین انسان ہوتا ہے۔ ایسا صرف وہ شخص کرے گا جسے کمال اخلاص کی دولت حاصل ہو۔ ایسا کرنے والا شخص بھی روز قیامت عرشِ الٰہی کے سائے کا حق دار ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. ③ یہ حدیث مبارکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر باہم محبت کرنے کا شوق دلاتی ہے' نیز ایسا کرنے والوں کی عظیم فضیلت اور ان کے لیے خوبصورت اجر وثواب بھی بیان کرتی ہے۔ ④ ''سات قسم کے لوگ'' دیگر احادیث میں ان سات قسموں کے علاوہ بھی مذکور ہیں۔ ان سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ کا سایہ'' جیسا اس کی شان کے لائق ہے یا پھر اس سے مراد عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ دیکھیے: (المعجم الكبير للطبراني' ج:٢٠' حديث:١٤٦' ١٤٧' و صحيح الجامع الصغير' حديث:١٩٣٧) ⑥ ''جوان'' کیونکہ بوڑھا آدمی عبادت نہیں کرے گا تو کیا کرے گا؟ وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار۔ اصل فضیلت جوانی کی عبادت کی ہے۔ ⑦ ''اٹکا رہتا ہے'' اس کو مسجد میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ مسجد سے باہر بے چین رہتا ہے اور اگلی نماز کے لیے منتظر رہتا ہے۔

(المعجم ٣) - اَلْإِصَابَةُ فِي الْحُكْمِ (التحفة ٣)

باب:٣- صحیح فیصلہ کرنے (کے اجر وثواب) کا بیان

٥٣٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ».

۵۳۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت صحیح نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور صحیح فیصلہ کردے تو اس کو دگنا ثواب ملے گا اور اگر وہ کوشش کرے لیکن صحیح فیصلے تک نہ پہنچ سکے تو اس کے لیے اکہرا ثواب ہے۔''

فائدہ: انسان کے بس میں کوشش ہی ہے۔ اگر وہ کوشش کرے تو اسے کوشش کا ثواب ضرور ملتا ہے' نتیجہ حاصل ہو یا نہ کیونکہ نتیجہ انسان کے اختیار میں نہیں۔ حسن نیت اور کوشش ہی اصل ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ مَنْ يَحْرِصُ عَلَى الْقَضَاءِ (التحفة ٤)

باب: ۴- جو شخص عہدۂ قضا کا طالب اور حریص ہو' اسے قاضی مقرر نہ کیا جائے

٥٣٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَتَانِي نَاسٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقَالُوا: اِذْهَبْ مَعَنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِنَّ لَنَا حَاجَةً فَذَهَبْتُ مَعَهُمْ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! اِسْتَعِنْ بِنَا فِي عَمَلِكَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَاعْتَذَرْتُهُ مِمَّا قَالُوا وَأَخْبَرْتُ

۵۳۸۴- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ اشعری لوگ آئے اور کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں کیونکہ ہمیں (آپ سے) ایک کام ہے۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ آپ سے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمیں کسی کام پر مقرر فرمائیے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: میں نے ان کی اس بات پر (آپ سے) معذرت کی اور آپ کو بتلایا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ انھیں

٥٣٨٣ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ٧٣٥٢ تعليقًا، ومسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ١٧١٦ من حديث أبي بكر بن عمرو بن حزم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٢٠.

٥٣٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٧ عن سليمان بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٣٥، وانظر، ح: ٤ من هذا الكتاب. * عمر بن علي بن مقدم المقدمي صرح بالسماع، أبوعميس هو عتبة بن عبدالله الهذلي المسعودي.

أَنِّي لَا أَدْرِي مَا حَاجَتُهُمْ فَصَدَّقَنِي وَعَذَرَنِي فَقَالَ: «إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ فِي عَمَلِنَا بِمَنْ سَأَلَنَاهُ».

کیا کام ہے؟ (ورنہ میں ان کے ساتھ نہ آتا)۔ آپ نے مجھے سچا جانتے ہوئے میری معذرت کو تسلیم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''ہم کسی ایسے شخص کو اپنے کسی کام پر مقرر نہیں کرتے جو خود طلب کرے۔''

فائدہ: جو شخص عہدے کا حریص ہو وہ دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض ادا نہیں کر سکے گا۔ وہ اپنے عہدے کو شان و شوکت یا دولت کے حصول کا ذریعہ بنائے گا' نیز اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور توفیق بھی حاصل نہیں ہوگی' لہٰذا اسے عہدے پر مقرر نہ کیا جائے۔ البتہ اگر حکومت خود درخواستیں طلب کرے تو درخواست دی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسے شخص کو عہدہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۔)

٥٣٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أُسَيْدِ ابْنِ حُضَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا، قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ».

۵۳۸۵- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں فرمائیں گے جس طرح فلاں کو مقرر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے بعد تم محسوس کرو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جا رہی ہے' تو تم صبر کرنا حتیٰ کہ مجھے حوض پر ملو۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث مبارکہ انصار کی منقبت وعظمت پر دلالت کرتی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کی مدح فرمائی ہے' نیز آپ نے انھیں صبر کی تلقین بھی فرمائی۔ ② یہ حدیث مبارکہ اعلام نبوت میں سے ایک بہت بڑی نشانی بھی ہے کہ جس طرح آپ نے پیش گوئی فرمائی تھی بعد ازاں اسی طرح ہوا۔ ③ ہر شخص کو عہدے پر مقرر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسامیاں اتنی نہیں ہوتیں' لہٰذا دوسرے لوگوں کو حسد اور بغاوت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے ورنہ افراتفری پھیل سکتی ہے۔ ④ ''تم محسوس کرو گے'' تم سے مراد عام لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور خصوصاً انصار بھی کیونکہ بعد میں حکومت قریش کے پاس ہی رہی اور سرکاری عہدوں پر عموماً قریشی ہی فائز

٥٣٨٥- أخرجه مسلم، الإمارة، باب الأمر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم، ح: ١٨٤٥ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "سترون بعدي أمورًا تنكرونها"، ح: ٧٠٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٣٣.

رہے۔⑤ ''حتیٰ کہ مجھے حوض پر ملو'' یعنی صبر کے نتیجے میں تمھیں حوض کوثر نصیب ہوگا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ''صبر کرنا تاکہ تمھیں حوض کوثر نصیب ہو'' اور میرا دیدار حاصل ہو جب کہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں ان دونوں چیزوں سے محرومی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ مَسْأَلَةِ الْإِمَارَةِ (التحفة ٥)

باب:۵-حکومت اور امارت مانگنے کی ممانعت کا بیان

٥٣٨٦- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

۵۳۸۶-حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حکومت نہ مانگ کیونکہ اگر تجھے مانگنے کے نتیجے میں حکومت مل بھی گئی تو تجھے حکومت کے لیے اکیلا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر تجھے مانگے بغیر حکومت ملی تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تیری مدد کی جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① حکومت اور امارت ایک ذمے داری ہے جس کی جواب دہی بھی کرنا ہوگی۔ کمی کوتاہی کی صورت میں سزا بھی بھگتنا ہوگی۔ اور کمی کوتاہی ہو جانا لازمی امر ہے، اس لیے خواہ مخواہ اس مصیبت کو گلے نہ ڈالا جائے، البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ذمہ داری آن پڑے، لوگ زبردستی گلے میں ڈال دیں تو اللہ کا نام لے کر سنبھال لے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل حال ہوگی اور لوگ بھی تعاون کریں گے۔ ② ''اکیلا چھوڑ دیا جائے گا'' یعنی نہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا نہ لوگوں کا تعاون حاصل ہوگا۔ ظاہر ہے، پھر صرف بدنامی ہی ہوگی اور ناکامی کا سامنا ہوگا۔ لفظی معنی ہیں: ''تجھے امارت کے سپرد کر دیا جائے گا۔'' (نیز دیکھیے حدیث: ۵۳۸۴)

٥٣٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ

۵۳۸۷-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٣٨٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح: ٧١٤٧، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح: ١٣/١٦٥٢ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٢٩، ٥٩٣٠.

٥٣٨٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢١٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٢٧.

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم امارت کی خواہش کرو گے جبکہ یہ قیامت کے دن ندامت اور افسوس وحسرت (کا سبب) بن جائے گی۔ یہ دودھ پلاتی رہے تو اچھی لگتی ہے۔ دودھ چھڑا دے تو بری لگتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں حکومت کو عورت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ دودھ پلانے والی (عورت) بچے کو اچھی لگتی ہے۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے لیکن جب وہی عورت دودھ چھڑا دے تو پھر وہ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ لاتیں مارتا ہے اور چیختا چلاتا ہے۔ یہی حالت حکومت اور حاکم کی ہے کہ جب تک وہ برسراقتدار ہے' وہ حکومت کے نشے میں مست رہتا ہے اور اپنے آپ کو خوش قسمت ترین آدمی سمجھتا ہے۔ بلکہ خوب عیاشیاں کرتا ہے لیکن جب حکومت چھن جاتی ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اقتدار رہ رہ کر یاد آتا ہے۔ پھر وہ آہ و بکا کرتا ہے اور جب اسے اپنے دور اقتدار کا حساب دینا پڑتا ہے تو پھر وہ حکومت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اپنے آپ کو بدقسمت ترین انسان سمجھتا ہے۔ اور اگر کوئی صاحب اقتدار اپنی موت تک حکمران رہے تو پھر آخرت میں اس سے بھی برا حال ہوتا ہے إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي. حدیث میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے۔ حضرت عمر ؓ جیسے بے مثال عادل حکمران کا قول ہے: ''کاش میں اپنے دور اقتدار کے حساب سے بغیر کچھ لیے دیے (ثواب و عذاب) چھوڑ دیا جاؤں۔'' یہ اسی حقیقت کا اظہار ہے ورنہ ان کی خلافت کی تعریف تو خود رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی کی صورت میں فرمائی ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

(المعجم ٦) - اِسْتِعْمَالُ الشُّعَرَاءِ (التحفة ٦)

باب:٦- شاعروں کو عامل (حاکم) مقرر کرنا

٥٣٨٨- **أَخْبَرَنَا** الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ، وَقَالَ

٥٣٨٨- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے بیان فرمایا کہ بنوتمیم کا ایک قافلہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: قعقاع بن معبد کو ان کا امیر مقرر فرما دیجیے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا: اس کی بجائے اقرع بن حابس کو امیر مقرر فرمائیں۔ اس بات پر

٥٣٨٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿إن الذين ينادونك من وراء الحجرات . . .﴾، ح: ٤٨٤٧ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٣٦.

عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُواْ حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ [الحجرات ٤٩: ١-٥]

دونوں آپس میں بحث وتکرار کرنے لگے حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اس کی بابت یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو...... اگر یہ لوگ صبر کرتے (اور آپ کو باہر سے آوازیں نہ دیتے) حتیٰ کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھار بڑے بڑے عظماء اور جلیل القدر لوگوں سے بھی غلطی ہو جاتی ہے جیسا کہ امت محمدیہ کے افضل ترین انسان صدیق وفاروق ؓ سے خطا صادر ہوئی' تاہم انھوں نے ایسی سچی توبہ کی کہ مذکورہ واقعے کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات نہیں کی۔ ② اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی عظیم قدر ومنزلت بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ کے سامنے کسی کو اونچی آواز سے بات کرنے کا حق بھی نہیں چہ جائیکہ آپ کے مقابلے میں کسی امتی کو درجۂ امامت پر فائز کر دیا جائے اور اس کی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور ساری زندگی نہ صرف اس کی اندھا دھند تقلید میں گزار دی جائے بلکہ بلا دلیل اس کی بات تسلیم نہ کرنے والوں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ ③ اس حدیث میں مسئلۃ الباب کا صراحتاً ذکر نہیں اگر کہیں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ اقرع بن حابس بھی شاعری کرتے تھے تو پھر بات واضح ہے۔ واللہ أعلم. ④ قرآن مجید اور احادیث میں عموماً شعراء کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ شعراء مبالغہ آرائی بلکہ جھوٹ' خوشامد اور تعلّی کے عادی ہوتے ہیں اور شریعت ان اوصاف کو برا سمجھتی ہے۔ ویسے بھی حاکم کے لیے سنجیدہ طبع ہونا ضروری ہے اور یہ چیز پیشہ ور شعراء میں مفقود ہوتی ہے' اس لیے ظاہری طور پر سمجھ میں یہی آتا ہے کہ شعراء کو حاکم نہیں بنانا چاہیے مگر چونکہ ضروری نہیں کہ ہر شاعر ایسا ہی ہو خصوصاً جو پیشہ ور شاعر نہ ہو' لہٰذا اگر امارت کا اہل ہو تو اسے امیر بنایا جا سکتا ہے۔ ⑤ ''آگے نہ بڑھو'' یعنی اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے قبل جلد بازی نہ کرو بلکہ ان کے فیصلے کا انتظار کرو جب تک رسول اللہ ﷺ خود مشورہ طلب نہ فرمائیں' تم خود بخود مشورہ نہ دو۔ امیر منتخب کرنا رسول اللہ ﷺ کا کام ہے نہ کہ تمھارا۔ ⑥ ''صبر کرتے'' اشارہ بنو تمیم کے وفد کی طرف ہے کہ جب وہ آئے تھے تو انھوں نے باہر کھڑے ہو کر زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دی تھیں: يَا مُحَمَّدُ! أُخْرُجْ ظاہر ہے یہ معقول انداز نہیں تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ جیسی عظیم شخصیت کو اس طرح نہیں بلایا جا سکتا بلکہ ان کا انتظار کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٧) - إِذَا حَكَّمُوا رَجُلًا فَقَضٰى بَيْنَهُمْ (التحفة ٧)

باب:۷- جب لوگ کسی شخص کو اپنا فیصل مقرر کریں اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے (تو یہ اچھی بات ہے)

٥٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ - عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يَكْنُونَ هَانِئًا أَبَا الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «إِنَّ اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنّٰى أَبَا الْحَكَمِ؟» قَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، قَالَ: «مَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوُلْدِ؟» قَالَ لِي شُرَيْحٌ وَعَبْدُ اللهِ وَمُسْلِمٌ قَالَ: «فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟» قَالَ: شُرَيْحٌ، قَالَ: «فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ، فَدَعَا لَهُ وَلِوَلَدِهِ».

۵۳۸۹- حضرت ہانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے لوگوں کو اسے ابوالحکم کی کنیت سے پکارتے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''اصل حکم تو اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کا فیصلہ چلتا ہے۔ پھر تجھے ابوالحکم کیوں کہا جاتا ہے؟'' اس نے کہا: میری قوم میں جب کوئی اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں۔ میں ان میں فیصلہ کر دیتا ہوں جسے دونوں فریق پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیرے کتنے لڑکے ہیں؟'' میں نے کہا: شریح' عبداللہ اور مسلم۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے بڑا کون ہے؟'' اس نے کہا: شریح۔ آپ نے فرمایا: ''تیری کنیت آج سے ابوشریح ہے۔'' پھر آپ نے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے دعا فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ثالث کا کیا ہوا صحیح اور درست فیصلہ نافذ ہونا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کے فعل کی تحسین فرمائی ہے۔ ② بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنا مستحب ہے کیونکہ بڑا ہونے کی وجہ سے یہ اس کا حق بنتا ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبیح اور برے نام کو بدل دینا مستحب اور پسندیدہ شرعی عمل ہے' نیز یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے کی طرف راہ نمائی بھی کرتی ہے کہ ''ابوالحکم'' کنیت رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے' اس لیے کہ عربی میں حَکَم فیصلہ کرنے

٥٣٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح: ٤٩٥٥ من حديث يزيد بن المقدام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٧، وقواه الحاكم: ١/ ٢٣، والذهبي، وحسنه العراقي في أماليه.

والے کو کہتے ہیں۔ ابوالحکم سے مراد ہے سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا۔ ظاہر ہے اس میں فخر اور تعلی کا اظہار ہے جسے شریعت مناسب نہیں سمجھتی، اس لیے آپ نے اس کنیت کو حقیقی کنیت سے تبدیل فرما دیا۔ ④ ''یہ بہت اچھی بات ہے'' عربی جملے کے لفظی معنی ہیں: ''اس سے اچھی کوئی بات نہیں۔'' مفہوم وہی ہے۔

(المعجم ٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِعمَالِ النِّسَاءِ فِي الْحُكْمِ (التحفة ٨)

باب:٨-(فیصلہ کرنے کے لیے) عورتوں کو قاضی (یا حاکم) مقرر کرنے کی ممانعت

٥٣٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: عَصَمَنِي اللهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ: «مَنِ اسْتَخْلَفُوا؟» قَالُوا: بِنْتَهُ، قَالَ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً».

٥٣٩٠- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فرمان کی بدولت بچا لیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ جب (شاہ ایران) کسریٰ مر گیا تو آپ نے پوچھا: ''ان لوگوں (ایرانیوں) نے کسے جانشین بنایا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اس کی بیٹی کو۔ آپ نے فرمایا: ''وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جنھوں نے اپنی حکومت ایک عورت کے سپرد کر دی۔''

فوائد و مسائل: ① عورت کو قاضی اور جج بنانا اور اس سے فیصلے کرانا درست نہیں، شرعاً یہ ممنوع ہے۔ ② عورت کا دائرۂ کار مرد کے دائرۂ کار سے مختلف ہے۔ عورت کے ذمے گھریلو امور کی نگرانی ہے جب کہ بیرونی امور، مثلاً: کاروبار، ملازمت، حکومت و قضاء وغیرہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ پھر جن معاملات میں مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے، ان میں عورت ذمہ داری نہیں سنبھال سکتی۔ اسی لیے عورت کو امام نہیں بنایا جا سکتا، خواہ وہ صاحب علم و فضل ہی ہو۔ قضاء اور امارت میں تو عموماً واسطہ ہی مردوں سے پڑتا ہے۔ ویسے بھی یہ گھریلو معاملہ نہیں، لہٰذا عورت کے لیے قضاء و امارت جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں کسی عورت کو کسی ملکی منصب پر مقرر نہیں کیا گیا اگرچہ اس دور میں بلند مرتبہ خواتین کی کمی نہیں تھی کیونکہ وہ پردے میں رہنے کی پابند ہیں۔ بعد والے ادوار میں بھی اس بات پر ہی عمل جاری رہا۔ اور اہل علم کا بھی اس بات پر اجماع ہے۔ ③ ''بچا لیا'' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہے۔ جب وہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں مکہ سے بصرہ تشریف لائی تھیں۔ ان کے ساتھ بڑے بڑے صحابہ تھے۔ راستے میں لوگ ملتے گئے

٥٣٩٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقيصر، ح: ٤٤٢٥ من حديث الحسن البصري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٣٧.

حتیٰ کہ لشکر عظیم بن گیا کیونکہ ان کا مطالبہ صحیح تھا' اس لیے حضرت ابوبکرہ نے بھی ان کا ساتھ دینے کا ارادہ فرمایا مگر جب دیکھا کہ لشکر کی قیادت عورت کے ہاتھ میں ہے تو مندرجہ بالا فرمان رسول کے پیش نظر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ ④ اگرچہ حضرت عائشہ ؓ نہ تو حکومت کی خواہاں تھیں' نہ کوئی عہدہ طلب کر رہی تھیں صرف قصاص کا مطالبہ کر رہی تھیں اور یہ مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا تھا مگر لشکر کی قیادت کی صورت میں یہ بات مناسب نہیں تھی۔ اس پر وہ خود بھی بعد میں اظہار تأسف کرتی رہیں کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا' لہٰذا کوئی اعتراض نہ رہا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. ⑤ ''اس کی بیٹی کو'' درمیان میں کسریٰ پرویز کا بیٹا بھی بادشاہ رہا مگر وہ صرف چھ مہینے کے لیے' اس لیے اس کو شمار نہیں کیا گیا۔ ⑥ ''کامیاب نہیں ہوگی'' آخرت میں یا دنیا میں بھی کیونکہ حکومت عورت کا میدان نہیں۔ وہ اس میں مردوں سے مات کھا جاتی ہے۔ تاریخ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٩) - **اَلْحُكْمُ بِالتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ** (التحفة ٩)

باب:٩- مشابہت اور قیاس کے ساتھ فیصلہ کرنا اور ابن عباس ؓ کی حدیث میں (راویوں کا) ولید بن مسلم پر اختلاف

٥٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَرْكَبَ إِلَّا مُعْتَرِضًا، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، حُجِّي عَنْهُ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَضَيْتِيهِ».

٥٣٩١- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ وہ نحر کے دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج' میرے والد پر اس وقت (فرض) ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ (سواری پر) سوار نہیں ہو سکتے الا یہ کہ انھیں لٹا دیا جائے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ تو اس کی طرف سے حج کر کیونکہ اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی۔''

٥٣٩١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة، ح: ١٨٥٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت، ح: ١٣٣٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٠.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ حج بدل کرنے والا شخص اس سے پہلے اپنا حج کر چکا ہو جیسا کہ شبرمہ والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ ② یاد رہے جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اسے کوئی شرعی عذر آڑے آ رہا ہو جس کی وجہ سے وہ خود حج نہ کر سکتا ہو' مثلاً: وہ دائمی مریض ہو یا انتہائی بوڑھا ہو یا سواری پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو' وغیرہ تو ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔ ③ یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اگر سواری کا جانور برداشت کر سکتا ہو تو اس پر بیک وقت ایک سے زیادہ آدمی سوار ہو سکتے ہیں، نیز یہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم تواضع اور حضرت فضل ؓ کے عظیم المرتبت ہونے کی صریح دلیل بھی ہے کہ آپ نے اپنے سے کہیں کم مرتبہ شخص کو نہ صرف اپنے ساتھ بلکہ اپنے پیچھے ایک ہی سواری پر سوار کر لیا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ غیر محرم شخص کے لیے عورت کی آواز سننا شرعاً جائز ہے۔ جو لوگ عورت کی آواز کو بھی عورت یعنی چھپانے کے قابل قرار دیتے ہیں' اس حدیث مبارکہ سے ان کے موقف کا رد ہوتا ہے۔ ⑤ عالم اور استاد اگر مناسب سمجھے تو سائل اور شاگرد کو مثال بیان کر کے مسئلہ سمجھا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ ⑥ یہ حدیث مبارکہ والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ ان کا خیال رکھنا' ان کے ذمے قرض ہو تو ادا کرنا' ان کے نان ونفقہ اور اخراجات وغیرہ کا دھیان کرنا' نیز ان کی دیگر دینی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔ ⑦ یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ یوم نحر سے مراد ۱۰ ذی الحجہ ہے جس دن حاجی منیٰ میں واپس آتے ہیں اور رمی کرتے ہیں۔ ⑧ ''اگر اس کے ذمے قرض ہوتا'' یہ ایک مثال ہے جو آپ نے اس کو مسئلہ سمجھانے کے لیے بیان فرمائی ورنہ یہ ضروری نہیں کہ آپ نے حج کا مسئلہ قرض کے مسئلہ سے معلوم فرمایا ہو بلکہ یہ دونوں احکام شرع میں معلوم تھے۔ اسی لیے امام بخاری ؒ نے اس حدیث کا عنوان یوں باندھا ہے: ''جو شخص ایک معلوم حکم سمجھانے کے لیے ایک زیادہ واضح حکم کو بطور مثال بیان کرے..... الخ'' ورنہ بہت سے مسائل میں یہ قیاس نہیں چلتا' مثلاً: کسی شخص کے ذمے نماز یا روزہ ہو اور وہ خود ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔ ⑨ یاد رکھنا چاہیے کہ قیاس وہاں چلتا ہے جہاں شریعت کا صریح حکم موجود نہ ہو' اس لیے قرآن وحدیث کے حکم کے مقابلے میں قیاس جائز نہیں۔

٥٣٩٢ - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۵۳۹۲- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان فرمایا کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ

٥٣٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٤ * الوليد هو ابن مسلم، وعمر هو ابن عبدالواحد.

ابْنُ شِهَابٍ ؛ ح : وَأَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ : حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالْفَضْلُ رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يُجْزِىءُ؟ وَقَالَ مَحْمُودٌ : فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهَا : «نَعَمْ» .

پوچھا جب کہ فضل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج، میرے والد پر اس وقت (فرض) ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے تو کیا یہ درست ہے کہ میں ان کی طرف سے حج ادا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور (راویٔ حدیث استاد) محمود نے کہا: يَقْضِي (جبکہ استاد عمرو بن عثمان کے لفظ تھے: يُجْزِئُ)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، فَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ .

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا ہے کہ امام زہری سے کئی لوگوں نے یہ روایت بیان کی ہے مگر جو ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے وہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

٥٣٩٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا

٥٣٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت آپ کے پاس مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل اس کو دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیرنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج، میرے والد پر اس وقت فرض ہوا جبکہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے۔ وہ سواری پر ٹھہر (بیٹھ) نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

٥٣٩٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٥، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٩ .

لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

فائدہ: ''ہاں'' یعنی اگلے سال اس کی طرف سے حج کر لینا کیونکہ فی الوقت تو وہ اپنا حج کر رہی تھی۔

٥٣٩٤- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَأَخَذَ الْفَضْلُ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ.

۵۳۹۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج میرے والد پر اس وقت فرض ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے ادائیگی ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ہاں۔'' فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ وہ خوب صورت عورت تھی (اور فضل بھی ایسے ہی تھے) رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ بدنی استطاعت نہ ہو لیکن مالی لحاظ سے حج فرض ہوتا ہو تو اپنی جگہ کسی دوسرے کو حج کروائے جو اس کی طرف سے حج کرے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور امام وحاکم کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ منکر اور غیر شرعی کام کو روکے۔ ممکن ہو تو ہاتھ سے روکے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا تھا۔

(المعجم ١٠) - **ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ فِيهِ** (التحفة ٩) - (أ)

باب: ۱۰- (راویوں کا) اس حدیث میں ابواسحاق پر اختلاف کا ذکر

٥٣٩٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى أَنَّ

۵۳۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٥٣٩٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥١.

٥٣٩٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى: ٥٩٤٧.

رَجُلًا أَخْبَرَنَا عَنْ هُشَيْم، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَإِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيتُ أَنْ يَمُوتَ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَفَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ مُجْزِئًا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میرے باپ پر حج اس حال میں فرض ہوا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر میں انھیں پالان پر باندھ دوں تو مجھے خطرہ ہے، وہ مر جائیں گے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تو بتا اگر اس کے ذمے قرض ہوتا اور تو ادا کر دیتا تو کیا اسے کفایت ہو جاتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔“

٥٣٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ إِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ».

٥٣٩٦- حضرت فضل بن عباس ؓ سے منقول ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ بہت بوڑھی ہیں۔ اگر میں انھیں سواری پر سوار کر دوں تو بھی وہ نہیں بیٹھ سکیں گی اور اگر میں انھیں (پالان پر) باندھ دوں تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اپنی ماں کی طرف سے حج بھی کر۔“

٥٣٩٧- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ:

٥٣٩٧- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے نبی! میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ حج کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر میں انھیں

٥٣٩٦_[صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤٤، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٩٤٩.

٥٣٩٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤٤.

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَايَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَإِنْ حَمَلْتُهُ لَمْ يَسْتَمْسِكْ، أَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

اٹھا کر سواری پر لاد بھی دوں، تب بھی وہ بیٹھ نہیں سکیں گے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے والد کی طرف سے حج کر۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سُلَيْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: سلیمان (ابن یسار) نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا۔

٥٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ يُجْزِىءُ عَنْهُ».

۵۳۹۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ تو بتا اگر اس کے ذمے قرض ہوتا اور تو ادا کر دیتا تو اسے کفایت نہ کرتا؟''

فائدہ: اس باب کی پہلی چار روایات میں سائل عورت ہے اور آخری چار روایات میں سائل مرد ہے جب کہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اسی طرح عام روایات میں سوال والد کے بارے میں کیا گیا ہے جبکہ روایت ۵۳۹۶ میں سوال والدہ کے بارے میں کیا گیا ہے۔ تطبیق یوں ہے کہ سائل آدمی تھا۔ اس کے ساتھ اس کی نوجوان بیٹی بھی تھی۔ پہلے بیٹی نے سوال کیا' پھر اس شخص نے بھی کیا۔ سوال اس آدمی کے والد اور والدہ کے بارہ میں تھا۔ لڑکی چونکہ اپنے باپ کی طرف سے سوال پوچھ رہی تھی' لہٰذا اس نے الفاظ اپنے والد والے ہی استعمال کیے۔ جبکہ جس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا تھا' وہ اس لڑکی کا دادا تھا۔ ویسے بھی دادا کو باپ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ استعمال میں عام ہے۔ اس آدمی کے والدین دونوں بوڑھے تھے' لہٰذا سوال دونوں کے بارے میں کیا گیا۔ مسند ابویعلی (حدیث:۶۷۳۱، بہ تحقیق حسین سلیم اسد) کی ایک روایت سے مذکورہ تطبیق کا اشارہ ملتا ہے کہ سائل مرد اور اس کی نوجوان بیٹی دونوں تھے۔ واللہ أعلم. بعض علماء محققین ترجیح کی طرف مائل ہیں' وہ کہتے ہیں کہ جو روایات امام زہری کے واسطے سے مروی ہیں ان سب میں عورت ہی کا ذکر ہے۔ اور یہ بخاری ومسلم کی روایات ہیں' اس

٥٣٩٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٩٥٣، وللحديث شواهد.

لیے انھیں ترجیح حاصل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سائلہ عورت ہی تھی' مرد نہ تھا' مرد کے ذکر والی روایات مرجوح ہیں۔
مزید دیکھیے: (تعليقات سلفيه، طبع جديد: ٥/٤٥٨)

(المعجم ١١) - اَلْحُكْمُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۱- اہل علم کے اتفاق واجماع کے مطابق فیصلہ کرنا

٥٣٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ - هُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَكْثَرُوا عَلَى عَبْدِ اللهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّهُ قَدْ أَتَى عَلَيْنَا زَمَانٌ وَلَسْنَا نَقْضِي وَلَسْنَا هُنَالِكَ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَ عَلَيْنَا أَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ مِنْكُمْ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ وَلَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ، وَلَا يَقُولُ إِنِّي أَخَافُ وَإِنِّي أَخَافُ، فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، فَدَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ.

۵۳۹۹- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے فرمایا: ایک دن لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر کسی مسئلے کے فیصلے کے بارے میں بہت زور دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک وقت تھا کہ ہم فیصلے نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہمارا یہ مقام تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا کہ ہم اس مرتبے کو پہنچ گئے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ آج کے بعد جس کے پاس کوئی فیصلہ آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ذکر نہیں تو پھر وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا مسئلہ سامنے آئے جس کے بارے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ ہے تو پھر وہ نیک لوگوں کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ سامنے آئے جس کے بارے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی فیصلہ فرمایا ہو اور نہ سلف صالحین نے کوئی فیصلہ کیا ہو تو وہ اپنی رائے کے

٥٣٩٩- [حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٦١، ح: ١٧٢، والبيهقي: ١٠/ ١١٥ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤٥، وللحديث شواهد عند الطبراني: ٩/ ٢١٠، ح: ٨٩٢١ وغيره.

ساتھ حق بات تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ نہ کہے کہ مجھے (فتویٰ دیتے ہوئے) ڈر لگتا ہے۔ اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں' اس لیے کہ حلال کا حکم واضح ہے اور حرام کا بھی۔ درمیان میں کچھ چیزیں مشتبہ ہیں تو (ان کے بارے میں اصول یہ ہے کہ) شک و شبہ والی چیز کو چھوڑ دے اور غیر مشتبہ چیز کو اختیار کر۔

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ جَيِّدٌ جَيِّدٌ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ حدیث جید (قابل حجت) ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس باب سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصود اجماع کی حجیت ثابت کرنا ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات اور دیگر احادیث سے اس کی حجیت ثابت ہوتی ہے' جیسے ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النسآء ۴:۱۱۵) اور ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً﴾ (البقرة ۲:۱۴۳) اسی طرح [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰى ضَلَالَةٍ] (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث:۱۳۳۱) اس قسم کی آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اہل علم ایک بات پر اتفاق کر لیں تو کسی شخص کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے' خواہ اس بات پر قرآن وحدیث سے کوئی صریح دلیل نہ ملتی ہو۔ خلفائے راشدین کا طرز عمل یہی تھا کہ جب کسی مسئلے کی بابت صریح حکم نہ ہوتا تو اہل علم سے مشورہ فرماتے، پھر جس پر اتفاق ہو جاتا اسے اختیار کر لیتے' لہٰذا اجماع کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جو اجتہاد شرعی تقاضوں کے عین مطابق ہو اس سے روگردانی اور اعراض کرنا نہ صرف گمراہی و بے دینی بلکہ شیطان کا آلۂ کار بننا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اجتہاد' نصوص کتاب و سنت کے مطابق ہونا چاہیے مخالف نہیں۔ ② ''ایک وقت تھا'' اس سے رسول اللہ ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کا دور مراد ہے۔ ③ ''نیک لوگوں'' مراد اہل علم اور متقی حضرات ہیں۔

٥٤٠٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا

۵۴۰۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم پر ایک ایسا وقت گزرا کہ ہم فیصلے نہیں کیا کرتے تھے اور

٥٤٠٠_[حسن] أخرجه الدارمي : ١/ ٥٩، ح : ١٦٧ عن محمد بن يوسف الفريابي به، وهو في الكبرٰى، ح : ٥٩٤٦ . * سفيان هو الثوري، وتابعه شعبة عند الدارمي : ١/ ٦٠، ٦١، ح : ١٧١، والبيهقي إلا أنه قال : أحسبه، أن عبدالله قال : الخ، حريث مجهول الحال، وتابعه عبدالرحمٰن بن يزيد، انظر الحديث السابق.

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ ظُهَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَتٰى عَلَيْنَا حِينٌ وَلَسْنَا نَقْضِي وَلَسْنَا هُنَالِكَ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدَّرَ أَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ فِيهِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُونَ، وَلَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ إِنِّي أَخَافُ وَإِنِّي أَخَافُ، فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَدَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيبُكَ.

نہ ہمارا یہ مرتبہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ہم اس درجے کو پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اب جس شخص کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہو تو وہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جو کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو تو وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جو نہ کتاب اللہ میں مذکور ہو اور نہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کی بابت فیصلہ فرمایا ہو تو وہ سلف صالحین کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ یہ نہ کہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں، اس لیے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، البتہ ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ تو شک و شبہ والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشتبہ چیز کو اختیار کر۔

فائدہ: ''حلال واضح ہے'' یعنی بعض چیزوں کی حلت واضح اور غیر متنازعہ ہے۔ اور بعض چیزیں قطعاً حرام ہیں۔ ان کے بارے میں تو فیصلہ آسان ہے۔ البتہ کچھ معاملات مشتبہ ہوتے ہیں کیونکہ اس میں حلت کی وجہ بھی موجود ہوتی ہے اور حرمت کی بھی۔ یا دونوں قسم کی احادیث ہیں یا اس میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ ان میں احتیاط پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٥٤٠١- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحٍ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ فَبِسُنَّةِ

۵۴۰۱- حضرت شریح سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر وہ مسئلہ

٥٤٠١_ **[صحيح]** أخرجه الدارمي: ١/ ٥٩، ٦٠، ح: ١٦٩، والبيهقي: ١٠/ ١١٥ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤٤. * سفيان هو الثوري.

رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مذکور نہ ہو تو پھر سلف صالحین کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کر اور اگر وہ مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ہو نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ہو اور نہ اس کے بارے میں سلف صالحین سے کوئی فیصلہ منقول ہو تو پھر تیری مرضی ہے چاہے تو آگے بڑھ (کر جواب دے) اور چاہے تو پیچھے ہٹ جا (خاموشی اختیار کر)۔ اور میرے خیال میں خاموشی ہی تیرے لیے بہتر ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

فائدہ: ''خاموشی بہتر ہے'' کیونکہ اجتہاد میں غلطی کا امکان بہرصورت موجود رہتا ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور اجماع کے بعد اجتہاد یا قیاس کا درجہ ہے، یعنی اگر کوئی مسئلہ قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہو اور اس بارے میں اجماع بھی موجود نہ ہو تو اسے اجتہاد وقیاس سے حل کیا جائے گا بشرطیکہ اجتہاد کرنے والا صاحب علم ہو، اجتہاد کے قابل ہو لیکن اگر کوئی مسئلہ قرآن یا حدیث میں موجود ہو یا اس کے بارے میں صحابہ یا تابعین کا اجماع پایا جاتا ہو تو اس کے بارے میں اجتہاد جائز نہیں کیونکہ اجتہاد سے مراد منصوص مسائل میں تبدیلی کرنا نہیں بلکہ غیر منصوص مسائل کا حل معلوم کرنا ہے۔ آج کل بعض علم سے بے بہرہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اجتہاد کا مطلب قرآن وسنت کے احکام میں تبدیلی کرنا ہے اور ان کے بقول قرآن وسنت کے مسائل کو موجودہ حالات کے مطابق کرنا ہے، حالانکہ حق یہ ہے حالات کو قرآن وسنت کے مطابق بدلنا چاہیے نہ کہ قرآن وسنت میں حالات کے مطابق تبدیلی کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٢) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ [المآئدة: ٤٤] (التحفة ١١)

باب: ۱۲- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے'' کی تفسیر

٥٤٠٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

۵۴۰۲- حضرت ابن عباس ﷜ نے فرمایا: حضرت

٥٤٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٢٧/ ١٣٨ عن الحسين بن حريث أبي عمار المروزي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤١ . * سفيان هو الثوري، عنعن تقدم، ح: ١٠٢٧ .

قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ مُلُوكٌ بَعْدَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﷺ بَدَّلُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، وَكَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ يَقْرَأُونَ التَّوْرَاةَ، قِيلَ لِمُلُوكِهِمْ: مَانَجِدُ شَتْمًا أَشَدَّ مِنْ شَتْمٍ يَشْتُمُونَّا هٰؤُلَاءِ، أَنَّهُمْ يَقْرَأُونَ ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَهٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ مَعَ مَا يَعِيبُونَّا بِهِ فِي أَعْمَالِنَا فِي قِرَاءَتِهِمْ، فَادْعُهُمْ فَلْيَقْرَؤُا كَمَا نَقْرَأُ وَلْيُؤْمِنُوا كَمَا آمَنَّا، فَدَعَاهُمْ فَجَمَعَهُمْ وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ أَوْ يَتْرُكُوا قِرَاءَةَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ إِلَّا مَابَدَّلُوا مِنْهَا، فَقَالُوا: مَا تُرِيدُونَ إِلٰى ذٰلِكَ دَعُونَا، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: اِبْنُوا لَنَا أُسْطُوَانَةً ثُمَّ ارْفَعُونَا إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْطُونَا شَيْئًا نَرْفَعُ بِهِ طَعَامَنَا وَشَرَابَنَا فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: دَعُونَا نَسِيحُ فِي الْأَرْضِ وَنَهِيمُ وَنَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْوَحْشُ فَإِنْ قَدَرْتُمْ عَلَيْنَا فِي أَرْضِكُمْ فَاقْتُلُونَا، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: اِبْنُوا لَنَا دُورًا فِي الْفَيَافِي وَنَحْتَفِرُ الْآبَارَ وَنَحْتَرِثُ الْبُقُولَ فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ وَلَا نَمُرُّ بِكُمْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْقَبَائِلِ إِلَّا وَلَهُ حَمِيمٌ فِيهِمْ، قَالَ فَفَعَلُوا ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ٱبْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَـٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ رِضْوَٰنِ ٱللَّهِ فَمَا

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد کچھ ایسے بادشاہ ہوئے جنھوں نے تورات و انجیل کو بدل دیا اور ان میں کچھ ایمان پر قائم رہے۔ وہ (اصل) تورات پڑھتے تھے۔ ان بادشاہوں سے کہا گیا: ہم کوئی گالی اس گالی سے سخت نہیں پاتے جو یہ ہمیں دیتے ہیں کیونکہ یہ پڑھتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے، وہ کافر ہے۔'' اور اس قسم کی دوسری آیات، نیز وہ اپنی قراءت میں ہم پر عملی عیب بھی لگاتے ہیں۔ ان کو بلائیں اور انھیں کہیں کہ جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ بھی اسی طرح پڑھیں اور وہ بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح ہمارا ایمان ہے۔ بادشاہ نے ان کو بلایا اور ان کو قتل کی دھمکی دی الا یہ کہ وہ تورات و انجیل کی صحیح قراءت چھوڑ کر اُن کی طرح تبدیل شدہ قراءت کریں۔ ان (مومن) لوگوں نے کہا: تمھیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ تم ہمیں چھوڑ دو۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا: تم ہمارے لیے کوئی بلند عمارت بنا دو۔ پھر ہمیں اس پر چڑھا دو۔ ہمیں کوئی ایسی چیز دو کہ ہم اپنا کھانا پینا اوپر لے جا سکیں۔ ہم تمھارے پاس نہیں آئیں گے۔ ایک گروہ نے کہا: ہمیں چھوڑو۔ ہم زمین میں گھومتے پھریں گے اور بلا وجہ چکر لگاتے رہیں گے اور جانوروں کی طرح کھاتے پیتے رہیں گے۔ اگر تم ہمیں اپنے علاقے میں پکڑ لو تو بے شک ہمیں قتل کر دینا۔ ایک اور گروہ نے کہا: ہمارے لیے صحراؤں میں گھر بنا دو۔ ہم کنویں کھود لیں گے اور سبزیاں کاشت کریں گے۔ نہ ہم تمھارے پاس آئیں گے، نہ تمھارے قریب سے

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد ٥٧: ٢٧]
«وَالْآخَرُونَ قَالُوا: نَتَعَبَّدُ كَمَا تَعَبَّدَ فُلَانٌ وَنَسِيحُ كَمَا سَاحَ فُلَانٌ وَنَتَّخِذُ دُورًا كَمَا اتَّخَذَ فُلَانٌ وَهُمْ عَلَى شِرْكِهِمْ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِإِيمَانِ الَّذِينَ اقْتَدَوْا بِهِ، فَلَمَّا بَعَثَ اللهُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ انْحَطَّ رَجُلٌ مِنْ صَوْمَعَتِهِ وَجَاءَ سَائِحٌ مِنْ سِيَاحَتِهِ وَصَاحِبُ الدَّيْرِ مِنْ دَيْرِهِ فَآمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَءَامِنُوا۟ بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ﴾. أَجْرَيْنِ بِإِيمَانِهِمْ بِعِيسٰى وَبِالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَبِإِيمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَتَصْدِيقِهِمْ، -قَالَ: ﴿وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِۦ﴾. اَلْقُرْآنَ وَاتِّبَاعَهُمُ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ﴿لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ﴾ يَتَشَبَّهُونَ بِكُمْ ﴿أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَىْءٍ مِّن فَضْلِ ٱللَّهِ﴾ . . . . اَلْآيَةَ [الحديد ٥٧: ٢٩].

گزریں گے۔ ان قبائل میں سے کوئی قبیلہ بھی ایسا نہ تھا جس کا کوئی دوست اور رشتے داران (مومن) لوگوں میں نہ ہو اس لیے انھوں نے یہ باتیں مان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کر لی' ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا' مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انھوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔'' اور کچھ دوسرے لوگ بھی کہنے لگے کہ ہم تو اس طرح عبادت کریں گے جیسے کہ فلاں (یہ اونچی عمارتوں والے) کرتے ہیں اور ہم بھی اسی طرح گھومتے پھریں گے جیسے یہ گھومتے پھرتے ہیں۔ اور ہم بھی آبادیوں سے دور جھونپڑیاں بنالیں گے جس طرح انھوں نے بنائی ہیں' حالانکہ یہ لوگ مشرک تھے اور ان کو ان لوگوں کے ایمان کا کوئی علم نہ تھا جن کی اقتدا کا وہ دم بھرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان میں سے بھی چند لوگ ہی رہ گئے تو مناروں والے (راہب لوگ) اپنے مناروں سے اتر آئے اور گھومنے پھرنے والے بھی واپس آ گئے اور جھونپڑیوں والے اپنی جھونپڑیوں سے لوٹ آئے۔ اور یہ سب لوگ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔'' ایک اجر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تورات وانجیل پر ایمان لانے کا اور دوسرا اجر حضرت محمد ﷺ پر ایمان وتصدیق کا۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ تمھیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم (راہ حق پر) چلو گے۔'' اس نور سے مراد قرآن مجید اور نبیٔ اکرم ﷺ کی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ''تا کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) جان لیں، یعنی تمھاری مشابہت اختیار کریں (تمھاری طرح ایمان لے آئیں) کہ وہ بذات خود اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی فضل حاصل نہیں کر سکتے ...... الخ۔''

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب کے علاوہ دیگر محققین نے اس روایت کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور یہی بات درست ہے۔ ② اس حدیث میں مذکور آیت کی تشریح تو نہیں البتہ اس کی مثال ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدلنا کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا جائے تو وہ حکم بدل جاتا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ باقی حدیث کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ ''سخت نہیں پاتے'' کیونکہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ④ ''عملی عیب'' یعنی ہماری عملی خرابیاں بیان کرتے ہیں۔ ⑤ ''ہمیں چھوڑ دو'' گویا کچھ لوگ مناروں پر چڑھ گئے اور وہاں رہ کر عبادت کرنے لگ گئے۔ کچھ ملنگ بن گئے جو بے مقصد ادھر ادھر آبادیوں سے دور گھومتے رہتے تھے اور کچھ آبادیوں سے دور عبادت خانے بنا کر رہنے لگے۔ غرض ان کا لوگوں سے کوئی تعلق نہ رہا اور بدعمل لوگ یہی چاہتے تھے کہ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ رہے۔ ⑥ ''رہبانیت'' ترک کر دینا، یعنی لوگوں سے الگ تھلگ رہنا حتیٰ کہ معاشرتی معاملات، مثلاً: نکاح، کاروبار، لین دین اور تعلقات سے بھی منہ موڑ لینا۔ ظاہر ہے شریعت میں اس خلاف فطرت طریقے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ شریعت کا مقصود تو لوگوں میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھنا ہے۔ ⑦ ''کچھ دوسرے لوگ''، یعنی پہلے لوگ تو واقعتاً دین حق پر تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لیے مذکورہ طریقے اختیار کر بیٹھے تھے۔ بعد میں کچھ بے دین لوگوں نے بھی ان کی نقالی شروع کر دی جو راہب ہونے کے ساتھ ساتھ مشرک اور بے دین بھی تھے۔

(المعجم ١٣) - اَلْحُكْمُ بِالظَّاهِرِ (التحفة ١٢)

باب:۱۳- فیصلہ ظاہر دلائل کی بنا پر کیا جائے گا

٥٤٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۵۴۰۳- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ

٥٤٠٣- أخرجه البخاري، الشهادات، باب من أقام البينة بعد اليمين، ح: ٢٦٨٠، ومسلم، الأقضية، باب بيان أن حكم الحاكم لا يغير الباطن، ح: ١٧١٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٦. * يحيى هو القطان.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس مقدمات لاتے ہو۔ میں بھی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی دلیل کو فریق ثانی سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتا ہو' لہٰذا اگر میں (ظاہر دلائل کی بنا پر) کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اسے نہ لے۔ یوں سمجھے میں اسے آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ اہم مسئلہ بیان کرنا ہے کہ قاضی اور جج ظاہری دلائل کے مطابق فیصلہ کرے گا' اس لیے اگر کسی قاضی یا حاکم وغیرہ نے غلط فیصلہ کر دیا تو غلط ہی ہو گا اور ناجائز بھی۔ کسی بھی شخص کے ناجائز فیصلہ کرنے سے وہ فیصلہ شرعی طور پر جائز قرار نہیں پاتا۔ قاضی' ثالث یا حاکم اور جج وغیرہ کے سامنے جس قسم کے دلائل ہوں گے' وہ انھی کے مطابق فیصلہ صادر کریں گے' اس لیے ان کے فیصلہ کرنے سے نہ کوئی حرام کام حلال قرار پائے گا اور نہ حلال کام حرام ہی ہوگا بلکہ اس کا وبال غلط دلائل مہیا کرنے والے کے سر ہوگا۔ ② باطل پر ڈٹ جانا' نیز باطل کی حمایت اور وکالت کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ جو وکیل ناجائز اور باطل کیس لڑتا ہے اور ان کا معاوضہ لیتا ہے' وہ خود بھی حرام کھاتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی حرام ہی کھلاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا مجتہد بھی غلطی کر سکتا ہے اور اس کی غلطی شرعاً غلطی ہی ہوگی' ظاہر دلائل کی وجہ سے وہ چیز حقیقت میں حلال یا حرام نہیں ہوگی' تاہم مجتہد کو اپنے اجتہاد اور کوشش کرنے کا ایک اجر وثواب ضرور ملے گا بشرطیکہ اس نے جان بوجھ کر غلطی نہ کی ہو۔ جانتے بوجھتے غلطی کرنے والا تو گناہ گار ہوگا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس مسئلے کی بابت وحی نازل نہ ہوئی ہوتی رسول اللہ ﷺ اس کی بابت اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرماتے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''انسان ہوں'' دلائل سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے۔ غیب دان نہیں کہ عین حقیقت پر پہنچ جاؤں۔ میں ظاہری دلائل کی بنا پر ہی فیصلہ کر سکتا ہوں۔

(المعجم ١٤) - حُكْمُ الْحَاكِمِ بِعِلْمِهِ (التحفة ١٣)

باب:۱۴- قاضی کا اپنے علم (اور ذہانت) سے فیصلہ کرنا

٥٤٠٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ

۵۴۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٥٤٠٤_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ووهبنا لداود سليمان . . .﴾، ح: ٣٤٢٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٠.

رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: وَقَالَ: «بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ هٰذِهِ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا إِلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللهُ هُوَ ابْنُهَا، فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ یہ (جس کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا) دوسری کو کہنے لگی: وہ تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا: تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں حضرت داود علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ باہر نکلیں تو حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام ملے۔ انھوں نے ان سے پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ۔ میں اسے کاٹ کر دونوں میں تقسیم کر دوں۔ چھوٹی بولی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! ایسے نہ کریں۔ یہ اسی کا بیٹا ہے۔ آپ نے وہ چھوٹی کو دے دیا۔''

قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ! مَا سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سِکِّین کا لفظ اسی دن سنا ورنہ ہم چھری کو مُدْیَہ کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''بڑی کے حق میں'' کیونکہ بچہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ دلیل کسی کے پاس بھی نہیں تھی۔ انھوں نے ظاہری قبضے کی رعایت سے فیصلہ کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکمت سے کام لیا اور حقیقت تک پہنچ گئے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ قاضی اپنی ذہانت سے بھی معاملے کی تہہ تک پہنچ کر حقیقت کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے، خواہ گواہ اور دلائل نہ ہوں مگر یہ تب ہے جب حاکم یا قاضی کے خلاف بدگمانی پیدا نہ ہوتی ہو، نیز فریق ثانی بھی چپ ہو جائے اور مان لے۔ ② ''یہ اسی کا ہے'' کیونکہ کاٹ دینے اور ٹکڑے کرنے سے کسی کا بھی نہیں رہے گا۔ اس کو دینے کی صورت میں بچہ نظر تو آئے گا اور ممتا کو کچھ نہ کچھ سکون تو ملتا رہے گا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ بیٹا اسی کا ہے۔ تبھی تو اسے زیادہ تکلیف ہوئی۔ ③ ''سکین'' عربی میں چھری کو سکین کہتے ہیں اور مدیہ بھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاقے میں صرف مدیہ کہتے ہوں گے۔

(المعجم ١٥) - اَلسَّعَةُ لِلْحَاكِمِ فِي أَنْ يَقُولَ لِلشَّيْءِ الَّذِي لَا يَفْعَلُهُ: أَفْعَلُ لِيَسْتَبِينَ الْحَقَّ (التحفة ١٤)

باب:١۵-حق واضح کرنے کے لیے حاکم کا یہ کہنا کہ میں ایسے کروں گا جب کہ اس کا ارادہ وہ کام کرنے کا نہ ہو

٥٤٠٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «خَرَجَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا صَبِيَّانِ لَهُمَا فَعَدَا الذِّئْبُ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ وَلَدَهَا، فَأَصْبَحَتَا تَخْتَصِمَانِ فِي الصَّبِيِّ الْبَاقِي إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى مِنْهُمَا فَمَرَّتَا عَلَى سُلَيْمَانَ فَقَالَ: كَيْفَ أَمْرُكُمَا فَقَصَّتَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: اِئْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّ الْغُلَامَ بَيْنَهُمَا قَالَتِ الصُّغْرَى: أَتَشُقُّهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ حَظِّي مِنْهُ لَهَا، قَالَ: هُوَ ابْنُكِ فَقَضَى بِهِ لَهَا».

۵۴۰۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں (کسی کام سے) نکلیں۔ان کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے۔بھیڑیے نے ان میں سے ایک پر حملہ کیا اور اس کے بچے کو چھین کر لے گیا۔وہ دونوں بچ رہنے والے بچے کے بارے میں باہم جھگڑنے لگیں اور مقدمہ حضرت داود علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔انھوں نے فیصلہ بڑی کے حق میں دے دیا' پھر وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں تو انھوں نے فرمایا: تمھارا کیا معاملہ ہے؟ ان عورتوں نے پوری بات بیان کر دی۔آپ نے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ۔میں بچہ دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دیتا ہوں۔چھوٹی کہنے لگی: کیا آپ بچہ چیر دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔اس نے کہا: ایسا نہ کریں۔میں اپنا حق اس کو دیتی ہوں۔آپ نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے' پھر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔''

فائدہ: معلوم ہوا حق کو ثابت کرنے یا حق کو جاننے کے لیے حیلہ جائز ہے۔حیلہ وہ ناجائز ہے جو باطل کو ثابت کرنے یا کسی کا حق باطل کرنے کے لیے کیا جائے۔گویا حیلے کا جواز وعدم جواز مقصد پر موقوف ہے۔مقصد حق ہو تو حیلہ بھی حق' مقصد ناجائز ہو تو حیلہ بھی ناجائز' مثلاً: بعض صاحبانِ جبہ و دستار نے زکاۃ سے بچنے یا شفعہ ساقط کرنے کے جو حیلے بتلائے ہیں وہ نہ صرف شرعاً حرام و ناجائز ہیں بلکہ اخلاق و شرافت کے ادنیٰ درجے سے بھی گرے ہوئے ہیں۔

٥٤٠٥ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب اختلاف المجتهدين، ح: ١٧٢٠ من حديث محمد بن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٨.

(المعجم ١٦) - نَقْضُ الْحَاكِمِ مَا يَحْكُمُ بِهِ غَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ أَوْ أَجَلُّ مِنْهُ (التحفة ١٥)

باب:١٦-ایک حاکم اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلے کو توڑ سکتا ہے

٥٤٠٦- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَرَجَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا وَلَدَاهُمَا فَأَخَذَ الذِّئْبُ مِنْهُمَا أَحَدَهُمَا فَاخْتَصَمَتَا فِي الْوَلَدِ إِلٰى دَاوُدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى مِنْهُمَا، فَمَرَّتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: كَيْفَ قَضٰى بَيْنَكُمَا؟ قَالَتْ: قَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى، قَالَ سُلَيْمَانُ: أَقْطَعُهُ بِنِصْفَيْنِ لِهٰذِهِ نِصْفٌ وَلِهٰذِهِ نِصْفٌ، قَالَتِ الْكُبْرٰى: نَعَمِ اقْطَعُوهُ، فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَقْطَعْهُ، هُوَ وَلَدُهَا، فَقَضٰى بِهِ لِلَّتِي أَبَتْ أَنْ يَقْطَعَهُ».

۵۴۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دو عورتیں (گھر سے) نکلیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بچے (بیٹے) بھی تھے۔ بھیڑیا ان میں سے ایک بچے کو پکڑ کر لے گیا۔ وہ دوسرے بچے کے بارے میں جھگڑا کرتی ہوئی حضرت داود علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ انھوں نے بچے کا فیصلہ ان میں سے بڑی کے حق میں دے دیا‘ پھر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں تو انھوں نے پوچھا: تمھارے درمیان کیا فیصلہ ہوا؟ چھوٹی نے کہا: بڑی کے حق میں فیصلہ ہوا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے: میں اس کو دو ٹکڑے کر دیتا ہوں۔ نصف اس کا نصف اس کا۔ بڑی کہنے لگی: ہاں ہاں‘ دو ٹکڑے کر دو۔ چھوٹی نے کہا: نہ نہ‘ اسے دو ٹکڑے نہ کریں۔ یہ بچہ اسی کا ہے۔ پھر انھوں نے بچے کا فیصلہ اس کے حق میں کیا جس نے اس کو کاٹنے کی تجویز نہیں مانی تھی۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ مفہوم کی ان احادیث اور ان میں بیان کردہ واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل و دانش اور فہم و فراست قطعی طور پر وہبی چیز ہے‘ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرما دے۔ چھوٹی اور بڑی عمر یا امیری و فقیری اور اقتدار و اختیار وغیرہ کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ② یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحیح اور درست بات معلوم کرنے اور معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے حیلہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس حیلے کا مقصد احقاق حق یا ابطال باطل ہی ہو۔ باطل اور ناجائز کو درست اور جائز قرار دینے کے لیے حیلہ کرنا شرعاً مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر فریقین اپنے حق کے بارے میں دوبارہ کسی اور سے فیصلہ کرانے کے حق میں ہوں تو بڑی خوشی سے کروا سکتے ہیں‘ خواہ

٥٤٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٩.

دوسرا قاضی پہلے کے برابر ہو یا اس سے کم مرتبہ ہو جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہے، خصوصاً جب کہ دوسرے کے فیصلے سے پہلے کی غلطی بھی ثابت ہو رہی ہو تاہم کسی معاملے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی اور کی طرف رجوع کرنا بے ایمانی کی دلیل ہے۔ ④ ''بچہ اسی کا ہے'' چونکہ اس قول کا مقصد صرف بچے کی جان بچانا تھا نہ کہ اقرار، اسی لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے اقراری کلام پر عمل نہیں فرمایا بلکہ بچہ اسی کو دے دیا کیونکہ ان کو حق معلوم ہو چکا تھا بلکہ ہر ایک کے لیے واضح ہو چکا تھا۔

(المعجم ١٧) - **بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْحَاكِمِ إِذَا قَضٰى بِغَيْرِ الْحَقِّ** (التحفة ١٦)

٥٤٠٧- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا وَجَعَلَ خَالِدٌ قَتْلًا وَأَسْرًا قَالَ: فَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ أَسِيرَهُ حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ يَوْمًا أَمَرَ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ أَحَدٌ وَقَالَ بِشْرٌ: مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ

باب: ١٧- حاکم کا ناحق کیا ہوا فیصلہ رد کرنے کا بیان

۵۴۰۷- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ حضرت خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ (مسلمان ہو گئے لیکن) اچھی طرح یہ نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے: ہم نے اپنا دین چھوڑا۔ (أَسْلَمْنَا کہنے کی بجائے صَبَأْنَا، صَبَأْنَا کہنے لگے)۔ حضرت خالد ان کو قتل اور قید کرنے لگ گئے۔ انھوں نے (ہم میں سے) ہر شخص کو اس کا قیدی سپرد کر دیا۔ اگلے دن صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قیدی قتل کر دے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنا قیدی قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے کوئی دوسرا بھی اپنا قیدی قتل نہیں کرے گا۔ پھر ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے حضرت خالد کی یہ کارگزاری ذکر کی گئی۔ نبیٔ

٥٤٠٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث النبي ﷺ خالد بن الوليد إلى بني جذيمة، ح: ٤٣٣٩ من حديث ابن المبارك، ح: ٧١٨٩ من حديث عبدالرزاق من حديث معمر بن راشد به.

قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُكِرَ لَهُ صَنِيعُ خَالِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَفَعَ يَدَيْهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ» قَالَ زَكَرِيَّا فِي حَدِيثِهِ فَذُكِرَ، وَفِي حَدِيثِ بِشْرٍ: فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ» مَرَّتَيْنِ.

اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! میں اس کام سے بری ہوں جو خالد نے کیا۔'' آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی حاکم وامیر وغیرہ غلط فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ مردود قرار پائے گا' اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے شرعی امیر حضرت خالد بن ولید ؓ کا فیصلہ اور حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی عظمت کردار اور استقامت دین کے ساتھ ساتھ ان کا دین پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا حقیقی جذبہ بھی معلوم ہوا' نیز یہ بھی واضح ہوا کہ دینی معاملات میں آپ نہایت جرأت مند تھے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کے لیے بھی نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے کہ خالق کی معصیت کرتے ہوئے' مخلوق میں سے کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کی اطاعت کرنا اور اس کی بات ماننا حرام اور ناجائز ہے۔ ④ کافر مسلمان کو صابی کہتے تھے۔ اس کے معنی ہیں: اپنے دین سے نکل جانے والا۔ وہ اس سے بے دین مراد لیتے تھے۔ صَبَأْنَا اسی سے ہے۔ بنو جذیمہ کا مقصود تو یہ تھا کہ ہم اپنے آبائی دین سے نکل کر مسلمان ہو چکے ہیں مگر انھوں نے وہ لفظ استعمال کیا جو کفار طنزاً مسلمانوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اسی سے حضرت خالد بن ولید ؓ کو غلط فہمی ہوئی کہ شاید یہ اپنے کفر پر قائم ہیں اور ہمیں طنز کر رہے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں تھی۔ حضرت خالد نے تادیبی کارروائی شروع کر دی۔ چونکہ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صرف براءت کے اظہار پر اکتفا کیا اور انھیں کوئی سزا نہیں دی۔

(المعجم ١٨) - ذِكْرُ مَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَجْتَنِبَهُ (التحفة ١٧)

باب:۱۸- کس چیز سے حاکم کو اجتناب کرنا چاہیے؟

٥٤٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَتَبَ أَبِي

۵۴۰۸- حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھ سے (میرے بھائی) عبیداللہ بن ابوبکرہ کو جو سجستان (سیستان) کے قاضی تھے' یہ

٥٤٠٨ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ١٧١٧ عن قتيبة، والبخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ٧١٥٨ من حديث عبدالملك بن عمير به.

وَكَتَبْتُ لَهُ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ - وَهُوَ قَاضِي سِجِسْتَانَ - أَنْ لَّا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحْكُمُ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

لکھوایا کہ غصے کی حالت میں دو آدمیوں (فریقین) کے درمیان فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''کوئی شخص غصے کی حالت میں دو آدمیوں (فریقین) کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دوسرے کسی بھی شخص کو غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ جس غصے کی حالت میں حاکم اور قاضی وجج وغیرہ کو فیصلہ کرنے سے روکا گیا ہے اس غصے سے مراد زیادہ غصہ ہے جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو وقتی طور پر ختم کر دیتا ہے اور غلط فیصلے کا خطرہ ہوتا ہے البتہ معمولی غصہ جو کسی مجرم کا جرم سننے سے فطرتاً آ جاتا ہے فیصلے سے مانع نہیں۔ غصے کے علاوہ بھی جو چیز سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پر اثر ڈالے مثلاً: زیادہ بھوک پیاس پریشانی بیماری اور نیند کا غلبہ وغیرہ ان کا حکم بھی غصے والا ہی ہے۔ بہتر ہے کہ فیصلہ مقدمے کی سماعت سے الگ مجلس میں لکھا جائے تا کہ وقتی جذبات اثر انداز نہ ہو سکیں۔

(المعجم ١٩) - اَلرُّخْصَةُ لِلْحَاكِمِ الْأَمِينِ أَنْ يَحْكُمَ وَهُوَ غَضْبَانُ (التحفة ١٨)

باب: ۱۹- جس حاکم کے بارے میں غلطی کا خطرہ نہ ہو وہ غصے کی حالت میں فیصلہ کر سکتا ہے

٥٤٠٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا النَّخْلَ،

۵۴۰۹- حضرت زبیر بن عوام ؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک انصاری آدمی سے جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے حرہ کے برساتی نالوں (کے پانی) کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ وہ دونوں اس برساتی نالے سے کھجور کے درختوں کو پانی لگاتے تھے۔ اس انصاری نے کہا: پانی گزرنے دو تا کہ میرے کھیت کو لگے۔ میں نے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر! ہلکا سا پانی لگا لو پھر اپنے پڑوسی کی

٥٤٠٩- أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ١٢٩/٢٣٥٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٣.

فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ عَلَيْهِ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْقِ يَازُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ! أَسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَاسْتَوْفٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ فِيهِ السَّعَةُ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَلَمَّا أَحْفَظَ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْأَنْصَارِيُّ اسْتَوْفٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ: لَا أَحْسَبُ هٰذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ إِلَّا فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ [النسآء ٤: ٦٥]

وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ عَلٰى صَاحِبِهِ فِي الْقِصَّةِ.

طرف چھوڑ دو۔'' انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! (آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ) یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور غصے سے بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''زبیر! پانی لگا اور پھر لگنے دے حتیٰ کہ پانی منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' اب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا جب کہ اس سے پہلے آپ نے حضرت زبیر کو ایسا مشورہ دیا تھا جس میں زبیر اور انصاری دونوں کے لیے بہتری تھی لیکن جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر دیا تو آپ نے واضح فیصلہ کی صورت میں زبیر کو ان کا پورا حق دلایا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی (یا اس جیسے) واقعہ کے بارے میں اتری: ''آپ کے رب تعالیٰ کی قسم! یہ لوگ صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی مسائل میں حکم نہ مان لیں''۔

(یونس بن عبدالاعلیٰ اور حارث بن مسکین) دونوں میں سے ہر ایک مذکورہ قصہ اپنے دوسرے ساتھی کے مقابلے میں کمی بیشی کے ساتھ روایت کرتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① جو پانی قدرتی طریقے سے بہتا ہو اس کا اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسے پانی کے استعمال پر سب سے پہلا حق اس کا ہے جو اس کی طرف سبقت لے جائے اور اسی کی زمین وغیرہ ابتدا میں ہو۔ ایسے شخص کو اپنی زمین، کھیتی اور باغات وغیرہ مکمل طور پر سیراب کرنے کا پورا پورا حق ہے، تاہم اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو پھر اس پانی کو آگے والے لوگوں کے لیے چھوڑ دے۔ اس پانی کو روک رکھنے کا حق پہلے شخص کو قطعاً نہیں۔ ② حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو باہم جھگڑنے والے فریقوں میں درمیانی راہ نکال کر صلح کرا دے۔ فریقین اس پر راضی نہ ہوں تو حقیقی فیصلہ کر دے اور ہر فریق کو اس کا پورا پورا حق دلا دے۔ ③ یہ صحابی انصاری اور بدری تھے اور بدری صحابہ کے بارے میں قرآن و

حدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ وہ قطعاً مومن اور جنتی ہیں' لہٰذا انصاری سے الفاظ نفاق کی بنا پر نہیں بلکہ وقتی جذبات کے تحت صادر ہوئے' تبھی تو آپ کے حتمی فیصلے پر اس نے سر تسلیم خم کر دیا اور کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہی اس کے ایمان کی دلیل ہے۔ ویسے بھی آپ نے پہلے فیصلہ نہیں فرمایا تھا بلکہ مصالحت کا مشورہ دیا تھا۔ جب مصالحت کارگر نہ ہوئی تو آپ نے حتمی فیصلہ دے دیا۔ ④ باب کا مقصود یہ ہے کہ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنے کی پابندی عام قاضی کے لیے ہے' رسول اللہ ﷺ کے لیے نہیں کیونکہ آپ سے غصے کی حالت میں بھی غلطی کا امکان نہیں ...... ﷺ ...... اس بارے میں سابقہ حدیث کا فائدہ بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(المعجم ٢٠) - حُكْمُ الْحَاكِمِ فِي دَارِهِ (التحفة ١٩)

باب: ۲۰- حاکم یا قاضی کا اپنے گھر میں فیصلہ کرنا

٥٤١٠- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا فَكَشَفَ سِتْرَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى: «يَا كَعْبُ»! قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا، وَأَوْمَأَ إِلَى الشَّطْرِ» قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، قَالَ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

۵۴۱۰- حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابن حدرد سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا جو اس کے ذمے تھا۔ ہماری آوازیں اونچی ہوگئیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سن لیں۔ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ باہر تشریف لائے۔ اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ ہٹایا اور بلند آواز سے فرمایا: ''اے کعب!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اتنا معاف کر دے۔'' اور ہاتھ سے نصف کا اشارہ فرمایا۔ میں نے کہا: مان لیا۔ آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا: ''اٹھ اور باقی ادا کر۔''

فوائد ومسائل: ① کسی ضرورت کی بنا پر حاکم یا قاضی وغیرہ اپنے گھر میں یا ''کمرۂ عدالت'' سے باہر کوئی فیصلہ کرے تو یہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی وجہ سے لوگوں کے لیے کوئی مشکل یا تکلیف وغیرہ نہ ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر بوقت ضرورت کبھی مسجد میں آواز اونچی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' البتہ اس کو معمول بنانا اور خواہ مخواہ اپنی آواز مسجد میں بلند اور اونچی کرنا درست نہیں۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایسا اشارہ جس سے مفہوم سمجھ میں آ جائے وہ بمنزلہ کلام کے ہوتا ہے کیونکہ اس اشارے کی

٥٤١٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ح: ٤٥٧ وغيره، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨/ ٢١ من حديث عثمان بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٥.

دلالت کلام پر ہوتی ہے۔ بنابریں گونگے کی گواہی، اس کی قسم، اس کی خرید و فروخت اور دیگر معاملات درست قرار پائیں گے۔ ④ یہ حدیث اس مسئلے کی بھی وضاحت کرتی ہے کہ اگر صاحب حق سے سفارش کر کے اس کے حق میں سے سارا یا کچھ معاف کرا لیا جائے تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے، نیز صاحب حق یا کسی دوسرے شخص کو اگر جائز سفارش کی جائے، تو اسے سفارش قبول کر لینی چاہیے۔ ⑤ مسجد میں ادائیگی قرض کا مطالبہ اور تقاضا کرنا درست ہے، نیز قرض کے علاوہ اپنے دیگر حقوق کا مطالبہ بھی مسجد میں کیا جا سکتا ہے۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کی بنا پر کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے لٹکانا شرعاً جائز اور درست ہے۔

(المعجم ٢١) - **اَلْاِسْتِعْدَاءُ** (التحفة ٢٠)

باب: ۲۱- کسی کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرنا

٥٤١١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: قَدِمْتُ مَعَ عُمُومَتِي الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطَانِهَا فَفَرَكْتُ مِنْ سُنْبُلِهِ، فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَأَخَذَ كِسَائِي وَضَرَبَنِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْتَعْدِي عَلَيْهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَجَاؤُوا بِهِ فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى هٰذَا؟» فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ دَخَلَ حَائِطِي فَأَخَذَ مِنْ سُنْبُلِهِ فَفَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا وَلَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا، أُرْدُدْ عَلَيْهِ كِسَاءَهُ» وَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَسْقٍ أَوْ نِصْفِ وَسْقٍ.

۵۴۱۱- حضرت عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا اور میں نے کچھ سٹے توڑ کر ان کے دانے نکال لیے۔ باغ کا مالک آیا، اس نے میری چادر چھین لی اور مجھے مارا بھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور دعویٰ دائر کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو بلا بھیجا۔ لوگ اس کو لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے ایسے کیوں کیا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے باغ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ سٹے توڑے اور ان کے دانے نکال لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جاہل تھا، تو نے اسے تعلیم نہ دی۔ یہ بھوکا تھا، تو نے اسے کھانے کو نہ دیا۔ اس کی چادر واپس کر۔'' اور مجھے ایک یا نصف وسق دینے کا حکم جاری فرمایا۔

٥٤١١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، وابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح: ٢٢٩٨ من حديث أبي بشر به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، ووافقه الذهبي.

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ دعویٰ دائر کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ فریق ثانی پر زیادتی نہیں بلکہ اپنا حق لینے کے لیے درست ہے۔ ② ''جاہل تھا'' مقصود یہ ہے کہ غلطی کرنے والے کو صحیح اور درست عمل بتانا چاہیے اور اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ باغ والے شخص سے نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاہل تھا' اجنبی تھا پھر بھوکا بھی تھا' اس لیے تجھے چاہیے تھا کہ اسے پیار کے ساتھ بتاتا تاکہ اس طرح اپنی مرضی سے توڑنے کی بجائے مالک سے مانگ لینا چاہیے۔ پھر تو اسے کھانے کو مزید دیتا تاکہ اس کی ضرورت پوری ہوتی جب کہ تو نے اس غریب کی چادر بھی چھین لی اور مارا بھی۔ ③ معلوم ہوا جرائم کی سزا دینے سے پہلے لوگوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے' نیز ان کی بنیادی ضروریات بھی پوری کی جائیں تاکہ وہ جان بچانے کے لیے جرم نہ کریں۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند' بقدر ضرورت کسی کے باغ یا کھیت سے لے اور کھا سکتا ہے' البتہ اتنا زیادہ لے لینا درست نہیں جو ضرورت پوری ہونے کے بعد ساتھ بھی لے جائے۔ یاد رہے کہ بغیر اجازت کسی کے باغ سے کھا پی لینا ایسا جرم نہیں کہ اس پر چوری کی حد نافذ ہو بلکہ اگر وہ بھوکا ہو تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا اور اگر وہ بھوک کے بغیر ہو تو اسے جرمانہ وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''حکم جاری فرمایا'' یعنی بیت المال سے نہ کہ اس آدمی کے مال سے۔ ابوداود کی روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے غلے کا ایک یا نصف وسق مجھے عطا فرمایا۔ (سنن أبي داود' الجهاد' حديث: ۲۶۲۰) ⑥ ایک اونٹ پر جتنا غلہ لادا جاتا ہے' اسے بھی وسق کہتے ہیں۔ ⑦ کسی کی تھوڑی بہت چیز بلا اجازت لے لینا اس چوری میں شامل نہیں جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اس پر مناسب تعزیر ہی کافی ہے' البتہ بلا اجازت کسی کا مال لینے والے سے پہلے اس کا سبب معلوم کرنا چاہیے اور اگر اس کا کوئی معقول عذر ہو تو پھر اسے معاف کر دینا چاہیے کیونکہ بعض حالات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں معافی ہی درست ہوتی ہے۔ ⑧ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے مستحق شخص کی مدد بیت المال اور حکومتی خزانے سے کرنی چاہیے۔ یہ اس کا حق ہے۔

(المعجم ٢٢) - صَوْنُ النِّسَاءِ عَنْ مَجْلِسِ الْحُكْمِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۲- عورتوں کو عدالتوں میں بلانے سے احتراز کرنا

٥٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ،

۵۴۱۲- حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی ﷺ سے مروی ہے' انھوں نے بیان فرمایا کہ دو آدمی رسول اللہ

٥٤١٢ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٣٣، ٦٦٣٤ من حديث مالك، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٢٢.

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَارَسُولَ اللهِ! وَائْذَنْ لِي فِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ» وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ: فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

ﷺ کے پاس ایک مقدمہ لائے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔ دوسرے شخص نے کہا' جو ان میں سے زیادہ سمجھ دار تھا: اے اللہ کے رسول! ضرور۔ اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں بات چیت کروں۔ (پھر اجازت ملنے کے بعد) اس نے کہا: میرا بیٹا اس کا نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو رجم کی سزا ملے گی تو میں نے سو بکریوں اور ایک لونڈی کے عوض (اپنے بیٹے کو) چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہوگا۔ رجم تو اس کی بیوی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ باقی رہی تیری بکریاں اور لونڈی' تو وہ تجھے واپس مل جائیں گی۔'' پھر آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا۔ اور آپ نے حضرت انیس کو حکم دیا کہ اس (دوسرے شخص) کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ (زنا کے جرم کو) تسلیم کرے تو اسے رجم کر دو۔ عورت نے گناہ تسلیم کر لیا تو انھوں نے اسے رجم کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت کو عدالت اور پنچائت وغیرہ میں لائے بغیر مسئلہ حل ہو سکتا ہو تو انھیں عدالتوں اور پنچائتوں وغیرہ میں نہیں گھسیٹنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس متعلقہ خاتون کو اپنے ہاں بلانے کی بجائے' اپنی طرف سے آدمی بھیج کر اس عورت سے حقیقت حال معلوم کی اور پھر اس کے اقرار کرنے پر اس پر زنا کی مذکورہ حد نافذ کی' یعنی اسے رجم کر دیا گیا۔
② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اپنے تمام مسائل بالخصوص حدود سے متعلق معاملات میں قرآن کے فیصلے

کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور جب کوئی مجرم وملزم اقرار جرم کرلے تو حاکم پر واجب ہے کہ وہ اس پر حد قائم کرے۔ ہمارے ہاں ملک کے صدر کو سزائے موت ختم کرنے کا جو اختیار ہے' شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ③اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ معاملے کی پختگی ظاہر کرنے کے لیے قسم کھانا درست ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کھانے کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو تو بھی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ④ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن خلق اور عظیم حوصلے کی صریح دلیل ہے' نیز اس بات کی بھی دلیل ہے کہ مدعی' مستفتی (فتویٰ طلب کرنے والے) اور طالب کے لیے مستحب بات یہ ہے کہ وہ قاضی' عالم دین اور حاکم کے پاس اپنا مسئلہ پیش کرنے سے پہلے اجازت طلب کرے' نیز معلوم ہوا کہ ظن وتخمین پر مبنی حکم اور فیصلہ قطعی اور یقینی دلائل و براہین کے آنے پر ختم ہو جائے گا' اس طرح خلاف شریعت کی گئی صلح مردود ہوگی اور اس سلسلے میں دیا گیا مال ومتاع بھی واپس ہو جائے گا۔ ⑤ حد کے مقابلے میں فدیہ (مالی معاوضہ) شرعاً قابل قبول نہیں ہوگا اور نہ مالی معاوضہ لے کر کوئی شرعی حد ساقط کی جا سکتی ہے۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے بالخصوص زنا' چوری اور شراب نوشی وغیرہ جرم کے مرتکب پر حد قائم کی جائے گی۔ واللہ أعلم. ⑥ ''چھڑا لیا'' اس نے سمجھا کہ کسی کی بیوی سے زنا خاوند کی حق تلفی ہے' اس لیے اسے راضی کر لینا کافی ہے' حالانکہ یہ شرعی امر کی خلاف ورزی ہے جس کا تعلق معاشرے کے ساتھ ہے' لہٰذا یہ جرم خاوند کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا بلکہ مقدمہ عدالت میں آنے کے بعد لازماً سزا نافذ ہوگی۔ ⑦ ''کوڑے لگائے'' کیونکہ وہ خود معترف تھا۔ جرم ثابت ہو چکا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جلاوطن کرنے کی بجائے جیل میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کیونکہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے گھر سے باہر رہے اور متعلقہ جگہ کے قریب نہ جائے۔ احناف کے نزدیک جلاوطنی سزا کا حصہ نہیں' لہٰذا ضروری نہیں۔ لیکن صریح حدیث کی روشنی میں یہ موقف محل نظر ہے۔

٥٤١٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ إِلَّا مَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ قَالَ: «قُلْ». قَالَ: إِنَّ ابْنِي

۵۴۱۳- حضرت ابوہریرہ' خالد بن زید اور شبل رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ پھر فریق ثانی بھی اٹھا جو کہ پہلے شخص سے زیادہ سمجھ دار تھا اور کہا: یہ صحیح کہتا ہے۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

٥٤١٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٩٦٨-٥٩٧٠.

كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَكَأَنَّهُ أُخْبِرَ أَنَّهُ عَلَى ابْنِهِ الرَّجْمُ فَافْتَدٰى مِنْهُ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: أَمَّا الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، أُغْدُ يَاأُنَيْسُ! عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا». فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

آپ نے فرمایا: ''بات کر۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کرلیا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک نوکر دے کر اپنے بیٹے کی جان بخشی کروائی۔ گویا کہ اس شخص کو بتلایا گیا تھا کہ اس کے بیٹے کو رجم کر دیا جائے گا' اس لیے اس نے اس طریقے سے اس کی جان بخشی کروائی۔ پھر میں نے بہت سے اہل علم سے پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ تیری سو بکریاں اور نوکر تجھے واپس مل جائیں گے۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے۔ اور اے انیس! تو اس کی بیوی کے پاس جا۔ اگر وہ جرم تسلیم کر لے تو اسے رجم کر دے۔'' وہ اس کے پاس گئے' اور اس (عورت) نے مان لیا تو انھوں نے اسے رجم کر دیا۔

فائدہ: کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے' خواہ وہ قرآن مجید میں بیان ہو یا سنت رسول میں۔

(المعجم ٢٣) - تَوْجِيهُ الْحَاكِمِ إِلٰى مَنْ أُخْبِرَ أَنَّهُ زَنٰى (التحفة ٢٢)

باب:۲۳- حاکم کا اس شخص کو بلا بھیجنا جس کے بارے میں بتایا گیا ہو کہ اس نے زنا کیا ہے

٥٤١٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ

۵۴۱۴- حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

٥٤١٤- [إسناده صحيح] يحيى بن سعيد الأنصاري سمعه من أبي أمامة (تحفة الأشراف: ١/ ٦٨)، وتابعه أبوحازم وأبوالزناد وغيرهما، وأبوأمامة سمعه من رجل من أصحاب النبي ﷺ (أبوداود، ح: ٤٤٧٢)، وهو سعيد بن سعد بن عبادة (ابن ماجه، ح: ٢٥٧٤).

الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ زَنَتْ فَقَالَ: «مِمَّنْ؟» قَالَ: مِنَ الْمُقْعَدِ الَّذِي فِي حَائِطِ سَعْدٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ مَحْمُولًا فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاعْتَرَفَ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِثْكَالٍ فَضَرَبَهُ وَرَحِمَهُ لِزَمَانَتِهِ وَخَفَّفَ عَنْهُ.

سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کس کے ساتھ؟'' کسی نے کہا: اس اپاہج کے ساتھ جو حضرت سعد کے گھر میں رہتا ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا۔ اس کو اٹھا کر لایا گیا۔ اور آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اس نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی شاخ منگوائی اور اس کو پیٹا۔ آپ نے اس پر اس کے اپاہج ہونے کی وجہ سے ترس کیا اور اس کو ہلکی سزا دی۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں جج کو اطلاع ملے کہ اس نے زنا کیا ہے تو وہ اسے بلا کر اس سے منسوب جرم کی تحقیق کر سکتا ہے' نیز جرم ثابت ہونے پر اسے حد بھی لگائی جائے گی۔ موجودہ دور میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا ''سوموٗ'' نوٹس لینا اسی قبیل سے ہے اور یہ مشروع عمل ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک بار اقرار زنا کرنے سے زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ تین یا چار بار اقرار کرانا ضروری نہیں۔ ③ ''ترس کیا'' وہ شادی شدہ تو نہیں تھا۔ اس کو کوڑے تو لگنا ہی تھے لیکن اس کی بیماری کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وہ مر جائے گا' لہٰذا بجائے کوڑوں کے کھجور کی شاخ سے پیٹا گیا کیونکہ کوڑے لگا کر مجرم کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٢٤) - مَصِيرُ الْحَاكِمِ إِلٰى رَعِيَّتِهِ لِلصُّلْحِ بَيْنَهُمْ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۴- حاکم کا اپنی رعایا کے درمیان صلح کروانے کے لیے جانا

٥٤١٥- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: وَقَعَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلَامٌ حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ

۵۴۱۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے دو قبیلوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ انھوں نے ایک دوسرے پر پتھر وغیرہ بھی پھینکے۔ نبیٔ اکرم ﷺ ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال ؓ

٥٤١٥- **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٠، والحميدي، ح: ٩٣٣ عن سفيان بن عيينة به، وهو متفق عليه من حديث أبي حازم كما تقدم، ح: ٧٨٥ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٧.

فَحضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَانْتُظِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاحْتُبِسَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ صَفَّحُوا وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَمِعَ تَصْفِيحَهُمُ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اثْبُتْ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - يَعْنِي يَدَيْهِ - ثُمَّ نَكَصَ الْقَهْقَرٰى وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ»؟ قَالَ: مَا كَانَ اللهُ لِيَرَى ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا لَكُمْ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ صَفَّحْتُمْ! إِنَّ ذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ».

نے اذان کہی، پھر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا گیا لیکن آپ کو زیادہ دیر ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (اور جماعت شروع کرادی)۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں کرتے تھے لیکن جب انھوں نے بہت زیادہ تالیوں کی آواز سنی تو متوجہ ہوئے۔ اچانک ان کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی۔ انھوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (نبیٔ اکرم ﷺ کی اس عظیم ترین عزت افزائی پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے) اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر الٹے پاؤں پیچھے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''تم اپنی جگہ کیوں نہ کھڑے رہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مناسب نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ابوقحافہ کے بیٹے کو اپنے نبیٔ اکرم ﷺ کے آگے کھڑا دیکھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا وجہ ہے جب تمھیں نماز میں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانے لگ جاتے ہو! یہ تو عورتوں کے لیے ہے۔ جس مرد کو نماز میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔''

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ حاکم اس انتظار میں نہ رہے کہ لوگ لڑنے کے بعد میرے پاس آئیں گے تو

فیصلہ کروں گا بلکہ کوشش کرے کہ لڑائی ہو ہی نہ۔ صلح سے کام چل جائے۔ حدیث کے باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔

(المعجم ٢٥) - **إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالصُّلْحِ** (التحفة ٢٤)

٥٤١٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ - يَعْنِي دَيْنًا - فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، فَمَرَّ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا كَعْبُ! فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ: اَلنِّصْفَ، فَأَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا».

باب:٢٥- حاکم کسی فریق (مدعی یا مدعی علیہ) کو مصالحت کا مشورہ دے سکتا ہے

٥٤١٦- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کے ذمے قرض تھا۔ وہ اسے ملے تو انھوں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر وہ دونوں جھگڑنے لگے حتیٰ کہ (ان کی) آوازیں بلند ہوئیں، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''کعب!'' نیز آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ نصف معاف کر دے۔ انھوں نے نصف لے لیا اور نصف معاف کر دیا۔

(المعجم ٢٦) - **إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالْعَفْوِ** (التحفة ٢٥)

٥٤١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ جَاءَ بِالْقَاتِلِ يَقُودُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ فِي نِسْعَةٍ، فَقَالَ

باب:٢٦- حاکم فریق ثانی کو معافی کا مشورہ بھی دے سکتا ہے

٥٤١٧- حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا جب ایک مقتول کا ولی قاتل کو چمڑے کی تندی کے ساتھ جکڑ کر لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: ''کیا تو معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر قتل

٥٤١٦_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٧٤.

٥٤١٧_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٨.

رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ: «أَتعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتأْخُذُ الدِّيَةَ؟» فَقَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ بِهِ» فَلَمَّا ذَهَبَ فَوَلّٰى مِنْ عِنْدِهِ فَدَعَاهُ فَقَالَ: «أَتعْفُو»؟ قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ بِهِ» فَلَمَّا ذَهَبَ فَوَلّٰى مِنْ عِنْدِهِ دَعَاهُ فَقَالَ: «أَتعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ بِهِ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ» فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهُ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو اس کو لے جا۔'' جب وہ اس کو لے کر چل پڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر قتل ہی کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے لے جا۔'' جب وہ لے چلا تو آپ نے پھر اسے بلایا اور فرمایا: ''معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا۔'' اس نے کہا' نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ضرور قتل ہی کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ اپنے گناہ اور تیرے مقتول کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔'' یہ سن کر اس نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ میں نے دیکھا' وہ اپنی تندی (رسی) کو اسی طرح گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

فائدہ: جو معاملات قابل معافی ہوں' ایسے معاملات میں معافی یا صلح کی ترغیب اچھی بات ہے کیونکہ معافی یا صلح کی صورت میں آپس میں دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے۔ معاشرہ پرسکون ہو جاتا ہے۔ بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے مگر بسا اوقات بدلہ لینے کی صورت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ ناراضی اور دشمنی پیدا ہوتی ہے' اس لیے شریعت نے معافی کو بدلہ لینے سے افضل قرار دیا ہے بشرطیکہ فریق ثانی عجز کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور خلوص دل سے معافی طلب کرے۔ البتہ اگر وہ تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرے تو بدلہ لینا افضل ہے تاکہ اس متکبر کا غرور ٹوٹے۔ حاکم کے لیے مناسب ہے کہ مذکورہ بالا قسم کے مقدمات میں مصالحت کی کوشش کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو حق کا فیصلہ کرے۔ البتہ بعض معاشرتی جرائم قابل معافی نہیں ہوتے' مثلاً: چوری' زنا وغیرہ۔ ایسے مقدمات عدالت تک پہنچیں تو فیصلہ لازم ہے۔ قتل پہلی قسم میں داخل ہے۔ (روایت سے متعلقہ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے' احادیث: ۴۷۲۶ تا ۴۷۳۵)

(المعجم ٢٧) - إِشَارَةُ الْحَاكِمِ بِالرِّفْقِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۷- حاکم نرمی کرنے کا مشورہ بھی دے سکتا ہے

٥٤١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبٰى عَلَيْهِ، فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْقِ يَا زُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ! فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ! اِسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: إِنِّي أَحْسَبُ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ [النساء ٤: ٦٥] اَلْآيَةَ.

۵۴۱۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے (کے پانی) کے بارے میں جھگڑ پڑے جو وہ کھجور کے درختوں کو لگاتے تھے۔ اس انصاری نے کہا کہ پانی آگے گزرنے دو۔ حضرت زبیر نے انکار کیا۔ فریقین یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر! تھوڑا تھوڑا پانی لگا لو۔ پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے غصے میں آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اس لیے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: زبیر! پانی لگاؤ اور لگتا رہنے دو حتیٰ کہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' حضرت زبیر نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی: ''آپ کے رب تعالیٰ کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں بن سکتے......الخ''

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۵۴۰۹۔

(المعجم ٢٨) - شِفَاعَةُ الْحَاكِمِ لِلْخُصُومِ قَبْلَ فَصْلِ الْحُكْمِ (التحفة ٢٧)

باب:۲۸- حاکم (مقدمے کا) فیصلہ کرنے سے پہلے کسی فریق سے سفارش کرسکتا ہے

٥٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ

۵۴۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند حضرت مغیث رضی اللہ عنہ غلام تھا۔

٥٤١٨ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ عن قتيبة، والبخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٧٧.

٥٤١٩ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح: ٥٢٨٣ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٧٨، وقال: "هذا حديث صالح".

عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَاعَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا»؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ رَاجَعْتِيهِ فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا شَفِيعٌ» قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اسے بریرہ کے پیچھے گھومتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ وہ رو رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی ڈاڑھی پر گر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”عباس! آپ کو تعجب نہیں کہ مغیث کو بریرہ سے کس قدر محبت ہے اور بریرہ کو مغیث سے کس قدر نفرت ہے؟“ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا: ”اگر تو اپنے خاوند کو قبول کر لے (تو بہتر ہے)۔ آخر وہ تیرے بچوں کا باپ ہے۔“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔“ انھوں نے کہا: پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی فریق یا شخص کسی اہم راہنما یا حاکم وغیرہ کی سفارش قبول نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ سفارش کرنا مشروع ہے جبکہ سفارش قبول کرنا ضروری نہیں، لہٰذا سفارش کرنے والے شخص کو سفارش قبول نہ کرنے پر غصہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ اسے کسی قسم کا کوئی اور نقصان ہی پہنچانا چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کی درخواست کے بغیر از خود بھی سفارش کرنا درست اور جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے مطالبہ سفارش کے بغیر ہی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے سفارش فرمائی تھی۔ اور پھر ان کے سفارش قبول نہ کرنے پر اظہار ناراضی قطعاً نہیں فرمایا، البتہ اصلاح کی کوشش ضرور فرمائی ہے اور یہ مستحب ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے اس حسن ادب کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو ان سے رسول اللہ ﷺ کی بابت صادر ہوا کہ انھوں نے پوچھا: آپ حکم فرما رہے ہیں یا سفارش؟ نیز انھوں نے صراحتاً آپ کی سفارش کو رد نہیں کیا بلکہ یہ کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ④ کسی چیز کی حد سے زیادہ محبت حیا ختم کر دیتی ہے اور آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے۔ ⑤ جھگڑا کرنے والے، خواہ میاں بیوی ہوں یا کوئی اور، ان کے مابین صلح کرانا اور جھگڑا ختم کرنے کی سفارش کرنا مستحب اور پسندیدہ شرعی عمل ہے، نیز مومن کے دل کو مسرور کرنا اور اسے قلبی مسرت وخوشی بہم پہنچانا بھی مستحب ہے۔ ⑥ یہ مسئلہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند ابھی غلام ہو تو اسے اختیار ہے، نکاح قائم رکھے یا توڑ دے۔ یہاں یہی مسئلہ تھا۔ گویا ضروری نہیں حاکم فیصلہ ہی کرے بلکہ وہ کسی ایک فریق سے دوسرے کے حق میں سفارش کر کے مصالحت بھی کروا سکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے، خصوصاً جہاں ٹوٹ پھوٹ کا معاملہ ہو۔

(المعجم ٢٩) - مَنْعُ الْحَاكِمِ رَعِيَّتَهُ مِنْ إِتْلَافِ أَمْوَالِهِمْ وَبِهِمْ حَاجَةٌ إِلَيْهِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۹-حاکم کا اپنی رعایا کو مال ضائع کرنے سے روک دینا جب کہ ان کو مال کی ضرورت بھی ہو

٥٤٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ وَكَانَ مُحْتَاجًا وَكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَبَاعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: «اِقْضِ دَيْنَكَ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ».

۵۴۲۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک انصاری آدمی نے اپنا غلام مدبر کر دیا جب کہ وہ خود محتاج تھا۔ اس کے ذمے قرض بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام آٹھ سو درہم میں بیچ کر وہ رقم اس کو دے دی اور فرمایا: ''اپنا قرض ادا کر اور اپنے بال بچوں پر خرچ کر۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے اس مقام پر جو عنوان قائم کیا ہے اس سے ان کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ محتاجوں اور ضرورت مندوں کو ان کے مال بیچنے یا اس طرح خیرات کرنے سے جیسا کہ مذکورہ صحابی نے کیا تھا' روک دے' نیز اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ مالکان کے تصرف کو کالعدم قرار دے کر خود ان کے مالوں میں تصرف کرے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ عام صدقہ خیرات کرنے سے ادائیگی قرض مقدم ہے کیونکہ عام صدقہ خیرات کرنا نفلی عبادت ہے جبکہ قرض کی ادائیگی فرض ہے۔ اگر نفلی عبادت نہیں کی جائے گی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اجر وثواب نہیں ملے گا' باز پرس تو نہیں ہوگی جبکہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں تو جواب دہی کے ساتھ ساتھ باز پرس بھی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا تھا جس کے ذمے قرض تھا اور ادائیگی کے لیے کچھ نہیں تھا۔ ③ مدبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس سے کہہ دیا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہو گا۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلام کو نہ بیچتے تو وہ اس انصاری کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتا' اس لیے آپ نے اسے بیچ دیا۔ معلوم ہوا' صدقہ وہی صحیح ہے جو اپنی حاجت پوری کرنے اور قرض وغیرہ کی ادائیگی کے بعد ہو ورنہ صدقہ رد کر دیا جائے گا۔

٥٤٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٥٧، ٤٦٥٨.

(المعجم ٣٠) - اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ (التحفة ٢٩)

باب:۳۰-فیصلہ تھوڑے مال کے بارے میں بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ میں بھی

٥٤٢١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ».

۵۴۲۱-حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان شخص کا مال ناجائز حاصل کرلے اللہ تعالیٰ اس پر آگ واجب اور جنت حرام کر دیتا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ معمولی چیز ہو۔ آپ نے فرمایا: ”اگرچہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔“

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ مال تھوڑا ہو زیادہ اس کی بابت فیصلہ کیا جا سکتا ہے خواہ حاکم فیصلہ کرے یا عدالت۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ خواہ وہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو اگر جھوٹی قسم سے ہڑپ کیا گیا تو اس پر جہنم واجب اور جنت حرام ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ظالم ہے۔ ② جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ”آگ واجب کر دیتا ہے“ یعنی ایک دفعہ تو وہ لازماً آگ میں جائے گا اگرچہ بعد میں نکل آئے۔ جنت کے حرام ہونے سے مراد بھی جنت میں اولیں دخول کا حرام ہونا ہے ورنہ ہر مومن کا جنت میں جانا قطعی ہے نیز یہ بھی تب ہے اگر اسے معافی نہ ملے۔ اگر معافی مل جائے تو پھر یہ سزا نہیں ہوگی۔

(المعجم ٣١) - قَضَاءُ الْحَاكِمِ عَلَى الْغَائِبِ إِذَا عَرَفَهُ (التحفة ٣٠)

باب:۳۱-حاکم غیر موجود شخص کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے جب وہ اسے پہچانتا ہو

٥٤٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ

۵۴۲۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ہند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے۔ وہ نہ

٥٤٢١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٧ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٠ . * إسماعيل هو ابن جعفر، والعلاء هو ابن عبدالرحمٰن بن يعقوب.

٥٤٢٢ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٢ .

إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَا يُنْفِقُ عَلَيَّ [وَ]وَلَدِي مَا يَكْفِينِي أَفَآخُذُ مِنْ مَالِهِ وَلَا يَشْعُرُ؟ قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ».

تو مجھے کافی اخراجات دیتا ہے اور نہ میرے بچوں کے لیے۔ تو کیا میں اس کے مال میں سے اس کے علم کے بغیر لے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو اتنا لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کو مناسب انداز میں کفایت کرے۔''

فوائد ومسائل: ① عنوان کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کی بابت حاکم جانتا ہو کہ یہ ایسا ہے اور اس کے متعلق کوئی مسئلہ پیش ہو جائے تو اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کے خلاف فیصلہ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ نہ تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور نہ ان سے کچھ پوچھا کیونکہ آپ ان کی بابت جانتے تھے۔ ② کسی کی غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے' تاہم بعض مواقع ایسے ہیں جہاں یہ شرعاً جائز ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ان کی تعداد چھ بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: شرعی ضرورت کی بنا پر کسی زندہ یا مردہ شخص کی غیبت کرنا مباح ہے جبکہ اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو: ○ کسی پر ظلم ہو رہا ہو اور مظلوم اس ظالم کی شکایت حاکم وغیرہ کے ہاں کرے کہ فلاں نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے۔ ○ کسی منکر کو تبدیل کرنے یا کرانے کے لیے کسی کی مدد و استعانت کی ضرورت ہو یا کسی خطا کار کو درستی کی طرف لانا مقصود ہو تو اس شخص کے سامنے جو ازالۂ منکر کی قدرت و اختیار رکھتا ہو معاملے کی توضیح کرنا جائز ہے' اس وقت بھی غیبت مباح ہے۔ ○ کسی مفتی اور عالم سے فتویٰ لینے کے لیے اسے حقیقت حال سے باخبر کرنا' مثلاً: یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے' اس نے مجھے میرے حق سے محروم کر دیا ہے' وغیرہ۔ یہ بھی حرام غیبت کی قسم سے نہیں بلکہ جائز ہے۔ ○ کسی ظالم کے ظلم اور اس کے شر سے دیگر مسلمانوں کو بچانے کے لیے اس کے سیاہ کرتوتوں سے باخبر کرنا یا اہل اسلام کو ان کی خیر خواہی کے پیش نظر یہ بتانا کہ فلاں شخص میں یہ کمینہ پن ہے اور وہ اس اس طرح کی گھٹیا حرکتیں کر سکتا ہے' لہٰذا تمھیں اس سے محتاط اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ رواۃ حدیث پر جرح' نیز کہیں رشتے ناتے کرنے والوں کو اگلے اہل خانہ کی بابت مشورہ دینا اور ان کی کمزوریاں اور کوتاہیاں وغیرہ بیان کرنا اسی قبیل سے ہے۔ اور یہ بالاتفاق جائز اور مباح بلکہ بوقت ضرورت واجب ہے۔ ○ پانچواں مقام جہاں غیبت کرنا شرعاً مباح ہے یہ ہے کہ کوئی شخص سر عام فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہو یا پکا بدعتی ہو' یا بر سر عام شراب پینے والا اور جوا وغیرہ کھیلنے والا ہو تو دیگر لوگوں کو اس کے ان مذکورہ سیاہ کارناموں کی اطلاع دینا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ سکیں۔ ○ چھٹا مقام یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے لقب یا نام سے معروف ہو جو ظاہراً غیبت بنتا ہو' مثلاً: أعرج (لنگڑا)' أعمش (کمزور نگاہ والا' یعنی چوندھا)' أعمى (اندھا)' أحوَل (بھینگا) وغیرہ' تو اسے بلانا بشرطیکہ تنقیص کی نیت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ والله أعلم. ③ قاضی اور حاکم کے لیے باہم جھگڑنے والوں کا درست فیصلہ کرنے کے لیے فریق

مخالف سے دوسرے کی غیبت سننا مباح ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مرد کے لیے کسی اجنبی اور غیر محرم عورت کی آواز بوقت ضرورت سننا جائز ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی اور بچوں کا خرچہ خاوند اور باپ کے ذمے ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ وہ اسی قدر واجب ہے جس قدر بیوی بچوں کی جائز ضرورت ہو نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت نے جن امور کی تجدید نہیں کی ان میں عرف کا لحاظ کیا جائے۔ ⑥ ''مناسب انداز میں'' یعنی تمھاری سماجی حیثیت کے لحاظ سے اور یہ حیثیت بدلتی رہتی ہے۔ امیر گھرانے میں اخراجات کی حیثیت اور ہوتی ہے اور غریب گھرانے میں اور۔

(المعجم ٣٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يَقْضِيَ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ (التحفة ٣١)

باب:۳۲- ایک مقدمے میں دو مختلف فیصلے کرنے کی ممانعت

٥٤٢٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ - وَكَانَ عَامِلًا عَلَى سِجِسْتَانَ - قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَقْضِيَنَّ أَحَدٌ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ، وَلَا يَقْضِي أَحَدٌ بَيْنَ خَصْمَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

۵۴۲۳- حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرہ جو کہ سجستان کے حاکم تھے نے بیان کیا کہ (میرے والد محترم) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی شخص ایک مقدمے میں دو مختلف فیصلے نہ کرے۔ اور کوئی شخص فریقین کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: ایک ہی مقدمے یا ایک جیسے دو مقدمات میں مختلف فیصلے کرنا قاضی کی ساکھ کو ختم کر دیتا ہے' نیز اس سے لوگوں میں جھگڑے اور اختلاف بڑھیں گے جب کہ فیصلہ تو انھیں ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - مَا يَقْطَعُ الْقَضَاءَ (التحفة ٣٢)

باب:۳۳- فیصلے کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو اس کا بیان

٥٤٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۴۲۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ

٥٤٢٣ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟ ح: ٧١٥٨، ومسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ١٧١٧ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي بكرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٣.

٥٤٢٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو۔ میں تو بس ایک انسان ہی ہوں۔ ممکن ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے شخص سے زیادہ واضح طور پر بیان کرنے والا ہو۔ میں تو تمھارے درمیان دلائل سن کر (ان کے مطابق) فیصلہ کردوں گا۔ (لیکن یادرکھو!) میں جس شخص کے لیے اس کے (اسلامی) بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں تو درحقیقت میں اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔''

فائدہ: قاضی کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ احناف اس روایت کو اموال کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں گویا عقود' مثلاً: بیع' نکاح' طلاق وغیرہ قاضی کے فیصلے سے مفقود ہو جائیں گے لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔ عقود کے لیے فریقین کی رضامندی ضروری ہے نہ کہ قاضی کا فیصلہ۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۵۴۰۳.)

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۴-ضدی اور جھگڑالو شخص (اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے)

٥٤٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ».

۵۴۲۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ اور قابل نفرت شخص وہ ہے جو سخت ضدی اور جھگڑالو ہے۔''

٥٤٢٥ـ أخرجه مسلم، العلم، باب في الألد الخصم، ح: ٢٦٦٨ من حديث وكيع، والبخاري، التفسير، باب "وهو ألد الخصام"، ح: ٤٥٢٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٦، ٥٩٨٧.

فائدہ: اس سے وہ شخص مراد ہے جو ہر وقت جھگڑتا رہتا ہے' باطل اور جھوٹ پر ہونے کے باوجود ضد اور جھگڑا نہیں چھوڑتا' نیز مخالفت حق میں ہر شخص سے اور ہر بات پر جھگڑتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) - اَلْقَضَاءُ فِيمَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۵-جب کسی کے پاس دلیل (گواہ وغیرہ) نہ ہو تو (فیصلہ کیا ہوگا)؟

٥٤٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: [حَدَّثَنَا] سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَضَى بِهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۵۴۲۶-حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک جانور کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ دلیل کسی کے پاس بھی نہیں تھی۔ آپ نے دونوں کو نصف نصف دے دیا۔

فائدہ: ''دلیل'' مثلاً: گواہ یا دستاویز وغیرہ۔ اسی طرح قبضہ بھی کسی کا نہیں تھا یا دونوں کا قبضہ تھا۔ قرائن بھی کسی ایک جانب کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ایسی صورت میں یہی فیصلہ ہوگا یا پھر قرعہ اندازی کی جائے گی جس پر بھی فریقین راضی ہو جائیں یا جسے قاضی مناسب خیال کرے۔

(المعجم ٣٦) - عِظَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْيَمِينِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۶-قسم اٹھواتے وقت حاکم کا نصیحت کرنا

٥٤٢٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَانَتْ جَارِيَتَانِ تَخْرُزَانِ بِالطَّائِفِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَيَدُهَا تَدْمَى فَزَعَمَتْ أَنَّ صَاحِبَتَهَا

۵۴۲۷-حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ دو لڑکیاں طائف کے علاقے میں کچھ سلائی کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نکلی تو اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ والی لڑکی نے اسے زخم لگایا ہے جبکہ دوسری نے انکار کر دیا۔ میں نے

٥٤٢٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند البيهقي: ١٠/ ٢٥٧ وغيره، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٢٠١ وغيره.

٥٤٢٧ـ أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه ... الخ، ح: ٢٥١٤ وغيره، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعٰى عليه، ح: ١٧١١/ ٢ من حديث نافع بن عمر به.

أَصَابَتْهَا وَأَنْكَرَتِ الْأُخْرٰى، فَكَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ أُعْطُوا بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ أَمْوَالَ نَاسٍ وَدِمَاءَهُمْ، فَادْعُهَا وَاتْلُ عَلَيْهَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ [آل عمران ٣:٧٧] حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ. فَدَعَوْتُهَا فَتَلَوْتُ عَلَيْهَا، فَاعْتَرَفَتْ بِذٰلِكَ وَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَسَرَّهُ.

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا تو انھوں نے (جواباً) تحریر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ قسم مدعیٰ علیہ کے ذمے ہوگی۔ اگر لوگوں کو صرف ان کے دعوے کی بنا پر ان کی مطلوبہ چیز دے دی جاتی تو لوگ دوسرے لوگوں کے جان و مال کی بابت دعوے کر دیتے۔ اس لڑکی کو بلاؤ اور اس کو یہ آیت پڑھ کر سناؤ: ”بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اپنی قسمیں تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا...... الخ. میں نے اس لڑکی کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بات پہنچی تو بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: یہ قطعی بات ہے کہ مدعی سے اس کے دعوے کا ثبوت طلب کیا جائے گا۔ اگر ثبوت، یعنی کوئی دستاویز یا گواہ مل جائے تو وہ چیز مدعی کو دے دی جائے گی۔ اور اگر مدعی ثبوت پیش نہ کر سکے تو پھر مدعیٰ علیہ سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ (مدعیٰ علیہ) مدعی کے دعوے کا منکر ہو تو اس سے قسم لی جائے گی۔ قسم کھا لے تو مدعی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر قسم نہ کھائے تو پھر مدعی سے قسم لے کر چیز اسے دے دی جائے گی۔ اسے یمین نکول کہتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٧) - كَيْفَ يَسْتَحْلِفُ الْحَاكِمُ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٧- حاکم قسم کس طرح لے؟

٥٤٢٨- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ - يَعْنِي

۵۴۲۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر تشریف لائے اور فرمایا: ”کیسے بیٹھے ہو؟“ انھوں نے کہا کہ ہم بیٹھے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں

٥٤٢٨ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٧٠١ من حديث مرحوم به.

مِنْ أَصْحَابِهِ - فَقَالَ: «مَا أَجْلَسَكُمْ»؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَدْعُو اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ. قَالَ: «آللّٰهِ! مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ» قَالُوا: آللّٰهِ! مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ».

کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی طرف رہنمائی فرمائی اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تم سے کسی شک و الزام وغیرہ کی بنا پر قسم نہیں لی بلکہ بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے (کہ یہ میری مخلوق ہے)۔''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد قسم اٹھوانے کی کیفیت بیان کرنا ہے کہ قسم کن الفاظ سے اٹھوائی جائے گی۔ ② اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور عظمت و بزرگی بیان کرنے کے لیے مسجد انتہائی موزوں و مناسب جگہ ہوتی ہے۔ وہاں نہ تو خرید و فروخت جائز ہے اور نہ دیگر عام دنیاوی گپ شپ لگانا ہی درست ہے بلکہ وہاں اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح و تحمید ہی کی جانی مشروع ہے۔ انسان کو وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات یاد کر کے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن کر رہے' ایک تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور دوسرا اس لیے کہ اسے محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا۔ اہل ایمان کے لیے اس سے بڑی عظمت اور اس سے بڑھ کر فخر کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران ۳:۱۱۰) اور ﴿جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرة ۲:۱۴۳) کا مصداق قرار پائے۔ ④ درس و تدریس اور وعظ و ذکر کی مجالس یقیناً نہایت پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر فخر فرماتا ہے۔ بدعی اور شرکیہ مجالس اس کے برعکس اللہ کی ناراضی کا باعث ہوں گی۔ ⑤ آپ کا مقصود یہ ہے کہ میں نے تمھارے فعل کی اہمیت کے پیش نظر تم سے قسم لی ہے' نہ کہ شک و شبہ کی بنا پر۔ ⑥ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم لینی چاہیے اور صرف اتنا کافی ہے۔ بعض لوگ قسم کے الفاظ میں تغلیظ کے قائل ہیں' یعنی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اوصاف بھی ملائے جائیں تاکہ قسم کی عظمت جاگزین ہو جائے اور قسم کھانے والا جھوٹی قسم نہ کھائے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بھی وعظ کے قائم مقام ہے۔

٥٤٢٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ:

۵۴۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٥٤٢٩_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٠٣، وعلقه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ◄◄

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَى عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ بَصَرِي».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اوئے! تو چوری کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ (کی قسم) پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ (کی دیکھی ہوئی چیز) کو جھٹلاتا ہوں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’جھٹلاتا ہوں‘‘ مقصد یہ ہے جب کسی سے قسم لی جائے تو اس کی قسم مان لینی چاہیے۔ اپنی بات پر نہیں اڑنا چاہیے۔ کوئی جھوٹی قسم کھائے گا تو خود بھگتے گا۔ مذکورہ واقعہ میں ممکن ہے وہ اپنی ہی چیز اٹھا رہا ہو یا دوسرے کی چیز اس کی اجازت سے اٹھا رہا ہو۔ یا صرف چیز پکڑ کر دیکھنا مقصد ہو نہ کہ اٹھا کر لے جانا وغیرہ۔ ایسے کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔ گویا ظاہر دیکھنے میں چوری کی صورت تھی۔ قسم سے حقیقت واضح ہوگئی۔ (یہ سب کچھ تب ہے اگر وہ اپنی قسم میں سچا تھا۔) چور نے اللہ کے نام کی قسم کھا کر اپنی براءت کا اظہار کیا، اس لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اسے سچا سمجھا اور اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیا۔ واللہ أعلم. ② ہر جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ ابن مریم کہنا دلیل ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تا کہ لوگوں کے لیے اپنے صدق پر معجزہ بنیں۔ ③ حدیث میں قسم مؤکد ومغلظ ہے۔ گویا ایسی قسم بھی لی جا سکتی ہے۔

◄◄ ﴿واذكر في الكتاب مريم ...﴾، ح: ٣٤٤٣/ ٣٤٤٤ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

کتاب الاستعاذۃ

اس سے پہلی کتاب ''آداب القضاۃ'' تھی' یہ ''کتاب الاستعاذہ'' ہے۔ شاید ان دونوں کتابوں کے درمیان مناسبت یہ بنتی ہو کہ قاضی اور حاکم بن کر لوگوں کے مابین اختلافات کے فیصلے کرنا انتہائی حساس اور خطرناک معاملہ ہے۔ قاضی کی معمولی سی غلطی یا غفلت سے معاملہ کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ اس کو ٹھوکر لگنے سے ایک کا حق دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے اور اسی طرح ایک حلال چیز قاضی اور جج کے فیصلے سے اس کے اصل مالک کے لیے حرام ٹھہرتی ہے' اس لیے ایسے موقع پر انسان مجبور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے' اسی کا سہارا لے اور اپنے معاملے کی آسانی کے لیے اسی کے حضور اپیل کرے اور اسی سے مدد چاہے تاکہ حتی الامکان غلطی سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ' اس کا سہارا اور اس کی بارگاہِ بے نیاز میں اپیل دعا و التجا کے ذریعے سے کی جا سکتی ہے' لہٰذا ''کتاب آداب القضاۃ'' کے بعد ''کتاب الاستعاذہ'' کا لانا ہی مناسب تھا' اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ اس جگہ یہ کتاب لائے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ انسان ایک کمزور مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ایک لمحہ بھی اس جہاں میں نہیں گزار سکتا۔ کوئی انسان کافر ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بے شمار مواقع ایسے آتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بے بس تسلیم کر لیتا ہے اور ہر قسم کی صلاحیتوں اور وسائل کے باوجود عاجز آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ ضرورت محسوس کرتا ہے کہ کسی بالا قوت کی مدد حاصل ہو اور وہ بالا قوت اللہ تعالیٰ

ہے۔ مصائب و آفات سے بچنے کے لیے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہے۔ مصائب دنیوی ہوں یا اخروی' جسمانی ہوں یا روحانی' مادی ہوں یا معنوی' سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہی سے آسانیوں میں بدلتے ہیں۔ واللہ أعلم.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٥٠) - كِتَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ (التحفة ٣٣)

اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا بیان

(المعجم ١) - [بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَتَيِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ] (التحفة ١)

٥٤٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَابَنَا طَشٌّ وَظُلْمَةٌ فَانْتَظَرْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ بِنَا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ: «قُلْ» فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا يَكْفِيكَ كُلَّ شَيْءٍ».

باب:۱- ان سورتوں کا بیان جن کے ذریعے سے پناہ پکڑی جاتی ہے

۵۴۳۰- حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات ہلکی سی بارش ہوئی۔ سخت اندھیرا تھا۔ ہم انتظار میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے اور (مجھے) فرمایا: ''پڑھ۔'' میں نے کہا: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین صبح و شام تین تین دفعہ پڑھا کر۔ تجھے ہر مصیبت میں کفایت کریں گی۔''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد استعاذے کی مشروعیت بیان کرنا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ ان مذکورہ تینوں سورتوں، یعنی سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت کی واضح دلیل ہے، نیز یہ حدیث اس بات کی دلیل بھی ہے کہ معوذتین، یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قرآن کریم کی سورتیں اور اس کا حصہ ہیں۔ یہ محض استعاذے کی دعائیں نہیں۔ مزید برآں

٥٤٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٨٢ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٦٠، وقال الترمذي، ح: ٣٥٧٥: "حسن صحيح غريب".

امت کا اس پر اجماع ہے کہ ان سورتوں کے ابتدا میں جو لفظ ﴿قُلْ﴾ وارد ہے' یہ قرآن ہی کا لفظ ہے اور متواتر ثابت ہے اور اس کا مقام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ہے۔ ③ ''ہر مصیبت سے'' یعنی جن سے پناہ ممکن ہے ورنہ موت وغیرہ سے بچاؤ تو ممکن نہیں' البتہ ہر چیز کے شر سے بچاؤ حاصل ہوگا' مثلاً: بری موت سے۔ واللہ أعلم.

٥٤٣١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَأَصَبْتُ خَلْوَةً مِّنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ: «قُلْ» فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُلْ» قُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: «مَا تَعَوَّذَ النَّاسُ بِأَفْضَلَ مِنْهُمَا».

۵۴۳۱- حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ خلوت نصیب ہوئی تو میں آپ کے قریب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''پڑھ۔'' میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: تو ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر سورت تک پڑھا کر۔ پھر سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر سورت تک پڑھا کر۔ پھر فرمایا: ''کسی انسان نے ان دو سورتوں سے افضل کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی۔''

فائدہ: ''پناہ حاصل نہیں کی'' مطلب یہ ہے کہ پناہ حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ دو سورتیں سب سے افضل ہیں کیونکہ ان کو اتارا ہی اس مقصد کے لیے گیا ہے۔ دوسرے مقاصد کے لیے کوئی اور سورتیں بھی افضل ہو سکتی ہیں۔

٥٤٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ

۵۴۳۲- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ میں ایک جنگی سفر میں آپ کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے عقبہ! پڑھ۔'' میں نے آپ کی

٥٤٣١ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥٨.

٥٤٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٣٤٦، ح: ٩٥٢ من حديث القعنبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٦. * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَاحِلَتَهُ فِي غَزْوَةٍ إِذْ قَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَاسْتَمَعْتُ ثُمَّ قَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَاسْتَمَعْتُ فَقَالَهَا الثَّالِثَةَ، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ فَقَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَقَرَأَ السُّورَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَقَرَأْتُ مَعَهُ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ وَقَرَأْتُ مَعَهُ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: «مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ أَحَدٌ».

طرف کان لگایا (تاکہ آپ جو فرمائیں وہ میں سن کر پڑھوں۔) پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: ”اے عقبہ! پڑھ۔“ میں پھر متوجہ ہوا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہی فرمایا۔ میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”سورۂ ﴿قُلْ هو اللّٰه احد﴾“ پھر آپ نے آخر تک سورت پڑھی۔ پھر آپ نے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کسی شخص نے ان جیسی سورتوں یا کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی۔“

فائدہ: یعنی کوئی اور سورت یا کلام پناہ حاصل کرنے کے سلسلے میں ان کے برابر نہیں چہ جائیکہ افضل ہو۔

٥٤٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسْلَمِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ» قُلْتُ: وَمَا أَقُولُ؟ قَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ فَقَرَأَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «لَمْ يَتَعَوَّذِ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ أَوْ لَا يَتَعَوَّذُ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ».

۵۴۳۳- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”پڑھ۔“ میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾“ پھر آپ نے یہ سورتیں پڑھیں اور فرمایا: ”لوگوں نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی یا لوگ ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ حاصل نہیں کریں گے۔“

٥٤٣٣ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٥٢.

٥٤٣٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَابِسٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «يَا ابْنَ عَابِسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ» أَوْ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا يَتَعَوَّذُ بِهِ الْمُتَعَوِّذُونَ؟» قَالَ: بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾، هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ».

۵۴۳۴- حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے ابن عابس! کیا میں تجھے وہ افضل کلام نہ بتلاؤں جس کے ساتھ پناہ حاصل کرنے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ ضرور۔ آپ نے فرمایا: ''﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ دوسورتیں۔''

٥٤٣٥- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا وَأَخَذَ عُقْبَةُ يَقُودُهَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعُقْبَةَ: «اِقْرَأْ» قَالَ: وَمَا أَقْرَأُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «اِقْرَأْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» فَأَعَادَهَا عَلَيَّ حَتّٰى قَرَأْتُهَا، فَعَرَفَ أَنِّي لَمْ أَفْرَحْ بِهَا جِدًّا، قَالَ: «لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا فَمَا قُمْتُ يَعْنِي بِمِثْلِهَا».

۵۴۳۵- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید خچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور عقبہ اس کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ سے فرمایا: ''پڑھ۔'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''پڑھ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾'' آپ نے مجھ پر پوری سورت پڑھی حتیٰ کہ میں نے بھی پڑھی۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ میں اس کے ساتھ زیادہ خوش نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تو نے اس کو معمولی سمجھا ہے۔ میں نے کبھی نماز میں اس جیسی سورت نہیں پڑھی۔''

٥٤٣٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٣ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤١، وللحديث شواهد. * أبوعمرو هو الأوزاعي، وأبوعبدالله وثقه ابن حبان ولم يعرفه الذهبي.

٥٤٣٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٢، وللحديث شواهد.

فائدہ: یعنی استعاذے کے سلسلے میں یہ سب سے افضل سورت ہے کیونکہ یہ انتہائی جامع ہے اور اس میں ہر قسم کا شر ذکر کر کے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کی گئی ہے۔

٥٤٣٦- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، قَالَ عُقْبَةُ: فَأَمَّنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ.

۵۴۳۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا۔ عقبہ نے کہا کہ (آپ نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز کی امامت کراتے ہوئے یہ دونوں سورتیں تلاوت فرمائیں۔

فائدہ: صبح کی نماز میں لمبی قراءت مسنون ہے۔ آپ کا طرز عمل یہی تھا مگر اس دن ان دو چھوٹی سورتوں کو صبح کی نماز میں پڑھنا ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ یہ باوجود مختصر ہونے کے بہت جامع اور افضل ہیں حتیٰ کہ صبح کی نماز میں طویل قراءت کی جگہ کفایت کر سکتی ہیں۔

٥٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عُقْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ بِهِمَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۵۴۳۷- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دو سورتیں صبح کی نماز میں پڑھیں۔

٥٤٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ الْحَارِثِ - وَهُوَ الْعَلَاءُ -

۵۴۳۸- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٤٣٦_[صحيح] تقدم، ح: ٩٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥١. * سفيان هو الثوري.

٥٤٣٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٩، وانظر الحديث السابق. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٥٤٣٨_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في المعوذتين، ح: ١٤٦٢ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٣٥. * القاسم صرح بالسماع من عقبة (عمل اليوم والليلة للنسائي، ح: ٨٨٩)، وله شاهد تقدم، ح: ٩٥٣.

عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا»؟ فَعَلَّمَنِي: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ؟».

''عقبہ! میں تجھے دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں جو کبھی پڑھی گئی ہوں؟'' پھر آپ نے مجھے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ میں یہ سورتیں سیکھ کر زیادہ خوش نہیں ہوا' لہٰذا جب آپ صبح کی نماز کے لیے اترے تو یہ دونوں سورتیں صبح کی نماز میں لوگوں کی امامت کرواتے ہوئے پڑھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے عقبہ! تیرا کیا خیال ہے؟''

فائدہ: ''کیا خیال ہے؟'' یعنی اب تجھے ان سورتوں کی اہمیت محسوس ہوئی؟

٥٤٣٩- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ: بَيْنَا أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي نَقْبٍ مِنْ تِلْكَ النِّقَابِ إِذْ قَالَ: «أَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ؟» فَأَجْلَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ أَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ؟» فَأَشْفَقْتُ أَنْ يَكُونَ مَعْصِيَةً فَنَزَلَ وَرَكِبْتُ هُنَيْهَةً وَنَزَلْتُ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ سُورَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُورَتَيْنِ قَرَأَ بِهِمَا النَّاسُ»،

٥٤٣٩- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر ان گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''عقبہ! تو (میرے ساتھ) سوار کیوں نہیں ہو جاتا؟'' میں نے اس بات کو بہت بڑا محسوس کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو جاؤں۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر فرمایا: ''عقبہ! تو سوار کیوں نہیں ہو جاتا؟'' مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی نافرمانی نہ ہو۔ آخر آپ اترے تو میں تھوڑی دیر کے لیے سوار ہو گیا۔ پھر میں اتر آیا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے دو بہترین

٥٤٣٩- [صحيح] أخرجه أبويعلى: ٣/ ٢٧٨، ح: ١٧٣٦ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٣. * ابن جابر هو عبدالرحمٰن بن يزيد، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

فَأَقْرَأَني : ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ فَقَرَأَ بِهِمَا ثُمَّ مَرَّ بِي فَقَالَ : «كَيْفَ رَأَيْتَ يَا عُقْبَةَ [ابْنَ عَامِرٍ] ؟ اِقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَقُمْتَ» .

سورتیں نہ سکھاؤں جو لوگوں نے پڑھی ہیں۔" پھر آپ نے مجھے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ پھر جماعت کے لیے اقامت کہی گئی تو آپ آگے بڑھے اور یہی دو سورتیں پڑھیں۔ پھر (نماز سے فراغت کے بعد) میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: "عقبہ بن عامر! تیری کیا رائے ہے؟ ان سورتوں کو پڑھا کر جب بھی سوئے یا جاگے۔"

فائدہ: "تیری کیا رائے ہے؟" یعنی ان دو سورتوں کی شان وعظمت کے بارے میں کہ [illegible] صبح کی نماز میں پڑھا گیا۔

٥٤٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ : «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَقُلْتُ : مَاذَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» قُلْتُ: مَاذَا أَقُولُ يَارَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّي فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ! ارْدُدْهُ عَلَيَّ، فَقَالَ : «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» . فَقُلْتُ : مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا، ثُمَّ قَالَ: «قُلْ» قُلْتُ: مَاذَا أَقُولُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «مَا سَأَلَ سَائِلٌ

۵۴۴۰-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: "اے عقبہ! پڑھ۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: "اے عقبہ! کہہ۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا کہوں؟ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے (دل میں) کہا: یااللہ! آپ کو میری طرف متوجہ فرما۔ آپ نے فرمایا: "اے عقبہ! پڑھ۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: "سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾۔" میں نے سورت پڑھنا شروع کی حتیٰ کہ مکمل کر دی۔ پھر آپ نے فرمایا: "پڑھ۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: "سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔" اس وقت میں نے آخر تک پوری

٥٤٤٠- [حسن] أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٦٢، ح: ٣٤٤٣ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٣٨، وللحديث شواهد.

بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهِمَا».

پڑھ دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سوال کرنے والے نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ سوال نہیں کیا اور نہ کسی پناہ طلب کرنے والے نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ طلب کی ہے۔''

فائدہ: ''خاموش ہو گئے'' آپ کا ایک ہی بات فرمانا اور پھر خاموش ہو جانا مخاطب کے دل میں شوق اور توجہ پیدا کرنے کے لیے تھا تاکہ اس کے نزدیک آئندہ بات کی اہمیت واضح ہو جائے۔

٥٤٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، أَسْلَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمِهِ فَقُلْتُ: أَقْرِئْنِي سُورَةَ هُودٍ، أَقْرِئْنِي سُورَةَ يُوسُفَ، فَقَالَ: «لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾».

۵۴۴۱- حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ سوار تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور عرض کی: مجھے سورۂ ہود پڑھائیے۔ مجھے سورۂ یوسف پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ''تو کوئی ایسی سورت نہیں پڑھے گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾) سے زیادہ عظمت والی ہو۔''

فائدہ: ''زیادہ عظمت والی ہو'' یعنی پناہ طلب کرنے کے بارے میں ورنہ کسی اور لحاظ سے کوئی اور سورت افضل ہو سکتی ہے۔

٥٤٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ».

۵۴۴۲- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ (استعاذے کے سلسلے میں) کوئی اور آیات ان جیسی نہیں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر سورت تک اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر سورت تک۔''

٥٤٤١_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٩٥٤، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٩.

٥٤٤٢_ [صحيح] تقدم، ح: ٩٥٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٥٥.

٥٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي بَدَلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُوطَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ يَاجَابِرُ»! قُلْتُ: وَمَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «اِقْرَأْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾» فَقَرَأْتُهُمَا، فَقَالَ: «اِقْرَأْ بِهِمَا وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِهِمَا».

۵۴۴۳-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جابر! پڑھو۔'' میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ۔'' میں نے دونوں سورتیں پڑھیں تو آپ نے فرمایا: ''ان کو پڑھا کر اور (یاد رکھ کہ) تو (استعاذے کے بارے میں) ان جیسی کوئی اور سورت نہیں پڑھے گا۔''

(المعجم ٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ (التحفة ٢)

باب:۲-اس دل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے

٥٤٤٤- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ.

۵۴۴۴-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے' ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مذکوران چاروں چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ② ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ یا اللہ! میرے علم کو مفید بنا۔ دل کو عاجزی اور خشوع والا بنا۔ میری دعائیں قبول فرما اور میرے نفس کو قناعت پسند بنا۔ ③ آپ کا استعاذہ امت کی تعلیم اور اظہار عبودیت

٥٤٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٧٧٨ من حديث عمرو بن علي بن بحر الفلاس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥٤. * بدل هو ابن المحبر.

٥٤٤٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٧ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وله علة في مصنف ابن أبي شيبة: ١٩٤/١٠، ١٩٥، وله شاهد حسن، انظر، ح: ٥٤٦٩. * سفيان هو الثوري وأبوسنان هو ضرار بن مرة الشيباني الكوفي.

کے لیے تھا ورنہ آپ کو یہ پناہ تو پہلے سے حاصل تھی۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے محتاج بن کر رہنا چاہیے۔ ④ علم نافع سے مراد علم کے مطابق عمل ہے کیونکہ علم کا سب سے پہلا فائدہ خود عالم کو ہونا چاہیے' پھر دوسروں کو' مثلاً: تبلیغ و تعلیم وغیرہ۔ ⑤ دعا کی قبولیت سے مراد اس پر ثواب حاصل کرنا ہے نہ کہ بعینہٖ بات کا پورا ہو جانا کیونکہ یہ بہت سے امور میں ممکن نہیں۔ ⑥ ''نفس کے سیر نہ ہونے'' سے مراد نفس کا حریص اور لالچی ہونا ہے' البتہ علم اور ثواب کی حرص اچھی چیز ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ (التحفة ٣)

باب:٣- سینے (دل) کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۴۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ بزدلی' بخل' سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد بالکل واضح ہے کہ مذکورہ تمام بیماریوں سے چھٹکارے کے لیے اللہ تعالیٰ کا سہارا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سہارے کے بغیر ان ''موذی اور مہلک'' بیماریوں سے بچنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ پھر جسے یہ روحانی بیماریاں لگ جائیں تو اس کے لیے جہنم اور آگ کا عذاب ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② رسول اللہ ﷺ کا مذکورہ دعا پڑھنا اور امت کو اس کی تعلیم دینا صرف اس بنا پر تھا کہ امت کو عملاً یہ بتایا جائے کہ ان کی تمام بیماریوں کا علاج صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا' اس کا سہارا لینا اور اس سے امان طلب کرنے ہی میں ہے۔ لوگ مصائب سے بچنے کے لیے تعویذوں اور خود ساختہ وظائف کا سہارا لیتے ہیں، حالانکہ تمام مشکلات کا حل رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار میں ہے۔ انھی کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ جسمانی اور روحانی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔ ③ بزدلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان قربان کرنے سے بھاگنا ہے اور بخل سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے کنی کترانا ہے۔ ④ سینے کے فتنے سے مراد

٥٤٤٥_ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح:١٥٣٩ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٧٩، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٤٥، والحاكم علٰى شرط الشيخين:١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، ح:٧٤٦ وغيره.

شیطانی وساوس' باطل عقائد اور دل کی خرابیاں' مثلاً: حسد' کینہ' بغض اور عناد وغیرہ ہیں۔ پیچھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا استعاذہ دراصل امت کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ آپ تو ان رذائل سے قطعاً پاک وصاف تھے۔ آپ کے بارے میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ (التحفة ٤)

باب:۴-کان اور آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٤٤٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيٰى أَنَّ شُتَيْرَ ابْنَ شَكَلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: «قُلْ: أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي، وَشَرِّ قَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي» قَالَ: حَتّٰى حَفِظْتُهَا. قَالَ سَعْدٌ: وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ.

۵۴۴۶-حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کروں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''تو یہ کلمات کہہ: اے اللہ! میں اپنے کانوں' آنکھوں' زبان' دل اور منی کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' میں نے یہ کلمات یاد کر لیے۔ سعد (ابن اوس راویٔ حدیث) نے کہا کہ منی سے مراد نطفہ ہے (اس کی برائی یہ ہے کہ اسے حرام میں بہائے)۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث میں مذکور تمام اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا مشروع اور پسندیدہ عمل ہے' لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کو اس مسنون دعا کا التزام کرنا چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبیٔ اکرم ﷺ سے ایسے سوال پوچھنے کا اہتمام بھی واضح ہوتا ہے جن سے انھیں اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں فائدہ ہوتا اور ان سے ان کی دنیا وآخرت سنورتی۔ ③ قرآن وحدیث میں مذکور دعاؤں سے اصل مطلوب ومقصود یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ اور ہر حال میں اپنے رب کریم کی طرف متوجہ رہے' اس سے جڑا رہے' اس کا در نہ چھوڑے اور اسی کی بارگاہ میں اپنی ساری عاجزیاں پیش

٥٤٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥١ من حديث سعد بن أوس به، وقال الترمذي، ح: ٣٤٩٢ "حسن غريب" وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٧٧، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣، ووافقه الذهبي.

کرے، نیز تمام ظاہری و باطنی (اندرونی و بیرونی) تکالیف و پریشانیوں سے بچنے کے لیے اس کی حفاظت میں رہنے کی کوشش کرتا رہے۔ ان سے بچنے کے لیے اللہ کی مدد ہی سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے۔ ④ مذکورہ چیزوں کے شر سے مراد ان کا ناجائز اور بے محل استعمال ہے اور اللہ سے پناہ طلب کرنے کا مقصد ان کی حفاظت ہے کہ یہ غلط استعمال نہ ہوں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (سنن ابوداود (مترجم) فائدہ حدیث: ۱۵۵۱ - مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ (التحفة ٥)

باب: ۵- بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا، كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۴۷- حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے والد محترم (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) ہمیں پانچ کلمات سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں ذلیل ترین عمر پاؤں۔ میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے بچاؤ کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① پناہ میں آنے کا مقصود بچاؤ ہے، یعنی اے اللہ! مجھے ان چیزوں سے بچا کر رکھنا۔ ② ''ذلیل ترین عمر'' جس میں انسان کی قوتیں جواب دے جائیں۔ انسان کلی طور پر محتاج بن جائے۔ نہ اپنے کام کا رہے نہ کسی کے کام کا، یعنی شدید ترین بڑھاپا۔ ③ دنیا کے فتنے سے مراد گمراہی ہے جس پر عذاب قبر مرتب ہوتا ہے۔

(المعجم ٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْبُخْلِ (التحفة ٦)

باب: ۶- بخل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ٦٣٦٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٠.

٥٤٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۴۸- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: بخل، بزدلی، بری عمر، سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: ظاہر تو یہی ہے کہ بری عمر سے مراد ذلیل ترین عمر ہی ہے جس کا ذکر سابقہ حدیث میں گزرا ہے، مگر بری عمر سے مراد گمراہی والی عمر بھی ہو سکتی ہے، خواہ وہ جوانی کی عمر ہو یا بڑھاپے کی۔

٥٤٤٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» فَحَدَّثْتُ بِهَا مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

۵۴۴۹- حضرت عمرو بن میمون اودی سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھلاتے تھے جس طرح استاد بچوں کو سبق رٹاتا ہے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ (فرض) نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ بزدلی سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس بات سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں پہنچایا جائے۔ میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قبر کے عذاب سے (بچنے کے لیے) میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔'' (راوی نے کہا) میں نے یہ کلمات (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے) مصعب کو بیان کیے تو انھوں نے تصدیق کی۔

٥٤٤٨_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٢، وانظر الحديث المتقدم: ٥٤٤٥.

٥٤٤٩_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٢ من حديث أبي عوانة به نحو المعنى، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٣.

٥٤٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۵۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں عجز' سستی' بخل' شدید بڑھاپے' قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فائدہ: ''عجز'' سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی کام نہ کر سکے۔ کرنا نہ آتا ہو یا کرنے کی طاقت نہ ہو یا اتنا مجبور و مقہور ہو کہ طاقت ہونے کے باوجود کر نہ سکتا ہو۔ اور ''سستی'' سے مراد یہ ہے کہ کام کر سکتا ہے مگر ہمت نہیں کرتا۔ موت کے فتنے سے مراد مرتے وقت گمراہ ہو جانا ہے یا کوئی ایسا کام کر بیٹھنا ہے جو قابل معافی نہ ہو۔ عذاب قبر بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَمِّ (التحفة ٧)

باب:۷-فکر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ، كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

۵۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ دعائیں ایسی ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں فکر' غم' عجز' سستی' بخل' بزدلی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① فکر کسی آئندہ چیز کے بارے میں ہوتی ہے جب کہ غم کسی گزشتہ چیز پر۔ فکر اور غم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں ان چیزوں کے بارے میں فکر مند ہو کر اور سوچ سوچ

٥٤٥٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٨، ٢١٤، ٢٣١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٨١، والبخاري، ح: ٦٣٦٧، ٢٨٢٣ من حديث سليمان التيمي عن أنس به، وللحديث طرق أخرى.

٥٤٥١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٨٥. * ابن إسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، ابن فضيل اسمه محمد.

کرنہ گھلتا رہوں جن میں مجھے کچھ دخل نہیں' نہ کوئی اختیار ہے یا آئندہ کے بارے میں موہوم تصورات میں کھویا رہوں اور اپنے ضروری کام بھی نہ کرسکوں۔ اسی طرح میں بیت جانے والے واقعات کے غم میں نہ پڑا رہوں کہ میں اپنی موجودہ زندگی کو بھی اجیرن بنالوں جب کہ گزشتہ واقعات نہ بدل سکتے ہیں نہ غم ان کے اثرات کو ختم کرسکتا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونا اور اسی پر بھروسا رکھنا ہی گزشتہ اور آئندہ کے بارے میں انسان کو پرسکون بناتا ہے۔ ② لوگوں کے غلبے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے لیے اضحوکہ اور کھلونا بن جائے یا لوگوں کے ستم کے لیے تختۂ مشق بن جائے کہ جو شخص چاہے' اسے ذلیل کرنے لگ جائے۔

٥٤٥٢- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

۵۴۵۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ دعائیں رسول اللہ ﷺ کی عادت بن چکی تھیں۔ آپ انھیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ''اے اللہ! میں فکر و غم' عجز و سستی' بخل و بزدلی اور قرض' نیز لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ وَحَدِيثُ ابْنِ فُضَيْلٍ خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ حدیث درست اور صحیح ہے جبکہ ابن فضیل کی (اس سے پہلی) حدیث غلط ہے۔

فائدہ: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو ادا نہ ہوسکے بلکہ بڑھتا جائے۔ مقروض کے لیے ذلت اور بے عزتی کا سبب ہو ورنہ مطلق قرض تو رسول اللہ ﷺ نے بھی لیا ہے اور اس سے مفر بھی نہیں۔

٥٤٥٣- **أَخْبَرَنَا** حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ

۵۴۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بے جا سستی'

٥٤٥٢ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ٦٣٦٩ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٦.

٥٤٥٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء: "اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن . . . الخ"]، ح: ٣٤٨٥ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٧، وللحديث شواهد كثيرة. * بشر هو ابن المفضل.

النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

شدید بڑھاپے' بزدلی' بخل' دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: دجال کسی مخصوص شخص کا نام نہیں بلکہ یہ صفت کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں: فراڈی' جعل ساز' جھوٹا اور دغاباز۔ ہر جھوٹا نبی' فراڈی لیڈر اور قائد دجال ہے' البتہ سب سے بڑا دجال قرب قیامت پیدا ہوگا جو رب ہونے کا دعویٰ بھی کرے گا۔ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اس کا فتنہ فرو کریں گے' عموماً اس کو دجال کہا جاتا ہے۔

٥٤٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں نکمے پن' بے جاسستی' شدید بڑھاپے' کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں' نیز قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(المعجم ٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحُزْنِ (التحفة ٨)

باب:۸- رنج وغم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٤٥٥- أَخْبَرَنَا أَبُو حَاتِمٍ السِّجِسْتَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۵۴۵۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرتے تو یوں فرماتے: ''اے اللہ! میں فکر وغم' عجز و کاہلی' کنجوسی و بزدلی' قرض کے شدید بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

٥٤٥٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل، ح: ٢٧٠٦/ ٥٠ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٨.

٥٤٥٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٤. * سعيد هو ابن سلمة بن أبي الحسام العدوي المدني، وهو حسن الحديث، قوله: عن عبدالله بن المطلب وهم في رواية ابن حيوية، والصواب، مولى المطلب بن عبدالله بن الحنطب كما في رواية ابن السني (تهذيب التهذيب: ٦/ ٣٢).

ﷺ كَانَ إِذَا دَعَا قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ شَيْخٌ ضَعِيفٌ وَإِنَّمَا أَخْرَجْنَاهُ لِلزِّيَادَةِ فِي الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: (اس حدیث کی سند کا راوی) سعید بن سلمہ ضعیف ہے۔ (ضعیف روایت ہونے کے باوجود) ہم نے یہ روایت اس لیے بیان کی ہے کہ اس میں (کچھ عبارت) زیادہ ہے۔

فائدہ: فکر وغم سے پناہ مانگنے کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے کوئی غم ناک چیز نہ پہنچے اور نہ نقصان دہ چیز کا خطرہ رہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ** (التحفة ٩)

باب:۹-قرض اور گناہ سے پناہ مانگنا

٥٤٥٦- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ خَيْرَ أَهْلِ زَمَانِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ مَا يَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَكْثَرَ مَا تَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ. قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

۵۴۵۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (جان لیوا) قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے اس قدر پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس لیے کہ جو شخص مقروض ہو جائے (قرض تلے دب جائے) وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔“

٥٤٥٦_ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٢، ٢٣٩٧، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٩/ ١٢٩ من حديث الزهري به.

فائدہ: ”خلاف ورزی کرتا ہے“ کیونکہ یہ اس کی مجبوری ہوتی ہے۔ اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ نہیں ہوتا مگر جان چھڑانے کے لیے اسے جان بوجھ کر جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور ناممکن وعدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں قرض سے مطلق یا معمولی قرض مراد نہیں بلکہ وہ بھاری قرض ہے جس کی ادائیگی اس کے لیے ناممکن بن جائے۔ اس روایت میں گناہ سے مراد بھی وہ گناہ ہے جو انسان جان بوجھ کر دھڑلے سے کرے یا اس سے مراد وہ گناہ ہے جو قرض کے نتیجے میں مقروض کو کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔ والله أعلم.

(المعجم ۱۰) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ (التحفة ۱۰)

باب:۱۰- کان اور آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيٰى أَنَّ شُتَيْرَ ابْنَ شَكَلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: «قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي، وَشَرِّ قَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي» قَالَ: حَتّٰى حَفِظْتُهَا.

۵۴۵۷- حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے کلمات سکھائیے جن کے ساتھ میں پناہ حاصل کیا کروں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”(یوں) کہہ (اے اللہ!) میں اپنے کان، آنکھ، زبان، دل اور منی کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ حتی کہ میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا۔

قَالَ سَعْدٌ: وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ. خَالَفَهُ وَكِيعٌ فِي لَفْظِهِ.

(راویٔ حدیث) سعد بن اوس نے کہا: منی سے مراد اس (شخص) کا پانی، یعنی نطفہ ہے۔ وکیع (ابن الجراح) نے اس حدیث کے لفظوں میں اس (ابونعیم) کی مخالفت کی ہے۔ (اگلی روایت کے الفاظ دیکھنے سے اختلاف صریح طور پر کھل جاتا ہے۔)

(المعجم ۱۱) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْبَصَرِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٧- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦.

٥٤٥٨- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي الدُّعَاءَ أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ! عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَلِسَانِي، وَقَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي». يَعْنِي ذَكَرَهُ.

۵۴۵۸- حضرت شکل بن حمید سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھایئے جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ”کہہ: اے اللہ! مجھے میرے کان، آنکھ، زبان، دل اور منی، یعنی شرم گاہ کے شر سے محفوظ رکھ۔“

(المعجم ١٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْكَسَلِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- کاہلی اور سستی سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَنِ الدَّجَّالِ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۵۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عذاب قبر اور دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں کاہلی، شدید بڑھاپے، بزدلی، بخل، فتنۂ دجال اور عذاب قبر سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔“

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ واقعتاً دجال آئے گا اور عذاب قبر برحق ہے۔ فتنۂ دجال سے مراد اس کی پیروی کرنا ہے۔ یا مقصود یہ ہے کہ ہماری زندگی میں دجال آئے ہی نہ تاکہ ہم اس آزمائش سے بچ جائیں۔ پہلی صورت میں فتنے کے معنی ہوں گے گمراہی جو آزمائش کا نتیجہ بن سکتی ہے۔

(المعجم ١٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْعَجْزِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- نکمے پن سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٨_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٩١.

٥٤٥٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٣.

٥٤٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: لَا أُعَلِّمُكُمْ إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا».

۵۴۶۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں وہی دعا سکھاؤں گا جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ”اے اللہ! میں نکمے پن، کاہلی، کنجوسی، بزدلی، شدید بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاکیزہ فرما تو ہی بہترین پاکیزہ فرمانے والا ہے۔ تو ہی اس کا مددگار اور مالک ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ کا طلب گار ہوں اس دل سے جو تیرے سامنے عاجز نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۴۴۴.

٥٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۶۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یوں دعا فرمائی: ”اے اللہ! میں نکمے پن، کاہلی، کنجوسی، بزدلی، ذلیل بڑھاپے، عذاب قبر اور زندگی وموت کے فتنے سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۴۴۵، ۵۴۴۷، ۵۴۵۰.

(المعجم ١٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الذِّلَّةِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- ذلت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ حاصل کرنا

٥٤٦٠_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧٢٢ من حديث عاصم الأحول به.

٥٤٦١_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٠.

٥٤٦٢- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ».

۵۴۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قلت اور ذلت سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں' نیز اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کسی کے ظلم کا تختۂ مشق بنوں۔''

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ.

اوزاعی نے اس (حماد بن سلمہ) کی مخالفت کی۔

وضاحت: اوزاعی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں حماد بن سلمہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے: عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ جبکہ اوزاعی نے اسحاق بن عبداللہ سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، یعنی اوزاعی نے سعید بن یسار کی بجائے جعفر بن عیاض کہا ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① سنن ابوداود مترجم، مطبوعہ دارالسلام، حدیث: ۱۵۴۴ کے فائدے میں ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں کہ فقر دو طرح سے ہوتا ہے: مال کا یا دل کا۔ انسان کے پاس مال نہ ہو مگر دل کا غنی اور سیر چشم ہو تو یہ ممدوح ہے مگر اس کے برعکس انسان ''حرص'' کا مریض ہو تو یہ بہت ہی قبیح خصلت ہے' نیز فقیری اور غریبی کی کیفیت کہ انسان ضروریات زندگی کے حصول سے محروم اور عاجز ہو کہ لازمی واجبات بھی ادا نہ کر سکے' اس سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ قِلّت سے مراد اعمال خیر اور ان کے اسباب کی قلت ہے۔ اور ذِلّت یہ کہ انسان عصیان (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) کا مرتکب ہو کر اللہ کے سامنے رسوا ہو جائے یا لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار نہ رہے کہ اس کی دعوت ہی نہ سنی جائے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح انسان کا اپنے معاشرے میں ظالم بن جانا یا مظلوم بن جانا' کوئی بھی صورت ممدوح نہیں۔ ② فقر سے مراد وہ فقر بھی ہو سکتا ہے جس سے کفر اور گمراہی کا خطرہ ہو کیونکہ عوام الناس کے لیے فقر' گمراہی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے مالی فقر ایک نعمت ہے۔ آپ کی دعائیں دراصل امت کے لیے

٥٤٦٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٩٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١، ووافقه الذهبي.

تعلیم ہیں۔ یا فقر سے مراد ہے جسے انسان برداشت نہ کر سکے اور دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائے۔ فقر سے فقر قلب بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر ہوا۔ ③ قلت سے مراد قلت افراد بھی ہو سکتی ہے اور قلت مال بھی جسے اوپر فقر کہا گیا ہے ورنہ کثرت مال تو بسا اوقات گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ ذلت سے مراد لوگوں کا غلبہ ہے کہ آدمی اپنا حق بھی نہ حاصل کر سکے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۴۵۱۔ ④ اس حدیث میں ہر بعد والا لفظ پہلے کا نتیجہ ہے۔ فقر سے قلت پیدا ہوتی ہے، قلت ذلت کو جنم دیتی ہے اور ذلت انسان کو مظلوم بنا دیتی ہے۔ یا وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر ظالم ڈاکو بن جاتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ.

٥٤٦٣- قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو هُوَ الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ».

۵۴۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم فقر، قلت، ذلت اور اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو کہ تم کسی پر ظلم کرو یا کسی کے ظلم وستم کا نشانہ بنو۔“

فائدہ: یہ روایت امر (حکم) کے صیغے کے ساتھ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں جعفر بن عیاض مجہول راوی ہے، تاہم آپ کے فعل کے طور پر ثابت ہے کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سابقہ روایت میں ہے۔

٥٤٦٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالْفَقْرِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ

۵۴۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قلت، فقر اور ذلت سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔“

٥٤٦٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ح: ٣٨٤٢ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٩٧، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣١، والذهبي، والحديث السابق شاهد له.

٥٤٦٤ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٩٩.

أَوْ أُظْلَمَ».

(المعجم ١٥) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْقِلَّةِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۵-قلت سے پناہ مانگنا

٥٤٦٥- **أَخْبَرَنَا** مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَمِنَ الْقِلَّةِ، وَمِنَ الذِّلَّةِ، وَأَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ».

۵۴۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم فقر، قلت، ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فائدہ حدیث:۵۴۶۳.

(المعجم ١٦) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْفَقْرِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۶-فقر سے پناہ مانگنا

٥٤٦٦- **أَخْبَرَنَا** يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى ابْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عِيَاضٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ».

۵۴۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم فقر، قلت، ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کیا کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فائدہ حدیث:۵۴۶۳.

٥٤٦٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٣.

٥٤٦٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٣، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٠٠.

٥٤٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - يَعْنِي الشَّحَّامَ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ - أَنَّهُ كَانَ سَمِعَ وَالِدَهُ يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَجَعَلْتُ أَدْعُو بِهِنَّ فَقَالَ يَا بُنَيَّ! أَنّٰى عُلِّمْتَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ؟ قُلْتُ: يَاأَبَتِ! سَمِعْتُكَ تَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ، قَالَ: فَالْزَمْهُنَّ يَابُنَيَّ! فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

۵۴۶۷-حضرت مسلم بن ابی بکرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے سنا: ''اے اللہ! میں کفر و فقر اور عذاب قبر سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' میں بھی یہ دعا پڑھنے لگ گیا۔ (ایک دفعہ) انھوں نے مجھ سے کہا بیٹا! یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے سنا تو میں نے آپ سے سن کر یاد کر لیے۔ انھوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! ان پر پابندی کرنا کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''نماز کے بعد'' عربی لفظ دُبُر استعمال ہوا ہے جس کے معنی بعد بھی ہے اور آخر بھی، لہٰذا دوسرا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے ''نماز کے آخر میں''، یعنی درود پڑھنے کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں میں، سلام سے پہلے۔ والله أعلم.

(المعجم ١٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-فتنۂ قبر کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَثِيرًا مَّا يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ،

۵۴۶۸-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں آگ تک پہنچانے والے فتنے، آگ کے عذاب، قبر کی آزمائش، عذاب قبر، مسیح دجال کے فتنے کی خرابی، آزمائش فقر کی خرابی اور آزمائش دولت کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو ڈال۔

٥٤٦٧_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٣٤٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠١.

٥٤٦٨_ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه، انظر، ح: ٥٤٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٢.

وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ ، وَالْهَرَمِ ، وَالْمَأْثَمِ ، وَالْمَغْرَمِ» .

اور میرے دل کو غلطیوں کے اثرات سے یوں صاف فرما دے، جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے، نیز میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا فاصلہ فرما دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی، شدید بڑھاپے، گناہ اور جان لیوا قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① فتنہ دراصل کسی چیز کی آزمائش کو کہا جاتا ہے، مثلاً: سونے کو آگ میں ڈال کر کھرے کھوٹے کو جاننا۔ انسان کو بھی مختلف چیزوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، مثلاً: فقر اور دولت وغیرہ تاکہ اس کا ایمان یا کفر ظاہر ہو سکے۔ اسی طرح دجال کے ذریعے سے بھی لوگوں کے ایمان کی آزمائش ہوگی۔ قبر کے سوال و جواب سے بھی ایمان و کفر کا پتا چلے گا، اس لیے ان چیزوں کو فتنہ کہا گیا ہے۔ ② فتنۂ قبر سے مراد سوال و جواب ہیں جو فرشتوں اور مدفون انسان کے درمیان ہوتے ہیں۔ اور ان فتنوں کی خرابی سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ آزمائش کے دوران انسان ناکام ہو جائے اور ایمان کی بجائے کفر ظاہر ہو۔ ③ غلطیوں کو دھو ڈالنے کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے، حدیث: ۶۱ اور ۸۹۶.

(المعجم ۱۸) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- ایسے نفس سے پناہ مانگنا جو سیر نہ ہو

۵٤٦۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ : مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ» .

۵۴۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں: اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع و خضوع نہ کرے، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔“

۵٤٦۹- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح:۱۵٤۸ عن قتيبة به، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۰٤، ۵۳٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۴۴۴.

(المعجم ١٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُوعِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-شدید بھوک سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهُ بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

فوائد ومسائل: ① بھوک لازمۂ انسان ہے۔ اس سے مفر نہیں، لہٰذا اس حدیث میں بھوک سے مراد مطلق بھوک نہیں بلکہ مسلسل بھوک ہے جسے حدیث: ۵۴۶۲ میں فقر کے لفظ سے بیان فرمایا گیا ہے، یعنی انسان کھانے پینے کے لیے اتنا کچھ نہ بھی پا سکے جس سے اپنی بھوک مٹاتا رہے۔ استعارۃً بھوک سے ''حرص'' مراد لی جا سکتی ہے۔ پھر دنیا کی بھوک مراد ہوگی کیونکہ نیکی کی حرص تو اچھی چیز ہے۔ دنیا کی حرص اس لیے مذموم ہے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہوتی جب کہ دنیا تھوڑی ہی کافی ہے۔ بادشاہوں کی جُوعُ الْأَرض (مملکت وسیع کرنے کی خواہش) بھی دنیا کی حرص کی ایک صورت ہے جو آخر کار ان کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔ ② خیانت حقوق اللہ میں ہو یا حقوق العباد میں، قابل مذمت ہے کیونکہ یہ ایمان کے منافی ہے۔ نفاق کی دلیل ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمَا- آمین.

(المعجم ٢٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخِيَانَةِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-خیانت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۵۴۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین ساتھی ہے۔

٥٤٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٥٤٧ (انظر الحديث السابق) عن محمد بن العلاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٣. * ابن عجلان عنعن.

٥٤٧١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٤.

أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

اور خیانت سے بھی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین خصلت ہے۔"

(المعجم ٢١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ (التحفة ٢١)

باب:٢١-مخالفت و دشمنی، نفاق اور بدخلقی سے پناہ مانگنا

٥٤٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ حَفْصٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ» ثُمَّ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ».

۵۴۷۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعائیں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں (اللہ تعالیٰ کا) ڈر نہ ہو، ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے (قبول نہ کی جائے۔) اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔" پھر فرماتے: "اے اللہ! میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔"

فائدہ: یہ حدیث صراحتاً باب سے مطابقت نہیں رکھتی بلکہ آئندہ حدیث باب کے مطابق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کسی ناسخ کی غلطی سے یہاں لکھی گئی ہے۔

٥٤٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ عَنْ دُوَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ».

۵۴۷۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں مخالفت و دشمنی، نفاق اور بداخلاق سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

٥٤٧٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٣ من حديث خلف بن خليفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٥، وانظر، ح: ٥٤٦٩. * حفص هو ابن عبدالله بن أبي طلحة، ويقال: ابن عمر بن عبدالله.

٥٤٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٤٦ عن عمرو بن عثمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٦. * ضبارة مجهول(تقريب).

(المعجم ٢٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْمَغْرَمِ (التحفة ٢٢)

٥٤٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ - هُوَ ابْنُ الزُّبَيْرِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ؟ فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

باب:٢٢-شدید قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

۵۴۷۴-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! (کیا وجہ ہے کہ) آپ قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی جب مقروض ہو جاتا ہے پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔''

فائدہ: دیکھیے، روایت: ۵۴۵۶.

(المعجم ٢٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الدَّيْنِ (التحفة ٢٣)

٥٤٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ التُّجِيبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْكُفْرِ

باب:٢٣-(واجب الادا) قرض یا حق سے پناہ طلب کرنا

۵۴۷۵-حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں کفر اور قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ قرض کو کفر کے برابر قرار دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

٥٤٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٧.

٥٤٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٨ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣٨، ٢٤٣٩، والحاكم: ١/ ٥٣٢، والذهبي. * دراج صدوق حسن الحديث، لكنه ضعيف خاصةً عن أبي الهيثم، "وآخر"، هو ابن لهيعة كما في المسند.

وَالدَّيْنِ» قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ».

٥٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ» فَقَالَ رَجُلٌ تَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۵۴۷۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں کفر اور کسی کے واجب الادا حق (کی حالت میں موت) سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔“ ایک آدمی نے کہا: کیا آپ واجب الادا حق کو کفر کے برابر رکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

(المعجم ٢٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- قرض اور واجب الادا حق کے غلبے سے پناہ مانگنا

٥٤٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

۵۴۷۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قرض اور واجب الادا حق کے غلبے (اور بوجھ)، دشمن کے غلبے اور دشمنوں کی دل آزار خوشی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① غلبے سے مراد یہ ہے کہ میں اسے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤں اور اپنے سر پر لے کر مر جاؤں۔ ② ”دل آزار خوشی“ سے مراد وہ خوشی ہے جو کسی دوسرے کی مصیبت پر کی جائے جیسا کہ دشمنوں کا دستور ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مولا! مجھے ایسے مصائب سے محفوظ رکھنا جس سے دشمن خوش ہوں۔ یہاں ان کی ذاتی خوشی مراد نہیں۔

٥٤٧٦ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٩.

٥٤٧٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٣ من حديث حيي بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٠، صححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٥٣١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٢٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ (التحفة ٢٥)

٥٤٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

باب:۲۵-قرض کے بوجھ سے پناہ مانگنا

۵۴۷۸-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں فکر و غم، کاہلی اور بزدلی، کنجوسی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

(المعجم ٢٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى (التحفة ٢٦)

٥٤٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ مَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ،

باب:۲۶-مال داری کے فتنے کے شر سے پناہ مانگنا

۵۴۷۹-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب، آگ تک پہنچانے والے فتنے، قبر کی آزمائش، قبر کی تکلیف، مسیح دجال کے فتنے کی خرابی، فتنۂ مالداری کی خرابی اور فتنۂ فقر کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو دے۔ اور میرے دل کو غلطیوں سے یوں صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی، شدید بڑھاپے، قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

٥٤٧٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١١.

٥٤٧٩_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، ح: ٦٣٦٨، ٦٣٧٥، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٥٨٩ بعد، ح: ٢٧٠٥ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٢، وانظر، ح: ٥٤٦٨. * جرير هو ابن عبدالحميد.

وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ».

فائدہ: دیکھیے' روایت: ۵۴۶۸۔

(المعجم ٢٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- دنیا کے فتنے سے پناہ طلب کرنا

٥٤٨٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُهُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَرْوِيهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۸۰- حضرت مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسے یہ کلمات سکھایا کرتے تھے اور انھیں نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں داخل کیا جائے۔ میں دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: دنیا کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ میں دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر آخرت سے غافل ہو جاؤں یا وہ تکالیف شاقہ مراد ہیں جو انسانی بس سے باہر ہوں۔

٥٤٨١- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ

۵۴۸۱- حضرت مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح استاد بچوں کو سبق رٹاتا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر (فرض) نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں

٥٤٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٣.

٥٤٨١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٤.

يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

کنجوسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں پہنچایا جائے اور میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

٥٤٨٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۸۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ بزدلی، کنجوسی، بری عمر، سینے اور دل کے فتنے اور عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے روایات: ۵۴۴۵-۵۴۴۷.

٥٤٨٣- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ - هُوَ أَبُو دَاوُدَ الْمُصَاحِفِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۸۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں بزدلی، کنجوسی، بری عمر، سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

٥٤٨٢- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٥.

٥٤٨٣- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٧.

٥٤٨٤- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الشُّحِّ، وَالْجُبْنِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۸۴-حضرت عمرو بن میمون نے کہا کہ مجھے بہت سے اصحاب رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حرص، کنجوسی، بزدلی، سینے کے فتنے اور عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

٥٤٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مُرْسَلٌ.

۵۴۸۵-حضرت عمرو بن میمون سے مرسل روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ان چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہاں مرسل کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٢٨) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الذَّكَرِ** (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-شرم گاہ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٨٦- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ ابْنِ يَحْيَى، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَنْتَفِعُ بِهِ. قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَلِسَانِي، وَقَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي». يَعْنِي ذَكَرَهُ.

۵۴۸۶-حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیے جس سے میں فائدہ حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا: ''کہہ: اے اللہ! مجھے میرے کانوں، آنکھوں، زبان، دل اور منی، یعنی شرم گاہ کے شر سے محفوظ رکھنا۔''

٥٤٨٤_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٨.

٥٤٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٩.

٥٤٨٦_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد و مسائل روایت: ۵۴۴۶.

(المعجم ٢٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْكُفْرِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- کفر کے شر سے پناہ حاصل کرنا

٥٤٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ» فَقَالَ رَجُلٌ: وَيَعْدِلَانِ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۵۴۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: یہ دونوں برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٣٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الضَّلَالِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- گمراہی سے پناہ حاصل کرنا

٥٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۴۸۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو یوں دعا فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے۔ اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں لغزش کر جاؤں یا گمراہ ہو جاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا مظلوم بن جاؤں یا کسی سے نامناسب سلوک کروں یا مجھ سے نامناسب سلوک کیا جائے۔''

٥٤٨٧- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٧٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٢٠.

٥٤٨٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء: بسم الله توكلت على الله ...]، ح: ٣٤٢٧ من حديث منصور به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٢١، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥١٩، ووافقه الذهبي. * الشعبي لم يسمع من أم سلمة، قاله ابن المديني، وخالفه الحاكم، والقول قول ابن المديني.

فائدہ: ''نامناسب سلوک'' یہ ترجمہ ہے جہالت کا۔ جہالت علم کے مقابل ہے۔ جہالت سے جو مفاسد پیدا ہو سکتے ہیں' ان سب کو جہالت ہی کہا جائے گا۔ حقوق العباد میں جہالت نامناسب سلوک کا سبب بنتی ہے کیونکہ جب کسی کے حق کا علم نہ ہوگا تو اس کے ساتھ مناسب سلوک کیسے ہو سکے گا؟

(المعجم ٣١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ (التحفة ٣١)

باب:٣١- دشمن کے غلبے سے بچاؤ کی دعا

٥٤٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

٥٤٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں حقوق العباد کے غالب آنے' دشمن کے غالب آ جانے اور دشمنوں کی دل آزار خوشی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ: دیکھیے' روایت: ٥٤٧٧.

(المعجم ٣٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- دشمنوں کی ناروا خوشی سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ حُيَيٌّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

٥٤٩٠- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں واجب الادا حقوق (قرض وغیرہ) کے غلبے اور دشمنوں کی ناروا خوشی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٤٨٩ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٤.

٥٤٩٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٥.

(المعجم ٣٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَرَمِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣-شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩١- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْعَجْزِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

٥٤٩١- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں کاہلی‘ شدید بڑھاپے‘ بزدلی‘ نکمے پن اور زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“

٥٤٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ».

٥٤٩٢- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! میں کاہلی‘ شدید بڑھاپے‘ جان نہ چھوڑنے والے قرض اور گناہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں‘ نیز مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ قبر کے عذاب سے بچاؤ کے لیے تیری پناہ کا طالب ہوں اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لیے بھی تجھی سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ: ”مسیح دجال“ مسیح دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے مگر چونکہ یہ شخص ابتدا میں مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا اور یہودی اسے مسیح مانیں گے‘ اس لیے اسے یوں کہا گیا لیکن اس سے وہ مسیح نہ بن جائے گا جس طرح کسی کو جھوٹا نبی کہنے سے اس کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ ”مسیح دجال“ کے معنی ہیں فراڈ کرنے والا اور دھوکا باز مسیح‘ یعنی جھوٹا مسیح۔ دجال اس شخص کا نام نہیں‘ وصف ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث: ٥٤٥٣) تعجب کی بات ہے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مسیح نہ مانا‘ اس دغاباز کو مسیح مانیں گے۔ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِم.

٥٤٩١- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٦. * محمد هو ابن سيرين.

٥٤٩٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٥، ١٨٦ من حديث الليث بن سعد به.

(المعجم ٣٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- بری تقدیر سے بچنے کی دعا

٥٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ إِنْ شَاءَ اللهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ: مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَجَهْدِ الْبَلَاءِ قَالَ سُفْيَانُ: هُوَ ثَلَاثَةٌ فَذَكَرْتُ أَرْبَعَةً لِأَنِّي لَا أَحْفَظُ الْوَاحِدَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ.

۵۴۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ ان تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے: بدبختی کے آ پکڑنے سے، دشمنوں کی ناروا خوشی سے، بری تقدیر سے اور شدید آزمائش اور مصیبت سے۔ (راویٔ حدیث) سفیان (ابن عیینہ) نے کہا: حدیث میں تو تین چیزیں ذکر تھیں مگر میں نے چار اس لیے ذکر کر دیں کہ مجھے یاد نہ رہا، وہ تین کون سی ہیں؟ اور چوتھی کون سی جو ان میں شامل نہیں۔ (ویسے یہ چاروں آئندہ صحیح حدیث میں مذکور ہیں۔)

فوائد و مسائل: ① باقی تین چیزیں بھی سُوءُ الْقَضَاء کے تحت ہی آتی ہیں کیونکہ دنیا میں بری تقدیر شدید آزمائش اور مصیبت کی صورت میں ہوتی ہے جس سے دشمن ناروا طور پر خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو یہ انتہا درجے کی بدبختی ہے۔ ② تقدیر کا برا ہونا متعلقہ شخص کے لحاظ سے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اور ہر قضا و قدر درست اور اچھا ہے۔ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ. اگرچہ ہم اس کی حقیقت کو نہ جان سکیں۔ ③ بری تقدیر سے بچاؤ کی دعا کی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مختار کل ہے۔ جب چاہے تقدیر بدل دے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ نیز دعا بھی اسباب میں سے ہے اور اسباب تقدیر کا حصہ ہیں۔ گویا تقدیر یوں تھی کہ یہ شخص دعا کرے گا اور اس سے سختی ٹال دی جائے گی، نیز دعا بھی عبادت ہے۔ ثواب تو ملے گا ہی۔ بندہ ہونے کے ناطے دعا کرنا ضروری ہے۔ دعا سے انکار تکبر ہے۔ ④ شدید مصیبت اور آزمائش سے مراد وہ حالت ہے جس سے موت آسان معلوم ہو، جسمانی مصیبت ہو یا مالی۔

(المعجم ٣٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- بدبختی کی گرفت سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٣ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، ح: ٦٣٤٧، ومسلم، الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح: ٢٧٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٧.

٥٤٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَجَهْدِ الْبَلَاءِ.

۵۴۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ بری تقدیر، دشمنوں کی ناروا خوشی، بدبختی کی گرفت اور شدید مصیبت و آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: بدبختی دنیا میں بھی ہوسکتی ہے کہ انسان حالات کے ہاتھوں پریشان رہے۔ اور اصل بدبختی یہ ہے کہ زندگی گمراہی میں گزرے حتیٰ کہ موت بھی گمراہی پر آئے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ.

(المعجم ٣٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُنُونِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- جنون سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ».

۵۴۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یوں بھی دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں پاگل پن، کوڑھ، پھلبہری اور دوسری بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① بعض بیماریاں دیرپا ہوتی ہیں اور ان کے اثرات ختم نہیں ہوتے۔ موت تک کے لیے لازمہ بن جاتی ہیں۔ لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ جسم عیب دار بن جاتا ہے یا وہ انسانی عقل کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں حتیٰ کہ انسان جانوروں جیسے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ ایسی بیماریوں کو بری بیماریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ بیماریوں کے علاوہ دور حاضر کی بیماریاں فالج، کینسر، ایڈز، پولیو وغیرہ ایسی ہی بیماریاں ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. جبکہ بعض بیماریاں عارضی ہوتی ہیں، برے اثرات نہیں چھوڑتیں بلکہ بسا اوقات جسم کی اصلاح کرتی ہیں، مثلاً: معمولی بخار، زکام اور سردرد وغیرہ۔ ایسی بیماریاں انسان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور بڑی بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ ② یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک صحیح ہے اور انھی کی بات

٥٤٩٤_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٨.

٥٤٩٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥٤ من حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٦، ٢٤٤٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي.

راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۲۰/۳۰۹)

(المعجم ۳۷) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ** (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷-جنوں کی نظر بد سے بچنے کی دعا

۵۴۹۶- **أَخْبَرَنَا** هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسِ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَى ذٰلِكَ.

۵۴۹۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جن و انس کی نظر بد سے بچاؤ کی دعا کیا کرتے تھے۔ جب معوذتین (سورۂ فلق وناس) نازل ہوئیں تو آپ نے انھیں پڑھنا شروع کر دیا اور دوسری پناہ والی دعائیں چھوڑ دیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن انسانوں کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر غلبہ وتسلط حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا انسانوں کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجائیں کرتے رہا کریں تاکہ وہ خبیث وشریر جنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظر بد برحق ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی انسان ہی کی نظر لگے بلکہ جنات کی نظر بھی لگ سکتی ہے۔ ③ معوذتین میں ہر قسم کے شر سے پناہ موجود ہے لہٰذا یہ جامع ہیں۔ ان کی موجودگی میں دوسری معوذات کی ضرورت نہیں اگرچہ ان کے پڑھنے کی ممانعت بھی نہیں۔ ④ نظر بد کا اثر صرف انسان پر نہیں بلکہ بسا اوقات جمادات پر بھی اس کا ایسا شدید اثر ہوتا ہے جو دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس اثر کی عقلی توجیہ نہ بھی کی جا سکے تو بھی اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس دنیا میں سب کچھ عقل کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مسائل میں انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے علوم جواب دے جاتے ہیں۔ مقناطیس کے ایک سرے کا شمال کی جانب ہی رہنا بھی اس کی ایک مثال ہے۔ مگر اس کا انکار ممکن نہیں۔ ⑤ راجح قول کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه مترجم (دارالسلام)، حديث: ۳۵۱۱)

(المعجم ۳۸) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ** (التحفة ۳۸)

باب: ۳۸-شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا کرنا

۵۴۹۶- **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من استرقى من العين، ح: ۳۵۱۱ من حديث سعيد بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ۷۹۳۰، وقال الترمذي، ح: ۲۰۵۸ "حسن غريب".

٥٤٩٧- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کاہلی' شدید بڑھاپے' بزدلی' کنجوسی' ذلیل عمر' دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(المعجم ٣٩) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ** (التحفة ٣٩)

باب:۳۹-ذلیل ترین عمر سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۹۸- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ پانچ کلمات سکھایا کرتے تھے جنھیں پڑھ کر رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں بزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں لے جایا جائے' نیز میں عذاب قبر سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

(المعجم ٤٠) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ** (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-بری عمر سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ

۵۴۹۹- حضرت عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا۔ میں نے ان کو مزدلفہ

٥٤٩٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣١، تقدم أطرافه، ح: ٥٤٥٣، ٥٤٥٩، وللحديث شواهد.

٥٤٩٨_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٣.

٥٤٩٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٤.

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ - يَعْنِي أَبَاهُ - عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ عُمَرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ بِجَمْعٍ: أَلَا إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

میں فرماتے سنا: خبردار! نبیٔ اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بری عمر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ سینے کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۴۴۵، ۵۴۴۷، ۵۴۴۸۔

(المعجم ٤١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-نفع کے بعد نقصان سے بچاؤ کی دعا

٥٥٠٠- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ».

۵۵۰۰-حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تو یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! میں سفر کی مشکلات' واپسی کی غمگینی و پریشانی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور اہل و مال میں برا منظر دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① ہر انسان کو اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کی ہلاکت وبربادی اور اس کی تباہی وآزمائش سے بچنے کے لیے اللہ عزوجل کے حضور ہر وقت دست بدعا رہنا چاہیے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مظلوم کی دعا اور بددعا قبول ہوتی ہے' اس لیے ہر عقیل وفہیم اور باشعور مسلمان مرد وعورت کو مظلوم کی دعا حاصل کرنے اور اس کی بددعا سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے' نیز ظالم اور مظلوم بن جانے سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ ذکر ودعا کا کرنا اور آغازِ سفر

٥٥٠٠- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، ح: ١٣٤٣ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣٥.

میں التزام کرنا مستحب ہے۔ اس کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ بعض اہل علم نے ان اذکار کو کتابی صورت میں جمع کیا ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کی ''کتاب الاذکار''۔ ④ ''واپسی کی غمگینی'' یعنی میں اپنے مقصد میں ناکام ہو کر مغموم واپس لوٹوں۔ ⑤ ''نفع کے بعد نقصان'' یہ جامع الفاظ ہیں جن میں ہر نفع نقصان اور خیر و شر آ جاتا ہے' مثلاً: ایمان کے بعد کفر' صحت کے بعد بیماری اور غنیٰ کے بعد فقر وغیرہ۔ ⑥ ''مظلوم کی بددعا'' مقصود یہ ہے کہ میں کسی پر ظلم نہ کروں تاکہ کوئی مجھے بددعا نہ دے۔ ⑦ ''اہل و مال میں برا منظر'' یعنی میری عدم موجودگی میں ان کا نقصان نہ ہو۔

٥٥٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَرْجِسَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ».

۵۵۰۱- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تھے تو یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! میں سفر کی مشکلات' واپسی کی غمگینی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور اہل و عیال اور مال میں برا منظر دیکھنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(المعجم ٤٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- مظلوم کی بددعا سے پناہ مانگنا

٥٥٠٢- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ.

۵۵۰۲- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب سفر کرتے تو سفر کی مشکلات' واپسی کی پریشانی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور برے منظر سے پناہ طلب فرماتے تھے۔

٥٥٠١_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٦.

٥٥٠٢_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٧.

(المعجم ٤٣) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- (سفر کے بعد) غمناک واپسی سے پناہ کی دعا

٥٥٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ، وَمَدَّ شُعْبَةُ بِإِصْبَعِهِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ».

۵۵۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سفر شروع کرتے اور اونٹ پر سوار ہوتے تو اپنی انگشت شہادت سے (آسمان کی طرف) اشارہ فرماتے' (راویٔ حدیث) شعبہ نے اپنی انگلی کو لمبا کیا (اور اشارہ کر کے دکھایا) اور یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! تو ہی سفر میں اصلی ساتھی ہے۔ اور اہل و مال میں تو ہی نگران ہے۔ اے اللہ! میں سفر کے مصائب اور غمناک واپسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فائدہ: ''اصلی ساتھی'' کیونکہ دوسرے ساتھی کسی بھی وقت ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔ خوشی سے ناخوشی سے۔ ''نگران'' عربی میں لفظ ''خلیفہ'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی نائب اور جانشین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری عدم موجودگی میں تو ہی میری جگہ کفایت فرمائے گا۔ اس مفہوم کو نگران کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٤) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ جَارِ السُّوءِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- برے پڑوسی سے پناہ مانگنا

٥٥٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ،

۵۵۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مستقل رہائش میں برے پڑوسی سے پناہ مانگنی چاہیے۔ عارضی پڑوسی تو جلد یا بدیر تجھ سے دور ہو جائے گا۔''

٥٥٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا خرج مسافرًا، ح: ٣٤٣٨ عن محمد بن عمر المقدمي به، وقال: "حسن غريب" وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٨.

٥٥٠٤ـ [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٧ من حديث محمد بن عجلان به، وتابعه عبدالرحمٰن ابن إسحاق المدني عند أحمد: ٢/ ٣٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٩.

فَإِنَّ جَارَ الْبَادِي يَتَحَوَّلُ عَنْكَ».

فائدہ: مستقل رہائش گاہ سے مراد شہر اور بستیاں ہیں جہاں مکانات بنائے جاتے ہیں جو صدیوں تک قائم رہتے ہیں اور عارضی پڑوسی سے مراد سفر اور صحرا کا پڑوسی ہے جہاں عارضی خیمے لگائے جاتے ہیں اور کچھ دیر بعد اکھیڑ لیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے بستی کا پڑوسی تو ساری زندگی کا پڑوسی رہے گا' لہٰذا وہ اچھا ہونا چاہیے ورنہ زندگی اجیرن بنی رہے گی۔

(المعجم ٤٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵-لوگوں کے غلبے سے بچنے کی دعا

٥٥٠٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ: «اِلْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي» فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

۵۵۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے نوجوان لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے۔'' حضرت ابوطلحہ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ فرماتے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ میں آپ کو اکثر یہ دعا پڑھتے سنتا تھا: ''اے اللہ! میں شدید بڑھاپے' غم' نکمے پن' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: یہ جنگ خیبر کا واقعہ ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدۂ محترمہ کے خاوند تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے بھی آپ کی خدمت کیا کرتے تھے مگر چونکہ عمر میں چھوٹے تھے' اس لیے آپ نے محسوس فرمایا کہ شاید گھر والے اتنے چھوٹے بچے کو جنگی سفر میں ساتھ بھیجنے پر راضی نہ ہوں۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی سے خادم کی خواہش فرمائی۔ انھوں نے حضرت انس کو ہی ساتھ لے لیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٥٠٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٠.

(المعجم ٤٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (التحفة ٤٦)

٥٥٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، قَالَ: وَقَالَ: إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ.

باب:۴۶- دجال کے فتنے سے بچاؤ کی دعا

۵۵۰۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ قبر کے عذاب اور دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے‘ نیز آپ نے فرمایا: ”قبروں میں بھی تمھاری آزمائش ہوگی۔“

فائدہ: عذاب قبر اور فتنۂ دجال میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں ایمان کا امتحان ہے۔ منافق یہ دونوں امتحان پاس نہیں کر سکیں گے۔ مخلص لوگ ہی کامیاب ہوں گے۔ یہاں دجال کا اقتدار ہوگا‘ وہاں فرشتوں کے سوالات۔

(المعجم ٤٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ (التحفة ٤٧)

٥٥٠٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

باب:۴۷- جہنم کے عذاب اور مسیح دجال کے شر سے بچنے کی دعا

۵۵۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور زندگی و موت کی آزمائش کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔“

٥٥٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤١.

٥٥٠٧ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث أبي الزناد به، انظر الحديث الآتي برقم: ٥٥١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٢.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر، نیز زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا مشروع ہے۔ عذابِ قبر کا برحق ہونا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا اور برزخی) زندگی کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے اگرچہ وہ ہمارے شعور اور فہم سے بالاتر ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے یہ خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں مسیح دجال آئے گا۔ اور امت کو اس کے فتنے سے خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے شر اور فتنے سے بچنے کی دعائیں بھی سکھلائی ہیں۔

٥٥٠٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

٥٥٠٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں آگ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔“

(المعجم ٤٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- شیطان انسانوں کے شر سے پناہ مانگنا

٥٥٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَشْخَاشٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! تَعَوَّذْ

٥٥٠٩- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ میں آ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ”ابوذر! تو شیطان جنوں اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کر۔“ میں نے عرض کی: انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپ نے

٥٥٠٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٣.

٥٥٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٨ عن وكيع عن عبدالرحمٰن بن عبدالله المسعودي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٤. ✽ أبوعمر الدمشقي ضعيف (تقريب)، وعبيد لين (أيضًا)، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ٢٦٥/٥.

بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ». قُلْتُ: أَوَلِلْإِنْسِ شَيَاطِينُ قَالَ: «نَعَمْ».

فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٤٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا (التحفة ٤٩)

باب:۴۹- زندگی کے فتنے سے پناہ مانگنا

٥٥١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَالِكٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کیا کرو۔ زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔ مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔''

فائدہ: زندگی کے فتنے سے مراد گمراہی ہے یا مصائب و آزمائشیں جنھیں انسان برداشت نہ کرسکے۔

٥٥١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ يَقُولُ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ فرماتے: ''تم قبر کے عذاب' جہنم کے عذاب' زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔''

٥٥١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۵۵۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے

٥٥١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٥.

٥٥١١ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٦.

٥٥١٢ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ٣٣/١٨٣٥

مُحَمَّدٍ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ» وَكَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ جَهَنَّمَ، وَفِتْنَةِ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس شخص نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔“ آپ قبر کے عذاب' جہنم کے عذاب' زندوں اور مردوں کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: زندوں اور مردوں کے فتنے سے مراد بھی زندگی اور موت کا فتنہ ہی ہے' یعنی وہ فتنہ جو زندوں یا مردوں کو لاحق ہوتا ہے۔ زندوں کا فتنہ گمراہی اور مردوں کا فتنہ برا انجام' یعنی بری موت ہے۔

٥٥١٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ: وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: «اِسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۳- حضرت ابو علقمہ نے کہا کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بالمشافہ بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو: جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔“

فائدہ: زندگی اور موت کا فتنہ گنتی میں دو ہیں۔ تبھی پانچ چیزیں بنیں گی' یعنی زندگی کا فتنہ اور موت کا فتنہ۔

(المعجم ٥٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- موت کے فتنے سے بچاؤ کی دعا کرنا

٥٥١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۵۵۱۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

◄◄ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٧.

٥٥١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٨.

٥٥١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٥، وهو في الموطأ: ١/ ٢١٥، والكبرٰى، ح: ٧٩٥٠.

أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو یہ دعا یوں سکھاتے جیسے قرآن مجید کی سورت یاد کرواتے تھے۔ (فرماتے:) ''کہو: اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

۵۵۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَذَابِ اللهِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے عذاب سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرو۔ زندگی اور موت کے فتنے سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو نیز عذاب قبر اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

(المعجم ٥١) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ** (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- عذاب قبر سے پناہ کی دعا

۵۵۱۶- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ

۵۵۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور

٥٥١٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥١، ٧٩٥٢.

٥٥١٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٨ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٣.

بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(المعجم ٥٢) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ** (التحفة ٥٢)

باب:٥٢-قبر کی آزمائش سے پناہ مانگنا

٥٥١٧- **أَخْبَرَنَا** أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ الْمُقْرِىءُ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

٥٥١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی دعا میں فرماتے سنا: ''اے اللہ! میں قبر کی آزمائش' دجال کے فتنے اور زندگی وموت کی آزمائشوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ سُلَيْمَانُ بْنُ سِنَانٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ (سند میں مذکور سلیمان بن یسار) غلط ہے جبکہ سلیمان بن سنان درست ہے۔

فائدہ: عذاب قبر اور قبر کی آزمائش الگ الگ ہوں تو قبر کی آزمائش سے مراد فرشتوں کے سوالات ہوں گے اور عذاب قبر سے مراد وہ سزا ہے جو کافر' منافق اور نافرمان کو سوالات کے بعد قبر میں دی جاتی ہے۔أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. فرشتوں کے سوالات سے پناہ کا مطلب ہے کہ میں ان کے صحیح جواب دے سکوں اور اس آزمائش میں کامیاب ہو جاؤں۔

(المعجم ٥٣) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ اللهِ** (التحفة ٥٣)

باب:٥٣-اللہ کے عذاب سے پناہ کی دعا

٥٥١٨- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

٥٥١٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥١٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٤، وانظر الحديث الآتي: ٥٥٢٢.

٥٥١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٥٥١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ زندگی و موت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

(المعجم ٥٤) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ** (التحفة ٥٤)

باب:٥٤-جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٥١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

٥٥١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عذاب جہنم، عذاب قبر اور مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مسیح دجال کے شر سے مراد اس کی پیروی سے انکار پر ملنے والی سزا ہے، یا اس کی پیروی کرنے پر ملنے والی سزا۔ پہلی سزا دجال کی طرف سے ہوگی، دوسری اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

(المعجم ٥٥) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ** (التحفة ٥٥)

باب:٥٥-آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٥٢٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ

٥٥٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کے عذاب، قبر کے

٥٥١٩ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ١٣٣/٥٨٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٨.

٥٥٢٠ـ أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث الأوزاعي، والبخاري (كما تقدم، ح: ٢٠٦٢) من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٩.

يَحْيٰى أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوسَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

عذاب' زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے اللہ کی پناہ حاصل کیا کرو۔"

فائدہ: اصل تو یہی ہے کہ آگ کے عذاب سے مراد جہنم کا عذاب ہے کیونکہ جہنم میں سب سے بڑا ذریعۂ عذاب آگ ہے لیکن ظاہر الفاظ کے لحاظ سے دنیا میں آگ سے جل مرنے کو بھی آگ کا عذاب کہا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. آئندہ باب اور حدیث میں بھی یہ احتمال ہوسکتا ہے۔

(المعجم ٥٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ حَرِّ النَّارِ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- آگ کی تپش سے بچاؤ کی دعا

٥٥٢١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَسَّانٍ، عَنْ جَسْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُبِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَ[مِنْ] عَذَابِ الْقَبْرِ».

٥٥٢١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: "اے اللہ! جبریل و میکائیل کے رب! اسرافیل کے رب! میں آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

٥٥٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سِنَانٍ الْمُزَنِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

٥٥٢٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ابوالقاسم ﷺ کو دوران نماز فرماتے سنا: "اے اللہ! میں قبر کی آزمائش اور عذاب' دجال کے فتنے' زندگی اور موت کے فتنے اور جہنم کی تپش سے تیری پناہ میں

٥٥٢١- [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٦١ بإسناد حسن عن جسرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٠. * إبراهيم هو ابن طهمان، أبوحسان تابعه قدامة بن عبدالله العامري عند أحمد.

٥٥٢٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦١.

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ».

آتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ درست ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث: ۵۵۱۷ کے آخر میں امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ خطا ہے، یعنی سلیمان کے والد کا نام یسار درست نہیں۔ یہاں سند میں سلیمان کے والد کا نام سنان ذکر ہوا، امام صاحب رحمہ اللہ اسے درست قرار دیتے ہیں۔ ② ابوالقاسم، رسول اللہ ﷺ کی کنیت مبارکہ تھی۔ یا تو آپ کے بڑے بیٹے کی نسبت سے یا آپ کے قاسم ہونے کی وجہ سے کہ آپ علم وحکمت تقسیم فرماتے تھے اور اللہ کے حکم سے غنیمت کا مال بھی۔ ③ جبریل ومیکائیل اور اسرافیل اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت فرشتے ہیں۔ جو اعلیٰ مرتبے کے ساتھ ساتھ عظیم قوتوں کے مالک ہیں۔ فرشتوں کے سردار ہیں۔ دعا میں ان فرشتوں کے نام ذکر کرنے سے ان کی عظمت کا بیان مقصود ہے، مگر یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ اور اس کے بندے ہیں...... علیہم السلام......

٥٥٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ! أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ! أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ».

۵۵۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما: اور جو شخص تین دفعہ آگ سے پناہ مانگے تو آگ خود کہتی ہے: یا اللہ! اس کو آگ سے بچا۔"

فائدہ: جنت، جہنم اور آگ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے باتیں فرماتا ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور نہ کوئی تکلیف۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (بني إسرآئيل ١٧:٤٤) یہاں حال و

٥٥٢٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة أنهار الجنة، ح: ٢٥٧٢ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٢، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣٣، والحاكم: ١/ ٥٣٥، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند ابن حبان (الإحسان: ١/ ١٧٨، ح: ١٠١٠) وغيره.

قال کی بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ خالق ومخلوق کا معاملہ ہے۔

(المعجم ٥٧) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ فِيهِ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۷- اپنے کیے ہوئے گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا اور اس حدیث میں عبداللہ بن بریدہ پر اختلاف

٥٥٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سَيِّدَ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ يَّقُولَ الْعَبْدُ: اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي وَأَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي مُوقِنًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۵۵۲۴- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے اہم اور افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا خالق ہے۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں' لہٰذا مجھے معاف فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔'' اگر کوئی شخص یقین و ایمان کے ساتھ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے' پھر مر جائے تو (لازماً) جنت میں داخل ہوگا اور اگر شام کے وقت یہی کلمات یقین و ایمان رکھتے ہوئے کہے (اور مر جائے) تو (لازماً) جنت میں داخل ہوگا۔''

خَالَفَهُ الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ.

ولید بن ثعلبہ نے اس (حسین المعلم) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس سے ان کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے

٥٥٢٤ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٦٣٢٣ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٦٣.

کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کیے ہوئے کاموں کے شر اور ان کے نقصان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔ شرعاً یہ مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا، افضل استغفار ہے۔ ③ ''اہم و افضل'' یعنی اپنے الفاظ کی مناسبت سے اور جامع ہونے کی وجہ سے۔ عربی میں لفظ سید استعمال فرمایا گیا ہے جس کے لفظی معنی ''سردار'' کے ہیں۔ ترجمہ میں لازم معنی اختیار کیا گیا ہے تاکہ مقصود ظاہر ہو جائے۔ ④ ''استطاعت کے مطابق'' یہ دراصل اپنی کوتاہی اور عجز کا اعتراف ہے نہ کہ دعویٰ۔ ⑤ ''عہد و وعدے'' سے مراد فطری عہد بھی ہو سکتا ہے جسے عَھْدِ اَلَسْتُ کہا جاتا ہے اور زبانی عہد بھی، مثلاً: کلمۂ توحید و رسالت کی ادائیگی وغیرہ۔ ⑥ ''داخل ہوگا'' یعنی مرتے ہی اولیں طور پر۔ گویا اللہ تعالیٰ اس عمل کی توفیق ہی اس شخص کو دے گا جس کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہو ورنہ ممکن ہے ایک شخص ساری زندگی یہ دعا پڑھتا رہے مگر موت والے دن یا رات نصیب نہ ہو۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ. یا پڑھے تو سہی مگر ایمان و یقین نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی قبیح حالت سے بچائے۔ آمین.

(المعجم ٥٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى هِلَالٍ (التحفة ٥٨)

باب:۵۸- اپنے برے اعمال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور (راویٔ حدیث) ہلال پر اختلاف کا بیان

٥٥٢٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ ابْنَ يَسَافٍ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَكْثَرُ مَا يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ بَعْدُ».

۵۵۲۵- حضرت ہلال بن یساف سے منقول ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل کون سی دعا زیادہ پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: یہ دعا زیادہ پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں ان گناہوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں کر چکا ہوں اور ان گناہوں کے شر سے بھی جو ابھی نہیں کیے۔''

فوائد و مسائل: ① اس قسم کی دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں یا اپنی عبودیت کے اظہار کے لیے ورنہ

٥٥٢٥_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٤. * ابن يساف هو هلال، أخرجه مسلم، ح: ٦٦/٢٧١٦ وغيره من حديث الأوزاعي عن عبدة عن هلال بن يساف عن فروة بن نوفل عن عائشة به، وهو الصواب، انظر الحديث: ٥٥٢٧.

آپ سے گناہوں کا صدور ممکن نہیں تھا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں گناہ سے بچا کر رکھتا ہے۔ ② گناہوں کے شر سے مراد وہ سزا ہے جو گناہوں کے لیے مقرر کی گئی ہے، یعنی میرے گناہ معاف فرما۔ آئندہ گناہوں کے شر سے مراد ان کا صدور بھی ہوسکتا ہے کہ مجھ سے وہ گناہ ہی صادر نہ ہوں کیونکہ تقدیر سے تو کوئی واقف نہیں۔ واللہ أعلم. ③ ''گناہ'' خواہ وہ فعل ہو یا ترک۔

٥٥٢٦- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدَةُ: حَدَّثَنِي ابْنُ يَسَافٍ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ أَكْثَرُ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ أَنْ يَّقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ بَعْدُ».

۵۵۲۶- حضرت ہلال بن یساف نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبیٔ اکرم ﷺ اکثر کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے ان کاموں کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے ابھی نہیں کیے۔''

٥٥٢٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

۵۵۲۷- حضرت فروہ بن نوفل نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کیا دعا فرمایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''(اے اللہ!) میں تیری پناہ میں آتا ہوں ان کاموں کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے نہیں کیے۔''

٥٥٢٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ،

۵۵۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ!

٥٥٢٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٥.

٥٥٢٧_ أخرجه مسلم، الدعوات، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٦.

٥٥٢٨_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٧، أخرجه مسلم، ح: ٢٧١٦ من حديث حصين به.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

میں اپنے کردہ و ناکردہ گناہوں کے شر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔"

فائدہ: "کردہ و ناکردہ" یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ میں حساب و کتاب کے بکھیڑے میں نہیں پڑتا۔ تو سب گناہ معاف فرما۔ اس کے الفاظ کا یہ ایک بلیغ مفہوم ہے جو عرف عام میں استعمال ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩- ناکردہ گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا

٥٥٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ حَدِّثِينِي بِشَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٥٥٢٩-حضرت فروہ بن نوفل نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: مجھے وہ الفاظ بیان فرمائیے جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (یوں دعا) فرماتے تھے: "اے اللہ! میں اپنے کردہ و ناکردہ گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

٥٥٣٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ: سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَخْبِرِينِي بِدُعَاءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ. قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٥٥٣٠-حضرت فروہ بن نوفل سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتلائیے جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: آپ فرماتے تھے: "اے اللہ! میں ان کاموں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے بھی جو میں نے (ابھی تک) نہیں کیے۔"

٥٥٢٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٠٨ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٨.

٥٥٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٠٨ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٩.

فائدہ: آئندہ گناہوں کے شر سے بھی پناہ طلب کی جا سکتی ہے کیونکہ آخر ان کا صدور تو مقدر ہے۔ اور قیامت کے دن سب گناہ ہی نامۂ اعمال میں موجود ہوں گے۔

(المعجم ٦٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخَسْفِ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-دھنسائے جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٥٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي». مُخْتَصَرٌ. قَالَ جُبَيْرٌ: وَهُوَ الْخَسْفُ، قَالَ عُبَادَةُ: فَلَا أَدْرِي قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ قَوْلُ جُبَيْرٍ.

٥٥٣١-حضرت ابن عمر ﷠ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔“ یہ حدیث مختصر ہے۔ جبیر نے کہا کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیے جانے سے مراد ہے زمین میں دھنس جانا۔ عبادہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا جبیر کا (اپنا) قول ہے۔

فوائد ومسائل: ① ”تیری عظمت“ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات سے پناہ لی جا سکتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کی پناہ بھی لی جا سکتی ہے کیونکہ صفات ذات سے الگ نہیں ہوتیں۔ مقصود ایک ہی ہے۔ ② ”نیچے سے“ یعنی ایسے عذاب سے جو زمین سے آئے۔ اور دھنسایا جانا (خسف) بھی زمینی عذاب ہی سے ہوتا ہے۔ زلزلہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ والله أعلم.

٥٥٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ الْفَزَارِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ»

٥٥٣٢-حضرت ابن عمر ﷠ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ!“ پھر راوی نے دعا ذکر کی جس کے آخر میں یہ لفظ ہیں۔ ”میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جائے۔“ ان الفاظ سے آپ کا مقصد دھنسائے

٥٥٣١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٦، والحاكم: ٥١٧/١، ٥١٨، ووافقه الذهبي.

٥٥٣٢- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٠.

فَذَكَرَ الدُّعَاءَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: «أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» يَعْنِي بِذٰلِكَ الْخَسْفَ.

جانے سے پناہ طلب کرتا تھا۔

(المعجم ٦١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدْمِ (التحفة ٦١)

باب:٦١- نیچے گر جانے اور دب کر مر جانے سے پناہ کی دعا

٥٥٣٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلٰى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

۵۵۳۳-حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ کسی اونچی جگہ سے گر جاؤں یا کوئی عمارت مجھ پر گر جائے یا غرق ہو جاؤں یا آگ میں جل مروں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے مرتے وقت شیطان بدحواس کر دے۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ تیرے راستے میں (دوران جہاد میں) میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مارا جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی زہریلی چیز کے ڈسنے سے مر جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① ان میں سے اکثر حادثاتی موتیں ہیں جن میں انسان اچانک مر جاتا ہے۔ کلمہ اور توبہ کا موقع نہیں ملتا' لہٰذا یہ موتیں اچھی نہیں۔ ویسے بھی ان سے انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے جو ظاہر ہے اچھی بات نہیں' اس لیے ان سے پناہ مانگنا حق ہے۔ ② میدان جنگ سے بھاگنا جرم عظیم ہے۔ اس حال میں موت گناہ والی موت ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ ③ ''بدحواس کر دے'' یعنی گمراہ کر دے یا توبہ وکلمہ کی طرف توجہ نہ کرنے دے یا اللہ تعالیٰ سے بدگمان کر دے وغیرہ۔ ④ ''گر جانے'' فضا سے یا پہاڑ سے یا مکان کی چھت وغیرہ سے کہ بچنے کا امکان نہ ہو۔

٥٥٣٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۵۵۳۴-حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥٢، ١٥٥٣ من حديث عبدالله بن سعيد بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٢.

٥٥٣٤ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٣.

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَالتَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَمِّ، وَالْحَرِيقِ، وَالْغَرَقِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

رسول اللہ ﷺ دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں سخت بڑھاپے، اونچی جگہ سے گر جانے، دب جانے، غم و اندوہ، آگ سے جل مرنے اور غرق ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میری موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے اور یہ کہ میں دوران جہاد میں میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مارا جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی زہریلی چیز کے ڈنک سے مر جاؤں۔''

٥٥٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَيْفِيٌّ مَوْلٰى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ السُّلَمِيِّ هٰكَذَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

٥٥٣٥- حضرت ابوالاسود سلمی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں دب کر مرنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں نیچے گر کر مرنے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں ڈوب کر مرنے اور آگ میں جل مرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے۔ اور اس بات سے بھی کہ میں تیرے راستے میں (میدان جنگ سے) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مر جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مارا جاؤں۔''

(المعجم ٦٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ بِرِضَاءِ اللهِ مِنْ سَخَطِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٦٢)

باب: ٦٢- اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کے لیے اللہ کی رضامندی کی پناہ حاصل کرنا

٥٥٣٥- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٤.

٥٥٣٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي فِرَاشِي فَلَمْ أُصِبْهُ، فَضَرَبْتُ بِيَدِي عَلٰى رَأْسِ الْفِرَاشِ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ، فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ».

۵۵۳۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر تلاش کیا لیکن آپ مجھے نہ ملے۔ میں نے اپنا ہاتھ بستر کے سرہانے کی جانب مارا تو میرا ہاتھ آپ کے مبارک پاؤں کے تلووں پر لگا۔ آپ سجدے کی حالت میں تھے اور فرما رہے تھے: ”(اے اللہ!) میں تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اور تجھ سے (تیرے عذاب سے بچنے کے لیے) تیری پناہ لیتا ہوں۔“

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اچانک جاگیں تو آپ کو بستر پر نہ پا کر پریشان ہو گئیں۔ ”فرما رہے تھے“ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ لگنے کے بعد آپ نے اونچا پڑھنا شروع کر دیا تاکہ ان کو پتا چل جائے کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تو مجھ پر راضی ہو جا۔ ناراض نہ رہنا وغیرہ۔

(المعجم ٦٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التحفة ٦٣)

باب:۶۳- قیامت کے دن تنگیٔ مقام سے بچاؤ کی دعا

٥٥٣٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ حَدَّثَهُ: وَحَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ يُقَالُ لَهُ الْحَرَازِيُّ شَامِيٌّ عَزِيزُ الْحَدِيثِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ

۵۵۳۷-حضرت عاصم بن حمید سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کس دعا سے شروع فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا: تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے کہ کسی اور نے وہ چیز نہیں پوچھی۔ آپ

٥٥٣٦ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٥، وله شواهد عند المؤلف: (١٦٩، ١١٠١) وغيره. * عبيدالله هو ابن عمرو الرقي، وزيد هو ابن أبي أنيسة، والقاسم هو ابن عبدالرحمٰن بن عبدالله بن مسعود.

٥٥٣٧ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٦١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٦.

بِمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَّا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ، كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ عَشْرًا، وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

دس دفعہ اللہ اکبر کہتے، دس دفعہ سبحان اللہ کہتے، دس دفعہ استغفر اللہ کہتے۔ پھر فرماتے: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما۔ مجھے ہدایت دے۔ مجھے رزق عطا فرما۔ مجھے عافیت عطا فرما۔'' پھر آپ قیامت کے دن مقام کی تنگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر چند سوالات کے جوابات دینے ہوں گے۔ تنگیٔ مقام یہ ہے کہ ان سوالات کا جواب نہ سوجھے۔ اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.
② یہ ذکر اور دعا ممکن ہے نماز شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہوں۔ اگر دعائے استفتاح کی جگہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ (التحفة ٦٤)

باب: ٦٤- ایسی دعا سے پناہ مانگنا جو سنی نہ جائے

٥٥٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

٥٥٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اس دل سے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی نہ کرے، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَعِيدٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بَلْ سَمِعَهُ مِنْ أَخِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: سعید (مقبری) نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی بلکہ اس نے اپنے بھائی (عباد بن ابوسعید) سے سنی ہے اور اس (عباد) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (جیسا

٥٥٣٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٠ من حديث أبي خالد الأحمر به، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

کہ اگلی روایت میں اس کی صراحت ہے)۔

فوائد ومسائل: ① امام رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ سند منقطع ہے' تاہم روایت صحیح ہے کیونکہ اگلی روایت کی سند میں انقطاع نہیں ہے۔ واللہ أعلم. ② ''جو قبول نہ ہو'' مقصد یہ ہے کہ یا اللہ! مجھے ان خرابیوں سے بچا جن کی بنا پر دعا قبول نہیں ہوتی' مثلاً: رزق حرام' عدم خلوص' ناجائز دعا وغیرہ۔ (باقی تفصیلات دیکھیے' حدیث: ۵۴۴۴.)

٥٥٣٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى- يَعْنِي ابْنَ يَحْيٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

۵۵۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع مند نہ ہو' اس دل سے جس میں خشوع وخضوع نہ ہو' اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔''

433

(المعجم ٦٥) - **اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ** (التحفة ٦٥)

باب:۶۵-اس دعا سے پناہ جو قبول نہ ہو

٥٥٤٠- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ إِذَا قِيلَ لِزَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدَّثَنَا بِهِ وَيَأْمُرُنَا أَنْ نَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي

۵۵۴۰-حضرت عبداللہ بن حارث سے منقول ہے کہ جب حضرت زید بن ارقم سے کہا جاتا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہو تو وہ فرماتے: میں تمھیں وہی چیز بیان کروں گا جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ آپ ہمیں یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے تھے: ''اے اللہ! میں

٥٥٣٩_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٦٩.

٥٥٤٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٠.

أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ».

نکمے پن، کاہلی، کنجوسی، بزدلی، شدید بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاکیزہ فرما کیونکہ تو بہترین پاکیزہ فرمانے والا ہے۔ تو اس کا دوست اور مالک ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اس دل سے جو خشوع وخضوع والا نہ ہو، اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

٥٥٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۵۴۱- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے، اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں پھسل جاؤں (کوئی لغزش اور غلطی کروں) یا گمراہ ہو جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی کے ساتھ نامناسب سلوک کروں یا مجھ سے نامناسب سلوک کیا جائے۔''

فائدہ: دیکھیے، روایت: ۵۴۸۸۔

٥٥٤١ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٨٨.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٥١) - **كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ** (التحفة ٣٤)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

أَشْرِبَةٌ شراب کی جمع ہے جومشروب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی پی جانے والی چیز خواہ پانی ہو یا دودھ لسی ہو یا سرکہ نبیذ ہو یا خمر۔ اردو میں یہ لفظ نشہ آور مشروب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس لیے بسا اوقات اس کا عربی استعمال غلط فہمی کا موجب ہوتا ہے لہٰذا اردو میں اس کا ترجمہ مشروب کیا جائے گا۔ اور خمر کے معنی شراب کیے جائیں گے جس سے مراد نشہ آور مشروب ہوگا۔

(المعجم ١) - **بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ** (التحفة ١)

باب:١-خمر (شراب) کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ فِى ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ [المائدة ٥: ٩٠، ٩١].

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! بلاشبہ شراب جوا بت اور فال نکالنے کے تیر پلید شیطانی کام ہیں۔ اس (گندگی) سے دور رہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض پھیلا دے اور تمھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم باز آؤ گے؟“

فوائد ومسائل: ① شراب پینا بیچنا اور کشید کرانا سب حرام کام ہیں۔ بعثت نبوی کے وقت اہل عرب شراب کے خوب رسیا تھے اس لیے اسے تدریجاً حرام ٹھہرایا گیا۔ پہلے پہل سورۂ بقرہ کی وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ہے کہ ”وہ (لوگ) آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے جبکہ لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔ اور ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔“ (البقرة ٢:٢١٩) جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے مے نوشی ترک کر دی اور انھوں نے کہا کہ جس چیز میں گناہ ہے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے اسے نہ چھوڑا اور

کہا کہ ہم اس کے فائدے سے مستفید ہوتے رہیں گے جبکہ اس کے گناہ کو چھوڑ دیں گے۔ بعدازاں وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ نساء میں ہے۔ اس میں اہل ایمان سے فرمایا گیا: ''جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔'' (النسآء ۴:۴۳) اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر بھی کئی لوگ شراب نوشی سے یہ کہہ کر رک گئے کہ جو چیز ہمیں نماز سے غافل کرنے والی ہے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں' تاہم پھر بھی کچھ لوگ اوقاتِ نماز کے علاوہ شراب نوشی کرتے رہے۔ بالآخر جب سورۂ مائدہ والی آیت نازل ہوئی تو پھر اس وقت سارے لوگ مے نوشی سے باز آ گئے کیونکہ اس آیت میں اسے کئی وجوہ سے حرام قرار دیا گیا۔ فرمانِ باری ہے: ''اے اہل ایمان! یقیناً شراب' جوا' بت اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں' شیطان کے عمل سے ہیں' لہٰذا تم اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پس شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم (ان شیطانی کاموں سے) باز آتے ہو؟'' (المآئدۃ ۵:۹۰، ۹۱)

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سورۂ مائدہ کی) مذکورہ دو آیتوں میں حرمتِ شراب و جوئے کے سات دلائل موجود ہیں: ○ ایک دلیل ہے اللہ کا فرمان: ﴿رِجۡسٌ﴾۔ رجس کہتے ہیں ناپاک اور گندی چیز کو۔ اور ناپاک چیز حرام ہوتی ہے، لہٰذا شراب حرام ہے۔ ○ دوسری دلیل ہے: ﴿مِنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ﴾ اور شیطانی عمل حرام ہوتا ہے۔ ○ تیسری دلیل ہے: ﴿فَاجۡتَنِبُوۡہُ﴾ ''اس سے اجتناب کرو'' جس چیز یا کام سے بچنے کا حکم اللہ نے دیا ہو اس کا کرنا حرام ہوتا ہے۔ ○ چوتھی دلیل ہے: ﴿لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾ ''تاکہ تم فلاح پا جاؤ'' اس میں فلاح ونجات کی امید دلائی گئی ہے' اس لیے اسے کرنا غلط ہوا۔ ○ پانچویں دلیل ہے: ﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَ الۡمَیۡسِرِ﴾ ''شراب اور جوئے کے ذریعے سے شیطان تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے'' اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے درمیان عداوت و دشمنی پیدا کرے اور ان کے باہمی بغض کا سبب بنے' وہ حرام ہو گی۔ شراب نوشی اور جوئے بازی اس کا بہت بڑا سبب ہیں' لہٰذا یہ حرام ہیں۔ ○ چھٹی دلیل ہے: ﴿وَ یَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ عَنِ الصَّلٰوۃِ﴾ ''اور یہ کہ وہ (شیطان) تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے'' یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس کام کے ذریعے سے شیطان' انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہو' وہ کام حرام ہی ہوتا ہے۔ ○ ساتویں دلیل ہے: ﴿فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ﴾ ''تو کیا تم باز آنے والے ہو؟'' مطلب یہ ہے کہ اِنْتَهُوا، یعنی تم اس سے رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس چیز یا جس کام سے رک جانے کا حکم دے' اس سے رکنا واجب اور اسے کرنا حرام ہوتا ہے۔ یہ نفیس بحث عون المعبود (شرح سنن ابوداود: ۱۰/ ۷۷ طبع دار الکتب العلمیہ) میں ہے۔ ② عربی لغت اور عرف عام میں ہر نشہ آور مشروب کو خمر ہی کہتے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں بھی ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا گیا ہے مگر اہل رائے' یعنی احناف نے اس مسئلے میں ساری امت سے اختلاف کیا ہے اور

شراب یعنی خمر کو انگور سے بنائی گئی شراب سے خاص کیا ہے بلکہ مزید قیود بھی لگائی ہیں کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی آگ پر گرم کیے بغیر دوثلث سے کم خشک ہو جائے اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ نشہ دے تو اسے خمر کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشہ آور مشروب خمر نہیں کہلاتا' مثلاً: انگور کے علاوہ کسی اور پھل کا نچوڑ ہو یا نچوڑ تو انگور کا ہو مگر اسے آگ پر گرم کر کے خشک کیا گیا ہو یا دوثلث سے زائد خشک ہو جائے' خواہ آگ کے بغیر ہی ہو۔ ان تمام صورتوں میں ان کے نزدیک اسے خمر نہیں کہا جائے گا' خواہ وہ نشہ دیتا ہو' البتہ اسے مُسْکِر کہا جائے گا۔ احناف کے نزدیک خمر کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے مگر عام مسکرات نشے کی حد سے کم پینا جائز ہیں۔ احناف کی اس توجیہ کا ثبوت شریعت سے تو کجا عقل سلیم بھی اس کا انکار کرتی ہے کیونکہ شراب کی حرمت کی وجہ تو نشہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کے حکم میں فرق کیا جائے؟ جب کہ احادیث صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ جو چیز بھی نشہ دے خواہ وہ ایک گھونٹ ہی ہو حرام ہے۔ آخر شریعت' اصول اور عقل سلیم کو چھوڑنے کی کون سی معقول وجہ ہے؟ اسی لیے عام مشہور ہے کہ اہل رائے شراب کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ کیا احناف کسی اسلامی ملک میں شراب کی بندش کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ ان کی تعریف کے مطابق شاید ہی کوئی شراب (خمر) کہلا سکے' لہٰذا ہر شخص موجودہ شرابیں یہ کہہ کر پی سکتا ہے کہ میں نشے کی حد سے کم استعمال کرتا ہوں کیونکہ یہ خمر نہیں' نشہ آور مشروب ہے۔ اس جعلی تفریق کے ساتھ شراب کو اس طرح حلال کر دیا گیا جس طرح شیعہ حضرات نے متعے کو جائز کر کے زنا کو حلال کر دیا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. ③ ''انصاب'' وہ پتھر اور استھان جہاں بتوں کے نام پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ ④ ''تیر'' مراد قسمت آزمانے کے تیر ہیں جن کو بتوں کے کاہن بت کا نام لے کر استعمال کرتے تھے۔ یہ بھی شرک ہے کیونکہ اس سے بتوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ ⑤ ''پلید'' معنوی طور پر گندے کام۔ شیطانی کام اسی کی تفسیر ہے۔ ظاہری پلیدی مراد نہیں۔

٥٥٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ السُّنِّيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ النَّسَائِيُّ رَحِمَهُ اللهُ [تَعَالٰى] قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ

۵۵۴۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حرمت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے! شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما تو وہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے' پھر عمر بلائے گئے اور انھیں وہ آیت سنائی گئی تو عمر نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں (مزید) واضح بیان

٥٥٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في تحريم الخمر، ح: ٣٦٧٠ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٤٩، وصححه الترمذي، ح: ٣٠٤٩، وابن المديني. * أبوإسحاق عنعن، وعمرو بن شرحبيل لم يسمع من عمرو، وحديث أبي داود، ح: ٣٦٦٩ يغني عنه.

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النِّسَاءِ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ﴾ [النساء ٤: ٤٢] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى: ﴿لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ﴾، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا بَلَغَ ﴿فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا.

فرما۔ پھر وہ آیت اتری جو سورۂ نساء میں ہے: ''اے ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ کا مؤذن نماز کے قیام کے وقت اعلان کرتا تھا کہ ''نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر ان پر یہ آیت پڑھی گئی تو انھوں نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں مزید واضح حکم فرما۔ پھر وہ مائدہ والی آیت اتری (جو باب میں درج ہے) تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر ان پر پڑھی گئی۔ جب ان الفاظ تک پہنچے ''تو کیا تم باز آؤ گے؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رک گئے۔ہم رک گئے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں شراب کی حرمت کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام تھا جو قطعی حکم اترنے سے پہلے القا کیا گیا تھا تاکہ لوگوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا ہو جائے۔

(المعجم ٢) - ذِكْرُ الشَّرَابِ الَّذِي أُهْرِيقَ بِتَحْرِيمِ الْخَمْرِ (التحفة ٢)

باب:٢-وہ شراب جو حرمت کے حکم کے وقت بہائی گئی

٥٥٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُمْ

۵۵۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے قبیلے کے لوگوں کو جو میرے چچا لگتے تھے، کھڑا گدر کھجور کی شراب پلا رہا تھا۔ میں ان

٥٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب: نزل تحريم الخمر وهي من البسر والتمر، ح: ٥٥٨٣، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر وبيان أنها تكون من عصير العنب . . . الخ، ح: ١٩٨٠/ ٥ من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٠.

قَالَ: بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ سِنًّا عَلَى عُمُومَتِي، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ - وَأَنَا قَائِمٌ عَلَيْهِمْ أَسْقِيهِمْ مِنْ فَضِيخٍ لَهُمْ - فَقَالُوا: اِكْفَأْهَا فَكَفَأْتُهَا فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا هُوَ؟ قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: كَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ.

سب میں سے چھوٹا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر کہا: شراب حرام کر دی گئی ہے۔ انھوں نے کہا: اسے بہا دے۔ میں نے وہ سب کی سب بہا دی۔ میں (سلیمان تیمی) نے حضرت انس سے پوچھا: وہ شراب کس چیز کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: وہ کچی کھجوروں (گدر) اور خشک کھجوروں کو ملا کر بنائی گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ابوبکر نے کہا کہ ان دنوں لوگ کھجوروں کی شراب ہی پیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کی تردید نہیں فرمائی۔

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ خمر صرف انگور سے کشید شدہ شراب کو نہیں کہتے بلکہ ہر نشہ آور مشروب کو خمر ہی کہا جاتا ہے، خواہ وہ انگوروں سے کشید کیا گیا ہو یا کھجوروں سے۔ اسی طرح اسے کشمش سے بنایا گیا ہو یا شہد سے تیار کردہ ہو۔ خمر اسم جنس ہے اور ہر نشہ آور مشروب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ تھوڑی مقدار ہی میں پیا جائے تب بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ] ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ چڑھا دے اس کی تھوڑی سی مقدار (لینا) بھی حرام ہے۔'' (سنن أبي داود، الأشربة، باب ما جاء في السكر، حديث:٣٦٨١ و سنن ابن ماجه، الأشربة، باب ما أسكر كثيره فقليله حرام، حديث:٣٣٩٣) رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود خمر کی وضاحت فرما دی ہے۔ آپ نے فرمایا: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ] ''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (صحيح مسلم، الأشربة، بيان أن كل مسكر خمر و أن كل خمر حرام، حديث:٢٠٠٣) ان صحیح احادیث کے باوجود بعض الناس کا صرف انگوروں سے کشید کردہ شراب کو خمر کہہ کر حرام قرار دینا اور دیگر شرابوں کو جائز ٹھہرانا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔ گویا جس شراب کو احناف خمر کہتے ہیں وہ تو تحریم کے وقت تھی ہی نہیں یا بہت کم تھی۔ پھر آخر حرام کس کو کیا گیا؟ نیز اگر وہ خمر تھی ہی نہیں تو اسے بہایا کیوں گیا؟ جب کہ احناف کے بقول اسے نشے سے کم کم پیا جا سکتا تھا؟ وہ خالص عربی لوگ تھے۔ اگر وہ بھی خمر کا مفہوم نہ سمجھ سکے تو عجمیوں کو اس کی سمجھ آ گئی؟ ایں چہ بوالعجبی ست؟

٥٥٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۵۵۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں،

٥٥٤٤- أخرجه مسلم، ح: ١٩٨٠/ ٧، انظر الحديث السابق من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥١.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَأَبَا دُجَانَةَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ: حَدَثَ خَبَرٌ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، فَكَفَأْنَا قَالَ: وَمَا هِيَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، قَالَ: وَقَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَإِنَّ عَامَّةَ خُمُورِهِمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخُ.

ابوطلحہ، ابی بن کعب، ابو دجانہ اور کچھ دوسرے انصاری لوگوں کو گدر کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ہمارے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: ایک نیا حکم جاری ہوا ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم اتر آیا ہے۔ ہم نے شراب انڈیل دی، حالانکہ وہ اس دن کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار کی گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شراب حرام کی گئی تو لوگوں کی عام شراب کھجوروں سے تیار کردہ تھی۔

٥٥٤٥- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَإِنَّهُ لَشَرَابُهُمُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

۵۵۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب شراب حرام قرار دی گئی تو ان لوگوں کی شراب کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار ہوتی تھی۔

(المعجم ٣) - اِسْتِحْقَاقُ الْخَمْرِ لِشَرَابِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٣)

باب:۳- گدر (ادھ پکی) اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار کردہ نشہ آور مشروب کو خمر کہا جا سکتا ہے

٥٥٤٦- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ - قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ.

۵۵۴۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گدر (ادھ پکی) اور خشک کھجوروں سے تیار کردہ نشہ آور مشروب خمر ہے۔

٥٥٤٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨١ من حديث حميد به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥٢، وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ٥٥٨٠، ٥٥٨٤ وغيره. * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٥٤٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٥٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ.

رَفَعَهُ الْأَعْمَشُ.

۵۵۴۷-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گدر اور خشک کھجوروں سے خمر تیار ہوتی ہے۔

اعمش نے اس (حدیث) کو مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شعبہ، سفیان اور اعمش تینوں نے یہ روایت محارب بن دثار سے بیان کی ہے۔ شعبہ اور سفیان نے تو اسے موقوف، یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے، جبکہ اعمش نے ان دونوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو مرفوع، یعنی رسول اللہ کا فرمان کہا ہے جیسا کہ اس سے اگلی روایت: ۵۵۴۸ کی سند دیکھنے سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح درست اور صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

٥٥٤٨- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ هُوَ الْخَمْرُ».

۵۵۴۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''منقی اور کھجوروں سے تیار کردہ نشہ آور مشروب خمر (شراب) ہے۔''

فائدہ: اس باب اور متعلقہ احادیث کا مقصد احناف کے موقف کی تردید ہے۔

(المعجم ٤) - نَهْيُ الْبَيَانِ عَنْ شُرْبِ نَبِيذِ الْخَلِيطَيْنِ الرَّاجِعَةِ إِلَى بَيَانِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٤)

باب:۴- دو چیزوں، گدر اور خشک کھجور کو ملا کر بنائے گئے نبیذ کی ممانعت کا بیان

٥٥٤٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۵۵۴۹- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت

٥٥٤٧ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٤.

٥٥٤٨ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٤١ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وصححه علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٥، وله شواهد كثيرة، وصححه الحافظ في الفتح.

٥٥٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في الخليطين، ح: ٣٧٠٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٦. * الحكم بن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١٤.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ.

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ اور منقی اور کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی پھل کو پانی میں ڈال دیا جاتا ہے، پھر جب وہ نرم ہو جاتا ہے تو پھل کو ہاتھوں سے پانی میں مسل دیا جاتا ہے، اور پھر کسی کپڑے سے وہ پانی نچوڑ لیا جاتا ہے تاکہ پھل کا پھوک الگ ہو جائے اور پھر وہ پھل کے اثر والا پانی پی لیا جاتا ہے۔ اسے نبیذ کہتے ہیں۔ یہ ذائقہ دار اور مقوی ہوتی ہے۔ اسے پینے میں کوئی حرج نہیں مگر اسے زیادہ دیر نہ رکھا جائے ورنہ اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ نشہ آور ہو جائے تو پھر شراب کی طرح حرام ہے۔ اگر نبیذ دو قسم کے پھلوں سے بنائی جائے، یعنی دونوں پھلوں کو پانی میں ڈالا جائے تو اس میں جلدی نشہ پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے کیونکہ اس میں کیمیائی عمل زیادہ تیزی سے شروع ہو جاتا ہے، اس لیے دو چیزوں کی نبیذ سے مطلقاً روک دیا گیا ہے۔ اگرچہ نشہ پیدا نہ ہونے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہے مگر عام لوگ نشے کے معاملے میں زیادہ حساس نہیں ہوتے۔ ممکن ہے انھیں نشے کا پتا نہ چلے، اس لیے مطلقاً روک دیا گیا۔ بعض علماء کے نزدیک دو پھلوں کی نبیذ سے نہی کی وجہ تعیش ہے، جیسے دو سالن پکانے سے منع کیا گیا ہے۔ ② گدر اور خشک کھجور آپس میں بہت مختلف ہوتی ہے، اس لیے ان کو دو پھلوں کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٥) - خَلِيطُ الْبَلَحِ وَالزَّهْوِ (التحفة ٥)

باب:۵- بلح (کچی) اور زہو (پکنے کے قریب) کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٠- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَأَنْ يُّخْلَطَ الْبَلَحُ وَالزَّهْوُ.

۵۵۵۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، مٹکے، تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح بلح اور زہو کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

٥٥٥٠- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ٤١/١٩٩٥ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥٧.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ برتنوں میں مسام نہ ہونے یا مسام بند ہونے کی وجہ سے جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے' اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ یا یہ برتن شراب بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ شراب کی حرمت کے وقت عارضی طور پر ان برتنوں کے جائز استعمال سے بھی روک دیا گیا تاکہ شراب کا خیال بھی نہ آئے۔ بعد میں یہ برتن استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی' البتہ احتیاط کی جائے کہ نشہ پیدا نہ ہو ورنہ مشروب حرام ہو جائے گا۔ نشہ پیدا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ② بلح، زہو، بسر، رطب اور تمر کھجور ہی کی مختلف حالتیں ہیں۔ بلح کچی کھجور کو کہتے ہیں جب تک اس کا رنگ سبز ہو۔ بسر گدر' یعنی نیم پختہ کھجور کو جب وہ کچھ نرم ہو جائے۔ زہو جب وہ پکنے لگے اور رنگ بدل جائے۔ رطب جب وہ مکمل پک جائے اور تازہ ہو۔ اور تمر جب وہ خشک ہو جائے اور تری جاتی رہے۔ یہ تمام حالتیں ایک دوسری سے بہت مختلف ہیں' لہٰذا ان کو الگ الگ پھل کا حکم دیا جائے گا۔ اور ان میں کوئی سی بھی دو قسموں کی مشترکہ نبیذ پینا منع ہے۔

۵۵۵۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ - وَزَادَ مَرَّةً أُخْرٰى - وَالنَّقِيرِ وَأَنْ يُّخْلَطَ التَّمْرُ بِالزَّبِيبِ، وَالزَّهْوُ بِالتَّمْرِ.

۵۵۵۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن' تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن سے منع فرمایا' نیز کھجور کو منقیٰ سے ملا کر اور پکنے کے قریب کھجور کو خشک کھجور سے ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔

۵۵۵۲- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ.

۵۵۵۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پکنے کے قریب اور خشک کھجور' نیز منقیٰ اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا۔

(المعجم ٦) - خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ (التحفة ٦)

باب:٦- پکنے کے قریب اور تازہ پکی ہوئی کھجور کی مشترکہ نبیذ

۵۵۵۱ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٨.

۵۵۵۲ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٥٨ عن عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٩، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم وغيره، وانظر الحديث الآتي.

٥٥٥٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلَا بَيْنَ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ.

۵۵۵۳- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کھجور اور منقیٰ اسی طرح پکنے کے قریب اور تازہ کھجور کو (نبیذ بنانے کے لیے) اکٹھا نہ کرو۔''

٥٥٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا تَنْبِذُوا الزَّبِيبَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا».

۵۵۵۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پکی اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔ اسی طرح منقیٰ اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔''

(المعجم ٧) - خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالْبُسْرِ (التحفة ٧)

باب: ۷- پکنے کے قریب اور گدر کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنْ عُمَرَ بْنِ

۵۵۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور منقیٰ یا پکنے کے قریب اور خشک کھجور یا پکی اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع

٥٥٥٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر . . . الخ، ح:٥٦٠٢، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح:١٩٨٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٦٠.

٥٥٥٤ـ أخرجه مسلم، ح:١٩٨٨/ ٢٥ عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٦١.

٥٥٥٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٢ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٦٢، وللحديث شواهد.

سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ، وَأَنْ يُخْلَطَ الزَّهْوُ وَالتَّمْرُ، وَالزَّهْوُ وَالْبُسْرُ.

فرمایا ہے۔

(المعجم ٨) - **خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ** (التحفة ٨)

باب:٨-گدر اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

۵۵۵۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور اور منقی، نیز گدر اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

٥٥٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ، وَلَا الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ».

۵۵۵۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منقی اور کھجور اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔“

(المعجم ٩) - **خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ** (التحفة ٩)

باب:٩-گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۵۵۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٥٥٥٦ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٦/١٨ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر . . . الخ، ح: ٥٦٠١ من حديث ابن جريج، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٣.

٥٥٥٧ـ **[إسناده صحيح]** وهو متفق عليه من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق والآتي، والحديث في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٤. * بسطام هو ابن مسلم.

٥٥٥٨ـ أخرجه مسلم: ١٩٨٦/ ١٧، انظر الحديث المتقدم: ٥٥٥٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٥.

عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا، وَنَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا.

رسول اللہ ﷺ نے منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔

٥٥٥٩- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَعَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا، وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا، وَكَتَبَ إِلٰى أَهْلِ هَجَرَ: أَنْ لَّا تَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا.

٥٥٥٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، مٹکے، تارکول ملے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر یا منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ آپ نے علاقہ ہجر کے لوگوں کو لکھ بھیجا تھا کہ منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٥٥٥٠.

٥٥٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْبُسْرُ وَحْدَهُ حَرَامٌ وَمَعَ التَّمْرِ حَرَامٌ.

٥٥٦٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بسر یعنی گدر کھجور اکیلی کی نبیذ بھی حرام ہے اور خشک کھجور کے ساتھ ملا کر بھی حرام ہے۔

فائدہ: ممکن ہے بسر کی نبیذ میں جلدی نشہ پیدا ہوتا ہو اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے حرام سمجھتے ہوں۔ بہر صورت یہ حرام تبھی ہے جب اس میں نشہ پیدا ہو جائے ورنہ نہیں مگر بسر و تمر کی مشترکہ نبیذ ہر حال میں حرام ہے نشہ پیدا ہو یا نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک مشترکہ نبیذ اگر نشہ آور نہ ہو تو جائز ہے مگر یہ صریح احادیث کے خلاف ہے۔ رائے اور قیاس نص کے مقابلے میں مذموم ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ٥٥٤٩)

٥٥٥٩۔ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٠ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٦.

٥٥٦٠۔ [صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٧، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٧٠٩، وأحمد: ٣١٠/١، ٣٣٤ وغيره. * يزيد هو ابن هارون.

(المعجم ١٠) - **خَلِيطُ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-منقیٰ اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ وَعَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ.

۵۵۶۱-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور و منقیٰ اور خشک و گدر کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

٥٥٦٢- أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَاوَرْدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَنَهٰى عَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ أَنْ يُنْبَذَا جَمِيعًا.

۵۵۶۲-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور و منقیٰ کو ملا کر اور خشک اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ١١) - **خَلِيطُ الرُّطَبِ وَالزَّبِيبِ** (التحفة ١١)

باب:١١-تازہ کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ،

۵۵۶۳-حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”پکنے کے قریب اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔ اور تازہ کھجور اور منقیٰ کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔“

٥٥٦١ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء... الخ، ح: ١٩٩٥/ ٤١ من حديث حبيب به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٦٨. * عبدالرحيم هو ابن سليمان.

٥٥٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٦٩، وله شواهد، انظر، ح: ٥٥٦٤. * علي بن الحسن هو ابن شقيق.

٥٥٦٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٥٣، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٧٠.

وَلَا تَنْبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا».

(المعجم ١٢) - خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالزَّبِيبِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- گدر کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا، وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

۵۵۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منقیٰ اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٣) - ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا نُهِيَ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ وَهِيَ لِيَقْوَى أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- وہ علت جس کی وجہ سے دو پھلوں کی مشترکہ نبیذ منع ہے کہ ایک دوسری سے مل کر قوی ہو جائے گی

٥٥٦٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ وِقَاءِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْمَعَ شَيْئَيْنِ نَبِيذًا يَبْغِي أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفَضِيخِ، فَنَهَانِي عَنْهُ قَالَ: كَانَ يَكْرَهُ الْمُذَنِّبَ مِنَ الْبُسْرِ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَا شَيْئَيْنِ فَكُنَّا نَقْطَعُهُ.

۵۵۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نبیذ میں دو چیزیں اکٹھی کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایک دوسری کو تیز کرے گی۔ میں نے ان سے فضیخ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔ وہ اس گدر کھجور کی نبیذ کو ناپسند کرتے تھے جو ایک طرف سے پک چکی ہو' اس خطرے سے کہ وہ دو قسم کا پھل ہے۔ تو ہم اس کی ایک جانب کاٹ دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''تیز کرے گی'' یعنی دو قسم کے پھل ملنے سے تیزی پیدا ہو گی اور نشہ جلدی پیدا ہو گا' لہٰذا دو قسم کے پھلوں کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ② فضیخ، یہ ایک قسم کی شراب تھی جو گدر

٥٥٦٤- أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٦/ ١٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧١.

٥٥٦٥- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي. * عبدالله هو ابن المبارك.

کھجور سے بغیر آگ پر پکائے تیار کی جاتی تھی۔ یہ نشہ آور ہوتی تھی لہٰذا ممنوع ہے۔ ③ ''ایک طرف سے پک چکی ہو'' ایک طرف پکی اور ایک طرف سے کچی۔ گویا ایسی ایک کھجور بھی بظاہر دو قسم کا پھل ہے۔ گدر بھی اور رطب (تازہ پکی ہوئی کھجور) بھی' اس لیے ایسی کھجور کی نبیذ سے بھی پرہیز بہتر ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اگر دونوں حصوں کو الگ الگ کر کے ایک حصے سے نبیذ بنائی جائے تو سرے سے کراہت والی بات ہی نہیں رہتی جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

٥٥٦٦- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ: شَهِدْتُّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُتِيَ بِبُسْرٍ مُذَنِّبٍ فَجَعَلَ يَقْطَعُهُ مِنْهُ.

۵۵۶۶- حضرت ابوادریس سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گدر کھجور لائی گئی جو ایک طرف سے پک چکی تھی۔ آپ اس کے پکے ہوئے سرے کو کاٹنے لگے (تاکہ ایک حصے سے نبیذ بنائی جائے نہ کہ دونوں سے)۔

٥٥٦٧- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ: قَالَ قَتَادَةُ: كَانَ أَنَسٌ يَأْمُرُنَا بِالتَّذْنُوبِ فَيُقْرَضُ.

۵۵۶۷- حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں ایک طرف سے پکی ہوئی گدر کھجور لانے کا حکم دیتے' پھر اس کا وہ سرا کاٹ دیا جاتا۔

٥٥٦٨- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ شَيْئًا قَدْ أَرْطَبَ إِلَّا عَزَلَهُ عَنْ فَضِيخِهِ.

۵۵۶۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کھجور کے پکے ہوئے حصے کو نہیں رہنے دیتے تھے بلکہ (نبیذ بنانے کے لیے) گدر حصے سے الگ کر دیتے تھے۔

(المعجم ١٤) - اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ وَشُرْبِهِ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ فِي فَضِيخِهِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- اکیلی گدر کھجور کی نبیذ بنانے اور پینے کی رخصت بشرطیکہ اس میں تبدیلی (نشہ پیدا) نہ ہو

٥٥٦٩- **أَخْبَرَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۵۵۶۹- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥٦٦_[حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٣. * أبوإدريس هو البصري، هشام بن حسان عنعن، وله شواهد.

٥٥٦٧_[حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٥.

٥٥٦٨_[حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٤.

٥٥٦٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥٥٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا الْبُسْرَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا، وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پکنے کے قریب اور پکی کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔ (اسی طرح) گدر کھجور اور منقیٰ کو بھی نہ ملاؤ بلکہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نبیذ بناؤ۔

(المعجم ١٥) - **اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِنْتِبَاذِ فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا** (التحفة ١٥)

باب:١٥- ان مشکیزوں میں نبیذ بنانا جن کے منہ کو (تاگے وغیرہ سے) باندھا جاتا ہے

٥٥٧٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ، وَخَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، وَقَالَ: «لِتَنْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهِ فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا».

٥٥٧٠- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے پکنے کے قریب اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ اور (اسی طرح) گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع کیا۔ اور آپ نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نبیذ ان مشکیزوں میں بناؤ جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ نبیذ مٹکوں وغیرہ کی بجائے چمڑے کے مشکیزوں میں بنائی جائے (چمڑے کے مشکیزے کا ہی منہ باندھا جا سکتا ہے) مٹکوں خصوصاً تارکول لگے ہوئے مٹکوں میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چمڑے کے مشکیزے میں جلدی نشہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر نشہ پیدا ہو جائے تو فوراً پتا چل جاتا ہے۔

(المعجم ١٦) - **اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَحْدَهُ** (التحفة ١٦)

باب:١٦- اکیلی خشک کھجوروں کی نبیذ بنانا

٥٥٧١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

٥٥٧١- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٥٥٧٠_ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه من حديث يحيى بن أبي كثير به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٧.

٥٥٧١_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ٢٣/١٩٨٧ من حديث إسماعيل◀◀

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُّخْلَطَ بُسْرٌ بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبٌ بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبٌ بِبُسْرٍ وَقَالَ: «مَنْ شَرِبَهُ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُ فَرْدًا: تَمْرًا فَرْدًا، أَوْ بُسْرًا فَرْدًا، أَوْ زَبِيبًا فَرْدًا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے گدر (نیم پختہ) کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا منقیٰ کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا منقیٰ کو گدر کھجور سے ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''جو تم میں سے نبیذ پینا چاہے، وہ ان میں سے ایک چیز کی نبیذ پیے: صرف خشک کھجور کی یا صرف گدر کھجور کی یا صرف منقیٰ کی۔''

٥٥٧٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّخْلَطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِبُسْرٍ، وَقَالَ: «مَنْ شَرِبَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُ فَرْدًا».

۵۵۷۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے گدر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ یا منقیٰ کو خشک کھجور کے ساتھ یا منقیٰ کو گدر کھجور کے ساتھ ملانے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص نبیذ پینا چاہے تو ان میں سے کسی ایک چیز کی نبیذ پیے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ راویٔ حدیث ابوالمتوکل کا نام علی بن داود ہے۔

(المعجم ١٧) - **اِنْتِبَاذُ الزَّبِيبِ وَحْدَهُ** (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- صرف منقیٰ کی نبیذ بنانا

٥٥٧٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُّخْلَطَ الْبُسْرُ

۵۵۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ (نبیذ بنانے کے لیے) گدر کھجور اور منقیٰ کو یا گدر اور خشک کھجور کو ملایا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ

◄◄ العبدي به، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٧٨.

٥٥٧٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٧٩.

٥٥٧٣_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٨٩/ ٢٦م من حديث عكرمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٠.

وَالزَّبِيبُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ وَقَالَ: «اِنْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ».

نبیذ بناؤ۔“

(المعجم ١٨) - اَلرُّخْصَةُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ (التحفة ١٨)

باب:۱۸-صرف گدر کھجور کی نبیذ کی رخصت

٥٥٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى - يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَقَالَ: «اِنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ فَرْدًا وَالتَّمْرَ فَرْدًا وَالْبُسْرَ فَرْدًا».

۵۵۷۴-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجوروں اور منقی کو ملا کر یا کھجوروں اور گدر کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنائی جائے۔ آپ نے فرمایا: ”منقی کی الگ نبیذ بناؤ' کھجور کی الگ اور گدر کھجور کی الگ۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو كَثِيرٍ اسْمُهُ يَزِيدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ (راوی حدیث) ابوکثیر کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ جس ابوکثیر کے نام کی وضاحت فرما رہے ہیں وہ حدیث سابق: ۵۵۷۳ کا راوی ہے' اس لیے اس وضاحت اور تصریح کا اصل مقام سابقہ حدیث کے تحت ہی تھا۔ بہتر یہی تھا کہ یہ وضاحت اس حدیث سے اوپر والی حدیث کے تحت کی جاتی۔ شاید یہ کاتب وغیرہ کا سہو ہو۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَمِن ثَمَرَٰتِ ٱلنَّخِيلِ وَٱلْأَعْنَٰبِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا﴾ [النحل ١٦: ٦٧] (التحفة ١٩)

باب:۱۹-اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اور کھجوروں اور انگوروں کے کچھ پھلوں سے تم نشہ آور مشروب اور اچھا (حلال وعمدہ) رزق تیار کرتے ہو۔“ کی تفسیر

٥٥٧٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۵۵۷۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٥٥٧٤_[صحيح] تقدم، ح: ٥٥٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨١.

٥٥٧٥_أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥/١٤ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٢.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ» وَقَالَ سُوَيْدٌ: فِي هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: اَلنَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب ان دو درختوں (کے پھلوں) سے تیار ہوتی ہے: کھجور اور انگور۔“

فوائد ومسائل: ① کتاب الاشربہ کے شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ ائمہ مالک، شافعی، احمد اور جمہور اہل علم کے نزدیک شراب کسی بھی پھل یا غلے سے تیار کی جا سکتی ہے جب اس میں نشہ پایا جائے، جبکہ اہل رائے، یعنی احناف کے نزدیک شراب صرف انگور سے تیار ہو سکتی ہے اور وہ بھی مخصوص طریقے پر جس کی تفصیل شروع میں بیان ہو چکی ہے، لیکن یہ بات غلط ہے۔ لغت، عقل سلیم اور شرع کے خلاف ہے۔ خمر کے معنی ہیں ”عقل کو ڈھانپنے والی“، یعنی نشہ آور مشروب، خواہ وہ کسی چیز سے تیار کی گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: [اَلْخَمْرُ مَاخَامَرَ الْعَقْلَ] یعنی خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو پردے میں کر دے کہ پینے سے عقل جاتی رہے، نیز یہ مسلک اس باب میں مذکورہ آیت اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔ آیت مذکورہ میں کھجور وانگور دونوں سے نشہ آور مشروب بنانے کا ذکر ہے اور دونوں کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا حکم بھی ایک ہے۔ احادیث میں تو انتہائی حد تک صراحت ہے کہ شراب کھجور سے بھی بن سکتی ہے۔ ② حدیث میں دو چیزوں (کھجور وانگور) کے ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور پھل سے شراب نہیں بن سکتی بلکہ مقصد یہ ہے کہ عموماً عرب یا اہل مدینہ ان دو چیزوں سے شراب تیار کرتے تھے ورنہ جس پھل یا غلے سے بھی نشہ آور مشروب تیار کیا جائے اسے شراب، یعنی خمر کا حکم حاصل ہوگا اور اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہوگا۔

٥٥٧٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

٥٥٧٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب (عموماً) ان دو درختوں (یعنی) کھجور و انگور (کے پھلوں) سے تیار ہوتی ہے۔“

٥٥٧٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٣.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: اَلنَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

٥٥٧٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ قَالَا: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۷- حضرت ابراہیم اور شعبی نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب (کا حکم رکھتی) ہے۔ (یا آیت میں) ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔ (جو حرام ہے جبکہ رزق حسن' یعنی نبیذ وغیرہ جو نشہ آور نہ ہو' حلال ہے۔)

٥٥٧٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۸- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے (آیت مذکورہ میں) ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔

٥٥٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۹- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔

٥٥٨٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ حَرَامٌ وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ [حَلَالٌ].

۵۵۸۰- حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: سکر (نشہ آور مشروب) حرام ہے۔ اور رزق حسن (نبیذ وغیرہ) حلال ہے۔

فائدہ: مختلف تابعین کے اقوال نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کوفی' بصری اور مکی تابعین کے نزدیک انگور کی طرح کھجور سے بھی شراب تیار ہو سکتی ہے۔ اور یہی مسلک جمہور اہل علم اور محدثین وفقہاء کا ہے۔

٥٥٧٧ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٤ . * شريك ومغيرة مدلسان وعنعنا .

٥٥٧٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٥، وانظر الحديث الآتي .

٥٥٧٩ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٦ .

٥٥٨٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٧ .

(المعجم ٢٠) - ذِكْرُ أَنْوَاعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي كَانَتْ مِنْهَا الْخَمْرُ حِينَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو کن چیزوں سے شراب تیار ہوتی تھی؟

٥٥٨١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

٥٥٨١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے منبر پر فرماتے سنا: اے لوگو! آگاہ رہو! جس دن شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ان دنوں شراب پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور سے، کھجور سے، شہد سے، گندم سے اور جو سے اور (یادرکھو) ہر وہ چیز شراب ہے جو عقل کو ڈھانپے۔

فوائد ومسائل: ① ”عقل کو ڈھانپے“ یعنی پینے والے کی عقل کام نہ کرے۔ اسے اپنا اور اپنے قول وفعل کا شعور نہ رہے۔ بکواس بکے، الٹے سیدھے کام کرے۔ درحقیقت عقل ہی انسان کا امتیاز ہے، عقل کو ختم کرنے والی چیز کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ علانیہ فتویٰ اہل رائے کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ شراب انگور کے علاوہ اور چیزوں سے بھی تیار ہوسکتی ہے اور ان سب کو شراب (خمر) کا حکم حاصل ہوگا، یعنی ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑا فقیہ اور مجتہد صحابی کون ہو سکتا ہے؟ اور اہل الرائے تو فقیہ صحابی کے قول کے سامنے حدیث بھی ترک کر دیتے ہیں۔ کیا اپنی رائے کو ترک نہیں کریں گے؟ بلکہ یہ مسئلہ تو اجماعی بن جاتا ہے کیونکہ کسی صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی تردید نہیں کی اور کیا چاہیے؟

٥٥٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ زَكَرِيَّا وَأَبِي حَيَّانَ،

٥٥٨٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ

٥٥٨١ـ أخرجه مسلم، التفسير، باب في نزول تحريم الخمر، ح: ٣٠٣٢/ ٣٣ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الأشربة، باب الخمر من العنب وغيره، ح: ٥٥٨١ من حديث أبي حيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٨.

٥٥٨٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٩.

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ.

کے منبر مبارک پر فرماتے سنا: حمد وصلاۃ کے بعد (یاد رکھو کہ) شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور سے، گندم سے، جو سے، کھجور سے اور شہد سے۔

فائدہ: ان پانچ چیزوں کے ذکر سے مقصود باقی چیزوں کی نفی نہیں بلکہ اپنا رواج بتانا ہے ورنہ شراب جس چیز سے بھی تیار کی جائے، حرام ہے۔ ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

٥٥٨٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَلْخَمْرُ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ التَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْعِنَبِ.

۵۵۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے: کھجور سے، گندم سے، جو سے، شہد سے اور انگور سے۔

(المعجم ٢١) - **تَحْرِيمُ الْأَشْرِبَةِ الْمُسْكِرَةِ مِنَ الْأَثْمَارِ وَالْحُبُوبِ كَانَتْ عَلَى اخْتِلَافِ أَجْنَاسِهَا لِشَارِبِيهَا** (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- پینے والوں کے لیے ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، خواہ وہ کسی قسم کے پھل یا غلے سے تیار ہو

٥٥٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَنَا يَنْبِذُونَ لَنَا شَرَابًا عَشِيًّا فَإِذَا أَصْبَحْنَا شَرِبْنَا، قَالَ: أَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، وَأُشْهِدُ اللهَ عَلَيْكَ أَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، وَأُشْهِدُ اللهَ عَلَيْكَ إِنَّ أَهْلَ خَيْبَرَ

۵۵۸۴- حضرت ابن سیرین سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: ہمارے گھر والے شام کے وقت نبیذ بناتے ہیں۔ ہم صبح کے وقت وہ پی لیتے ہیں۔ (کیا یہ جائز ہے؟) آپ نے فرمایا: میں تجھے نشہ آور سے روکتا ہوں۔ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور میں اللہ تعالیٰ کو تجھ پر گواہ بنا کر تجھے نشہ آور چیز سے روکتا ہوں قلیل ہو یا کثیر۔ اور

٥٥٨٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٠.

٥٥٨٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩١. * عبدالله هو ابن المبارك.

يَنْبِذُونَ شَرَابًا مِّنْ كَذَا وَكَذَا [وَ]يُسَمُّونَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ، وَإِنَّ أَهْلَ فَدَكٍ يَنْبِذُونَ شَرَابًا مِّنْ كَذَا وَكَذَا يُسَمُّونَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ حَتّٰى عَدَّ أَشْرِبَةً أَرْبَعَةً أَحَدُهَا الْعَسَلُ.

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تجھے بتاتا ہوں کہ خیبر والے فلاں فلاں چیز سے مشروب تیار کرتے ہیں اور اس کا نام یہ یہ رکھتے ہیں مگر وہ درحقیقت شراب (خمر) ہے۔ اور فدک والے بھی فلاں فلاں چیز سے مشروب تیار کرتے ہیں اور اس کا نام یہ اور یہ رکھتے ہیں' حالانکہ وہ بھی شراب ہی ہے حتیٰ کہ انھوں نے چار (قسم کے) مشروب شمار کیے۔ ان میں سے ایک شہد (سے تیار ہوتا) تھا۔

فائدہ: یہ وہی بات ہے جو احناف کے علاوہ جمیع اہل علم کا مسلک ہے کہ نشہ آور چیز کسی بھی پھل' غلے یا مشروب سے تیار ہو وہ شراب' یعنی خمر کا حکم رکھتی ہے۔ وہ قلیل بھی حرام ہے' خواہ ظاہراً اس کا نام کوئی رکھ لیا جائے۔

(المعجم ٢٢) - إِثْبَاتُ اسْمِ الْخَمْرِ لِكُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- ہر نشہ آور مشروب کو شراب (خمر) کہا جائے گا

٥٥٨٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

٥٥٨٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔''

فائدہ: دیکھیے! اس صریح فرمان رسول کے سامنے اہل رائے کیا حجت کرتے ہیں؟ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ.

٥٥٨٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ

٥٥٨٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔'' حسین بن منصور نے کہا: امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

٥٥٨٥ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٣ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٢.

٥٥٨٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٣.

ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ» قَالَ الْحُسَيْنُ قَالَ أَحْمَدُ: وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

فائدہ: امام نسائی ؒ نے امام احمد ؒ کا قول اس لیے نقل فرمایا ہے کہ احناف کہتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے' حالانکہ ابن معین سے یہ قول کہیں بھی ثابت نہیں۔ بے پر کی اڑانے سے کیا فائدہ؟ پھر کوئی ایک حدیث ہے جسے ضعیف کہنے سے جان چھوٹ جائے گی؟ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

۵۵۸۷- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

۵۵۸۷- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے۔''

۵۵۸۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۸۸- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

۵۵۸۹- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

۵۵۸۹- حضرت ابن عمر ؓ کا فرمان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔''

(المعجم ۲۳) - تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- ہر نشہ آور مشروب حرام ہے

۵۵۸۷ـ [صحيح] تقدم، ح: ۵۵۸۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۰۹۴.
۵۵۸۸ـ [صحيح] تقدم، ح: ۵۵۸۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۰۹۵.
۵۵۸۹ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۵۰۹٦، وانظر، ح: ۵۵۸۵.

٥٥٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۹۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۵۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن، کھجور کی جڑ سے بنائے ہوئے برتن اور مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۵۵۰۔

٥٥٩٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ زَبْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۵۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کدو کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ

٥٥٩٠_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب: كل مسكر حرام، ح: ٣٣٩٠ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٧، وقال الترمذي، ح: ١٨٦٤ "حسن صحيح".

٥٥٩١_ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٨.

٥٥٩٢_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٩.

٥٥٩٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٢، ٣٣٣ من حديث القاسم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٠. ※ محمد بن سليمان هو ابن أبي داود الحراني، وابن زبر هو عبدالله بن العلاء بن زبر.

قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا الْمُزَفَّتِ، وَلَا النَّقِيرِ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

نہ بناؤ۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ» قَالَ قُتَيْبَةُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۵۵۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔''
قتیبہ نے کہا: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ حدیث دو استادوں: اسحاق بن ابراہیم اور قتیبہ سے بیان کی ہے۔ استاد اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، جبکہ استاد قتیبہ کے الفاظ ہیں: عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. سبحان اللہ! محدثین کرام ؒ نقل روایت میں کس درجہ محتاط تھے۔

٥٥٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ حَرَامٌ» وَاللَّفْظُ لِسُوَيْدٍ.

۵۵۹۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جس مشروب میں نشہ پیدا ہو جائے وہ حرام ہے۔''
یہ الفاظ سوید کے ہیں۔

٥٥٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ

۵۵۹۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع (شہد کی شراب) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جس مشروب میں بھی

٥٥٩٤ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر، ح:٢٤٢، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح:٢٠٠١/٦٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٠١.

٥٥٩٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٠٢.

٥٥٩٦ـ [صحيح] تقدم، ح:٥٥٩٤، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٠٣، "والبتع من العسل" مدرج.

رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَالْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ».

نشہ پیدا ہو جائے' وہ حرام ہو جاتا ہے۔'' بِتع (نبیذ ہے جو) شہد سے تیار کی جاتی تھی۔

۵۵۹۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ» وَالْبِتْعُ هُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ.

۵۵۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے بِتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔'' بِتع شہد کی نبیذ کو کہتے ہیں۔

فائدہ: آپ کے جواب کا مقصود یہ ہے کہ اگر بِتع نشہ آور ہے تو حرام ہے ورنہ نہیں۔

۵۵۹۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۹۸- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

۵۵۹۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَمُعَاذًا

۵۵۹۹- حضرت ابوبردہ کے والد محترم (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف (مبلغ اور امیر بنا کر) بھیجا۔ حضرت معاذ نے کہا: آپ ہمیں ایسے

۵۵۹۷ـ [صحیح] تقدم، ح: ۵۵۹۴، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۱۰۴.

۵۵۹۸ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسٰى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر . . . الخ، ح: ۱۷۳۳/ ۷۰ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۱۰۵.

۵۵۹۹ـ [صحیح] أخرجه الدارمي، ح: ۲۱۰۴ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۱۰۶، وانظر الحديث السابق.

إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا إِلَى أَرْضٍ كَثِيرٌ شَرَابُ أَهْلِهَا، فَمَا أَشْرَبُ؟ قَالَ: «اِشْرَبْ وَلَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا».

علاقے کی طرف بھیج رہے ہیں جہاں کے لوگ بہت قسم کے مشروب پیتے ہیں۔ میں کون سا مشروب پیوں؟ آپ نے فرمایا: ''جو چاہے پی لو مگر نشہ آور مشروب نہ پینا۔''

٥٦٠٠- **أَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ الْأَيَامِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۶۰۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشے والی چیز حرام ہے۔''

٥٦٠١- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ السَّدُوسِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَرْكَبُ أَسْفَارًا فَتَبْرُزُ لَنَا الْأَشْرِبَةُ فِي الْأَسْوَاقِ لَا نَدْرِي مَا أَوْعِيَتُهَا، فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، فَذَهَبَ يُعِيدُ فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، فَذَهَبَ يُعِيدُ فَقَالَ: هُوَ مَا أَقُولُ لَكَ.

۵۶۰۱- حضرت اسود بن شیبان سدوسی نے کہا کہ حضرت عطا سے ایک آدمی نے پوچھا: ہم لمبے لمبے سفر کرتے ہیں تو بازاروں میں ہمارے سامنے بہت سے مشروب آتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں ہوتا کہ وہ کس برتن میں بنایا گیا؟ حضرت عطا نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ وہ دوبارہ وہی سوال کرنے لگا تو انھوں نے پھر فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ وہ پھر سوال دہرانے لگا تو انھوں نے کہا: جواب وہی ہے جو میں تجھے دے چکا۔

فائدہ: حضرت عطا کا مقصود یہ تھا کہ برتن کسی چیز کو حرام یا حلال نہیں کرتا۔ اگر مشروب نشہ آور ہو تو وہ جس برتن میں بھی بنایا گیا ہو، حرام ہے اور اگر اس میں نشہ نہیں تو حلال ہے، خواہ کسی برتن میں تیار کیا گیا ہو۔

٥٦٠٢- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۶۰۲- حضرت ابن سیرین نے فرمایا: ہر نشہ آور

٥٦٠٠_ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٥، ٤١٦ عن أبي داود سليمان بن داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٧، وانظر الحديثين السابقين.

٥٦٠١_ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٨ * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٦٠٢_ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٩.

عَبْدُ اللهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

چیز حرام ہے (مشروب ہو یا مطعوم)۔

٥٦٠٣- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْجَزَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَا تَشْرَبُوا مِنَ الطِّلَاءِ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى ثُلُثُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۶۰۳- حضرت عبدالملک بن طفیل جزری سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفہ راشد) نے ہمیں لکھا کہ طلاء نہ پیو حتیٰ کہ دو تہائی خشک ہو کر ایک تہائی رہ جائے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٠٤- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الصَّعْقِ بْنِ حَزْنٍ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۶۰۴- حضرت صعق بن حزن سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٠٥- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۶۰۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نشے والی چیز حرام ہے۔"

(المعجم ٢٤) - تَفْسِيرُ الْبِتْعِ وَالْمِزْرِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- بِتْعٌ اور مِزْرٌ کی تفسیر

٥٦٠٦- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۶۰۶- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ

٥٦٠٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١١٠. * عبدالملك الجزري مجهول الحال، وانظر الحديث الآتي.

٥٦٠٤ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥١١١.

٥٦٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦٠٠، وهو في الكبرى، ح: ٥١١٢.

٥٦٠٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٣ من حديث الأجلح به، وهو في الكبرى، ح: ٥١١٣، وللحديث شواهد.

عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَجْلَحِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ : «وَمَا هِيَ؟» قُلْتُ : اَلْبِتْعُ وَالْمِزْرُ . قَالَ : «وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟» قُلْتُ : أَمَّا الْبِتْعُ فَنَبِيذُ الْعَسَلِ وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيذُ الذُّرَةِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَإِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ» .

ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (مبلغ اور امیر بنا کر) بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کئی قسم کے مشروب استعمال ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے کون سا پیوں' کون سا ترک کروں؟ آپ نے فرمایا: مثلاً: ''وہ کون کون سے ہیں؟'' میں نے کہا: بتع اور مزر۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہوتے ہیں؟ میں نے کہا: بتع تو شہد کی نبیذ ہوتی ہے اور مزر مکئی کی نبیذ ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نشہ آور مشروب نہ پینا کیونکہ میں ہر نشہ آور مشروب کو حرام قرار دے چکا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خود یمنی تھے' لہٰذا اس علاقے کے مشروبات کو خوب جانتے تھے۔ ② ہر علاقے کے کھانے اور مشروب الگ الگ ہوتے ہیں۔ دوسرے علاقے کے لوگ ان سے واقف نہیں ہوتے' اس لیے رسول اللہ ﷺ کو ان سے بتع اور مزر کے بارے میں پوچھنا پڑا کیونکہ ہر علاقے کی اصطلاحات اپنی ہوتی ہیں۔ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ③ ''مِزْر'' کے معنی مکئی اور جو کی شراب کے کیے گئے ہیں۔ شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گندم سے بھی یہ شراب بنائی جاتی ہے۔ ④ ''حرام قرار دے چکا ہوں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیونکہ حلت و حرمت کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وحی جلی کے ذریعے سے بتائے یا وحی خفی کے ذریعے سے۔

٥٦٠٧- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً يُقَالُ لَهَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ ، قَالَ : «وَمَا الْبِتْعُ [وَالْمِزْرُ؟]» قُلْتُ : شَرَابٌ يَكُونُ مِنَ الْعَسَلِ ، وَالْمِزْرُ يَكُونُ مِنَ الشَّعِيرِ قَالَ :

٥٦٠٧- حضرت ابوبردہ کے والد محترم (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یمن میں کئی قسم کے مشروب ہیں جنھیں بتع اور مزر کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بتع اور مزر کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا: بتع تو ایسا مشروب ہے جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے اور مزر جو سے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور

٥٦٠٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ٤٣٤٣ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٤ .

«كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

چیز حرام ہے۔''

فائدہ: ''مزر'' جوار کے علاوہ جو حتیٰ کہ گندم سے بھی تیار کیا جاتا تھا' لہٰذا یہ تناقض نہیں۔ یہ ایک قسم کی نبیذ ہوتی تھی۔

۵۶۰۸- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ آيَةَ الْخَمْرِ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الْمِزْرَ؟ قَالَ: «وَمَا الْمِزْرُ؟» قَالَ حَبَّةٌ تُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، فَقَالَ: «تُسْكِرُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۶۰۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو شراب (کی حرمت) والی آیت پڑھی۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مزر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مزر کیا ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: یمن میں غلے کی کسی قسم سے تیار کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس میں نشہ ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

۵۶۰۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ فَقِيلَ لَهُ أَفْتِنَا فِي الْبَاذَقِ، فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۶۰۹- حضرت ابوالجویریہ نے کہا: میں نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: باذق کے بارے میں فتویٰ دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ باذق سے پہلے تشریف لے گئے اور (یاد رکھو) جو چیز نشہ آور ہے' حرام ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ وہ شراب جسے باذق کا نام دیا جاتا ہے اس کا پینا حرام ہے۔ باذق کہتے ہیں انگوروں کا نچوڑ اور شیرہ جسے معمولی سا جوش دے کر ہلکا سا پکا لیا جائے۔ اس طرح اس کا نشہ شدید ہو جاتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظیم فقاہت کی دلیل ہے کہ انھوں نے سائل کو انتہائی مختصر مگر نہایت بلیغ وجامع جواب دیا۔ بعد ازاں انھوں نے اس کے سامنے یہ اصول بیان فرما دیا کہ مَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ یعنی جو چیز نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔ یہ بعینہٖ اسی طرح کی بات ہے جیسی مختصر بات رسول اللہ

۵۶۰۸ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ۵۱۱۵.

۵۶۰۹ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الباذق ومن نهى عن كل مسكر من الأشربة . . . الخ، ح: ۵۵۹۸ من حديث أبي الجويرية به، وهو في الكبرىٰ، ح: ۵۱۱۶.

ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ ③ ''تشریف لے گئے''، یعنی نبیٔ اکرم ﷺ کے دور میں تو نہیں تھی' نہ آپ اسے جانتے تھے مگر آپ نے ضابطہ بیان فرما دیا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ ④ یہ تقریباً پینتیس روایات ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور مصنف کا مقصود بھی یہی ہے کہ شراب کی حرمت کی وجہ نشہ ہے' لہٰذا جس چیز میں نشہ پایا جائے گا وہ شراب کی طرح قطعاً حرام ہے۔ قلیل بھی اور کثیر بھی۔ اور یہ بات عرفاً' عقلاً اور شرعاً بالکل واضح ہے۔ اور یہی مسلک ہے جمہور اہل علم اور صحابہ و تابعین کا۔ مگر احناف کو یہ سیدھی سادی بات سمجھ میں نہیں آتی اور وہ بھول بھلیوں میں پڑ گئے' حالانکہ احناف قیاس کے سب سے بڑے داعی ہیں اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ شراب کی حرمت کی قطعی وجہ نشہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ کسی اور چیز میں نشہ پایا جائے تو وہ شراب کی طرح حرام نہ ہو؟ شراب تو قلیل بھی حرام اور کثیر بھی لیکن دوسری نشہ آور اشیاء نشے سے کم کم حلال؟ کیا اس کی کوئی عقلی یا شرعی توجیہ کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں' خصوصاً قیاس کے داعی تو ایسا نہیں کر سکتے جب کہ بے شمار احادیث بھی صراحتاً اس تفریق کے خلاف ہیں۔ یہی بات سمجھانے کے لیے مصنف رحمہ اللہ نے آئندہ باب بھی قائم فرمایا جس میں یہ مسئلہ صراحتاً ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین.

(المعجم ٢٥) - تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ كَثِيرُهُ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- جو مشروب زیادہ پینے سے نشہ آتا ہو اسے پینا مطلقاً حرام ہے

٥٦١٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۵۶۱۰- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس مشروب کا زیادہ پینا نشہ آور ہو اس کو تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔''

فائدہ: احناف کا خیال ہے کہ خمر تو قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی' مگر دوسرے نشہ آور مشروب نشے کی حد سے کم کم پیے جا سکتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی تردید کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک خمر کسے کہتے ہیں؟ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

٥٦١١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ:

۵۶۱۱- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم

٥٦١٠- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ٣٣٩٤ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٧.

٥٦١١- [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود في المنتقى، ح: ٨٦٢ من حديث سعيد بن الحكم به، وهو في ◀◀

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ».

ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں وہ چیز معمولی سی پینے سے بھی روکتا ہوں جسے زیادہ پینے سے نشہ آتا ہے (اور کم پینے سے نشہ نہیں ہوتا)۔“

٥٦١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ.

٥٦١٢- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس چیز کو تھوڑا پینے سے منع کیا ہے جسے زیادہ پینا نشہ آور ہو۔

٥٦١٣- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ لَهُ فِي دُبَّاءٍ فَجِئْتُهُ بِهِ، فَقَالَ: «أَدْنِهِ» فَأَدْنَيْتُهُ مِنْهُ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ فَقَالَ: «اِضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ، فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

٥٦١٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے تو میں نے آپ کی افطاری کے لیے کدو کے برتن میں نبیذ تیار کر کے ایک طرف رکھ چھوڑی۔ پھر افطاری کے وقت میں وہ نبیذ لےکر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”(میرے) قریب کرو۔“ میں نے وہ آپ کے قریب کی تو وہ جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اسے اس دیوار پر دے مارو۔ اس قسم کی نبیذ تو وہ لوگ پیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کو نہیں مانتے۔“

◄◄ الكبرٰى، ح: ٥١١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٦، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٠٣.

٥٦١٢- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، أخرجه أحمد في الأشربة: ٩ من حديث الوليد بن كثير بن سنان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٩.

٥٦١٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النبيذ إذا غلا، ح: ٣٧١٦ عن هشام بن عمار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٠. * خالد مستور، وتابعه قزعة بن يحيى عند الدارقطني: ٤/ ٢٥٢، وبه صح الحديث.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ وَلَيْسَ كَمَا يَقُولُ الْمُخَادِعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ بِتَحْرِيمِهِمْ آخِرَ الشَّرْبَةِ وَتَحْلِيلِهِمْ مَا تَقَدَّمَهَا الَّذِي يُشْرَبُ فِي الْفَرَقِ قَبْلَهَا، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ السُّكْرَ بِكُلِّيَّتِهِ لَا يَحْدُثُ عَلَى الشَّرْبَةِ الْآخِرَةِ دُونَ الْأُولٰى وَالثَّانِيَةِ بَعْدَهَا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ نشہ آور چیز قلیل بھی حرام ہے کثیر بھی، نہ کہ جیسے اپنے آپ کو دھوکا دینے والے لوگ کہتے ہیں کہ آخری گھونٹ جس سے نشہ آیا، حرام ہے۔ پہلے گھونٹ حلال ہیں، خواہ وہ ایک فرق پی لے حالانکہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ نشہ صرف آخری گھونٹ سے ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ پہلے گھونٹ بھی نشے والے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نشہ آور طعام وشراب کو ضائع کرنا ضروری ہے حتی کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی ملکیت نشہ آور چیز کو اس طرح ضائع کر دے تو اس پر کوئی تاوان وغیرہ نہیں۔ کسی بھی مسلمان شخص کے ہاں منشیات کی کوئی وقعت اور ان کا کوئی احترام نہیں ہونا چاہیے۔ ساری کی ساری نشہ آور اشیاء اور ہر قسم کی منشیات حرام ہیں۔ ② بعض اعمال ایمان کامل کے منافی ہیں، اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔ ③ امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نشہ آور نبیذ تھوڑی مقدار میں پینی جائز ہوتی تو آپ ایک گھونٹ سے روزہ افطار کر لیتے اور باقی واپس کر دیتے تاکہ کوئی دوسرا شخص بھی تھوڑی سی پی سکے، جبکہ آپ نے تو ساری ضائع کرنے کا حکم دیا۔ ثابت ہوا نشہ آور مشروب کا ایک گھونٹ بھی جائز نہیں، خواہ وہ کوئی سا بھی مشروب ہو۔ اور یہ بالکل صحیح استدلال ہے۔ ④ ''جوش مار رہی تھی'' یعنی اس میں نشے کی علامات تھیں۔ ⑤ ''نہیں مانتے'' یعنی یہ کافروں کا مشروب ہے مسلمانوں کا نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جو پیے گا، کافر ہو جائے گا، جیسے ریشم کے بارے میں گزرا۔ ⑥ ''دھوکا دینے والے'' مراد احناف ہیں۔ اور دھوکا یہ ہے کہ شراب کو دوسرے ناموں سے پی لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے شراب نہیں پی۔ ⑦ ''فرق'' تین صاع کو کہتے ہیں۔ یہ بطور مبالغہ فرمایا ورنہ بیک وقت اتنی پینی ممکن نہیں۔ ⑧ ''آخری گھونٹ سے'' امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے کہ ''صرف وہ گھونٹ حرام ہے جس سے نشہ پیدا ہوا۔ پہلے گھونٹ نشہ آور نہیں تھے'' جب کہ مشروب ایک ہی ہے۔ جب اس کا آخری گھونٹ نشہ آور ہے تو پہلے کیوں نہیں؟ نیز اگر وہ پہلے گھونٹ نہ پیتا تو کیا صرف اس گھونٹ سے نشہ آتا؟ ظاہر ہے کہ وہ سارا مشروب نشہ آور ہے۔ اتنی بات ہے کہ نشے کا اظہار آخری گھونٹ پر ہوا، یعنی زیادہ پینے سے ہوا اور شراب (جسے حنفی بھی خمر کہتے ہیں) بھی ایسے ہی ہے۔ اس کا ایک گھونٹ پینے سے نشہ محسوس نہیں ہوتا۔ نشہ زیادہ پینے سے ہی ہوگا۔ تو آخر کس عقلی وشرعی علت کی بنا پر شراب اور دوسرے نشہ آور مشروب میں فرق کیا گیا؟

(المعجم ٢٦) - **اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الْجِعَةِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ مِنَ الشَّعِيرِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- جِعَہ نبیذ حرام ہے اور یہ مشروب جو سے تیار کیا جاتا ہے

٥٦١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ، عَنْ عَلِيٍّ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ، وَالْجِعَةِ.

۵۶۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی (ریشمی) کپڑے سرخ ریشمی گدیلے اور جو کی نبیذ سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''منع فرمایا'' قلیل وکثیر کا فرق نہیں فرمایا جبکہ یہ مشروب جو سے تیار ہوتا ہے۔ اور احناف کے نزدیک اس مشروب کو نشے سے کم کم پینا جائز ہے۔ کیا یہ صریح حدیث کی صریح مخالفت نہیں؟

٥٦١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ صَعْصَعَةُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ -. اِنْهَنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ.

۵۶۱۵- حضرت صعصعہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو روکا ہو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کدو کے برتن اور مٹکے (میں نبیذ وغیرہ بنانے) سے منع فرمایا۔

فائدہ: یہ نہی پہلے تھی بعد میں آپ نے اجازت فرما دی کہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، البتہ نشے سے بچو۔ اس حدیث کی متعلقہ باب سے کوئی مناسبت نہیں الا یہ کہ سابقہ حدیث کا ٹکڑا ہو۔

(المعجم ٢٧) - **ذِكْرُ مَا كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۷- نبی اکرم ﷺ کے لیے کس چیز میں نبیذ بنائی جاتی تھی؟

٥٦١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢١.

٥٦١٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٢.

٥٦١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ.

۵۶۱۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے پتھر کے کونڈے میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔

فائدہ: نبیذ کسی بھی برتن میں بنائی جاسکتی ہے بشرطیکہ نشہ پیدا نہ ہو۔ ویسے ان برتنوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن میں جلدی نشہ پیدا ہوتا ہو۔

ذِكْرُ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْانْتِبَاذِ فِيهَا دُونَ مَا سِوَاهَا مِمَّنْ لَّا يَشْتَدُّ أَشْرِبَتُهَا كَاشْتِدَادِهِ فِيهَا

ان برتنوں کا تفصیلی ذکر جن نبیذ بنانا منع ہے

(المعجم ٢٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ مُفْرَدًا (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-خالص مٹی کے مٹکے میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦١٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ: أَنَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ طَاوُسٌ: وَاللهِ! إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

۵۶۱۷-حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت طاؤس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ (الفاظ) ان (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے سنے ہیں۔

فائدہ: یہاں اگرچہ مطلق مٹکے کا ذکر کیا گیا ہے مگر دیگر روایات میں یہ قید بھی ہے کہ جس مٹکے پر تارکول یا روغن لگا کر اس کے مسام بند کر دیے گئے ہوں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے: (احادیث: ۵۵۵۰، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶)

٥٦١٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيدَ

۵۶۱۸-حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے

٥٦١٦ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح:١٩٩٩/ ٦١ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٢٣.

٥٦١٧ـ أخرجه مسلم، ح:١٩٩٧/ ٥٠، انظر الحديث السابق من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٢٤.

٥٦١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد:٢/ ١١٥ من حديث شعبة به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى،◄◄

ابْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَا: سَمِعْنَا طَاوُسًا يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ، زَادَ إِبْرَاهِيمُ فِي حَدِيثِهِ: وَالدُّبَّاءِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ (ایک راوی) ابراہیم بن میسرہ نے اپنی حدیث میں کدو کے برتن کا بھی ذکر کیا ہے۔

٥٦١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ.

٥٦١٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹکے میں بنائی گئی نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٢٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ قُلْتُ: مَا الْحَنْتَمُ قَالَ: اَلْجَرُّ.

٥٦٢٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حَنتَم (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ (جبلہ بن سحیم نے کہا:) میں نے پوچھا کہ حَنتَم کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی کا مٹکا۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرنے والے راوی کا نام ''خالد بن سحیم'' ذکر کیا گیا ہے جو کہ غلط ہے۔ صحیح ''جبلہ بن سحیم'' ہے۔ (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٠٧/٤٠)

٥٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

٥٦٢١- حضرت عبدالعزیز بن اسید طاحی بصری نے

◄◄ ح: ٥١٢٥.

٥٦١٩_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٨ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن بن جوشن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٦.

٥٦٢٠_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء... الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٦ من حديث شعبة به، انظر الحديث المتقدم: ٥٦١٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٧.

٥٦٢١_[حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣، ٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٨. * أبومسلمة هو سعيد ابن يزيد، وعبدالعزيز وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ أَسِيدٍ الطَّاحِيَّ بَصْرِيٌّ - يَقُولُ: سُئِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ قَالَ: نَهَانَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

فرمایا: حضرت (عبداللہ) ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے روکا تھا۔

٥٦٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ سَمِعْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا عَجِبْتُ مِنْهُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ، قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ مِنْ مَّدَرٍ.

۵۶۲۲- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے آج ایک ایسی بات سنی ہے جس پر مجھے بہت تعجب ہوا ہے۔ انھوں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سچ فرمایا۔ میں نے کہا: جی! مٹکے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی سے بنا ہوا ہر برتن۔

٥٦٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ

۵۶۲۳- حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٥٦٢٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٤٧ من حديث سعيد بن جبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٩.

٥٦٢٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٠، وانظر الحديث السابق.

عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَشَقَّ عَلَيَّ لَمَّا سَمِعْتُهُ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَجَعَلْتُ أُعَظِّمُهُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سُئِلَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَقَالَ: صَدَقَ، حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: وَمَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ صُنِعَ مِنْ مَّدَرٍ.

نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ میں نے یہ بات سنی تو یہ مجھے بہت شاق گزری۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو میں ان کے جواب پر بہت حیران ہوا ہوں۔ فرمانے لگے: وہ کیا مسئلہ تھا؟ میں نے کہا: ان سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انھوں نے سچ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ میں نے کہا: مٹکے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی سے بنا ہوا ہر برتن۔

(المعجم ٢٩) - **اَلْجَرُّ الْأَخْضَرُ** (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-سبز مٹکے کا بیان

٥٦٢٤- **أَخْبَرَنَا** مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ: فَالْأَبْيَضُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

۵۶۲۴-حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: سفید مٹکا (جائز ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔

فائدہ: سبز مٹکے سے مراد وہ مٹکا ہے جسے روغن لگا کر مسام بند کر دیے گئے ہوں۔ ایسے مٹکے میں نبیذ بنائی جائے تو جلدی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے اس سے منع فرمایا گیا۔ صحیح بخاری میں (حدیث:۵۵۹۶) میں لفظ "لا" کے ساتھ روایت منقول ہے یعنی جواباً انھوں نے فرمایا کہ سفید مٹکے میں بھی جائز نہیں' جبکہ مذکورہ روایت میں "لا" کے ساتھ "أدري" کا بھی اضافہ ہے جو شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک شاذ ہے۔

٥٦٢٥- **أَخْبَرَنَا** أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ:

۵۶۲۵-حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٥٦٢٤ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح:٥٥٩٦ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به إلى "الأخضر"، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٣١، قوله: "لا أدري" وقبله مدرج، والله أعلم.

٥٦٢٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٣٢. * "والأبيض" مدرج، انظر الحديث السابق.

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ وَالْأَبْيَضِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز اور سفید مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''سفید مٹکے'' کے الفاظ مدرج ہیں۔

٥٦٢٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: حَرَامٌ، قَدْ حَدَّثَنَا مَنْ لَّمْ يَكْذِبْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ نَبِيذِ الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ.

۵۶۲۶- حضرت ابو رجاء سے منقول ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا: کیا وہ حرام ہے؟ انھوں نے کہا کہ حرام ہے۔ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے جھوٹ نہیں بولا کہ رسول اللہ ﷺ نے (روغنی) مٹکے، کدو کے برتن، تارکول لگے ہوئے مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- کدو کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٢٧ - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ.

۵۶۲۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: بڑا کدو سوکھ جائے تو اس کو اندر سے صاف کر لیا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا بڑا سخت ہو جاتا ہے اور وہ برتن جیسا بن جاتا ہے۔ اہل جاہلیت اس میں شراب بناتے تھے کیونکہ مسام نہ ہونے کی وجہ سے اس میں خوب

٥٦٢٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٣.

٥٦٢٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٣ من حديث إبراهيم بن ميسرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٤.

نشہ پیدا ہوتا تھا۔ شراب حرام ہوئی تو آپ نے شراب کے برتنوں سے بھی منع فرما دیا مگر بعد میں برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی' البتہ نشہ پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ احتیاط یہی ہے کہ ایسے برتن نبیذ کے لیے استعمال نہ کیے جائیں۔

٥٦٢٨- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ.

۵۶۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣١) - **اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ** (التحفة ٣١)

باب:۳۱- کدو کے برتن اور تارکول لگے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحَمَّادٍ وَسُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - عَنِ

۵۶۳۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (کے نبیذ) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، الأشربة، الباب السابق، ح: ١٩٩٧/ ٥٢ من حديث وهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٥.

٥٦٢٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٥/ ٣٦ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٥ من حديث جرير بن عبدالحميد عن منصور عن إبراهيم النخعي من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٦.

٥٦٣٠ـ أخرجه البخاري، ح: ٥٥٩٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٩٩٤/ ٣٤ من حديث سليمان الأعمش به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٧.

النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهُ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ .

٥٦٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ .

۵۶۳۱- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِمَا .

۵۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِمَا .

۵۶۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

۵۶۳۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے برتن اور کدو کے

٥٦٣١ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب النهي عن نبيذ الأوعية، ح: ٣٤٠٤ من حديث شبابة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٨.

٥٦٣٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٩.

٥٦٣٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٠.

٥٦٣٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٤٩ من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤١.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ.

برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٢) - **ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ** (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٣٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ فَرْوَةَ، يُقَالُ لَهُ ابْنُ كُرْدِيٍّ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ.

۵۶۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: کھجور کی جڑ کو اندر سے کرید کرید کر برتن کی صورت دی جاتی ہے۔ اسے نقیر کہا جاتا تھا۔ یہ برتن بھی شراب بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس میں مسام نہیں ہوتے تھے، لہٰذا نشہ جلدی پیدا ہوتا تھا۔ شراب کی حرمت کے ساتھ ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا مگر بعد میں اس برتن کی اجازت دے دی گئی۔ (دیکھیے، روایت: ۵۵۵۰.)

٥٦٣٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ.

۵۶۳۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روغنی مٹکے، کدو کے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں بنائی گئی نبیذ پینے سے منع فرمایا۔

٥٦٣٥_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٨ من حديث عبدالخالق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٢.

٥٦٣٦_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٦/ ٤٥ من حديث المثنى بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٣.

فائدہ: مبادا اس میں نشہ ہو مگر ہلکا ہونے کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔ یہ حکم ابتدا میں تھا جب لوگ شراب کے رسیا تھے اور انھیں شراب سے روک دیا گیا تھا۔ معمولی نشہ ان کو محسوس نہیں ہوتا تھا۔ بعد میں جب نشے والی بات پرانی ہوگئی تو ان برتنوں میں نبیذ کی اجازت دے دی گئی' بشرطیکہ اس میں نشہ نہ ہو۔ یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔

(المعجم ٣٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳-کدو کے برتن' روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن کی نبیذ کی ممانعت

٥٦٣٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن' روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

٥٦٣٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجِرَارِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ.

۵۶۳۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹکوں' کدو کے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

٥٦٣٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَوْنِ بْنِ صَالِحٍ الْبَارِقِيِّ، عَنْ

۵۶۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا مشروب پینے سے منع فرماتے سنا

٥٦٣٧ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٤، وقع في الأصل: "سعيد عن محارب" والصواب: "شعبة عن محارب" كما في تحفة الأشراف، وجاء في الكبرٰى، ح: "سعيد بن محارب" كما في أصول المجتبٰى.

٥٦٣٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب نبيذ الجر، ح: ٣٤٠٨ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٥. * يحيى هو ابن أبي كثير، وله شاهد صحيح عند أبي نعيم في الحلية: ٣/ ٣٦.

٥٦٣٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٦، وللحديث شواهد.

زَيْنَبَ بِنْتِ نَصْرٍ وَجُمَيْلَةَ بِنْتِ عَبَّادٍ أَنَّهُمَا سَمِعَتَا عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ شَرَابٍ صُنِعَ فِي دُبَّاءٍ، أَوْ حَنْتَمٍ، أَوْ مُزَفَّتٍ لَا يَكُونُ زَيْتًا أَوْ خَلًّا.

جو کدو کے برتن یا روغنی مٹکے یا تارکول لگے ہوئے برتن میں تیار کیا گیا ہو، علاوہ زیتون کے تیل اور سرکے کے۔

فائدہ: ''علاوہ زیتون کے تیل کے'' یہ بات یاد رہے کہ تیل، خواہ زیتون کا ہو یا کسی اور چیز کا کسی بھی برتن میں ہو، استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ تیل میں نشہ پیدا ہونے کا امکان نہیں۔ اسی طرح سرکہ وغیرہ کیونکہ نہی کی وجہ تو نشہ ہے جو اس میں پیدا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣٤) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن اور روغنی مٹکے کی نبیذ پینے کی ممانعت

٥٦٤٠- أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

فائدہ: تفصیل دیکھیے، حدیث: ۵۵۵۰۔

٥٦٤١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَتْ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ فِيمَا يَنْبِذُونَ،

۵۶۴۱- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملا تو میں نے ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے آپ سے پوچھا کہ وہ کس برتن میں نبیذ

٥٦٤٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٨. * علي بن الحسن هو ابن شقيق، والحسين هو ابن واقد.

٥٦٤١- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء ... الخ، ح: ١٩٩٥/ ٣٧ من حديث القاسم بن الفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٧.

فَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالْحَنْتَمِ.

بنائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے انھیں کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن اور روغنی مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: وفد عبدالقیس کی یہ پہلی آمد ہے جو ۳ ہجری کے آخر یا ۴ ہجری کے شروع میں ہوئی کیونکہ اس میں قریش کی رکاوٹ کا ذکر ہے۔ دوسری آمد تو ۹ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس وقت تک مکہ فتح ہو چکا تھا اور قریش کی رکاوٹ ختم ہو چکی تھی۔ پہلی آمد جنگ احد کے بعد قریبی دور میں ہوئی اور یہ دور شراب کی حرمت کا تازہ دور تھا۔ اس دور میں شراب کے ساتھ ساتھ شراب والے برتن بھی ممنوع فرما دیے گئے تھے تاکہ شراب کی طرف ذہن نہ جائے۔ بعد میں جب شراب اسلامی معاشرے میں بھولی بسری ہو گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت بھی دے دی گئی، البتہ چونکہ یہ برتن مسام بند ہونے کی وجہ سے نشہ پیدا ہونے میں ممد ہیں، لہٰذا نبیذ بنانے کے لیے ان سے احتراز بہتر ہے۔ تاہم جب تک نشہ پیدا نہ ہو، ان برتنوں کی نبیذ حرام نہیں ہوگی، کیونکہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کر سکتا۔

٥٦٤٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيَ عَنِ الدُّبَّاءِ بِذَاتِهِ.

۵۶۴۲- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کدو کے برتن میں ذاتی طور پر نبیذ بنانے سے روکا گیا ہے۔

فائدہ: "ذاتی طور پر" یعنی خصوصاً اس میں نشے کا امکان زیادہ ہے۔ یا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کدو کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت نشے کی بنا پر نہیں بلکہ کدو کا برتن ہونے کی وجہ سے ہے، یعنی ہر حال میں منع ہے۔ لیکن یہ معنی دیگر احادیث کی بنا پر مرجوح ہیں۔ واللہ أعلم.

٥٦٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ - وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ - يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ

۵۶۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن، کدو کے برتن اور روغنی مٹکے میں نبیذ بنانے سے

٥٦٤٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٣٨/١٩٩٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٤٩.

٥٦٤٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٠.

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ نَبِيذِ النَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ. فِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

منع فرمایا۔ یہ ابن علیہ کی روایت میں ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ: وَذَكَرَتْ هُنَيْدَةُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذَةَ وَسَمَّتِ الْجِرَارَ، قُلْتُ لِهُنَيْدَةَ: أَنْتِ سَمِعْتِيهَا سَمَّتِ الْجِرَارَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

اسحاق نے کہا کہ ھنیدہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاذہ کی حدیث کے مثل بیان کیا ہے اور (مطلقاً) مٹکوں کا ذکر کیا۔ میں نے ھنیدہ سے کہا: تو نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے سنا' انھوں نے مٹکوں (مٹی کے گھڑوں) کا نام لیا تھا؟ اس (ھنیدہ) نے کہا: ہاں۔

٥٦٤٤- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ طَوْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقَيْسِيِّ، بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هُنَيْدَةَ بِنْتِ شَرِيكِ بْنِ أَبَانَ قَالَتْ: لَقِيتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِالْخُرَيْبَةِ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْعَكَرِ، فَنَهَتْنِي عَنْهُ - تَعْنِي - وَقَالَتْ: اِنْبِذِي عَشِيَّةً وَاشْرَبِيهِ غُدْوَةً، وَأَوْكِي عَلَيْهِ، وَنَهَتْنِي عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالْحَنْتَمِ.

۵۶۴۴- حضرت ھنیدہ بنت شریک بن ابان سے منقول ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خریبہ میں ملی۔ میں نے ان سے شراب کی باقی ماندہ میل کچیل (تل چھٹ) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس سے بھی منع کیا' نیز فرمایا: شام کو نبیذ بناؤ تو صبح کو پی لیا کرو۔ اور رات کو اس کا منہ باندھ کر رکھا کرو۔ اور انھوں نے مجھے کدو کے برتن' کھجور کی جڑ کے برتن' تارکول لگے برتن اور روغنی مٹکے سے بھی منع فرمایا۔

فائدہ: خریبہ بصرہ شہر کا ایک محلّہ ہے جسے بصرہ صغریٰ (چھوٹا بصریٰ) بھی کہا جاتا تھا۔

(المعجم ٣٥) - **اَلْمُزَفَّتَةُ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- تارکول لگے برتنوں کا بیان

٥٦٤٥- **أَخْبَرَنَا** زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُخْتَارَ ابْنَ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ

۵۶۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٤٤_[إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٥١. * طود مجهول الحال، وهنيدة مستورة الحال.

٥٦٤٥_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٢، ١١٩ عن عبدالله بن إدريس به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٢.

ﷺ عَنِ الظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ.

(المعجم ٣٦) - **ذِكْرُ الدَّلَالَةِ عَلَى النَّهْيِ لِلْمَوْصُوفِ مِنَ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا كَانَ حَتْمًا لَازِمًا لَا عَلَى تَأْدِيبٍ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-اس بات کی دلیل کہ مذکورہ برتنوں سے نہی قطعاً حرمت پر محمول تھی نہ کہ کراہت پر

٥٦٤٦- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر ٥٩: ٧]

٥٦٤٦-حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس ؓ سے سنا' ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کہ آپ نے کدو کے برتن' روغنی مٹکے' کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''رسول اللہ جو کچھ تمھیں دیں' وہ لے لو اور جس چیز سے تمھیں روکیں' اس سے رک جاؤ۔''

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ ان برتنوں سے نہی حرمت پر محمول ہے' کراہت پر نہیں۔ اور یہ بات مذکورہ آیت سے صاف ثابت ہو رہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ خود آپ ﷺ بھی بعد میں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت نہیں دے سکتے جو کہ صحیح ثابت ہے' لہٰذا محقق بات یہ ہے کہ آپ نے شراب کی تحریم کے ساتھ ان برتنوں کا استعمال حکماً روک دیا تھا۔ بعد میں جب شراب ختم ہوگئی تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی' البتہ چونکہ ایسے برتنوں میں نشہ جلدی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے' لہٰذا ان میں نبیذ بنانا بہتر نہیں۔ مجبوری ہو تو بنائی جا سکتی ہے مگر نشے سے بچانا ضروری ہے۔ نبیذ کے علاوہ ان برتنوں کا دیگر استعمال قطعاً صحیح ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اس طریقے سے تمام متعلقہ روایات میں تطبیق ہو جائے گی اور ہر روایت پر عمل ہو جائے گا۔ واللہ أعلم.

٥٦٤٦_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٤٦ من حديث منصور به، دون تلاوة الآية، ولعلها مدرجة، والله أعلم، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٣.

٥٦٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهَا يُقَالُ لَهُ أَنَسٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾. قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب ٣٣:٣٦] قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ.

۵۶۴۷-حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ ان کے چچازاد بھائی حضرت انس سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) یہ نہیں فرمایا: ''اور جو کچھ تمھیں اللہ کا رسول دے' وہ لے لو اور جس چیز سے روک دے' اس سے رک جاؤ۔'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ فرمایا ہے۔) پھر انھوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ''کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو وہ اپنا اختیار استعمال کرے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ فرمایا ہے۔) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کھجور کی جڑ کے برتن' تارکول لگے برتن' کدو کے برتن اور روغنی مٹکے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٧) - تَفْسِيرُ الْأَوْعِيَةِ (التحفة ٣٧)

باب:۳۷-مذکورہ برتنوں کی تفسیر

٥٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَاذَانَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْأَوْعِيَةِ وَفَسِّرْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ

۵۶۴۸-حضرت زاذان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی چیز بیان فرمائیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان برتنوں کے بارے میں سنی ہو۔ اس کی وضاحت بھی فرمائیے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حَنتم سے منع فرمایا اور اسے تم مٹکا کہتے ہو۔ اور دباء سے منع

٥٦٤٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٤، فيه مجهول ومجهولة، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٥٦٤٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٥٧ من حديث شعبة به، انظر الحديث المتقدم برقم: ٥٦٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٥.

وَهُوَ الَّذِي تُسَمُّونَهُ أَنْتُمُ الْجَرَّةَ، وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهُوَ الَّذِي تُسَمُّونَهُ أَنْتُمُ الْقَرْعَ، وَنَهٰى عَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ يَنْقُرُونَهَا، وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ.

فرمایا' جسے تم کدو کا برتن کہتے ہو۔ اور نقیر سے منع فرمایا۔ یہ کھجور کی جڑ ہوتی ہے جسے لوگ اندر سے کرید کرید کر برتن بنا لیتے ہیں' نیز آپ نے مزفت سے منع فرمایا اور یہ وہ برتن ہوتا ہے جسے تارکول یا لاکھ مل دی گئی ہو۔

فائدہ: مذکورہ برتنوں کی حیثیت کے متعلق محقق بات تو حدیث: ۵۶۴۶ کے تحت ذکر ہو چکی ہے مگر بعض ائمۂ مجتہدین' مثلاً: امام مالک' امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں جو حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بالا فرامین سے ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ان برتنوں میں اب بھی نبیذ بنانا حرام ہے اور ان برتنوں میں بنائی ہوئی نبیذ پینی منع ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے مگر اس سے بعض دوسری روایات متروک ہو جائیں گی جو نسخ پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ أعلم.

اَلْإِذْنُ فِي الْاِنْتِبَاذِ الَّذِي خَصَّهَا بَعْضُ الرِّوَايَاتِ الَّتِي أَتَيْنَا عَلٰى ذِكْرِهَا

بعض مخصوص برتنوں کا بیان جن میں نبیذ بنانے کی اجازت احادیث میں آئی ہے

(المعجم ٣٨) - اَلْإِذْنُ فِيمَا كَانَ فِي الْأَسْقِيَةِ مِنْهَا (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کی اجازت کا بیان

٥٦٤٩- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ حِينَ قَدِمُوا عَلَيْهِ، عَنِ الدُّبَّاءِ، وَ[عَنِ] النَّقِيرِ، وَعَنِ الْمُزَفَّتِ، وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ، وَقَالَ: «اِنْتَبِذْ فِي سِقَائِكَ، وَأَوْكِهِ وَاشْرَبْهُ حُلْوًا» قَالَ بَعْضُهُمْ: اِئْذَنْ لِي

۵۶۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو کدو کے برتن' کھجوڑ کی جڑ کے برتن' تارکول لگے برتن اور کٹے ہوئے منہ والے مشکیزے میں نبیذ بنانے سے روک دیا اور فرمایا: ''اپنے (معروف) مشکیزے میں نبیذ بناؤ اور اس کا منہ باندھ کر رکھو اور اسے میٹھی میٹھی پیو۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس جیسی (متغیر) نبیذ پینے کی بھی

٥٦٤٩_[صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩١ من حديث هشام بن حسان، ومسلم، ح: ١٩٩٣/ ٣٣ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٦.

يَارَسُولَ اللهِ! فِي مِثْلِ هٰذَا. قَالَ: «إِذًا تَجْعَلَهَا مِثْلَ هٰذِهِ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ يَصِفُ ذٰلِكَ.

اجازت دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو تو اسے ایسی (نشے والی) بنا لے گا۔'' آپ نے اسے بیان کرنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① قبیلۂ عبدالقیس' بحرین کے رہنے والے تھے جو اس دور میں یمن میں شمار ہوتا تھا۔ یمن کے علاقے میں اس وقت نشہ آور مشروب بہت زیادہ استعمال ہوتے تھے' اس لیے آپ نے ان کو خصوصی ہدایات ارشاد فرمائیں۔ ② ''کٹے ہوئے منہ والے'' کیونکہ منہ کٹا ہونے کی صورت میں وہ مٹکے جیسا بن جائے گا اور اس کا منہ باندھا نہیں جا سکے گا' لہٰذا اس میں نشے کا پتا نہیں چل سکے گا۔ منہ والے مشکیزے کا منہ باندھا جائے تو نبیذ میں نشہ پیدا ہونے کی صورت میں وہ مشکیزہ پھٹ جاتا ہے' لہٰذا نشے کا پتا چل جاتا ہے' اس لیے آپ نے نبیذ والے مشکیزے کا منہ باندھنے کا حکم دیا۔ ③ ''میٹھا میٹھا پیو'' یعنی اس کے ذائقے میں تبدیلی نہ آئی ہو کیونکہ تبدیلی کی صورت میں نشے کا امکان ہے۔ ④ ''اجازت دیجیے'' اس شخص نے بھی اشارے میں بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اشارے سے جواب دیا۔ اس اشارے کا صحیح تعین تو ناممکن ہے مگر مفہوم وہی ہے جو ترجمے میں بیان کیا گیا کہ اس نے ممنوع یا کم از کم مشکوک نبیذ پینے کی اجازت مانگی مگر آپ نے نشہ یا نشے کے خطرے کی وجہ سے اجازت نہ دی۔ واللہ أعلم۔

٥٦٥٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ: وَقَالَ أَبُوالزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَرِّ الْمُزَفَّتِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يَجِدْ سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيهِ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ.

۵۶۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے مٹکے' کدو کے برتن اور کھجور کی جڑ کے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو نبیذ بنانے کے لیے مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے کونڈے میں آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی تھی۔

٥٦٥١- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ -يَعْنِي الْأَزْرَقَ- قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،

۵۶۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے چمڑے کے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور جب مشکیزہ میسر نہ

٥٦٥٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٨/ ٦٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٧.

٥٦٥١ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٩/ ٦٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٨.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سِقَاءٌ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرِ بِرَامٍ قَالَ: وَنَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

ہوتا تو پتھر کے کونڈے میں آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے مٹکے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٥٢- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجَرِّ، وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۵۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، (روغنی) مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٩) - اَلْإِذْنُ فِي الْجَرِّ خَاصَّةً (التحفة ٣٩)

باب:۳۹- مٹکے میں خصوصی اجازت کا بیان

٥٦٥٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْجَرِّ غَيْرَ مُزَفَّتٍ.

۵۶۵۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے مٹکے میں نبیذ بنانے کی اجازت دی ہے جس کو تارکول (یا روغن) نہ لگایا گیا ہو۔

(المعجم ٤٠) - اَلْإِذْنُ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا (التحفة ٤٠)

باب:۴۰- (مذکورہ برتنوں میں سے) ہر ایک میں اجازت کا بیان

٥٦٥٤- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ

۵۶۵۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں (تین دن

٥٦٥٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٩.

٥٦٥٣_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٣، ومسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ٢٠٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٠.

٥٦٥٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤٣٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦١.

رُزَيْقٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا، وَمَنْ أَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُورِ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، وَاشْرَبُوا وَاتَّقُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

سے زائد) قربانیوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرمایا تھا۔ اب (تمھیں اجازت ہے) سفر میں ساتھ لے کر جاؤ یا محفوظ کر کے رکھو۔ اسی طرح جو شخص قبروں کی زیارت کو جانا چاہے، وہ جا سکتا ہے کیونکہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ اسی طرح (جس برتن کی نبیذ چاہو) پیو لیکن ہر نشہ آور مشروب سے بچو۔"

٥٦٥٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

۵۶۵۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ اب تم زیارت کو جا سکتے ہو۔ میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کے گوشت (کھانے) سے روکا تھا، اب تم جب تک چاہو رکھ سکتے ہو۔ اور میں نے تمھیں مشکیزے کے علاوہ دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانے سے روکا تھا، اب تم سب برتنوں میں (نبیذ بنا کر) پی سکتے ہو لیکن نشہ آور مشروب نہ پینا۔"

فائدہ: یہ حدیث سابقہ حدیث سے زیادہ واضح ہے اور یہ حدیث اس بات میں صریح ہے کہ مذکورہ برتنوں میں نبیذ بنانے سے روکنے کا حکم ابتدا میں دیا گیا تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ جس طرح زیارت قبور اور قربانی کے گوشت کی پابندی منسوخ ہو چکی ہے اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے، اسی طرح برتنوں کی پابندی بھی منسوخ ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے اور یہی درست ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۵۶۴۶، نیز یہ نسخ کی سب سے بہترین صورت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنا سابقہ حکم منسوخ ہونے کی صراحت فرما دی اور نیا حکم جاری کر دیا۔ ایسے نسخ میں کوئی شک نہیں رہتا۔ یہ حدیث سنداً بھی اعلیٰ درجے کی صحیح ہے کیونکہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

٥٦٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ

۵۶۵۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٦٥٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٢.

٥٦٥٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٣.

عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا مِنْهَا مَا شِئْتُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ [عَنِ] الْأَشْرِبَةِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي أَيِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین چیزوں سے روکا تھا: قبروں کی زیارت سے۔ اب تم زیارت کیا کرو کیونکہ امید ہے قبروں کی زیارت تمھاری نیکی میں اضافے کا باعث ہوگی۔ (یا لیکن قبروں کی زیارت سے تمھاری نیکی میں اضافہ ہونا چاہیے۔) میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کے گوشت (کھانے) سے روکا تھا۔ اب جب تک چاہو کھاؤ۔ اور میں نے تمھیں چند برتنوں میں نبیذ وغیرہ بنانے سے روکا تھا' اب تم جس برتن میں چاہو بناؤ اور پیو لیکن نشہ آور مشروب نہ پیو۔''

فائدہ: ''لیکن قبروں کی زیارت' یعنی قبروں کی زیارت کا مقصد صرف تبرک نہیں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے کہ صالحین کی قبور کی زیارت صرف تبرک کے لیے کی جاتی ہے بلکہ قبروں کی زیارت آخرت کو یاد کرنے' موت اور قبر کی طرف متوجہ ہونے اور اصلاح اعمال کے لیے ہونی چاہیے۔

٥٦٥٧- **أَخْبَرَنَا** أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَانْتَبِذُوا فِيمَا بَدَا لَكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَكُلَّ مُسْكِرٍ».

۵۶۵۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں بعض برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے روکا تھا۔ اب جس برتن میں چاہو نبیذ بناؤ لیکن ہر نشہ آور چیز سے بچو۔''

٥٦٥٨- **أَخْبَرَنَا** أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ مَرْوَزِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُبَيْدٍ الْكِنْدِيُّ

۵۶۵۸- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر فرما رہے تھے کہ ایک قوم کے ہاں ٹھہرے۔ آپ نے ان میں شور وغل سنا تو فرمایا:

٥٦٥٧- **[صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٤، وتقدمت طرفه، ح: ٢٠٣٤، ٢٠٣٥ وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

٥٦٥٨- **[إسناده حسن]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٥، وانظر الحديث السابق.

الْخُرَاسَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَسِيرُ إِذْ حَلَّ بِقَوْمٍ فَسَمِعَ لَهُمْ لَغَطًا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا الصَّوْتُ؟» قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! لَهُمْ شَرَابٌ يَشْرَبُونَهُ فَبَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ تَنْتَبِذُونَ؟» قَالُوا: نَنْتَبِذُ فِي النَّقِيرِ وَالدُّبَّاءِ وَلَيْسَ لَنَا ظُرُوفٌ فَقَالَ: «لَا تَشْرَبُوا إِلَّا فِيمَا أَوْكَيْتُمْ عَلَيْهِ» قَالَ: فَلَبِثَ بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَلْبَثَ ثُمَّ رَجَعَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا هُمْ قَدْ أَصَابَهُمْ وَبَاءٌ وَصُفْرَةٌ، قَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ»؟ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَرْضُنَا وَبِيئَةٌ وَحَرَّمْتَ عَلَيْنَا إِلَّا مَا أَوْكَيْنَا عَلَيْهِ، قَالَ: «اِشْرَبُوا، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

''یہ کیسی آواز ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ ایک قسم کا مشروب پی رہے ہیں۔ آپ نے ان کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا: ''تم کس چیز میں نبیذ بناتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم کھجور کی جڑ کے برتن اور کدو کے برتن میں نبیذ بناتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اور برتن نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''صرف ایسے برتن سے پیو (ایسے برتن میں نبیذ بناؤ) جس کا منہ تسمے سے باندھ سکو۔'' اس بات کو کچھ عرصہ گزرا جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر آپ دوبارہ اس قوم کے پاس گئے تو دیکھا کہ ان کو بیماری لاحق ہو چکی ہے اور وہ زرد ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا ہے، تم تو قریب المرگ نظر آتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہمارا علاقہ وبا والا ہے جبکہ آپ نے ہم پر مشکیزے کی نبیذ کے علاوہ ہر نبیذ حرام فرما دی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''(جس برتن میں چاہو بنا کر) پیو لیکن ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سابقہ نہی و ممانعت کے نسخ کا بیان ہے۔ پہلے آپ نے انھیں یہ حکم ارشاد فرمایا تھا کہ ایسے برتنوں میں نبیذ بنایا کرو جن کے منہ تسمے یا دھاگے وغیرہ سے بند کر کے باندھے جا سکتے ہوں۔ پھر بعدازاں آپ نے یہ پابندی نرم کر دی اور صرف یہ پابندی برقرار رکھی کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ ② شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے نقصانات میں سے چند یہ ہیں: غل غپاڑہ مچانا' ہذیان بکنا' اونچی اونچی بولنا' حرمتوں کو پامال کرنا' بے ہودگی اور آوارگی کا مظاہرہ کرنا' دیوانگی اور عشق و فریفتگی کا مظہر بن جانا' خواہشات کی پیروی کرنا اور بے حیا بن جانا۔ ③ نشہ آور مشروبات و مطعومات اس لیے بھی ناجائز ہیں کہ ان کے استعمال سے انسانی عقل و شعور ماؤف ہو جاتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صاحب شعور بنایا ہے۔ انسانی شرف و کمال میں عقل و خرد کا بہت زیادہ عمل دخل ہے بلکہ دیگر جانداروں سے' اسے امتیاز عقل و شعور ہی کی وجہ سے ہے۔ اور نشہ عقل کا دشمن ہے' لہٰذا یہ حرام ہے۔

٥٦٥٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا نَهَى عَنِ الظُّرُوفِ شَكَتِ الْأَنْصَارُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَلَا إِذًا».

٥٦٥٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بعض برتنوں کے استعمال سے روک دیا تو انصار نے دست بستہ عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس اور برتن (زیادہ تعداد میں) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر کوئی حرج نہیں۔''

فائدہ: گویا یہ پابندی کچھ عرصے تک رہی۔ لوگوں کی تکلیف کو محسوس فرماتے ہوئے بعد میں آپ نے پابندی اٹھالی۔

(المعجم ٤١) - مَنْزِلَةُ الْخَمْرِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- شراب کی قباحت

٥٦٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

٥٦٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ آپ نے ان دونوں کو دیکھا۔ پھر دودھ (والا پیالہ) پکڑ لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو فطری چیز اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر آپ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی امت (مجموعی طور پر) گمراہ ہو جاتی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب بہت بری اور گندی چیز ہے کیونکہ یہ گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے تو جو چیز دین سے دور کرنے والی اور گمراہی کا سبب ہو اس کے گندا ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا

٥٦٥٩_ أخرجه البخاري، ح: ٥٥٩٢ (انظر الحديث المتقدم: ٥٦٥٣) من حديث الزبيري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٦.

٥٦٦٠_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "أسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام"، ح: ٤٧٠٩ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الأشربة، باب جواز شرب اللبن، ح: ١٦٨ قبل، ح: ٢٠١٠ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٧.

ہے۔ ② ''جس رات'' یہ مکی زندگی کے آخری دور کی بات ہے۔ گویا معراج کے وقت ہی آپ کو اشارہ فرما دیا گیا کہ شراب حرام ہوگی اگرچہ حرمت کا حکم اپنے مقررہ وقت پر اترا' یعنی ۳ ہجری میں۔ ③ ''دودھ پکڑ لیا'' گویا آپ پہلے سے شراب جیسی قبیح چیز سے نفرت فرماتے تھے اور کوئی بھی عاقل اور سنجیدہ شخص عقل کو مغلوب کرنے والی چیز کو بخوبی پسند نہیں کر سکتا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام سے بھی آنکھوں آنکھوں میں مشورہ فرمایا۔ انھوں نے بھی دودھ ہی کی طرف اشارہ کیا۔ ④ ''اللہ کا شکر ہے'' کیونکہ شراب قبول کرنے کی صورت میں شراب حلال رہتی اور حرمت کا حکم نہ آتا۔ گویا یہ پیشکش اور آپ کی قبولیت دراصل اظہار تھا اس بات کا کہ اسلام دین فطرت ہے اور اس میں کوئی حکم خلاف فطرت نہیں آ سکتا۔ جو شخص اصل فطرت انسانیہ پر قائم ہے' وہ مسلمان ہے۔ دین اسلام' فطرت انسانیہ ہی کی تفصیل ہے۔ ⑤ ''فطری چیز'' کیونکہ دودھ انسان کی بہترین خوراک ہے۔ ابتدا میں تو بچے کو سوائے دودھ کے کوئی خوراک مفید ہی نہیں اور بعد میں دودھ واحد مشروب ہے جو کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفایت کر سکتا ہے اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ کرتا ہے۔ ⑥ ''گمراہ ہو جاتی'' اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔ شراب پینے والی سب قومیں گمراہ ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ مغلوب العقل شخص کیسے صحیح فیصلہ کر سکتا ہے؟ ایسے لوگوں سے حکومتیں چھن جاتی ہیں اور وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اگر پوری قوم ہی شرابی ہو تو نتائج اس سے بھی زیادہ ہولناک ہوتے ہیں اور قوم من حیث المجموع گمراہ و تباہ ہو جاتی ہے۔

٥٦٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ حَفْصٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَشْرَبُ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۵۶۶۱- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اعلام نبوت میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح خبر دی' بعد از اں بعینہ اسی طرح ہوا۔ آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مختلف ناموں سے شراب پیتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② یہ حدیث مبارکہ ہر قسم کی شراب کی حرمت کی صریح دلیل ہے۔ اس کی حرمت پر امت مسلمہ کا

٥٦٦١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٨.

اجماع ہے۔ والحمد لله علی ذلك. ہاں! البتہ ایک فرقہ ایسا ہے جو صرف انگور سے کشید کردہ شراب کو شراب مانتا اور ہے' اس کے علاوہ دیگر مسکرات کو شراب نہیں کہتا۔ اس فرقے نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس فرقے کا کہنا یہ بھی ہے کہ ''تھوڑی سی'' پی لینے سے کچھ نہیں ہوتا' اتنی سی مقدار حلال ہے۔ حرام صرف وہ مقدار ہے جو نشہ چڑھا دے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ. ③ یہ حدیث اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو شخص یا گروہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حیلوں بہانوں سے حلال کرے اس کے لیے شدید وعید ہے' خواہ وہ اس کا نام بدل دے یا کوئی اور حیلہ تراشے۔ حرمت شراب کی اصل علت اور سبب خمار اور نشہ ہے' لہٰذا جس چیز سے خمار اور نشہ چڑھ جائے وہ حرام قرار پائے گی' چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

(المعجم ٤٢) - ذِكْرُ الرِّوَايَاتِ الْمُغَلِّظَاتِ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- وہ روایات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے

٥٦٦٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ شَارِبُهَا حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۵۶۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ اور جب کوئی شخص ڈاکا ڈالتا ہے کہ لوگ دہشت سے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن نہیں رہتا۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مقصود یہ ہے کہ یہ کام ایمان کے منافی ہیں۔ ایمان ان کاموں کو گوارا نہیں کرتا' بلکہ وہ ان سے روکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی کبیرہ گناہ مسلمان کو کافر نہیں بناتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۸۷۳۔ ② اس روایت سے شراب نوشی کبیرہ گناہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسے ایمان کے منافی بتلایا گیا ہے۔ ویسے بھی شراب پینا حد کو واجب کرتا ہے اور حد والا فعل قطعاً گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

٥٦٦٢ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب النهبٰى بغير إذن صاحبه، ح: ٢٤٧٥، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ونفيه عن المتلبس بالمعصية . . . الخ، ح: ٥٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٩.

جس طرح زنا، چوری اور ڈاکا کبائر میں شامل ہیں اسی طرح شراب نوشی بھی کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ''دیکھتے رہ جاتے ہیں'' یعنی بے بسی کی بنا پر مقابلہ نہیں کر سکتے۔

٥٦٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ حَدَّثُونِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ الْمُسْلِمُونَ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۵۶۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور ڈاکو عظیم الشان ڈاکا مارتے وقت کہ مسلمان اس کی طرف دیکھتے ہی رہ جائیں، مومن نہیں رہتا۔''

فائدہ: ''مومن نہیں رہتا'' البتہ جب وہ ان کاموں سے نکل جاتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے، یعنی وہ کافر نہیں ہو جاتا بلکہ مسلمان ہی رہتا ہے، البتہ ان کاموں کے دوران میں اس سے نور ایمان چھن جاتا ہے اور جب ان کاموں سے باز آ جاتا ہے تو پھر نور ایمان واپس آ جاتا ہے۔ اس حدیث کا یہ مفہوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔

٥٦٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَنَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالُوا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

۵۶۶۴- حضرت ابن عمر اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے، اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر شراب پیے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر پی لے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ اور اگر (چوتھی دفعہ) پھر پی بیٹھے تو اسے قتل کر دو۔''

٥٦٦٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥١٧٠.

٥٦٦٤ـ [صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥١٧١، أخرجه أبوداود، الحدود، باب: إذا تتابع في شرب الخمر، ح: ٤٤٨٣ من طريق آخر عن نافع عن ابن عمر به، وانظر الحديث الآتي.

فَاجلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاقْتُلُوهُ».

٥٦٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ» ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ»

۵۶۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' پھر نشہ کرے تو پھر کوڑے لگاؤ' پھر نشہ کرے تو پھر بھی کوڑے لگاؤ۔ اگر چوتھی دفعہ نشہ کرے تو اس کی گردن اتار دو۔''

٥٦٦٦- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا أُبَالِي شَرِبْتُ الْخَمْرَ أَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُونِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۵۶۶۶- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھے کوئی پروانہیں کہ میں شراب پیوں یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس ستون کی عبادت کروں۔

فوائد ومسائل: ① ''پروانہیں'' یعنی میرے نزدیک یہ دونوں کام ایک برابر ہیں کیونکہ شراب پی کر عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔ انسان اس حالت میں بھی گناہ کر سکتا ہے حتیٰ کہ شرک بھی' اسی لیے تو شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔ جس طرح شرک انسان کی تمام نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے' اسی طرح شرابی شخص بھی آہستہ آہستہ تمام نیکیاں چھوڑ بیٹھتا ہے اور تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ شراب پینا شرک وکفر ہے بلکہ صرف تشبیہ مقصود ہے' جیسے ماں اپنے بیٹے کو کہتی ہے کہ یہ تو میرا چاند ہے۔ ② ''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر'' یا اللہ تعالیٰ کے سوا' یعنی اس کی پوجا کے ساتھ ساتھ ستون کی بھی پوجا کروں اور یہ دونوں صورتیں شرک اور کفر ہیں۔

٥٦٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من شرب الخمر مرارًا، ح: ٢٥٧٢ من حديث شبابة بن سوار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣١، وابن حبان، ح: ١٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٧١، ووافقه الذهبي.

٥٦٦٦ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٣ . * في جميع النسخ: "وائل بن بكر" والصواب: "وائل أبي بكر" وهو ابن داود كما في تحفة الأشراف، وجامع المسانيد، والسنن لابن كثير: ٦٦٠/١٤ .

(المعجم ٤٣) - ذِكْرُ الرِّوَايَةِ الْمُبَيِّنَةِ عَنْ صَلَوَاتِ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-شرابی کی نمازوں کی حالت بیان کرنے والی روایت

٥٦٦٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنِ بْنِ عَلَّاقٍ دِمَشْقِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ: أَنَّ ابْنَ الدَّيْلَمِيِّ رَكِبَ يَطْلُبُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. قَالَ ابْنُ الدَّيْلَمِيِّ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو! رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ شَأْنَ الْخَمْرِ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي فَيَقْبَلَ اللهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا».

۵۶۶۷-حضرت ابن دیلمی (گھوڑے پر) سوار حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو تلاش کر رہے تھے۔انھوں نے کہا کہ میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کی بابت کچھ بیان فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت میں سے جو شخص شراب پیے گا' اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔''

فائدہ: نماز کی قبولیت سے مراد نماز کا ثواب ملنا ہے۔ گویا شراب پینے والے کو چالیس دن تک اس کی نماز کا ثواب نہیں ملے گا اگرچہ وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور اس پر قضا واجب نہیں ہوگی۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے چالیس دن کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ شراب کا اثر جسم میں چالیس دن تک رہتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٥٦٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: الْقَاضِي إِذَا أَكَلَ الْهَدِيَّةَ فَقَدْ أَكَلَ السُّحْتَ، وَإِذَا قَبِلَ الرِّشْوَةَ بَلَغَتْ بِهِ الْكُفْرَ. وَقَالَ مَسْرُوقٌ: مَنْ

۵۶۶۸-حضرت مسروق نے کہا کہ جب قاضی تحفہ وصول کرے تو اس نے حرام کھایا اور جب رشوت قبول کرلے تو یہ اس کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ اور مسروق نے (یہ بھی) کہا کہ جس شخص نے شراب پی' اس نے کفر کیا۔ اور اس کا کفر یہ ہے کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

٥٦٦٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٣٩، أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٣٧٧ من طريق آخر عن ابن الديلمي به، انظر الحديث الآتي: ٥٦٧٣.

٥٦٦٨- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٥. ※ الحكم بن عتيبة عنعن، تقدم، ح: ١٧١٥.

شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَدْ كَفَرَ، وَكُفْرُهُ أَنْ لَّيْسَ لَهُ صَلَاةٌ.

(المعجم ٤٤) - **ذِكْرُ الْآثَامِ الْمُتَوَلِّدَةِ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ مِنْ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ وَمِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ وَمِنْ وُقُوعٍ عَلَى الْمَحَارِمِ** (التحفة ٤٤)

٥٦٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِّمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا وَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ حَتّٰى أَفْضٰى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَأْسًا فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَالَ: زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا وَاللّٰهِ! لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا

باب:۴۴-ان گناہوں کا ذکر جو شراب پینے کے نتیجے میں صادر ہو سکتے ہیں' مثلاً: نماز کا ترک' کسی بے گناہ جان کا قتل اور حرام کاریوں کا ارتکاب وغیرہ

۵۶۶۹-حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان ؓ کو فرماتے سنا: شراب سے بچو۔ یہ تمام خرابیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک بہت بڑا عابد شخص تھا۔ ایک بدکار عورت اس کے پیچھے پڑ گئی (اور اسے پھانسنا چاہا)۔ اس نے اپنی لونڈی کو عابد کی طرف بھیجا اور کہا کہ ہم آپ کو ایک گواہی کے سلسلے میں بلانا چاہتے ہیں۔ وہ عابد لونڈی کے ساتھ چل پڑا۔ جب وہ کسی دروازے میں داخل ہو جاتا تو وہ پیچھے سے بند کر دیتی (اور تالا لگا دیتی) حتیٰ کہ وہ ایک خوب صورت عورت کے پاس پہنچ گیا جس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک شراب کا مٹکا۔ وہ عورت کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں نے آپ کو کسی گواہی کے لیے نہیں بلایا بلکہ میں نے تو اس لیے بلایا ہے کہ آپ مجھ سے بدکاری کریں یا یہ شراب پی لیں یا پھر اس لڑکے کو قتل کر دیں۔ اس عابد نے (سوچ کر) کہا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دے۔ اس نے اسے شراب کا ایک گلاس پلا دیا۔ وہ

٥٦٦٩ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٦، وانظر الحديث الآتي.

لَيُوشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ.

(نشے میں آ کر) کہنے لگا: مجھے اور پلاؤ۔ وہ پیتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس عورت کے ساتھ بدکاری بھی کر لی اور اس لڑکے کو بھی مار دیا' لہٰذا شراب سے بچو۔ اللہ کی قسم! شراب پر ہمیشگی و دوام اور ایمان اکٹھے نہیں ہوں گے مگر ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دے گا۔

فوائد و مسائل: ① ''پیچھے پڑ گئی'' یعنی اس پر عاشق ہو گئی۔ یا اس کو گمراہ کرنے کے درپے ہو گئی۔ ② ''گلاس پلا دے'' یہ سوچ کر کہ یہ ان تینوں میں سے چھوٹا گناہ ہے اور جان بچانے کے لیے اس کا ارتکاب جائز ہو گا، یا بڑے گناہ سے بچنے کے لیے چھوٹا گناہ کرنے کی گنجائش ہے۔ ③ ''مجھے اور پلاؤ'' کیونکہ شراب کا ایک گھونٹ دوسرے کی طرف کھینچتا ہے حتیٰ کہ ایک دفعہ پی لینے والا اس کا عادی بن جاتا ہے۔ ④ ''مار ڈالا'' نشے میں عقل پر قابو نہ رہا۔ زنا کر بیٹھا اور پھر راز افشا ہونے کے ڈر سے لڑکے کو بھی مار ڈالا۔ ⑤ ''نکال دے گا'' اگر ایمان قوی ہوا تو ایک دفعہ پی لینے والے کو دوبارہ نہیں پینے دے گا اور اگر ایمان کمزور ہوا تو شراب آہستہ آہستہ اس سے ایمان کو نکال دے گی' یعنی وہ شخص ایمان کے تمام کام چھوڑ دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب کو ام الخبائث' یعنی تمام خرابیوں' قباحتوں اور شرعی و اخلاقی رذائل اور گناہوں کی ماں اور جڑ قرار دیا گیا ہے۔ اسے ہمیشہ پینے والا نہ صرف تمام شرعی و اخلاقی کمالات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے بلکہ دائرۂ انسانیت سے نکل کر دائرۂ حیوانیت میں جا پہنچتا ہے۔ ⑥ شراب نوشی کی نحوست یہ ہے کہ اس سے انسان کے قلب و ذہن سے ایمان زائل ہو جاتا ہے اور یہ خوفناک آفت ہے۔ اگر انسان کے پاس دولتِ ایمان ہی نہ ہو تو اس سے بڑی شقاوت اور بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے؟

٥٦٧٠- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ: اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا

۵۶۷۰- حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: شراب سے دور رہو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک بڑا عابد شخص تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ (پھر راوی نے حسب سابق روایت بیان کی۔) پھر فرمایا: شراب سے دور

٥٦٧٠- **[إسناده صحيح]** أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٧، ٢٨٨ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٧.

قَبْلَكُمْ يَتَعَبَّدُ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. قَالَ: فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَا يَجْتَمِعُ وَالْإِيمَانُ أَبَدًا إِلَّا يُوشِكُ أَحَدُهُمَا أَنْ يُّخْرِجَ صَاحِبَهُ.

رہو۔ اللہ کی قسم! شراب اور ایمان کسی شخص میں اکٹھے نہیں ہوں گے مگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو نکال باہر کرے گا۔

٥٦٧١- **أَخْبَرَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْعَلَاءِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ - عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَمْ يَنْتَشِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ مَّا دَامَ فِي جَوْفِهِ أَوْ عُرُوقِهِ مِنْهَا شَيْءٌ، وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا، وَإِنِ انْتَشَى لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَإِنْ مَاتَ فِيهَا مَاتَ كَافِرًا.

۵۶۷۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس شخص نے شراب پی لیکن وہ نشے میں مدہوش نہ ہوا تو جب تک وہ شراب ذرہ بھر بھی اس کے پیٹ یا رگوں میں رہے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ اس حال میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔ اور اگر وہ نشے میں بدمست ہوگیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ اس دوران میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔

خَالَفَهُ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ.

یزید بن ابوزیاد نے اس (فضیل) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ فضیل بن عمرو نے یہ روایت بیان کی تو عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ کہا' یعنی اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مسند قرار دیا جب کہ یزید بن ابوزیاد نے مجاہد سے یہ روایت بیان کی تو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو کہا' یعنی اس کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مسند کے طور پر بیان کیا۔ واللہ أعلم. ② ''کافر کی موت'' کیونکہ نماز قبول نہ ہونے کی وجہ سے وہ کافر جیسا ہوگیا اور یہ انتہائی قبیح صورت ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

٥٦٧٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ يَزِيدَ؛ ح:

۵۶۷۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے اور

٥٦٧١- **[إسناده صحيح موقوف]** وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٨. * فضيل هو ابن عمرو النقيمي.

٥٦٧٢- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني: ١٢/ ٤٠٤، ح: ١٣٤٩٢ من حديث واصل بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٩، واللفظ لواصل * يزيد بن أبي زياد ضعيف مختلط مدلس.

وَأَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَعَلَهَا فِي بَطْنِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَلَاةً سَبْعًا، إِنْ مَاتَ فِيهَا» وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «فِيهِنَّ مَاتَ كَافِرًا فَإِنْ أَذْهَبَتْ عَقْلَهُ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ الْفَرَائِضِ». وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «الْقُرْآنِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِنْ مَاتَ فِيهَا». وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «فِيهِنَّ مَاتَ كَافِرًا».

اسے اپنے پیٹ میں ڈالے اللہ تعالیٰ سات دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ ان سات دنوں میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔ اور اگر شراب نے اس کی عقل ماردی اور وہ کسی قرآنی فریضے کے ترک کا مرتکب ہوگیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ اس دوران میں مرگیا تو کافر کی موت مرے گا۔

(المعجم ٤٥) - تَوْبَةُ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵-شرابی کی توبہ کیسے ہوگی؟

٥٦٧٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ بِالطَّائِفِ يُقَالُ لَهُ الْوَهْطُ وَهُوَ مُخَاصِرٌ فَتًى مِّنْ قُرَيْشٍ يُزَنُّ ذٰلِكَ الْفَتٰى بِشُرْبِ الْخَمْرِ

۵۶۷۳- حضرت عبداللہ بن دیلمی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کے پاس حاضر ہوا تو وہ طائف میں اپنے ایک باغ میں تھے جسے وہط کہا جاتا تھا۔ وہ اس وقت ایک قریشی نوجوان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے جا رہے تھے۔ اس نوجوان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ شرابی ہے۔ وہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص نے ایک دفعہ شراب پی' چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ اگر دوبارہ پیے تو

٥٦٧٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٨، وله طرق أخرٰى، انظر، ح: ٥٦٦٧ وغيره.

فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ تَوْبَةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». اَللَّفْظُ لِعَمْرٍو.

پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اگر پھر بھی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ لیکن اگر پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ قیامت کے دن ضرور اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے گا۔''

(حدیث کے) یہ لفظ عمرو کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے یہ روایت دو استادوں: قاسم بن زکریا بن دینار اور عمرو بن عثمان سے بیان کی ہے۔ حدیث کے مذکورہ الفاظ استاد عمرو بن عثمان کے ہیں جبکہ استاد قاسم بن زکریا بن دینار نے روایت بالمعنی بیان کی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ سے ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کفر وشرک اور نفاق سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہو سکتا ہے؟ اور یہ سارے کے سارے گناہ بھی سچی' کھری اور خالص توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں' نیز گناہ سرزد ہونے کے فوراً بعد توبہ کرنا' قبولیت توبہ کی شرط نہیں' تاہم افضل ضرور ہے۔ ③ حدیث میں مذکور سزا' محض شراب نوشی کی ہے' خواہ نشہ چڑھے یا نہ چڑھے اور خواہ شراب تھوڑی پی ہو یا زیادہ۔ ④ ''وَھْطَ'' یہ ان کا وسیع وعریض باغ تھا جو ان کو اپنے والد محترم سے ورثے میں ملا تھا۔ اس کی مسافت بہت زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اکثر انگور کی بیلیں تھیں۔ ⑤ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت میں (شراب پینے کی) سزا نہیں دے گا۔ ممکن ہے اگر وہ چالیس دن کے اندر توبہ کر لے تو اس کی نمازیں بھی قبول ہونا شروع ہو جائیں کیونکہ توبہ، گناہ اور اس کے اثرات کو مٹا دیتی ہے۔ ⑥ ''قسم کھا رکھی ہے'' یعنی تیسری دفعہ توبہ قبول نہیں ہوگی بلکہ اسے آخرت میں شراب پینے کی سزا ملے گی لیکن یہ بھی تب ہے جب اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ ⑦ تیسری دفعہ توبہ قبول نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے جنت سے مستقلاً محروم کر دیا جائے گا کیونکہ یہ تو صرف کافر کے ساتھ خاص ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب پینے کی سزا ضرور دی جائے گی۔ اس کے بعد جنت یا جہنم کوئی بھی اس کا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ ⑧ ''جہنمیوں کی پیپ'' عربی میں لفظ طينة الخبال استعمال فرمایا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس کی تفسیر جہنمیوں کے زخموں کی پیپ اور لہو سے کی گئی ہے' اس لیے یہ ترجمہ کیا گیا ورنہ یہ لفظی ترجمہ نہیں۔

٥٦٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ

۵۶۷۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ

٥٦٧٤_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب قول الله تعالى: "إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس"، ح: ٥٥٧٥، ومسلم، الأشربة، باب عقوبة من شرب الخمر إذا لم يتب منها ... الخ، ح: ٢٠٠٣/٧٦، ٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/٨٤٦، والكبرٰى، ح: ٥١٨١.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا اور اس سے توبہ نہیں کرے گا' وہ آخرت میں جنتی شراب سے محروم رہے گا۔''

(المعجم ٤٦) - اَلرِّوَايَةُ فِي الْمُدْمِنِينَ فِي الْخَمْرِ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- عادی شراب نوشوں کے متعلق حدیث کا بیان

٥٦٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ نُبَيْطٍ، عَنْ جَابَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ، وَلَا عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ».

٥٦٧٥- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''احسان جتلانے والا' ماں باپ کا نافرمان اور عادی شراب نوش جنت میں نہیں جائیں گے۔''

فائدہ: ''نہیں جائیں گے'' یعنی اولیں طور پر جنت میں نہیں جائیں گے ورنہ سزا بھگتنے کے بعد تو کوئی چیز دخول جنت سے رکاوٹ نہیں۔ گویا یہ جرم ناقابل معافی ہیں۔ ان کی سزا ضرور ملے گی۔ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ. نیز ان تینوں سے مراد وہ اشخاص ہیں جو ان گناہوں کے عادی ہوں اور موت تک ان پر کاربند رہے ہوں ورنہ کبھی کبھار صدور تو قابل معافی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا، نیز توبہ گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔

٥٦٧٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

٥٦٧٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیتا اور مرتے دم تک اس کا عادی رہا' اس سے توبہ نہیں کی' وہ

٥٦٧٥_ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠١ عن محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٢، ١٣٨٣، وللحديث شواهد.

٥٦٧٦_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٣ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٣.

ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

آخرت میں جنتی شراب نہیں پی سکے گا۔"

٥٦٧٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

۵۶۷۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دنیا میں شراب پیے اور موت تک پیتا رہے (توبہ نہ کرے) وہ آخرت میں جنتی شراب نہیں پیے گا۔"

٥٦٧٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: مَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ نُضِحَ فِي وَجْهِهِ بِالْحَمِيمِ حِينَ يُفَارِقُ الدُّنْيَا.

۵۶۷۸-حضرت ضحاک نے فرمایا: جو شخص شراب کا عادی رہا اور اسی حال میں مر گیا' جب وہ دنیا سے رخصت ہو گا تو اس کے چہرے پر گرم پانی ڈالا جائے گا۔

(المعجم ٤٧) - تَغْرِيبُ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۷-شرابی کو جلاوطن کرنا

٥٦٧٩- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: غَرَّبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۵۶۷۹-حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب پینے کی بنا پر خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا مگر وہ (رومی بادشاہ) ہرقل کے ہاں چلا گیا اور عیسائی بن گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج کے بعد میں کسی مسلمان کو

٥٦٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٤.

٥٦٧٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٥. * عبدالله هو ابن المبارك، والحسن بن يحيى هو البصري، سكن خراسان.

٥٦٧٩- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٦، ومصنف عبدالرزاق: ٩/ ٢٣٠، ٢٣١، ح: ١٧٠٤٠. * الزهري عنعن، وله شاهد عند عبدالرزاق: ٧/ ٣١٤، ح: ١٣٣٢٠، وسنده ضعيف منقطع.

رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ فِي الْخَمْرِ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا أُغَرِّبُ بَعْدَهُ مُسْلِمًا.

جلاوطن نہیں کروں گا۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الَّتِي اعْتَلَّ بِهَا مَنْ أَبَاحَ شَرَابَ الْمُسْكِرِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- وہ احادیث جن سے بعض لوگوں نے نشہ آور مشروب پینے کا جواز نکالا ہے

٥٦٨٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ نِيَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْرَبُوا فِي الظُّرُوفِ وَلَا تَسْكَرُوا».

۵۶۸۰- حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام برتنوں میں بنا ہوا مشروب تم پی سکتے ہو لیکن تم نشے میں نہ آنا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ غَلِطَ فِيهِ أَبُوالْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، لَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا تَابَعَهُ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، وَسِمَاكٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَكَانَ يَقْبَلُ التَّلْقِينَ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَانَ أَبُوالْأَحْوَصِ يُخْطِئُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. خَالَفَهُ شَرِيكٌ فِي إِسْنَادِهِ وَفِي لَفْظِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ ابوالاحوص سلام بن سلیم نے اس میں غلطی کی ہے۔ سماک بن حرب کے اصحاب (شاگردوں) میں سے کسی نے بھی اس کی متابعت نہیں کی، جبکہ (خود) سماک قوی نہیں۔ اور وہ تلقین قبول کرتا تھا (جس طرح کوئی کہتا اسے مان لیتا اور اپنی روایت اسی طرح بدل لیتا تھا)۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوالاحوص اس حدیث میں غلطی کیا کرتا تھا۔ اس حدیث کی سند اور اس کے الفاظ میں شریک نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”یہ حدیث منکر ہے“ یعنی ضعیف اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ دوسرے ثقہ راوی اس طرح بیان نہیں کرتے۔ صرف ابوالاحوص بیان کرتا ہے اور وہ بقول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ضعیف ہے۔ اور

٥٦٨٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٧. * سماك هو ابن حرب، وأبوالأحوص هو سلام بن سليم (انظر نصب الراية: ٤/٣٠٨، ٣٠٩)، سماك اختلط.

اس کا استاد سماک بھی قوی نہیں بلکہ وہ لوگوں کی تلقین قبول کرلیا کرتا تھا۔ ② بعض لوگوں سے احناف مراد ہیں۔ ان کا استدلال ''تم نشے میں نہ آنا'' سے ہے۔ گویا پینا منع نہیں، نشے میں آنا منع ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے جبکہ دیگر روایات میں یہ لفظ ہیں ''لیکن تم نشہ آور مشروب نہ پینا'' یعنی ہر برتن میں نبیذ بنائی جا سکتی ہے مگر اس میں نشہ پیدا نہ ہو، نیز ان الفاظ کے معنی بھی دوسری روایات کے مطابق ہو سکتے ہیں کہ تم نشہ آور چیز نہ پینا کیونکہ پیے بغیر تو نشے میں نہیں آ سکتے۔ کسی ایک روایت کے معنی دوسری صحیح روایات کے خلاف نہیں کیے جا سکتے اور نہ کسی ایک ضعیف روایت کی وجہ سے دیگر کثیر صحیح روایات کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

٥٦٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

٥٦٨١- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُ أَبُو عَوَانَةَ.

ابوعوانہ نے اس (شریک، راوئ حدیث) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت میں ابوعوانہ نے شریک کی مخالفت کی ہے۔ یہ مخالفت سند میں بھی ہے اور متن میں بھی جیسا کہ آئندہ روایت سے یہ مخالفت واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ ② گویا اصل روایت اس طرح ہے۔ اس ضعیف راوی نے سند بھی بدل دی اور روایت کے الفاظ بھی، لہٰذا وہ ضعیف روایت کسی بھی لحاظ سے قابل استدلال نہیں۔ محقق کتاب کا اسے صحیح کہنا درست نہیں۔

٥٦٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَجَّاجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قِرْصَافَةَ امْرَأَةٍ مِّنْهُمْ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْرَبُوا وَلَا تَسْكَرُوا.

٥٦٨٢- قرصافہ نامی ایک عورت سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہر مشروب پی سکتے ہو مگر نشے میں نہ آؤ۔

٥٦٨١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٨، وللحديث شواهد، وأصله في صحيح مسلم.

٥٦٨٢- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٩. * قرصافة لا يعرف حالها (تقريب).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَيْضًا غَيْرُ ثَابِتٍ، وَقِرْصَافَةُ هٰذِهِ لَا نَدْرِي مَنْ هِيَ، وَالْمَشْهُورُ عَنْ عَائِشَةَ خِلَافُ مَا رَوَتْ عَنْهَا قِرْصَافَةُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم (محدثین) نہیں جانتے یہ قرصافہ کون اور کیسی عورت ہے؟ جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مشہور روایات اس کے خلاف ہیں جو ان سے قرصافہ نے بیان کیا ہے۔

٥٦٨٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ قُدَامَةَ الْعَامِرِيِّ: أَنَّ جَسْرَةَ بِنْتَ دِجَاجَةَ الْعَامِرِيَّةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَأَلَهَا أُنَاسٌ كُلُّهُمْ يَسْأَلُ عَنِ النَّبِيذِ يَقُولُ: نَنْبُذُ التَّمْرَ غُدْوَةً وَنَشْرَبُهُ عَشِيًّا وَنَنْبُذُهُ عَشِيًّا وَنَشْرَبُهُ غُدْوَةً قَالَتْ: لَا أُحِلُّ مُسْكِرًا وَإِنْ كَانَ خُبْزًا وَإِنْ كَانَتْ مَاءً، قَالَتْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۵۶۸۳- حضرت جسرہ بنت دجاجہ عامریہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ لوگوں نے مسائل پوچھے۔ تقریباً سب لوگ ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ہم صبح کے وقت کھجوروں کو بھگوتے (نبیذ بناتے) ہیں' شام کو پی لیتے ہیں اور شام کو بھگوتے (نبیذ بناتے) ہیں تو صبح کو پی لیتے ہیں۔ تو میں نے ان کو فرماتے سنا: میں کسی نشہ آور چیز کو حلال نہیں کہہ سکتی' خواہ وہ روٹی ہو' خواہ وہ پانی ہو۔ انھوں نے تین دفعہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معمولی سی نشے والی چیز کو بھی جائز نہیں سمجھتی تھیں۔ صبح کی نبیذ میں شام تک اور شام کی نبیذ میں صبح تک نشہ پیدا نہیں ہوتا مگر انھوں نے پھر بھی احتیاطاً تنبیہ فرما دی کہ نشہ نہیں ہونا چاہیے' اس لیے ان سے مروی سابقہ مجہول روایت کسی صورت درست نہیں۔
② ''خواہ روٹی ہو'' یہ فرضی بات ہے ورنہ روٹی' پانی میں نشہ ممکن ہی نہیں۔ مبالغہ مقصود ہے۔ مبالغے میں یہ انداز مستعمل ہے۔

٥٦٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ:

۵۶۸۴- حضرت کریمہ بنت ہمام سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا: تمھیں

٥٦٨٣- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٠. * عبدالله هو ابن المبارك، وقدامة هو ابن عبدالله، حسن الحديث، وجسرة حديثها حسن: نيل المقصود، ح: ٣٥٦٨.

٥٦٨٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩١. * كريمة، لم أجد من وثقها(نيل، ح: ٤١٦٤)، ولبعض الحديث شواهد.

حَدَّثَتْنَا كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ: نُهِيتُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، نُهِيتُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ، نُهِيتُمْ عَنِ الْمُزَفَّتِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَتْ: إِيَّاكُنَّ وَالْجَرَّ الْأَخْضَرَ، وَإِنْ أَسْكَرَكُنَّ مَاءُ حُبِّكُنَّ فَلَا تَشْرَبْنَهُ.

کدو کے برتن سے روکا گیا ہے، تمھیں روغنی مٹکے (کی نبیذ) سے منع کیا گیا ہے، تمھیں تارکول والے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع کیا گیا ہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: سبز روغنی مٹکے (کی نبیذ) سے بچو۔ اگر تمھارے مٹکے کا پانی بھی نشہ دے تو اسے نہ پیو (نہ پلاؤ)۔

فائدہ: جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے برتنوں سے جن میں نشے کا صرف امکان ہے، منع فرما رہی ہیں تو کیا وہ یہ کہہ سکتی ہیں کہ نشہ آور مشروب پیو لیکن نشہ نہ آئے؟ ہرگز نہیں۔ برتنوں کے مسئلے کی تحقیق عنقریب گزر چکی ہے، نیز راجح قول کے مطابق یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ٤٠/٣٠٥)

٥٦٨٥- **أَخْبَرَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي وَالِدَتِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ.

۵۶۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ مشروبات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نشہ آور چیز سے منع فرماتے تھے۔

وَاعْتَلُّوا بِحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا کہ) ان لوگوں نے عبداللہ بن شداد کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کردہ روایت سے دلیل پکڑی ہے۔

٥٦٨٦- **أَخْبَرَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ يَذْكُرُهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۵۶۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خمر (شراب) تو قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی جبکہ دوسرے مشروبات سے نشہ آور (حرام ہیں)۔

٥٦٨٥_ **[صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٢، وللحديث شواهد، وانظر، ح: ٥١٠٤.

٥٦٨٦_ **[صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٣، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي: ٥٦٨٨.

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

اِبْنُ شُبْرُمَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ.

ابن شبرمہ نے یہ حدیث عبداللہ بن شداد سے نہیں سنی۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کا مذکورہ ترجمہ ان لوگوں کی رعایت سے کیا گیا ہے جو اس سے مندرجہ بالا استدلال کرتے ہیں ورنہ اس کا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے ''شراب قلیل اور کثیر حرام ہے' نیز ہر نشہ آور مشروب (بھی حرام ہے۔'') بلکہ یہ ترجمہ ترکیبی بندش کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے' خصوصاً جب کہ یہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی دیگر روایات کے مطابق ہے کیونکہ وہ' نشہ آور مشروب تو ایک طرف رہا' نشے کے امکان والے برتنوں تک کے قائل نہیں جیسا کہ پیچھے وہ روایات گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی مذکور ہیں۔ ② ''نہیں سنی'' یعنی یہ روایت منقطع ہے اور منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے۔

٥٦٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الثِّقَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

٥٦٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب بعینہٖ حرام ہے' تھوڑی ہو یا زیادہ۔ اور ہر دوسرے مشروب سے نشہ (حرام ہے۔)

خَالَفَهُ أَبُو عَوْنٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ.

ابو عون محمد بن عبیداللہ ثقفی نے اس (ابن شبرمہ) کی مخالفت کی ہے (جیسا کہ آئندہ روایت سے ظاہر ہو رہا ہے)۔

فائدہ: اس روایت کو یہ ثابت کرنے کے لیے ذکر فرمایا کہ سابقہ روایت کی سند منقطع ہے جیسا کہ اس روایت کی سند میں صاف نظر آ رہا ہے' ورنہ یہ سابقہ روایت ہی ہے' کوئی الگ نہیں۔

٥٦٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٥٦٨٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب

٥٦٨٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٤.

٥٦٨٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٥.

الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

بعینہ حرام ہے، قلیل ہو یا کثیر؛ نیز ہر نشہ آور مشروب بھی حرام ہے۔

لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْحَكَمِ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا.

ابن حکم نے قَلِيلُهَا وَ كَثِيرُهَا کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے مذکورہ روایت دو استادوں سے بیان کی ہے: ایک محمد بن عبداللہ بن حکم اور دوسرے حسین بن منصور۔ محمد بن عبداللہ بن حکم نے مذکورہ الفاظ بیان نہیں کیے جبکہ حسین بن منصور نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔ ② اس روایت کے لانے سے مقصود یہ ہے کہ صحیح روایت ان الفاظ کے ساتھ آتی ہے، یعنی شراب بھی حرام ہے اور ہر نشہ آور مشروب بھی۔ قلیل ہو یا کثیر۔ نیز یہ روایت حضرت ابن عباس ؓ کی دیگر روایات کے موافق ہے اور ثقہ راوی یہ روایت انھی الفاظ سے بیان کرتے ہیں اور یہی قابل استدلال ہے نہ کہ پہلی ضعیف اور منقطع روایت۔ پہلی روایت کو صحیح ماننے کی صورت میں اس کا ترجمہ مذکورہ روایت والا ہوگا تاکہ تمام روایات میں تطبیق ہو جائے۔

۵۶۸۹- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَمَا أَسْكَرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

۵۶۸۹- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے۔ اسی طرح ہر نشہ آور مشروب بھی۔

۵۶۸۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ۵۶۸۶، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۱۹۶.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، وَهُشَيْمُ ابْنُ بَشِيرٍ كَانَ يُدَلِّسُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، وَرِوَايَةُ أَبِي عَوْنٍ أَشْبَهُ بِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ روایت ابن شبرمہ کی (بیان کردہ) روایت سے زیادہ درست ہے۔ ہشیم بن بشیر تدلیس کرتا تھا اور اس کی حدیث میں اس (ہشیم) کے ابن شبرمہ سے سننے کا ذکر بھی نہیں۔ اور ابوعون کی روایت، ثقات کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کردہ روایت کے بہت مشابہ ہے۔

٥٦٩٠- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ، قَالَ: أَنَا أَوَّلُ الْعَرَبِ سَأَلَهُ.

۵۶۹۰- حضرت ابوالجویریہ جرمی سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کعبہ مشرفہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ میں نے ان سے باذق کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ باذق (شراب) سے پہلے تشریف لے گئے (لیکن آپ کا فرمان موجود ہے کہ) ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ ابوالجویریہ نے کہا کہ میں پہلا عربی تھا جس نے ان سے باذق کے بارے میں پوچھا۔

فائدہ: یہ اور آئندہ روایات یہ بتانے کے لیے لائی گئی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر نشہ آور مشروب کو حرام سمجھتے تھے، خواہ وہ خمر ہو یا کچھ اور۔

٥٦٩١- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ يُحَدِّثُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ

۵۶۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام کہے تو وہ (نشہ آور) نبیذ کو حرام قرار دے۔

٥٦٩٠ـ **[صحيح]** تقدم، ح: ٥٦٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٧. * سفيان هو ابن عيينة.

٥٦٩١ـ **[إسناده صحيح موقوف]** أخرجه أحمد: ١/ ٢٧، ٢٢٩، ٢٤٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٨. * أبوالحكم هو عمر بن الحارث.

يُحَرِّمَ إِنْ كَانَ مُحَرِّمًا مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيذَ.

فائدہ: اس سے زیادہ وضاحت کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نشہ آور نبیذ کو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ قرار دے رہے ہیں؟ وہ کیسے تھوڑی مقدار میں نشہ آور مشروب کی اجازت دے سکتے ہیں؟ كَلَّا وَاللّٰهِ.

٥٦٩٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي امْرُؤٌ مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ، وَإِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا نَشْرَبُهُ مِنَ الزَّبِيبِ وَالْعِنَبِ وَغَيْرِهِ وَقَدْ أُشْكِلَ عَلَيَّ، فَذَكَرَ لَهُ ضُرُوبًا مِّنَ الْأَشْرِبَةِ فَأَكْثَرَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَمْ يَفْهَمْهُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ، اِجْتَنِبْ مَا أَسْكَرَ مِنْ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

٥٦٩٢- حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں علاقہ خراسان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارا علاقہ سخت ٹھنڈا ہے۔ (سردی کا توڑ کرنے کے لیے) ہم منقیٰ اور انگور وغیرہ سے مشروب تیار کرتے ہیں جسے ہم پیتے ہیں۔ مجھے اس (کی حلت وحرمت) کے بارے میں اشکال ہے۔ پھر اس نے اور کئی قسم کے مشروب بھی ذکر کیے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں نہیں سمجھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو نے بڑی لمبی چوڑی باتیں کی ہیں۔ (ضابطے کی بات یاد رکھ کہ) ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کر، خواہ وہ کھجور سے تیار ہو یا منقیٰ سے یا کسی اور پھل سے۔

فائدہ: اس جواب میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کا حکم دیا ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے تیار کی گئی ہو۔ اور یہی ان کا صحیح فتویٰ ہے جو صحیح سند سے منقول ہے۔

٥٦٩٣- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ

٥٦٩٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گدر کھجور کی نبیذ حرام ہے، قطعاً حلال نہیں۔

٥٦٩٢_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٩.

٥٦٩٣_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٠. * حماد هو ابن زيد.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَبِيذُ الْبُسْرِ سُحْتٌ لَا يَحِلُّ.

فائدہ: اس سے مراد نشہ آور نبیذ ہے۔ چونکہ گدر کھجور کی نبیذ جلدی نشہ آور ہو جاتی ہے اس لیے قید لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اس فتوے سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک معلوم ہو گیا۔

٥٦٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَنَهَى عَنْهُ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! إِنِّي أَنْتَبِذُ فِي جَرَّةٍ خَضْرَاءَ نَبِيذًا حُلْوًا فَأَشْرَبُهُ مِنْهُ فَيُقَرْقِرُ بَطْنِي، قَالَ: لَا تَشْرَبْ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ.

۵۶۹۴- حضرت ابو جمرہ نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں (سائلین) کے درمیان ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا کرتا تھا۔ ایک عورت ان کے پاس آئی اور مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھنے لگی۔ انھوں نے اس سے منع فرمایا۔ میں نے کہا: اے ابو عباس! میں سبز روغنی مٹکے میں میٹھی نبیذ بناتا ہوں پھر اس میں سے پیتا ہوں تو میرے پیٹ میں گڑگڑ ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسی نبیذ مت پی اگرچہ وہ شہد سے زیادہ میٹھی ہو۔

فوائد و مسائل: ① سوال کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذائقے میں تو کوئی تلخی نہیں ہوتی بلکہ خالص میٹھا ہوتا ہے اور یہ نشانی ہے اس میں نشہ نہ پیدا ہونے کی مگر پیٹ میں گڑگڑ سے شک پڑتا ہے کہ اس میں نشہ ہے کیونکہ یہ تلخی اس کی دلیل ہے۔ جواب کا مفاد یہ ہے کہ ایسی مشکوک نبیذ مت پیو خواہ اس کا ذائقہ صحیح ہو اور ظاہراً نشہ معلوم نہ ہوتا ہو۔ غور فرمائیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو مشکوک نبیذ کی بھی اجازت نہیں دے رہے وہ نشہ آور کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں؟ ② ''ابو عباس'' یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے اگرچہ وہ اس کنیت سے زیادہ مشہور نہیں ہوئے۔

٥٦٩٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ - وَهُوَ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ نَصْرٌ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ جَدَّةً لِي تَنْبِذُ

۵۶۹۵- حضرت ابو جمرہ نصر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میری دادی میرے لیے ایک مٹکے میں نبیذ بناتی ہیں۔ میں اسے پیتا ہوں تو وہ بالکل میٹھی ہوتی ہے لیکن اگر میں اسے زیادہ

٥٦٩٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠١.

٥٦٩٥_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٢.

نَبِيذًا فِي جَرٍّ أَشْرَبُهُ حُلْوًا إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ خَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ لَيْسَ بِالْخَزَايَا وَلَا النَّادِمِينَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ فَحَدِّثْنَا بِأَمْرٍ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، قَالَ: «آمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ».

مقدار میں پی لوں، پھر لوگوں میں جا بیٹھوں تو مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ میں (کوئی نامناسب بات کر کے) کہیں رسوا نہ ہو جاؤں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”خوش آمدید اس وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ نادم۔“ وہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارے اور آپ کے درمیان مشرکین حائل ہیں۔ ہم حرمت کے مہینوں کے علاوہ آپ تک نہیں پہنچ سکتے، لہٰذا ہمیں کوئی ایسی جامع بات بیان فرمائیں جس پر عمل کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور ہم اس کی طرف لوگوں کو بھی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں: میں تمھیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟“ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا اور یہ کہ تم غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) حکومت کو دو۔ اور میں تمھیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: اس نبیذ سے جو کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن میں بنائی جائے۔“

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے متعلقہ چند باتیں حدیث: ۵۶۴۱ میں گزر چکی ہیں۔ ② ”رسوا نہ ہو جاؤں“ یعنی دماغ صحیح کام نہیں کرتا۔ گویا کچھ نہ کچھ نشہ ہوتا ہے۔ ③ ”نہ رسوا ہوئے نہ نادم“ اگر لڑائی میں شکست کے بعد مسلمان ہوتے تو شکست کی رسوائی اٹھانا پڑتی اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لڑائی کی ندامت بھی ہوتی۔ اب اپنے آپ مسلمان ہوئے تو دونوں چیزوں سے محفوظ رہے۔ ④ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ

نے ان کو کن چیزوں کا حکم دیا اور کن سے منع فرمایا کیونکہ ظاہراً تو ایک چیز کے حکم کا ذکر ہے یعنی ایمان باللہ۔ اور ایک چیز سے منع کا ذکر ہے یعنی مندرجہ بالا برتنوں کی نبیذ سے۔ گویا باقی چیزوں کا ذکر نہیں بلکہ کسی اور روایت میں بھی ان کا ذکر نہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ چیزیں وہی ہیں جو ایمان باللہ کی تفسیر ہیں مگر وہ تو چار ہیں جب کہ اوپر تین چیزوں کے حکم کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہادتین کو شمار نہیں کیا گیا کیونکہ وہ شہادتین تو ادا کر چکے تھے۔ اسی طرح چار ممنوع چیزوں سے مراد چار برتن ہی ہیں۔ واللہ أعلم. ⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے مقصود یہ ہے کہ ایسی نبیذ جس میں نشے کا شک یا امکان ہو نہیں پینی چاہیے چہ جائیکہ ایسی نبیذ پی جائے جو حقیقتاً نشہ آور ہو۔

٥٦٩٦- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبَانَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ: إِنَّ لِي جُرَيْرَةً أَنْتَبِذُ فِيهَا حَتّٰى إِذَا غَلٰى وَسَكَنَ شَرِبْتُهُ قَالَ: مُذْكَمْ هٰذَا شَرَابُكَ؟ قُلْتُ: مُذْ عِشْرُونَ سَنَةً، أَوْ قَالَ: مُذْ أَرْبَعُونَ سَنَةً، قَالَ: طَالَمَا تَرَوَّتْ عُرُوقُكَ مِنَ الْخَبَثِ.

وَمِمَّا اعْتَلُّوا بِهِ حَدِيثُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

(تھوڑی شراب کو جائز کہنے والے) ان لوگوں نے عبدالملک بن نافع کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت (٥٦٩٧) سے بھی استدلال کیا ہے۔

فائدہ: نبیذ کا جوش میں آنا نشے کی علامت ہے۔ تبھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے پلید اور حرام قرار دیا۔ گویا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک نشہ آور نبیذ پلید اور حرام ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر، لہٰذا نشہ آور مشروب کو نشے سے کم کم پینے کی اجازت والی روایت ان سے صحیح نہیں۔

٥٦٩٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٣. * قيس وثقه ابن حبان وحده، وفي اسم أبيه اختلاف.

٥٦٩٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَأَيْتُ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ وَهُوَ عِنْدَ الرُّكْنِ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ الْقَدَحَ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ فَوَجَدَهُ شَدِيدًا فَرَدَّهُ عَلَى صَاحِبِهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ: «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ» فَأُتِيَ بِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ الْقَدَحَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ فِيهِ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ فَقَطَّبَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ أَيْضًا فَصَبَّهُ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا اغْتَلَمَتْ عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْأَوْعِيَةُ فَاكْسِرُوا مُتُونَهَا بِالْمَاءِ».

٥٦٩٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پیالہ لے کر آیا۔ اس میں نبیذ تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت رکن کے پاس تھے۔ اس نے پیالہ آپ کو پکڑا دیا۔ آپ نے اسے اپنے منہ مبارک کی طرف بڑھایا تو آپ نے اسے تلخ محسوس کیا اور اسے واپس کر دیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس (پیالے والے) آدمی کو واپس میرے پاس لاؤ۔'' اسے لایا گیا تو آپ نے اس سے پیالہ پکڑا۔ پھر کچھ پانی منگوا کر اس میں ڈالا۔ پھر اسے اپنے دہن مبارک کی طرف بڑھایا لیکن پھر تیوری سی چڑھائی۔ پھر اور پانی منگوایا اور اس میں ڈالا۔ پھر فرمایا: ''جب ان برتنوں کی نبیذ میں نشہ اور تلخی پیدا ہونے لگے تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔''

٥٦٩٨- وَأَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٥٦٩٨- (ایک دوسری سند سے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت نقل فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ نَافِعٍ لَيْسَ بِالْمَشْهُورِ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَالْمَشْهُورُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ خِلَافُ حِكَايَتِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ اس روایت کا راوی عبدالملک بن نافع مشہور نہیں اور نہ اس کی حدیث قابل احتجاج ہے جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول مشہور روایات اس روایت کے خلاف ہیں۔

٥٦٩٧- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٤. * عبدالملك مجهول (تقريب).

٥٦٩٨- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٥.

فائدہ: یہ چوتھی روایت ہے جس سے احناف نے خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروب کو تھوڑی مقدار میں پینے کے جواز پر استدلال کیا ہے، حالانکہ یہ روایت بھی سابقہ تین روایات کی طرح غیر معروف اور ضعیف راوی سے منقول ہے جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول مشہور اور صحیح روایات اس روایت کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے مشہور اور صحیح روایات پر ہی عمل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور غیر معروف روایت پر۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

٥٦٩٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَنِ الْأَشْرِبَةِ؟ فَقَالَ: اِجْتَنِبْ كُلَّ شَيْءٍ يَنِشُّ.

٥٦٩٩- حضرت زید بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے چند مشروبات کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہر جوش والے مشروب سے پرہیز کرو۔

٥٧٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْأَشْرِبَةِ، فَقَالَ: اِجْتَنِبْ كُلَّ شَيْءٍ يَنِشُّ.

٥٧٠٠- حضرت زید بن جبیر سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے چند مشروبات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب سے دور رہو۔

٥٧٠١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَلْمُسْكِرُ قَلِيلُهُ حَرَامٌ وَكَثِيرُهُ حَرَامٌ.

٥٧٠١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نشہ آور چیز تھوڑی بھی حرام ہے اور زیادہ بھی۔

٥٧٠٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

٥٧٠٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٩٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٦.

٥٧٠٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٧، وانظر الحديث السابق.

٥٧٠١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٧.

٥٧٠٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٨.

٥٧٠٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ شَبِيبًا - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - يَقُولُ: حَدَّثَنِي مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَرَّمَ اللهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۷۰۳-حضرت عبداللہ (ابن عمر) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور (یاد رکھو) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٧٠٤ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

۵۷۰۴-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور مشروب شراب ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ الثَّبْتِ وَالْعَدَالَةِ مَشْهُورُونَ بِصِحَّةِ النَّقْلِ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ لَا يَقُومُ مَقَامَ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَلَوْ عَاضَدَهُ مِنْ أَشْكَالِهِ جَمَاعَةٌ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا کہ یہ لوگ (ان چھ روایات کے راوی) انتہائی قابل اعتبار اور ثقہ و عادل ہیں اور وہ صحیح روایات بیان کرنے میں مشہور ہیں جب کہ عبدالملک بن نافع (جواز والی روایت کا راوی) کسی بھی لحاظ سے ان میں سے کسی ایک کا بھی ہم پلہ نہیں' خواہ اس جیسے کئی راوی اس کے ساتھ مل جائیں۔وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیقُ.

٥٧٠٥ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۰۵-حضرت رقیہ بنت عمرو بن سعید نے بیان

٥٧٠٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٩، أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٣٨٧ من طريق آخر عن سالم بن عبدالله بن عمر به.

٥٧٠٤ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٥٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٠.

٥٧٠٥ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١١. * رقية مستورة، وعبيدالله البصري مجهول الحال، ◂◂

عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ السَّعِيدِيِّ: حَدَّثَتْنِي رُقَيَّةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ: كُنْتُ فِي حَجْرِ ابْنِ عُمَرَ، فَكَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ، ثُمَّ يُجَفَّفُ الزَّبِيبُ وَيُلْقَى عَلَيْهِ زَبِيبٌ آخَرُ وَيُجْعَلُ فِيهِ مَاءٌ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ الْغَدِ طَرَحَهُ.

کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر پرورش پائی ہے۔ آپ کے لیے منقیٰ پانی میں ڈالا جاتا۔ آپ اگلی صبح اس پانی کو پی لیتے اور منقیٰ کو خشک کر لیا جاتا۔ پھر ان میں اور منقیٰ ملا کر مزید پانی ڈال دیا جاتا۔ اسے آپ اگلے دن پی لیتے۔ اس کے بعد اس منقیٰ کو پھینک دیتے۔

وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو.

اسی طرح ان لوگوں نے حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی آئندہ روایات سے بھی استدلال کیا ہے۔

٥٧٠٦- **أَخْبَرَنَا** الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: عَطِشَ النَّبِيُّ ﷺ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَاسْتَسْقَى، فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ مِنَ السِّقَايَةِ فَشَمَّهُ فَقَطَّبَ فَقَالَ: «عَلَيَّ بِذَنُوبٍ مِنْ زَمْزَمَ» فَصَبَّ عَلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَحَرَامٌ هُوَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لَا».

٥٧٠٦- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو کعبہ مشرفہ کا طواف کرتے ہوئے پیاس لگ گئی۔ آپ نے پانی مانگا تو آپ کے پاس مشکیزے میں سے نبیذ لائی گئی۔ آپ نے اسے سونگھا تو تیوری چڑھائی اور فرمایا: ''میرے پاس زمزم کے پانی کا ایک ڈول لاؤ۔'' پھر آپ نے وہ پانی اس میں ڈالا اور نوش فرما لیا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

وَقَالَ: وَهٰذَا خَبَرٌ ضَعِيفٌ لِأَنَّ يَحْيَى ابْنَ يَمَانٍ انْفَرَدَ بِهِ دُونَ أَصْحَابِ سُفْيَانَ، وَيَحْيَى بْنُ يَمَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ لِسُوءِ حِفْظِهِ وَكَثْرَةِ خَطَئِهِ.

اور (امام نسائی رحمہ اللہ نے) فرمایا: یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ حضرت سفیان ثوری کے شاگردوں میں سے صرف یحییٰ بن یمان ہی اس کو بیان کرتا ہے۔ لیکن اس کا حافظہ خراب تھا اور وہ بہت غلطیاں کرتا تھا، اس لیے اس کی بیان کردہ روایت قابل حجت نہیں۔

◀◀ وعبدالله هو ابن المبارك.

٥٧٠٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٢. * سفيان الثوري عنعن.

فائدہ: یہ پانچویں روایت ہے جس سے احناف نے استدلال کیا ہے۔ دراصل یہ اور چوتھی روایت ایک ہی ہیں اور ہیں بھی دونوں ضعیف۔ استدلال یوں ہے کہ وہ نبیذ نشہ آور تھی۔ آپ نے تیوری چڑھائی اور پانی ملایا، حالانکہ ممکن ہے کہ وہ زیادہ گاڑھی ہو اور آپ زیادہ گاڑھی پسند نہ فرماتے ہوں یا اس کی بو ناگوار ہو۔ پانی ملانے سے وہ پتلی ہوگئی اور اسے پینا آسان ہوگیا۔ ناگوار بو بھی ختم ہوگئی۔ کیا ضروری ہے کہ اس میں نشہ ہی مانا جائے؟ اور پھر اس سے صحیح روایات کے خلاف استدلال کیا جائے؟ خصوصاً جب کہ یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ اس قسم کی روایات سے وہ مفہوم مراد لینا چاہیے جو صحیح ترین روایات کے مطابق ہو یا پھر انھیں چھوڑ دیا جائے جیسا کہ محدثین کا طریقہ ہے۔

٥٧٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [زَيْدُ] ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَ يَصُومُهَا، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْمَسَاءُ جِئْتُهُ أَحْمِلُهَا إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَصُومُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَكَ بِهٰذَا النَّبِيذِ، فَقَالَ: «أَدْنِهِ مِنِّي يَا أَبَا هُرَيْرَةَ»! فَرَفَعْتُهُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ، فَقَالَ: «خُذْ هٰذِهِ فَاضْرِبْ بِهَا الْحَائِطَ، فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ»

٥٧٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان دنوں روزے رکھا کرتے ہیں، اس لیے میں نے کدو کے برتن میں نبیذ بنا کر آپ کی افطاری کے لیے الگ رکھ چھوڑی۔ جب شام ہوئی تو میں اسے اٹھائے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے علم تھا کہ آج آپ روزے سے ہیں تو میں نے یہ نبیذ آپ کی افطاری کے لیے رکھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! یہ میرے پاس لاؤ۔'' میں نے وہ آپ کو پیش کی تو وہ ابل رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پکڑ اور دیوار پر دے مار۔ یہ تو ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

وَمِمَّا احْتَجُّوا بِهِ فِعْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

ان لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے (آئندہ مذکور) فعل سے بھی استدلال کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کی وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ٥٦١٣۔ ② ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو

٥٧٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٣.

نشہ آور نبیذ کو دیوار پر دے مارتے تھے۔ آپ سے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس میں پانی ملا کر اسے پی لیں بلکہ آپ تو اسے کافروں کا مشروب قرار دے رہے ہیں، لہٰذا حدیث: ٥٧٠٦ درست نہیں کیونکہ یہ صحیح روایات کے خلاف ہے۔

٥٧٠٨- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ السَّرِيِّ بْنِ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ إِمَامٌ لَنَا وَكَانَ مِنْ أَسْنَانِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا خَشِيتُمْ مِّنْ نَبِيذٍ شِدَّتَهُ فَاكْسِرُوهُ بِالْمَاءِ.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مِنْ قَبْلِ أَنْ يَشْتَدَّ.

٥٧٠٨- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تمھیں نبیذ میں تیزی اور جوش کا خطرہ ہو تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔

(راویٔ حدیث) عبداللہ نے کہا: (یعنی) اس کی تیزی سے پہلے (پانی ملاؤ۔ تیزی کے بعد نہیں کیونکہ پھر تو نشہ پیدا ہو چکا)۔

٥٧٠٩- **أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: تَلَقَّتْ ثَقِيفٌ عُمَرَ بِشَرَابٍ، فَدَعَا بِهِ، فَلَمَّا قَرَّبَهُ إِلٰى فِيهِ كَرِهَهُ، فَدَعَا بِهِ فَكَسَرَهُ بِالْمَاءِ فَقَالَ: هٰكَذَا فَافْعَلُوا.

٥٧٠٩- حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ بنو ثقیف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مشروب پیش کیا۔ آپ نے منگوا کر جب اسے اپنے منہ کے قریب کیا تو اسے ناپسند فرمایا۔ پھر پانی ملا کر اس کی تیزی توڑی اور فرمایا: اس قسم کے مشروب کو ایسے کر لیا کرو۔

٥٧١٠- **أَخْبَرَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ

٥٧١٠- حضرت عقبہ بن فرقد سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جو نبیذ حضرت عمر بن خطاب نوش فرمایا کرتے

٥٧٠٨ـ **[إسناده ضعيف]** وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٤، وحسنه ابن كثير في مسند الفاروق: ٢/ ٥١٥، ٥١٦. ※ وفيه أبوحفص وهو مجهول (تقريب).

٥٧٠٩ـ **[إسناده ضعيف]** وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٥. ※ سفيان الثوري عنعن.

٥٧١٠ـ **[إسناده ضعيف]** وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٦. ※ إسماعيل بن أبي خالد عنعن.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيذُ الَّذِي يَشْرَبُهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ خُلِّلَ،

تھے وہ سرکہ کی طرح ترش ہوتا تھا۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا حَدِيثُ السَّائِبِ.

اس روایت کی صحت پر حضرت سائب کی آئندہ روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

فائدہ: اس میں پانی ترشی کی وجہ سے ملایا جاتا تھا نہ کہ نشے کی وجہ سے جس طرح سرکہ ترش ہوتا ہے۔ ترشی اور نشے میں بہت فرق ہے ورنہ تو سرکہ بھی حرام ہوتا۔ ایسی ترش نبیذ سرکے کی طرح ہضم کے لیے پی جاتی تھی نیز راجح قول کے مطابق یہ اثر صحیح ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

٥٧١١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ، فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ، وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ، فَإِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهُ، فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْحَدَّ تَامًّا.

٥٧١١- حضرت سائب بن یزید نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فلاں شخص سے شراب کی بومحسوس کی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ طلاء کی شراب ہے۔ میں اس کے بارے میں پوچھ گچھ کروں گا۔ اگر وہ طلاء نشہ آور ثابت ہوا تو میں اس پر حد لگاؤں گا۔ پھر (تحقیق کے بعد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر پوری حد لگائی۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ہر نشہ آور مشروب کو حرام اور قابل حد سمجھتے تھے، حالانکہ یہ مشروب احناف کی تعریف کے مطابق خمر نہیں، پھر بھی آپ نے اس کے پینے پر حد نافذ فرما دی، حالانکہ پینے والے کو نشہ نہیں آتا تھا، کیونکہ اگر اسے نشہ آیا ہوتا تو تحقیق کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ مشروب نشے والا تھا یا نہیں۔ معلوم ہوا ان کے نزدیک نشہ آور مشروب حرام اور قابل حد ہے، قلیل ہو یا کثیر۔ نشہ آئے یا نہ آئے، لہٰذا ان کی طرف ایسے مشروب کے پینے کی نسبت صحیح نہیں ہو سکتی۔ ② ''فلاں شخص'' یہ ان کے بیٹے

٥٧١١- [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٢، والكبرٰى، ح: ٥٢١٧.

عبیداللہ بن عمر تھے' یہ صحابی نہیں تھے۔ صحیح بخاری میں صراحت موجود ہے۔ ③ ''پوری حد لگائی'' کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ④ ''طلاء'' انگور کے جوس کو آگ پر خشک کیا جاتا ہے۔ جب وہ دو تہائی خشک ہو جاتا ہے اور لئی جیسا بن جاتا ہے تو اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً اس میں نشہ نہیں ہوتا' لہٰذا جائز ہے' تاہم اگر نشہ پیدا ہو جائے تو حرام ہے۔

(المعجم ٤٩) - **ذِكْرُ مَا أَعَدَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِشَارِبِ الْمُسْكِرِ مِنَ الذُّلِّ وَالْهَوَانِ وَأَلِيمِ الْعَذَابِ** (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- اس ذلت و رسوائی اور دردناک عذاب کا بیان جو اللہ عزوجل نے نشہ آور مشروب پینے والے کے لیے تیار کر رکھا ہے؟

٥٧١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، قَدِمَ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمُسْكِرٌ هُوَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ عَهِدَ لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ أَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: «عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ» أَوْ قَالَ: «عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ».

۵۷۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جیشان سے آیا' اور جیشان یمن میں ہے' اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا کہ ہمارے علاقے میں لوگ ایک مشروب پیتے ہیں جو وہ چینے سے تیار کرتے ہیں۔ اسے مزر کہا جاتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے پوچھا: کیا وہ نشہ آور ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیے گا' اللہ تعالیٰ اسے طینة الخبال پلائے گا۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! طینة الخبال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ'' یا فرمایا: ''جہنمیوں کا خون اور پیپ'' (جو ان کے زخموں سے نکلے گا)۔

فائدہ: ''نشہ آور مشروب پیے گا'' اس میں قلیل اور کثیر کا فرق نہیں کیا گیا بلکہ ہر نشہ آور مشروب پینے والے کو یہ وعید سنائی گئی ہے۔ وہ حنفیوں کی خمر ہو یا کوئی اور نشہ آور مشروب۔ قلیل ہو یا کثیر۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۶۷۳۔

٥٧١٢- أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٢/ ٧٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٨. * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

(المعجم ٥٠) - اَلْحَثُّ عَلٰى تَرْكِ الشُّبُهَاتِ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠-مشتبہ چیز کو چھوڑ دینے کی ترغیب کا بیان

٥٧١٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُّشْتَبِهَاتٍ» وَرُبَّمَا قَالَ: «وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً، وَسَأَضْرِبُ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَمٰى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَا حَرَّمَ، وَإِنَّهُ مَنْ يَّرْعَ حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يُّخَالِطَ الْحِمٰى» وَرُبَّمَا قَالَ: «يُوشِكُ أَنْ يَّرْتَعَ، وَإِنَّ مَنْ خَالَطَ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَّجْسُرَ».

۵۷۱۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک حلال واضح ہے حرام واضح ہے اور کچھ چیزیں بین بین اور مشتبہ ہیں۔ میں اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک علاقہ ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں)۔ جو شخص اس ممنوع علاقے کے اردگرد جانور چرائے گا خطرہ رہے گا کہ وہ ممنوع چراگاہ میں جا پڑیں گے۔ اسی طرح جو شخص مشتبہ کاموں میں پڑے گا بہت ممکن ہے کہ حرام پر بھی جرأت کرلے۔''

فائدہ: یہ روایت اور اس سے متعلقہ مسائل پیچھے (حدیث:۴۴۵۸ میں) گزر چکے ہیں۔ اس جگہ اس حدیث کو ذکر کرنے سے امام رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ خمر تو قطعاً حرام ہے اور اس پر سب متفق ہیں۔ عام نشہ آور مشروب بھی جمہور اہل علم کے نزدیک شراب کی طرح حرام ہے۔ کچھ لوگ اسے تھوڑی مقدار میں جائز سمجھتے ہیں۔ اسی طرح صحیح اور مشہور احادیث تو اس کو حرام قرار دیتی ہیں البتہ بعض ضعیف اور غیر معروف روایات سے اس کی حلت کشید کی جاتی ہے لہٰذا یہ اگر حرام نہ بھی ہو تو مشتبہ ضرور ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مشتبہ کے ترک کو بھی ضروری قرار دیا ہے تاکہ حرام سے بچا جا سکے۔ عام نشہ آور مشروب کا استعمال خمر تک لے جائے گا اور قلیل وکثیر کی دعوت دے گا اس لیے اس لحاظ سے بھی اس کا ترک ضروری ہے اور اس کی حلت کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ مشتبہ چیز حلال نہیں ہوتی بلکہ حلال اور حرام کے بین بین ہوتی ہے۔ اہل فتویٰ اور تقویٰ کا اس پر اتفاق ہے۔

٥٧١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ:

۵۷۱۴- حضرت ابوالحوراء سعدی سے روایت ہے

٥٧١٣ـ [صحيح] تقدم، ح:٤٤٥٨، وهو في الكبرٰى، ح:٥٢١٩.

٥٧١٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث اعقلها وتوكل ... الخ، ح:٢٥١٨ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٢٢٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْهُ «دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ».

انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی فرمان یاد رکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کا یہ فرمان یاد رکھا ہے: ''مشکوک اور مشتبہ چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو مشتبہ نہ ہو۔''

فائدہ: اور نشہ آور نبیذ وغیرہ سے بڑھ کر کون سی چیز مشتبہ ہو سکتی ہے؟

(المعجم ٥١) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الزَّبِيبِ لِمَنْ يَتَّخِذُهُ نَبِيذًا (التحفة ٥١)

باب:٥١-نشہ آور نبیذ بنانے والے کو منقیٰ بیچنے کی کراہت (ممانعت) کا بیان

٥٧١٥- أَخْبَرَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ - وَهُوَ بَاوَرْدِيٌّ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَبِيعَ الزَّبِيبَ لِمَنْ يَتَّخِذُهُ نَبِيذًا.

۵۷۱۵-حضرت طاؤس ناپسند فرماتے تھے کہ اس شخص کو منقیٰ بیچا جائے جو اس سے نشہ آور مشروب تیار کرتا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اس میں تعاون علی الاثم، یعنی گناہ پر تعاون ہے، اور یہ حرام ہے، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ خصوصاً نشہ آور مشروب کے سلسلے میں تو دس آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے جو کسی نہ کسی لحاظ سے اس کاروبار میں ملوث ہوں، خواہ وہ مزدوری ہی کر رہے ہوں۔

(المعجم ٥٢) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الْعَصِيرِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲-انگوروں کا جوس بیچنا منع ہے

٥٧١٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ لِسَعْدٍ كُرُومٌ وَأَعْنَابٌ كَثِيرَةٌ، وَكَانَ لَهُ فِيهَا أَمِينٌ، فَحَمَلَتْ عِنَبًا كَثِيرًا

۵۷۱۶-حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں انگور کی بہت سی بیلیں اور درخت تھے۔ وہاں انھوں نے ایک شخص کو بطور ذمہ دار ناظم رکھا ہوا تھا۔ ایک سال

٥٧١٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢١.

٥٧١٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٢.

فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنِّي أَخَافُ عَلَى الْأَعْنَابِ الضَّيْعَةَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ أَعْصِرَهُ عَصَرْتُهُ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ إِذَا جَاءَكَ كِتَابِي هٰذَا فَاعْتَزِلْ ضَيْعَتِي، فَوَاللّٰهِ! لَا أَئْتَمِنُكَ عَلَى شَيْءٍ بَعْدَهُ أَبَدًا، فَعَزَلَهُ عَنْ ضَيْعَتِهِ.

بہت پھل لگا۔ ناظم نے ان کو لکھا: مجھے خطرہ ہے انگور ضائع ہو جائیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کا جوس نکال لیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے جواب میں لکھا: جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو میری زمین سے نکل جانا۔ اللہ کی قسم! آج کے بعد میں تجھے کسی معمولی سی چیز کا ذمہ دار بھی نہیں بناؤں گا۔ اور واقعتاً انھوں نے اسے اپنی زمین سے معزول کر دیا۔

فائدہ: انگور کا جوس عموماً شراب اور دیگر نشہ آور مشروب بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جوس نکال کر بیچنا شراب کے بنانے میں تعاون ہے، اس لیے حضرت سعد نے صرف اس تجویز پر اپنے ناظم کو معزول فرما دیا۔ آخر صحابئ رسول تھے۔ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت عمر کے منتخب کردہ گورنر تھے۔ وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کے باغ کا پھل شراب بنانے میں استعمال ہو؟ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. البتہ جوس سے کوئی حلال چیز تیار کرنی ہو تو جوس نکالا جا سکتا ہے اور قابل اعتماد لوگوں کو بیچا بھی جا سکتا ہے، مثلاً: طلاء جو نشہ نہ دے۔

٥٧١٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: بِعْهُ عَصِيرًا مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ طِلَاءً وَلَا يَتَّخِذُهُ خَمْرًا.

۵۷۱۷- حضرت ابن سیرین سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ تو انگوروں کا جوس اس شخص کو بیچ سکتا ہے جو اس سے طلاء بنائے، شراب نہ بنائے۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۷۱۱، فائدہ: ۴۔

(المعجم ٥٣) - ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الطِّلَاءِ وَمَا لَا يَجُوزُ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- کون سا طلاء پینا جائز اور کون سا ناجائز ہے؟

٥٧١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نُبَاتَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ

۵۷۱۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا کہ مسلمانوں کو وہ طلاء پینے دو جس میں دو تہائی جوس خشک ہو چکا ہو اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہو۔

٥٧١٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٣.

٥٧١٨- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٤. * نباتة مستور، وفيه علة أخرى.

غَفَلَةَ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنِ ارْزُقِ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

فائدہ: جب انگوروں کا جوس اتنا خشک ہو جائے تو اس میں عموماً نشے کا امکان نہیں رہتا' صرف مٹھاس رہ جاتی ہے لیکن اگر بالفرض اس میں بھی نشہ پیدا ہو جائے تو وہ بھی حرام ہوگا۔

٥٧١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: قَرَأْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِي مُوسٰى. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّهَا قَدِمَتْ عَلَيَّ عِيرٌ مِّنَ الشَّامِ تَحْمِلُ شَرَابًا غَلِيظًا أَسْوَدَ كَطِلَاءِ الْإِبِلِ، وَإِنِّي سَأَلْتُهُمْ عَلٰى كَمْ يَطْبُخُونَهُ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّهُمْ يَطْبُخُونَهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ، ذَهَبَ ثُلُثَاهُ الْأَخْبَثَانِ، ثُلُثٌ بِبَغْيِهِ وَثُلُثٌ بِرِيحِهِ، فَمُرْ مَنْ قِبَلَكَ يَشْرَبُونَهُ.

۵۷۱۹- حضرت عامر بن عبداللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا ہوا خط پڑھا: ''حمد و صلاۃ کے بعد! میرے پاس شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا ہے جن کے پاس سیاہ رنگ کا ایک گاڑھا سا مشروب ہے' جیسے اونٹوں کو ملنے والی گندھک ہوتی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح پکاتے ہو؟ تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ہم اسے دو تہائی خشک ہونے تک پکاتے ہیں۔ اس طرح اس کے دو خبیث اجزاء ختم ہو جاتے ہیں' یعنی اس کا نشہ اور اس کی بو۔ (اور باقی خالص اور پاک مٹھاس رہ جاتی ہے۔) لہٰذا تم اپنے علاقے کے لوگوں کو ایسا مشروب پینے دو۔''

فائدہ: یہ وہی طلاء ہے جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جب انگوروں کا جوس آگ پر پکانے سے اتنا خشک ہو جائے تو اس میں نشہ اور بو کا امکان نہیں رہتا۔ اس کو ان لفظوں سے بیان کیا گیا کہ ''ایک تہائی نے اس کا نشہ ختم کر دیا اور دوسری تہائی نے اس کی بو ختم کر دی'' مگر ظاہر الفاظ مراد نہیں۔ واللہ أعلم.

٥٧٢٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۲۰- حضرت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت

٥٧١٩ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٦. * عامر بن عبدالله مجهول، رأى كتاب عمر، وفيه علة أخرى.

٥٧٢٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٧. * هشام بن حسان عنعن، تقدم، ح: ١٢٨٧.

عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَّا بَعْدُ فَاطْبُخُوا شَرَابَكُمْ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ نَصِيبُ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّ لَهُ اثْنَيْنِ وَلَكُمْ وَاحِدٌ.

ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم کو لکھا: حمد وصلاۃ کے بعد! تم انگور کے جوس کو اتنا پکاؤ کہ اس میں سے شیطان کا حصہ ختم ہو جائے۔ دو حصے اس کے ہیں ایک حصہ تمھارا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط میں استعاراتی زبان استعمال فرمائی ہے۔ شیطان کے حصے سے مقصود نشہ ہے یعنی دو حصے خشک کرو کیونکہ اس سے نشے کا امکان نہیں رہے گا۔

٥٧٢١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْزُقُ النَّاسَ الطِّلَاءَ يَقَعُ فِيهِ الذُّبَابُ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ.

۵۷۲۱- حضرت شعبی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ طلاء پینے دیتے تھے جس میں اگر مکھی گر جاتی تو نکل نہیں سکتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ وہ خوب گاڑھا ہوتا تھا۔ جتنا زیادہ گاڑھا ہوگا اتنا ہی نشے سے محفوظ ہو گا۔ گویا حرمت کی وجہ تو نشہ ہے۔ نشہ جس چیز میں ہو خواہ وہ طلاء ہی ہو حرام ہے۔ ② مذکورہ بالا چار آثار کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ ایک دوسرے کے مؤید ہونے اور دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہیں۔ اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔

٥٧٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدًا، مَا الشَّرَابُ الَّذِي أَحَلَّهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؟ قَالَ: اَلَّذِي يُطْبَخُ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى ثُلُثُهُ.

۵۷۲۲- حضرت داود سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب سے پوچھا وہ کون سا مشروب تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حلال قرار دیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: جسے اتنا پکایا جائے کہ وہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی رہ جائے۔

٥٧٢١- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٢٢٨. * مغيرة عنعن.

٥٧٢٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٢٢٥.

٥٧٢٣- **أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَشْرَبُ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

۵۷۲۳- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا' حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وہ طلاء پیتے تھے جس میں سے دو تہائی خشک ہو چکا ہوتا اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہوتا۔

٥٧٢٤- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

۵۷۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایسا طلاء پیا کرتے تھے جس میں سے دو تہائی خشک ہو چکا ہوتا اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہوتا۔

٥٧٢٥- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَأَلَهُ أَعْرَابِيٌّ عَنْ شَرَابٍ يُطْبَخُ عَلَى النِّصْفِ؟ فَقَالَ: لَا، حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى الثُّلُثُ.

۵۷۲۵- حضرت یعلیٰ بن عطاء سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سعید بن مسیّب سے اس مشروب کے بارے میں پوچھا جو نصف خشک ہو چکا ہو؟ تو میں نے ان کو فرماتے سنا: نہیں حتیٰ کہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

٥٧٢٦- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَعْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِذَا طُبِخَ الطِّلَاءُ عَلَى الثُّلُثِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

۵۷۲۶- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: جب طلاء اس طرح پکایا گیا ہو کہ ایک تہائی رہ جائے تو اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٥٧٢٧- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۲۷- حضرت ابو رجاء نے فرمایا کہ میں نے

٥٧٢٣- **[إسناده صحيح]** انفرد به النسائي.

٥٧٢٤- **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرٰى: ٥٢٣٧، وله شواهد.

٥٧٢٥- **[صحيح]** والحديث الآتي شاهد له.

٥٧٢٦- **[إسناده صحيح]** انفرد به النسائي.

٥٧٢٧- **[إسناده صحيح]** انفرد به النسائي.

عَبْدُ اللهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنِ الطِّلَاءِ الْمُنَصَّفِ؟ فَقَالَ: لَا تَشْرَبْهُ.

حضرت حسن بصری سے اس طلاء کے بارے میں پوچھا جس میں سے نصف خشک ہو چکا ہو؟ تو انھوں نے فرمایا: اسے مت پی۔

٥٧٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَمَّا يُطْبَخُ مِنَ الْعَصِيرِ؟ قَالَ: مَا تَطْبُخُهُ حَتَّى يَذْهَبَ الثُّلُثَانِ وَيَبْقَى الثُّلُثُ.

۵۷۲۸- حضرت بشیر بن مہاجر نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بصری سے انگوروں کے پکے ہوئے جوس کے بارے میں پوچھا کہ کون سا جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا: جسے اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

٥٧٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ نُوحًا ﷺ نَازَعَهُ الشَّيْطَانُ فِي عُودِ الْكَرْمِ فَقَالَ: هٰذَا لِي، وَقَالَ: هٰذَا لِي، فَاصْطَلَحَا عَلَى أَنَّ لِنُوحٍ ثُلُثَهَا وَلِلشَّيْطَانِ ثُلُثَيْهَا.

۵۷۲۹- حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے شیطان نے انگور کی بیل کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انھوں نے فرمایا: یہ میری ہے۔ شیطان نے کہا: یہ میری ہے۔ آخر دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ ایک تہائی حضرت نوح علیہ السلام کی ہوگی اور دو تہائی شیطان کی۔

فائدہ: ممکن ہے یہ جھگڑا اور صلح حقیقتاً ہوئے ہوں اور اس میں کوئی عقلی یا شرعی اشکال نہیں۔ شیطان انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت کے لیے سامنے آتا رہتا تھا۔ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تمثیل ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ انگوروں میں نشہ بھی ہے اور قوت و خوراک بھی۔ نشہ شیطانی چیز ہے اور خوراک و قوت انسانی۔ اگر اسے، یعنی اس کے جوس کو پکا کر دو تہائی خشک کر لیا جائے تو باقی ماندہ ایک تہائی خالص قوت اور خوراک رہ جاتی ہے اور نشے سے محفوظ ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال جائز ہے۔

٥٧٣٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۳۰- حضرت عبدالملک بن طفیل جزری سے

٥٧٢٨ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي.

٥٧٢٩ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي.

٥٧٣٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٦٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٣٤.

عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ طُفَيْلٍ الْجَزَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ لَّا تَشْرَبُوا مِنَ الطِّلَاءِ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقٰى ثُلُثُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہمیں لکھا کہ طلاء نہ پیو حتیٰ کہ اس میں سے دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔ اور (یاد رکھو!) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (خواہ وہ طلاء ہی ہو۔)

٥٧٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ بُرْدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۷۳۱- حضرت مکحول نے کہا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(المعجم ٥٤) - **مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْعَصِيرِ وَمَا لَا يَجُوزُ** (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- انگوروں کا جوس کس حال میں پینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟

٥٧٣٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ الثَّعْلَبِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنِ الْعَصِيرِ؟ فَقَالَ: اِشْرَبْهُ مَا كَانَ طَرِيًّا، قَالَ: إِنِّي طَبَخْتُ شَرَابًا وَفِي نَفْسِي مِنْهُ، قَالَ: أَكُنْتَ شَارِبَهُ قَبْلَ أَنْ تَطْبُخَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَإِنَّ النَّارَ لَا تُحِلُّ شَيْئًا قَدْ حَرُمَ.

۵۷۳۲- حضرت ابو ثابت ثعلبی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی آیا اور ان سے انگوروں کے جوس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: جب تک وہ تازہ ہو تم پی سکتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک مشروب کو آگ پر پکایا ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں اطمینان نہیں۔ انھوں نے فرمایا: کیا اس کو پکانے سے پہلے تو اسے پی سکتا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا: پھر آگ تو کسی حرام چیز کو حلال نہیں کر سکتی۔

فائدہ: انگوروں کا جوس تازہ ہو تو نشے سے پاک ہوتا ہے لہٰذا اسے پیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ پرانا ہو جائے تو نشے کا امکان ہوتا ہے اس لیے وہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر تازہ جوس کو آگ پر پکا کر اتنا خشک کر لیا جائے کہ اس میں نشے کا امکان نہ رہے مثلاً: طلاء بن جائے تو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ گرم کرنے

٥٧٣١ـ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٣٥.

٥٧٣٢ـ **[صحيح موقوف]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٣٨، والحديث الآتي شاهد له. * أبو ثابت هو أيمن بن ثابت، وأبو يعفور هٰذا هو الأصغر، وإسمه عبد الرحمٰن بن عبيد بن نسطاس الكوفي.

سے قبل پڑا رہے حتی کہ اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر خواہ اسے گرم کر کے طلاء بنا لیا جائے' اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ ایک مرتبہ نشہ پیدا ہونے سے وہ حرام ہو گیا۔ اب آگ اسے حلال نہیں کر سکتی' خواہ آگ پر پکانے سے اس میں سے نشہ ختم بھی ہو جائے کیونکہ حرام چیز کو حلال بنانا بھی ناجائز ہے۔ سائل کا دوسرا سوال اسی کے بارے میں تھا۔

٥٧٣٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وَاللهِ! مَا تُحِلُّ النَّارُ شَيْئًا وَلَا تُحَرِّمُهُ، قَالَ: ثُمَّ فَسَّرَ لِي قَوْلَهُ لَا تُحِلُّ شَيْئًا لِقَوْلِهِمْ فِي الطِّلَاءِ وَلَا تُحَرِّمُهُ: اَلْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۵۷۳۳- حضرت عطاء نے بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا: اللہ کی قسم! آگ نہ کسی چیز کو حلال کر سکتی ہے نہ حرام۔ پھر حضرت عطاء نے اس قول کی تفسیر بیان کی کہ لوگ کہتے ہیں' نشہ آور مشروب کو آگ پر پکا کر طلاء بنا لیا جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے (حالانکہ یہ ممکن نہیں)۔ آگ کسی چیز کو حلال نہیں کر سکتی۔ اسی طرح حرام بھی نہیں کر سکتی۔ جس طرح آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کا مسئلہ ہے۔

فائدہ: ''حرام بھی نہیں کر سکتی'' یعنی صرف آگ پر پکنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جائے گی الا یہ کہ اس میں نشہ ہو یا وہ پہلے سے حرام ہو جیسے کوئی حلال چیز آگ پر پکائی جائے تو اس کو کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا بلکہ حلال چیز حلال ہی رہے گی اور وضو بھی قائم رہے گا۔

٥٧٣٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: اِشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا لَمْ يُزْبِدْ.

۵۷۳۴- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ انگوروں کا جوس اس وقت تک پی سکتے ہو جب تک اس میں جھاگ پیدا نہ ہو۔

فائدہ: جھاگ پیدا ہونا تغیر پر دلالت کرتا ہے اور یہ نشے کی علامت ہے' لہٰذا انگوروں کا جوس اتنا پرانا ہو جائے کہ اس میں جوش یا جھاگ پیدا ہو جائے تو اس کا استعمال حرام ہو جاتا ہے' البتہ آگ پر گرم کرنے سے جوش یا جھاگ پیدا ہو تو کوئی حرج نہیں کہ وہ نشے کی بنا پر نہیں بلکہ آگ کی وجہ سے ہے۔

٥٧٣٣_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٣٩.

٥٧٣٤_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٤٠.

٥٧٣٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَائِذٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْعَصِيرِ؟ قَالَ: اِشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِيَ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ.

۵۷۳۵-حضرت ہشام بن عائذ اسدی سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم (نخعی) سے انگوروں کے جوس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: جب تک اس میں جوش اور تغیر رونما نہ ہو' تو اسے پی سکتا ہے۔

فائدہ: یہ حکم صرف انگوروں کے جوس سے خاص نہیں بلکہ ہر جوس کا یہی حکم ہے۔ یا اس میں حفاظتی اجزاء شامل کیے جائیں' مثلاً: سکوائش جو سرکے کی طرح تلخ ہو جاتا ہے لیکن مخصوص دوائی کی وجہ سے اس میں جوش اور تغیر رونما نہیں ہوتا اور نشہ پیدا نہیں ہوتا' لہٰذا سکوائش کسی بھی پھل کا ہو' اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

٥٧٣٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْعَصِيرِ قَالَ: اِشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِيَ.

۵۷۳۶-حضرت عطاء نے انگوروں کے جوس کے بارے میں فرمایا: جوش اور جھاگ پیدا ہونے سے پہلے اسے پی سکتے ہو۔

٥٧٣٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: اِشْرَبْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا أَنْ يَّغْلِيَ.

۵۷۳۷-حضرت شعبی نے فرمایا: جوس کو تین دن تک بھی پیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں جوش اور جھاگ پیدا نہ ہو۔

(المعجم ٥٦) - ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْأَنْبِذَةِ وَمَا لَا يَجُوزُ (التحفة ٥٥)

باب:۵۶-کون سی نبیذ پینیں جائز ہیں اور کون سی ناجائز؟

٥٧٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۵۷۳۸-حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٥٧٣٥_[إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤١.

٥٧٣٦_[إسناده حسن] أخرجه أحمد في الأشربة: (٨٣) من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٢.

٥٧٣٧_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٣.

٥٧٣٨_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في صفة النبيذ، ح: ٣٧١٠ من حديث يحيى بن أبي عمر السيباني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٤.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ فَيْرُوزَ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَصْحَابُ كَرْمٍ وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِيمَ الْخَمْرِ فَمَاذَا نَصْنَعُ؟ قَالَ: «تَتَّخِذُونَهُ زَبِيبًا» قُلْتُ: فَنَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ مَاذَا؟ قَالَ: «تَنْقَعُونَهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَتَنْقَعُونَهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلَى غَدَائِكُمْ» قُلْتُ: أَفَلَا نُؤَخِّرُهُ حَتَّى يَشْتَدَّ؟ قَالَ: «لَا تَجْعَلُوهُ فِي الْقُلَلِ، وَاجْعَلُوهُ فِي الشِّنَانِ، فَإِنَّهُ إِنْ تَأَخَّرَ صَارَ خَلًّا».

انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں انگور بہت ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا ہے۔ ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''تم اسے منقیٰ بنالو۔'' میں نے عرض کی: منقیٰ کو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''تم صبح کے وقت اسے پانی میں بھگو دیا کرو اور شام کے وقت پی لیا کرو۔ اسی طرح شام کے وقت اسے بھگو دیا کرو اور صبح کے وقت پی لیا کرو۔'' میں نے کہا: ہم اس کو زیادہ دیر تک نہ پڑا رہنے دیں کہ وہ گاڑھا ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ''مٹکوں میں ڈال کر نہ رکھو بلکہ چمڑے کے مشکیزوں میں رکھو کیونکہ ان میں زیادہ دیر بھی پڑا رہا تو سرکہ بن جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث سے چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور شام کے کھانے کے ساتھ نبیذ وغیرہ پینا یا کوئی دوسری ''ڈش'' استعمال کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ اسراف میں شامل نہیں۔ ③ ''ہم کیا کریں؟'' مقصد یہ تھا کہ انگور زیادہ دیر تک رکھے نہیں جا سکتے' خراب ہو جاتے ہیں۔ فوراً اتنے انگور کھائے بھی نہیں جا سکتے۔ شراب بنانے سے روک دیا گیا ورنہ ہم ان سے شراب تیار کر کے رکھ لیتے اور بیچتے رہتے۔ گویا معاشی مشکل کی طرف اشارہ کیا کہ اس طرح ہماری فصل ضائع ہو جائے گی تو آپ نے یہ حل تجویز فرمایا کہ انگوروں کو خشک کر کے منقیٰ بنالو۔ پھر جب تک چاہو' کھاؤ۔ جب چاہو' بیچو۔ ④ ''منقیٰ کو ہم کیا کریں؟'' اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے لیے کھانے کے علاوہ اس کا اور کون سا استعمال جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: اس سے نبیذ تیار کر کے پی سکتے ہو لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہو۔ ⑤ ''سرکہ بن جائے گا'' یہ علت ہے مٹکے میں نبیذ نہ بنانے کی کہ مٹکے میں نبیذ زیادہ دیر تک پڑا رہا تو اس میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حرام ہو جائے گا جبکہ مشکیزے میں دیر تک پڑا بھی رہا تو زیادہ سے زیادہ ترش ہو جائے گا اور سرکہ بن جائے گا' یعنی سرکے کی طرح استعمال ہو سکے گا۔ نشہ پیدا نہ ہوگا' لہٰذا وہ ضائع نہیں ہوگا۔

٥٧٣٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوعُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ عَنْ ضَمْرَةَ، عَنِ [السَّيْبَانِيِّ] عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا فَمَاذَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَبِّبُوهَا» قُلْنَا: فَمَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ؟ قَالَ: يَعْنِي «انْبِذُوهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ فِي الشِّنَانِ وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقِلَالِ، فَإِنَّهُ إِنْ تَأَخَّرَ صَارَ خَلًّا».

۵۷۳۹- حضرت دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور بہت ہوتے ہیں، ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو منقیٰ بنا لو۔'' ہم نے کہا: پھر منقیٰ کو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کے وقت نبیذ بنا لیا کرو اور شام کے کھانے کے ساتھ پی لیا کرو۔ اسی طرح شام کے وقت نبیذ بنا کر صبح کے کھانے کے ساتھ پی لیا کرو۔ لیکن نبیذ چمڑے کے مشکیزوں میں بناؤ۔ مٹکوں میں نہ بناؤ کیونکہ مشکیزوں میں اگر وہ دیر تک بھی پڑا رہا تو وہ سرکہ بن جائے گا۔''

٥٧٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُطِيعٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ فَإِنْ بَقِيَ فِي الْإِنَاءِ شَيْءٌ لَمْ يَشْرَبُوهُ أُهْرِيقَ.

۵۷۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ آپ اسے اگلے دن یا اس سے اگلے دن پی لیتے تھے۔ جب تیسری رات کی شام ہو جاتی تو اگر برتن میں کچھ بچ رہتا جو ابھی تک پیا نہ جا سکا ہوتا تو اسے بہا دیا جاتا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایک دن رات کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ گرمی کے موسم میں جب اس کے نشہ آور ہو جانے کا خطرہ ہوتا تھا تو صرف ایک دن رات پر اکتفا فرماتے ہوں گے اور سردیوں وغیرہ میں دو دن یا تین دن تک پی لیتے ہوں گے، نیز یہ نبیذ چمڑے کے مشکیزے میں بنایا جاتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

٥٧٣٩_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٥.

٥٧٤٠_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٦، صوابه: أخبرنا أبوداود الحراني قال: حدثنا يعلى بن عبيد قال: حدثنا مطيع (الغزالي) عن أبي عثمان به . . . الخ، والصواب عن أبي عمر بدل عن أبي عثمان، وهو يحيى بن عبيد البهراني، والحديث في صحيح مسلم كما سيأتي، ح: ٥٧٤٢.

کی روایت میں صراحت ہے' اس لیے زیادہ دیر رہنے سے بھی نشے کا خطرہ نہیں ہوتا تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ ترش ہوسکتا تھا' لہٰذا دونوں روایات درست ہیں۔ مقصود نشے سے بچاؤ ہے۔

٥٧٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ.

۵۷۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ پانی میں بھگویا جاتا تو آپ اسے اس دن' اگلے دن اور اس سے اگلے دن پی لیا کرتے تھے۔

فائدہ: ''پی لیا کرتے تھے'' بشرطیکہ نشے کا خطرہ پیدا نہ ہو۔ جب نشے کا خطرہ ہوتا تو اسے بہا دیتے۔

٥٧٤٢- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ [يَحْيَى ابْنِ أَبِي عَمْرٍو]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ نَبِيذُ الزَّبِيبِ مِنَ اللَّيْلِ فَيَجْعَلُهُ فِي سِقَاءٍ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ الثَّالِثَةِ سَقَاهُ أَوْ شَرِبَهُ، فَإِنْ أَصْبَحَ مِنْهُ شَيْئًا أَهْرَاقَهُ.

۵۷۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ کی نبیذ رات کو بنائی جاتی۔ آپ اسے مشکیزے میں بناتے۔ پھر اس دن' اگلے دن اور اس سے اگلے دن تک اسے پیتے رہتے۔ جب تیسری رات ہوتی تو اسے پی لیتے یا کسی کو پلا دیتے اور اگر صبح تک کچھ بچ رہتی تو اسے بہا دیتے۔

فائدہ: رات کے وقت اگر منقیٰ پانی میں بھگویا جائے تو دن کے وقت وہ نبیذ بنتی ہے۔ اس سے پہلے تو پھل الگ ہوتا ہے اور پانی الگ۔ دن کے وقت منقیٰ کو پانی میں مل کر پھر کپڑے سے نچوڑ کر نبیذ تیار ہوتی ہے' لہٰذا پہلی رات کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد مزید دو دن اور دو رات تک اس کو رکھ کر پیا جاتا تھا۔ تیسری رات شروع ہونے پر یا تو اسے پی لیتے تھے یا اگر بچ رہتی تو بہا دیتے۔ گویا مجموعی طور پر نبیذ تین دن اور دو رات تک پی جا سکتی ہے۔

٥٧٤١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٧.

٥٧٤٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤/ ٨٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٨.

٥٧٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءِ الزَّبِيبِ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَيُنْبَذُ لَهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً، وَكَانَ يَغْسِلُ الْأَسْقِيَةَ وَلَا يَجْعَلُ فِيهَا دُرْدِيًّا وَلَا شَيْئًا قَالَ نَافِعٌ: فَكُنَّا نَشْرَبُهُ مِثْلَ الْعَسَلِ.

۵۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق روایت ہے کہ ان کے لیے صبح کے وقت مشکیزے میں منقیٰ بھگویا جاتا تو وہ اسے رات کو پی لیتے اور شام کے وقت بھگویا جاتا تو دن کو پی لیتے۔ آپ مشکیزوں کو اچھی طرح دھویا کرتے تھے اور تلچھٹ وغیرہ کوئی چیز اس میں نہیں ڈالتے تھے۔ حضرت نافع (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ اور شاگرد) نے فرمایا کہ ہم اس نبیذ کو پیتے تھے تو وہ شہد جیسی ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① ''تلچھٹ وغیرہ'' یعنی سابقہ نبیذ کے میل کچیل کو دھو ڈالتے تھے اور نئی نبیذ میں اسے شامل نہیں کرتے تھے کیونکہ اس میں زیادہ دیر پڑے رہنے کی وجہ سے نشے کا امکان ہو سکتا تھا جبکہ نشہ پسند حضرات تو اسے خصوصاً شامل رکھتے ہیں تاکہ اچھی طرح تیزی آئے۔ ② ''شہد جیسی'' یعنی خالص میٹھی ہوتی تھی۔ اس میں کوئی ترشی نہیں ہوتی تھی۔ ظاہر ہے ایک رات یا ایک دن میں ترشی پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں ہوتا اگرچہ مطلق ترشی نبیذ کو حرام نہیں کرتی جب نشہ نہ ہو' آخر سرکہ بھی تو ترش ہی ہوتا ہے۔ اور وہ بالاتفاق حلال و جائز ہے۔

٥٧٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَسَّامٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيذِ؟ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُنْبَذُ لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً، وَيُنْبَذُ لَهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ.

۵۷۴۴- حضرت بسام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر (باقر) رحمہ اللہ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: والد (محترم) حضرت علی بن حسین (زین العابدین) رحمہ اللہ کے لیے رات کے وقت نبیذ بنائی جاتی تو اسے دن کو پی لیتے اور دن کے وقت بنائی جاتی تو رات کو پی لیتے۔

٥٧٤٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ سُئِلَ عَنِ

۵۷۴۵- حضرت عبداللہ (بن مبارک) نے فرمایا کہ حضرت سفیان (ثوری) سے نبیذ کے بارے میں

٥٧٤٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٠.

٥٧٤٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥١.

٥٧٤٥ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٢.

النَّبِيذِ؟ قَالَ: اِنْتَبِذْ عَشِيًّا وَّاشْرَبْهُ غُدْوَةً.

پوچھا گیا تو میں نے انھیں فرماتے سنا کہ رات کو نبیذ بنا اور صبح پی لے۔

فائدہ: یعنی ایک دن رات سے زائد نہ رکھ۔ رات کی بنی ہوئی نبیذ دن کو کسی وقت بھی پی جا سکتی ہے۔ اور اگر موسم ساتھ دے' یعنی نشے کا امکان نہ ہو تو اس سے زائد بھی رکھی جا سکتی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

٥٧٤٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ: أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَحَدَّثَهَا عَنِ النَّضْرِ ابْنِهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْبِذُ فِي جَرٍّ يَنْبِذُ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً.

۵۷۴۶- حضرت ام الفضل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسے اپنے بیٹے نضر کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ مٹکے میں نبیذ بناتا ہے۔ صبح نبیذ بناتا ہے تو شام کو پی لیتا ہے۔

٥٧٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّجْعَلَ نَطْلَ النَّبِيذِ فِي النَّبِيذِ لِيَشْتَدَّ بِالنَّطْلِ.

۵۷۴۷- حضرت سعید بن مسیّب کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ سابقہ نبیذ کی تلچھٹ کو نئی نبیذ میں شامل کیا جائے تاکہ اس میں تیزی پیدا ہو۔

فائدہ: اس بات کی تفصیل حدیث: ۵۷۴۳ میں بیان ہو چکی ہے کہ بعض لوگ اوپر سے نبیذ کو نتھار لیتے تھے اور پیندے میں بچ رہنے والی تلچھٹ کو اسی طرح رہنے دیتے۔ اوپر سے نئی نبیذ ڈال دیتے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ نبیذ میں تیزی پیدا ہو جائے۔ ظاہر ہے پرانی تلچھٹ میں نشے کا امکان ہوتا ہے' اس لیے یہ طریقہ غلط ہے۔ شرعی مقاصد کے خلاف ہے' خصوصاً جب کہ یہ عمل بار بار دہرایا جائے۔

٥٧٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ فِي النَّبِيذِ:

۵۷۴۸- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: نبیذ میں تلچھٹ شامل کی جائے تو وہ شراب بن جاتی ہے۔

٥٧٤٦_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٣. * أبوعثمان مجهول الحال.

٥٧٤٧_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٤، وله شواهد.

٥٧٤٨_ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٥، وله شواهد.

خَمْرُهُ دُرْدِيُّهُ.

فائدہ: ’’شراب بن جاتی ہے‘‘ یعنی اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا حکم شراب کا سا ہو جاتا ہے، یعنی اسے پینا حرام ہو جاتا ہے کیونکہ شرعی طور پر نشہ آور مشروب اور شراب کا حکم ایک ہے۔

٥٧٤٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْخَمْرُ لِأَنَّهَا تُرِكَتْ حَتّٰى مَضٰى صَفْوُهَا وَبَقِيَ كَدَرُهَا، وَكَانَ يَكْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ يُنْبَذُ عَلٰى عَكَرٍ.

۵۷۴۹-حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: شراب کو شراب اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسے رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ جب صاف صاف (جوس) ختم ہو جاتا ہے اور نیچے میل کچیل اور تلچھ[illegible]قی رہ جاتی ہے (تو اسے استعمال کیا جاتا ہے (اس لیے) وہ ہر ا[illegible] [illegible]بیذ کو ناپسند فرماتے تھے جس میں تلچھٹ شامل کی جائے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ شراب میں بھی نشہ اس تلچھٹ کی بنا پر ہوتا ہے جو نیچے رہ جاتی ہے۔ اور صاف مشروب خشک ہو جاتا ہے۔ اگر نبیذ کی تلچھٹ کو دوسری نبیذ میں شامل کر دیا جائے تو اس میں اور شراب میں کیا فرق رہے گا؟ اس میں بھی نشہ پیدا ہو جائے گا۔ گویا حضرت سعید بن مسیّب شراب کی وجہ تسمیہ بیان نہیں فرما رہے بلکہ شراب کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں کہ اسے نشے کی بنا پر شراب کہا جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٧) - **ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ فِي النَّبِيذِ** (التحفة ٥٥)- ألف

باب: ۵۷-نبیذ کی بابت ابراہیم نخعی پر اختلاف کا بیان

٥٧٥٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا فَسَكِرَ مِنْهُ، لَمْ يَصْلُحْ لَهُ أَنْ يَعُودَ فِيهِ.

۵۷۵۰-حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا: سلف کا مسلک یہ تھا کہ جو شخص کوئی مشروب پیے اور اسے نشہ محسوس ہو تو اس کے لیے اسے دوبارہ پینا جائز نہیں۔

٥٧٤٩ـ[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٦.

٥٧٥٠ـ[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٧.

فائدہ: گویا حضرت ابراہیم نخعی کسی بھی نشہ آور مشروب کو پینا جائز نہیں سمجھتے تھے، نہ قلیل نہ کثیر۔ اور انھوں نے یہ مسلک سلف سے نقل فرمایا ہے۔ سلف سے مراد صحابہ اور کبار تابعین ہیں۔

٥٧٥١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: لَا بَأْسَ بِنَبِيذِ الْبُخْتُجِ.

۵۷۵۱- حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ پختہ نبیذ (شیرے) میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ''پختہ'' عربی میں لفظ بختج استعمال ہوا ہے جو کہ دراصل پختہ کا ہی عربی تلفظ ہے۔ اس سے مراد وہ نبیذ ہے جسے آگ پر پکا کر تیار کیا جائے، مثلاً: طلاء جس کی تفسیر پیچھے گزر چکی ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس میں نشہ نہ پایا جائے۔ (دیکھیے، احادیث: ۵۷۱۸ - ۵۷۳۰)

٥٧٥٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي مِسْكِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ قُلْتُ: إِنَّا نَأْخُذُ دُرْدِيَّ الْخَمْرِ أَوِ الطِّلَاءِ فَنُنَظِّفُهُ، ثُمَّ نَنْقَعُ فِيهِ الزَّبِيبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ نُصَفِّيهِ، ثُمَّ نَدَعُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ فَنَشْرَبُهُ قَالَ: يُكْرَهُ.

۵۷۵۲- حضرت ابومسکین سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے پوچھا کہ ہم شراب یا طلاء کی باقی ماندہ تلچھٹ کو لے کر اسے صاف کرتے ہیں، پھر اس میں منقیٰ بھگو کر تین دن تک پڑا رہنے دیتے ہیں، پھر اسے صاف کر کے رکھ چھوڑتے ہیں حتیٰ کہ وہ تیار ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے پی لیتے ہیں۔ (کیا یہ درست ہے؟) انھوں نے کہا کہ مکروہ اور ناجائز ہے۔

فائدہ: مکروہ دو قسم کا ہوتا ہے: مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی۔ مکروہ تحریمی حرام کی طرح ہی ہوتا ہے۔ اگر یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہو تو یہ صحیح ہے اور حضرت ابراہیم کے سابقہ اقوال کے مطابق ہے۔ اسی معنی کو ترجیح ہونی چاہیے کیونکہ شراب کی تلچھٹ بھی شراب کی طرح حرام ہے۔ اس میں بھی شراب کے اثرات ہوتے ہیں، لہٰذا جس نبیذ میں وہ شامل ہوگی، وہ بھی حرام ہوگی کیونکہ شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ اور اگر اس سے مکروہ

٥٧٥١ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٨. * سفيان الثوري وشيخه عنعنا، وأبومعشر لعله زياد بن كليب.

٥٧٥٢ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٩. * أبومسكين مستور الحال.

تنزیہی مراد ہو کہ اس سے پرہیز بہتر ہے تو پھر یہ احناف کے مشہور قول کے مطابق ہوگا کہ شراب کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروب نشے سے کم استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

٥٧٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: رَحِمَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ، شَدَّدَ النَّاسُ فِي النَّبِيذِ وَرَخَّصَ فِيهِ.

۵۷۵۳- حضرت ابن شبرمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم (نخعی) پر رحم فرمائے کہ لوگوں نے (نشہ آور) نبیذ کے بارے میں سختی کی ہے مگر حضرت ابراہیم نے اس کے پینے کی رخصت دی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے (سابقہ روایات کے برعکس) یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی کا مسلک عام نشہ آور شراب کے بارے میں عام احناف والا تھا کہ اسے نشے سے کم کم پینا جائز ہے مگر یاد رہے کہ اس روایت کے ناقل وہی ابن شبرمہ ہیں جنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مفہوم کی روایت بیان کی ہے۔ (دیکھیے، روایت: ۵۶۸۹) جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا اس روایت کو بھی معتبر نہیں قرار دیا جا سکتا، خصوصاً جب کہ سختی کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین ہیں۔ اور صحیح احادیث بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اور اگر حضرت ابراہیم نشہ آور نبیذ کو تھوڑی مقدار میں پینا جائز سمجھتے تھے (جیسا کہ آئندہ روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے) تو ان کی بات صحابہ اور جمہور تابعین کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی خصوصاً جب کہ صحیح احادیث بھی اس قول کے خلاف ہیں۔ تفصیلات گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکی ہیں۔ ② ''رحم فرمائے'' یہ الفاظ بطور افسوس ہیں نہ کہ بطور تحسین کیونکہ حضرت ابن شبرمہ خود ایسے مشروب کو جائز نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۵۷۶۱)

٥٧٥٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: مَا وَجَدْتُ الرُّخْصَةَ فِي الْمُسْكِرِ عَنْ أَحَدٍ صَحِيحًا إِلَّا عَنْ إِبْرَاهِيمَ.

۵۷۵۴- حضرت ابو اسامہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ابراہیم نخعی کے علاوہ کسی (صحابی یا تابعی) سے نشہ آور نبیذ کے پینے کی رخصت صحیح سند کے ساتھ نہیں پائی۔

فائدہ: گویا اس مسئلے میں حضرت ابراہیم نخعی منفرد ہیں۔ تمام صحابہ و تابعین ہر نشہ آور مشروب کو مطلقاً ممنوع قرار دیتے ہیں جب کہ ابراہیم نخعی نے قلیل کی اجازت دی ہے۔ اسی سے ان کے قول کی وقعت اور حیثیت

٥٧٥٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٠. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٥٧٥٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦١.

معلوم ہو جاتی ہے۔ صحابہ کے اجماع کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر کوئی جان بوجھ کر کرے تو قرآن مجید میں اس کے لیے بڑے سخت الفاظ آئے ہیں۔ اللہ بچائے!

٥٧٥٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُسَامَةَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَطْلَبَ لِلْعِلْمِ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، الشَّامَاتِ وَمِصْرَ وَالْيَمَنَ وَالْحِجَازَ.

٥٧٥٥- حضرت ابو اسامہ نے فرمایا کہ میں نے شام کے تمام علاقوں: مصر، یمن اور حجاز میں کوئی شخص حضرت عبداللہ بن مبارک سے بڑھ کر علم کا طالب نہیں پایا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اور علمی وجاہت کو بیان کرنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مندرجہ بالا بات کو غیر محقق نہ سمجھا جائے۔ وہ بہت بڑے محقق عالم تھے۔ اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ سوائے حضرت ابراہیم نخعی کے کسی صحابی، تابعی سے نشہ آور نبیذ کی رخصت صحیح سند کے ساتھ نہیں آتی، لہٰذا یہ ان کی ''بہت بڑی'' غلطی ہے...... رحمہ اللہ...... ② ''شام کے علاقے میں'' عربی میں اس کے لیے لفظ شامات استعمال کیا گیا ہے، یعنی شام کی جمع جبکہ باقی علاقے مفرد ہیں کیونکہ شام بہت وسیع صوبہ تھا جس میں بہت سے علاقے پائے جاتے تھے۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ الْأَشْرِبَةِ الْمُبَاحَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ٥٨- مباح اور جائز مشروبات کا بیان

٥٧٥٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ فَقَالَتْ: سَقَيْتُ فِيهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّ الشَّرَابِ: اَلْمَاءَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَالنَّبِيذَ.

٥٧٥٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: (میری والدۂ محترمہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس کے بارے میں وہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کا مشروب پلایا ہے: پانی بھی، شہد بھی، دودھ بھی اور نبیذ بھی۔

فوائد و مسائل: ① پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رشتہ داری کی وجہ سے اکثر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور

٥٧٥٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٢.

٥٧٥٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٣.

ان کی ہمشیرہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس طرح انھیں رسول اللہ ﷺ فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَ نَفْسِي وَرُوحِي کی خدمت اور خاطر تواضع کے مواقع حاصل ہوتے رہتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ! ② یاد رہے کہ یہاں نبیذ سے مراد تازہ نبیذ ہے جو نشے سے کوسوں دور ہوتی تھی۔

٥٧٥٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيذِ؟ فَقَالَ: اِشْرَبِ الْمَاءَ وَاشْرَبِ الْعَسَلَ وَاشْرَبِ السَّوِيقَ وَاشْرَبِ اللَّبَنَ الَّذِي نُجِعْتَ بِهِ، فَعَاوَدْتُّهُ فَقَالَ: اَلْخَمْرَ تُرِيدُ؟ اَلْخَمْرَ تُرِيدُ؟.

۵۷۵۷- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: پانی پی' شہد پی' ستو پی اور دودھ پی جس کے ساتھ تیری پرورش ہوئی تھی۔ میں نے دوبارہ سوال کیا تو (غصے سے) فرمانے لگے: تو شراب پینا چاہتا ہے؟ تو شراب پینا چاہتا ہے؟

فوائد و مسائل: ① حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ نبیذ ہر قسم کی ہوتی ہے: نشہ آور بھی اور سادہ بھی۔ اگر میں تجھے کہہ دوں کہ نبیذ پیا کر تو خطرہ ہے کہ تو نشہ آور نہ پینے لگے کیونکہ بسا اوقات معمولی نشہ محسوس نہیں ہوتا۔ لوگ بھی تَسَاهُلْ برت لیتے ہیں' لہٰذا عام آدمی کے لیے اس سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نشہ آور نبیذ کو شراب ہی سمجھتے تھے اور یہی صحیح ہے۔ ② محقق کتاب سفیان ثوری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے حدیث کو مطلق ضعیف قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر محققین کے نزدیک ان کی عنعنہ والی روایت بھی صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ قلیل التدلیس تھے' نیز جبکہ ان سے مروی اس قسم کی احادیث سے دیگر احادیث کی مخالفت بھی نہ ہوتی ہو' اس لیے جن روایات کو انھوں نے سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے ہمارے نزدیک وہ روایات صحیح ہیں۔

٥٧٥٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ،

۵۷۵۸- حضرت (عبداللہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب لوگوں نے کئی قسم کے مشروب ایجاد کر لیے ہیں۔ میں نہیں جانتا' وہ کیا اور کیسے ہیں؟ بیس یا چالیس

٥٧٥٧_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٤. * سفيان الثوري عنعن.

٥٧٥٨_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٥. * محمد هو ابن سيرين.

عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَحْدَثَ النَّاسُ أَشْرِبَةً مَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ فَمَا لِي شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً، أَوْ قَالَ: أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا الْمَاءُ وَالسَّوِيقُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيذَ.

سال ہو گئے ہیں کہ میں نے پانی یا ستو کے علاوہ کوئی اور مشروب نہیں پیا۔ انھوں نے نبیذ کا ذکر نہیں فرمایا۔

٥٧٥٩- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ: أَحْدَثَ النَّاسُ أَشْرِبَةً مَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ وَمَا لِي شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً إِلَّا الْمَاءُ وَاللَّبَنُ وَالْعَسَلُ.

۵۷۵۹- حضرت عبیدہ (سلمانی) نے فرمایا کہ لوگوں نے بے شمار مشروب بنا لیے ہیں۔ میں نہیں جانتا' وہ کون کون سے اور کیسے ہیں؟ میری حالت تو یہ ہے کہ بیس سال گزر چکے ہیں کہ میرے پاس پانی' دودھ اور شہد کے علاوہ کوئی اور مشروب نہیں ہوتا۔

فائدہ: کوئی بعید نہیں کہ دونوں بزرگوں نے اپنا اپنا معمول بتلایا ہو کہ ہم نے کبھی کوئی مشکوک مشروب پیا ہی نہیں اور ممکن ہے کہ امام صاحب کا مقصود دو روایات ذکر کرنے سے یہ ہو کہ بعض راویوں نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بتلایا ہے اور بعض نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ کا۔ واللہ أعلم.

٥٧٦٠- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ لِأَهْلِ الْكُوفَةِ فِي النَّبِيذِ: فِتْنَةٌ يَرْبُو فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا كَانَ فِيهِمْ عُرْسٌ كَانَ طَلْحَةُ وَزُبَيْدٌ يَسْقِيَانِ اللَّبَنَ وَالْعَسَلَ، فَقِيلَ لِطَلْحَةَ: أَلَا تَسْقِيهِمُ النَّبِيذَ؟ قَالَ: إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْكَرَ مُسْلِمٌ فِي سَبَبِي.

۵۷۶۰- حضرت ابن شبرمہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبیذ کے بارے میں کوفے والوں سے فرمایا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس میں تمھارے چھوٹے پرورش پاتے ہیں اور تمھارے بڑے اسے پیتے پیتے کھوسٹ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب کوئی شادی ہوتی تو حضرات طلحہ و زبید رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ انھوں نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کوئی مسلمان نشے

٥٧٥٩_ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٦.

٥٧٦٠_ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٧.

میں آئے۔

فوائد و مسائل: ① ''فتنہ ہے'' مقصود یہ ہے کہ اہل کوفہ نبیذ پر بہت فریفتہ ہیں۔ کیا بچے' کیا بوڑھے سب اسے پیتے ہیں۔ اور بے تحاشا پیتے ہیں حتیٰ کہ مسکر اور غیر مسکر کا فرق بھی روا نہیں رکھتے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نبیذ میں فائدہ بھی ہے' نقصان بھی۔ نوجوان اور بچوں کے لیے تو مفید ہے کہ اس سے ان کی نشوونما ہوتی ہے اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے مگر بڑی عمر کے آدمی کے لیے یہ مضر ہے کیونکہ اس سے وہ جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بڑھاپے میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ کھوسٹ بوڑھا بن جاتا ہے۔ چونکہ اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی' لہٰذا اسے فتنہ کہا گیا۔ ② ''نشے میں آئے'' کیونکہ نبیذ میں نشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے پینے سے پہلے نشے کا پتہ نہ چلے۔ پینے کے بعد معلوم ہو کہ اس میں نشہ پیدا ہو چکا تھا۔ اس طرح انجانے میں نشے کا استعمال ہو جائے گا۔ اس کی بجائے وہ مشروب پیے جائیں جن میں نشے کا امکان ہی نہ ہو۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٧٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ: كَانَ ابْنُ شُبْرُمَةَ لَا يَشْرَبُ إِلَّا الْمَاءَ وَاللَّبَنَ.

۵۷۶۱- حضرت جریر نے فرمایا: حضرت ابن شبرمہ پانی اور دودھ کے علاوہ کوئی مشروب نہیں پیتے تھے۔

آخِرُ كِتَابِ الْأَشْرِبَةِ، وَهُوَ آخِرُ كِتَابِ الْمُجْتَبٰى مِنَ النَّسَائِيِّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِينَ، وَعَنِ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ. (تَمَّتْ).

فوائد و مسائل: ① مقصود نبیذ کی نفی ہے کیونکہ اس میں نشے کا امکان ہوتا ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مشکوک مشروب پئیں۔ یہ ان کا کمال تقویٰ ہے' نیز اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن شبرمہ نبیذ کو جب اس میں نشہ نہ ہو' جائز نہیں سمجھتے' لہٰذا روایت: ۵۷۵۳ میں حضرت ابراہیم نخعی کے بارے میں ان کے الفاظ ''اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم پر رحم فرمائے!'' تحسین کے طور پر نہیں بلکہ افسوس کے طور پر ہیں کیونکہ ان سے ایسے نبیذ کا جواز منقول ہے۔ ② حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ کوفہ کے قاضی اور عادل و ثقہ شخص تھے مگر ان کے حافظے میں کچھ کمی تھی جس کی بنا پر ان کو کمزور بھی کہا گیا۔ قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ کوفہ کے معتبر فقیہ بھی تھے اور انتہائی پرہیزگار عابد

٥٧٦١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٨.

وزاہد بھی۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّ اسِعَةً. ③ حضرت امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کو تقویٰ اور ورع کے مضمون پر ختم فرمایا کہ علم سے مقصود تقویٰ ہے۔ ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓءُ﴾ (فاطر ۳۵:۲۸) تقویٰ نہ ہو تو مسلم بے کار ہے۔ یہ ختم کتاب کا بہترین انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بھی ایمان وتقویٰ پر فرمائے۔ آمین.

مولائے رحیم وکریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ علمی کام جو ربیع الاول کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں جو کہ نزول قرآن کا مہینہ ہے' میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل واحسان پر میں جس قدر بھی شکر ادا کروں' کم ہے اور مجھ جیسا عاجز اور بے پایہ شخص تو شکر ادا کرنے کے بھی اہل نہیں۔

ہزار بار بشویم دہانم زِ عرقِ گلاب
نامِ تو گفتن ہنوز بے ادبی ست

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

فہرست اطراف الحدیث

شعبۂ تحقیق و تصنیف دار السلام

أ

ب

ت

ث

ج

ح

خ

د

ذ

ز

س

ش

ص

ع

غ

ق

ل

ن

هـ

ي